ریاض الصالحین
جلد دوم
ترجمہ و فوائد
حافظ صلاح الدین یوسف
دار السلام

جمادی الاوّل ۱۴۱۸ھ ستمبر ۱۹۹۷ء

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

پوسٹ بکس نمبر ۲۲۷۴۳ ریاض ۱۱۴۱۶ مملکت سعودی عرب
فون نمبر ۴۰۳۳۹۶۲ فیکس ۴۰۲۱۶۵۹

ترجمہ و فوائد

رياض الصالحين

جلد دوم

تأليف

أبو زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي

(۶۳۱-۶۷۶ھ)

ترجمہ، فوائد، تحقیق و تخریج

حافظ صلاح الدین یوسف

نظر ثانی

حافظ عبدالسلام بھٹوی

دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

ریاض - لاہور

فہرست

ریاض الصالحین مترجم (جلد دوم)

٨ - كِتَابُ الْفَضَائِلِ

١٨٠ - بابُ فَضْلِ قِراءَةِ الْقُرْآنِ

۱۸۰۔ قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت کا بیان

٩٩١ - عن أَبي أُمَامَةَ رضي الله عنهُ قالَ: سَمِعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «اقرَؤُوا القُرْآنَ فإنَّهُ يَأتي يَوْمَ القِيامَةِ شَفِيعاً لأَصْحَابِهِ» رواه مسلم.

۱/ ۹۹۱ ۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' قرآن (کثرت سے) پڑھا کرو' اس لئے کہ قیامت والے دن یہ اپنے پڑھنے والے ساتھیوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن.

فوائد: اس میں قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے کی فضیلت کا بیان ہے' کیونکہ عمل کے بغیر محض خوش الحانی سے پڑھ لینے کی اللہ کے ہاں کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ سفارشی کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اور وہ اپنے قاری اور عامل کے گناہوں کی مغفرت کا اللہ سے سوال کرے گا' جسے اللہ قبول فرمائے گا' جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔

٩٩٢ - وعن النَّوَّاسِ بنِ سَمعَانَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: سَمِعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «يُؤْتَى يَوْمَ القِيَامَةِ بالقُرْآنِ وَأَهْلِهِ الَّذينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ في الدُّنْيَا تَقدُمهُ سورَةُ البَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ، تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا» رواهُ مسلم.

۲/ ۹۹۲ ۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کہ قیامت والے دن قرآن کو اور ان لوگوں کو جو دنیا میں اس پر عمل کرتے تھے' (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا' سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ان کے آگے آگے ہوں گی' اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ (مسلم) (کتاب و باب مذکور)

فوائد: یعنی بارگاہ الٰہی میں قرآن کریم اور خاص طور پر مذکورہ سورتیں' اپنے پڑھنے والے اور ان پر عمل کرنے والے کے لئے سفارش کریں گی اور رب سے اصرار و تکرار کرکے ان کی مغفرت کروائیں گی۔

٩٩٣ ـ وعن عثمانَ بنِ عفانَ رضيَ اللهُ عنهُ قال: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ القرْآنَ وَعَلَّمَهُ» رواه البخاري.

۳ / ۹۹۳ ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھلائے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلّم القرآن وعلّمه.

فوائد: اس میں قرآن کریم کی تعلیم و تعلم یعنی خود سیکھنے اور دوسروں کو، اللہ کی رضا کے لئے، سکھلانے کی فضیلت ہے۔

٩٩٤ ـ وعن عائشةَ رضيَ الله عنهَا قالتْ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «الّذِي يَقرَأُ القُرْآنَ وَهُوَ ماهرٌ بِهِ مع السَّفَرَةِ الكِرام البَرَرَةِ، وَالذي يَقرَأُ القُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عليهِ شَاقٌّ له أَجْرانِ» متفقٌ عليه.

۴ / ۹۹۴ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ (صحت کے ساتھ) قرآن کریم پڑھنے میں ماہر ہے، تو وہ (قیامت والے دن) بزرگ، نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہو گا اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے، اس کے لئے دگنا اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التوحيد، باب قول النبي ﷺ الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة، وكتاب التفسير، تفسير سورة عبس ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الماهر بالقرآن والذي يتتعتع فيه.

فوائد: ماہر سے مراد قرآن کریم کا حافظ اور تجوید و حسن صوت سے پڑھنے والا ہے۔ جیسا کہ امام بخاری کی روایت کے الفاظ اور ان کی تبویب سے واضح ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو حافظ نہیں ہے اور تجوید و حسن صوت سے بھی بہرہ ور نہیں ہے۔ اس لئے قرآن فصاحت و روانی سے نہیں پڑھ سکتا، لیکن اس کے باوجود ذوق و شوق سے اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور پڑھنے میں جو مشقت ہوتی ہے، اسے برداشت کرتا ہے، اس مشقت کی وجہ سے اسے دگنا اجر ملے گا۔ سفرۃ، سے مراد، وحی پہنچانے والے فرشتے ہیں۔ یہ مسافر کی جمع ہے، امام بخاری نے اس کے معنی کئے ہیں، صلح کرانے والا۔ فرشتوں کو بھی، جو اللہ کی وحی اور اس کی طرف سے تادیب لے کر اترتے ہیں، ان سفیروں کی مثل قرار دیا گیا جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتے ہیں۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورۂ عبس)

٩٩٥ ـ وعن أَبِي موسى الأَشْعَرِيِّ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ المُؤمِنِ الّذي يَقرَأُ القرآنَ مثلُ الأُتْرجَّةِ، رِيحهَا طَيِّبٌ وَطَعمُها طَيِّبٌ، وَمثلُ المؤمنِ الّذِي لا يَقرَأُ القُرْآنَ كمثَل

۵ / ۹۹۵ ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس مومن کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے، ترنجبین (نارنگی) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور اس کا مزہ بھی اچھا۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا، کھجور کی سی

التَّمرَةِ، لا رِيحَ لهَا وَطعمُهَا حُلوٌ، وَمثَلُ المُنَافِقِ الذي يَقرَأُ القرْآنَ كمَثَلِ الرَّيحانَةِ، رِيحُها طَيِّبٌ وَطَعمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ المُنَافِقِ الذي لا يَقرَأُ القرْآنَ كمَثَلِ الحَنْظَلَةِ، لَيسَ لهَا رِيحٌ وَطَعمُهَا مُرٌّ» متفقٌ عليه.

ہے' اس کی خوشبو نہیں' لیکن اس کا مزہ میٹھا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے' خوشبو دار پودے (جیسے گلاب' یاسمین وغیرہ) کی طرح ہے' جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزہ تلخ ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا' اندرائن (یا تمہ) کی طرح ہے' جس میں خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔
(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأطعمة، وكتاب فضائل القرآن، وكتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن.

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا حافظ اور اس پر عمل کرنے والا مومن تو خوش رنگ اور خوش ذائقہ پھل کی طرح عنداللہ بھی مقبول ہے اور لوگوں میں بھی اس کی عزت ہے اور جو مومن حافظ قرآن نہیں ہے تاہم قرآن کا عامل ہے' اللہ کے ہاں اور لوگوں کی نظروں میں یہ بھی اچھا ہے اور قرآن پڑھنے والے منافق کا ظاہر اچھا ہے لیکن باطن گندہ اور تاریک ہے اور آخر میں اس منافق کا ذکر ہے جو قرآن نہیں پڑھتا' اس کا ظاہر و باطن ناپاک ہے۔

٩٩٦ - وعن عُمرَ بنِ الخطَّابِ رضيَ اللهُ عنهُ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «إنَّ اللهَ يَرفَعُ بِهذَا الكِتَابِ أَقوَاماً وَيَضَعُ بِهِ آخَرِين» رواه مسلم.

٦/٩٩٦۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن مجید) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سرفراز فرمائے گا اور اسی کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل کر دے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه.

فوائد: سرفراز' اللہ کے حکم سے وہی ہوں گے جو قرآن کے احکام کو بجا لائیں گے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کریں گے اور اس کے برعکس کردار کے حامل لوگوں کے لئے بالآخر ذلت و رسوائی ہی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو اللہ نے ابتدائی چند صدیوں میں ہر جگہ سرخرو کیا اور انہیں سرفرازیاں عطا کیں' کیونکہ وہ قرآن کے حامل اور عامل تھے' اس پر عمل کی برکت سے وہ دین و دنیا کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے۔ لیکن مسلمانوں نے جب سے قرآن کے احکام و قوانین پر عمل کرنے کو اپنی زندگی سے خارج کر دیا' تب سے ہی ان پر ذلت و رسوائی کا عذاب مسلط ہے۔ هداهم الله تعالى۔ کاش مسلمان دوبارہ قرآن کریم سے اپنا رشتہ جوڑیں تاکہ ان کی عظمت رفتہ بحال ہو سکے۔

٩٩٧ - وعن ابنِ عمرَ رضيَ اللهُ عنهمَا عنِ النَّبيِّ ﷺ قال: «لا حَسَدَ إلَّا في

٧/٩٩٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز

اثنَتَيْن: رَجُلٌ آتَاهُ الله القرآنَ، فهوَ يقومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيلِ وَآنَاءَ النَّهارِ، ورَجُلٌ آتاهُ الله مَالًا، فهُوَ يُنفِقهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآناءَ النهارِ» متفقٌ عليه. والآناءُ: الساعاتُ.

ہے۔ ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن عطا کیا (یعنی اسے حفظ کرنے کی توفیق دی) پس وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہے (یعنی اللہ کی عبادت کرتا ہے) اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا' وہ اسے (اللہ کی راہ میں) رات اور دن کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

الآناء کے معنی ہیں' ساعتیں (گھڑیاں)

تخریج: صحیح بخاري وصحیح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل دو جگہ گزر چکی ہے۔ ایک باب الکرم و الجود' رقم ۱/ ۵۴۴ اور دوسرے باب فضل الغنی الشاکر رقم ۲/ ۵۷۲ میں۔ یہاں اسے قرآن کریم کی فضیلت کے اثبات میں لائے ہیں جیسا کہ اس سے واضح ہے۔

۹۹۸ - وعن البَراءِ بنِ عَازِبٍ رضيَ اللهُ عَنهمَا قال: كَانَ رَجلٌ يَقرَأُ سورَةَ الكهْفِ، وَعِنْدَه فَرَسٌ مَربوطٌ بشَطَنَيْنِ، فَتَغشَّته سَحابَةٌ فَجعَلَت تَدنُو، وَجعَلَ فرَسُه يَنفِر مِنها، فَلَمَّا أَصبحَ أَتَى النَّبيَّ ﷺ فَذَكرَ ذلكَ لَهُ، فقالَ: «تِلكَ السَّكِينَةُ تَنزَّلَتْ لِلقُرآنِ» متفقٌ عليه. «الشَّطَنُ» بفتحِ الشينِ المعجمةِ والطاءِ المهملة: الحبلُ.

۸/ ۹۹۸ - حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا' اس کے پاس ہی ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا' پس اس شخص کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا' پس وہ بادل اس کے قریب ہوتا تھا اور اس کا گھوڑا بادل کو دیکھ کر اچھلنے کودنے لگا۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس واقعے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا' یہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے (تجھ پر) نازل ہوئی (یعنی اللہ کی خاص رحمت تیرے اطمینان قلب کے لئے نازل ہوئی) (بخاری و مسلم)

الشطن' شین اور طاء پر زبر' بمعنی رسی۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة الکهف ـ وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب نزول السکینة لقراءة القرآن.

فوائد: اس میں ایک تو سورۂ کہف کی فضیلت کا اور دوسرے نیک بندوں پر اللہ کی خصوصی رحمت و سکینت کے نزول کا بیان ہے' جس سے ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن پر اس طرح بادل کی ظاہری صورت میں سکینت کا نزول ایک خرق عادت واقعہ (یعنی کرامت) ہے' جس میں کسی نیک بندے کے اپنے اختیار کا دخل نہیں ہے۔ بلکہ یہ اللہ کی مشیت پر منحصر ہے۔ اسی لئے یہ اصول مسلمہ ہے کہ معجزے یا کرامت سے کوئی

مسئلہ ثابت نہیں ہوتا نہ اس سے اس قسم کا کوئی استدلال کرنا ہی جائز ہے، جیسے اہل بدعت کرتے ہیں اور سادہ لوح عوام کے عقیدوں کو خراب کرتے ہیں۔

٩٩٩ ـ وعن ابن مسعودٍ رضيَ الله عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حَرْفاً مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، والحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لا أقولُ: ألَمْ حَرفٌ، وَلكِنْ: أَلِفٌ حَرْفٌ، وَلامٌ حَرْفٌ، وَمِيمٌ حَرْفٌ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۹ / ۹۹۹ ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کا ایک حرف پڑھا، اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (یعنی یہ تین حرفوں سے مرکب ہے اور تین ضرب، یعنی ۳۰ نیکیاں پڑھنے والے کو ملیں گی) (ترمذی، حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب ما جاء فيمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر.

١٠٠٠ ـ وعن ابنِ عباسٍ رضيَ الله عَنهمَا قال: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ الَّذي لَيسَ في جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ القُرآنَ كالبَيْتِ الخَرِبِ» رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۱۰ / ۱۰۰۰ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ (یاد) نہ ہو، وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی، یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب الذي ليس في جوفه قرآن كالبيت الخرب.

فوائد: یعنی جیسے ویران گھر، خیر و برکت اور رہنے والوں سے خالی ہوتا ہے، ایسے ہی اس شخص کا دل خیر و برکت اور روحانیت سے خالی ہے جسے قرآن مجید کا کوئی بھی حصہ یاد نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کو قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور زبانی یاد کرنا اور رکھنا چاہئے۔ تاکہ وہ اس وعید سے محفوظ رہے۔

١٠٠١ ـ وعن عبدِ اللهِ بنِ عَمْرو بن العاص رضيَ اللهُ عَنهمَا عن النبيِّ ﷺ قال: «يُقَالُ لِصَاحِبِ القُرْآنِ: اقرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ في الدُّنْيَا، فَإنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقرَؤُهَا» رواه أبو داود والترمذي وقال: حسن صحيح.

۱۱ / ۱۰۰۱ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، (روز قیامت) صاحب قرآن (قرآن پڑھنے اور اسے حفظ کرنے والے) سے کہا جائے گا، قرآن پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اس طرح آہستہ آہستہ تلاوت کر جیسے تو دنیا میں ترتیل سے پڑھتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہو گا، جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہو گی۔ (ابو داؤد، ترمذی اور امام ترمذی نے

کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب استحباب الترتيل في القراءة ـ وسنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب الذي ليس في جوفه قرآن كالبيت الخرب.

فوائد: اس میں قرآن کریم کے حافظ اور کثرت سے تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرنے والوں کی فضیلت کا ذکر ہے۔ چڑھنے سے مراد جنت کے درجوں پر چڑھنا ہے۔ یعنی جتنا قرآن یاد ہو گا اسی حساب سے وہ ترتیل سے پڑھتا جائے گا اور جنت کے درجات پر فائز ہوتا چلا جائے گا۔ اس میں قرآن کی تلاوت اور اس کے حفظ کرنے کی ترغیب ہے تاکہ وہ جنت میں حفظ قرآن کی بدولت زیادہ سے زیادہ بلند درجات حاصل کر سکے۔ جعلنا الله منهم

١٨١ ـ بَابُ الأَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِيرِ مِنْ تَعْرِيضِهِ لِلنِّسْيَانِ

۱۸۱۔ قرآن کریم کی دیکھ بھال کرنے کا حکم اور اس کو بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان

١٠٠٢ ـ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عنهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «تَعَاهَدُوا هذا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتاً مِنَ الإِبِلِ في عُقُلِهَا» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۰۰۲۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اس قرآن کی حفاظت (دیکھ بھال) کرو' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' یہ قرآن سینوں سے نکل جانے میں اس اونٹ سے زیادہ تیز ہے جو رسی میں بندھا ہوا اور اسے کھول کر بھاگ نکلنے والا ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب استذكار القرآن ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الأمر بتعهد القرآن. . .

فوائد: قرآن کریم کی حفاظت اور دیکھ بھال کا مطلب ہے کہ پابندی سے اس کی تلاوت کی جائے' ورنہ غفلت کی صورت میں انسان اسے اتنی تیزی سے بھولتا ہے کہ اتنی تیزی سے اونٹ بھی رسی تڑا کے نہیں بھاگتا۔ یہ تیزی سے بھول جانے میں تشبیہ ہے۔

١٠٠٣ ـ وعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عنهمَا أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۰۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' حافظ قرآن کی مثال' رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے' اگر وہ اس اونٹ کا خیال رکھتا ہے تو وہ (اپنے کھونٹے سے) بندھا رہتا ہے اور اگر اسے کھول دے گا تو چلا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب استذكار القرآن ـ وصحيح مسلم،

كتاب صلاة المسافرين، باب الأمر بتعهد القرآن. . .

فوائد: اس میں بھی وہی مذکورہ بات بیان کی گئی ہے۔ صاحب قرآن سے مراد' قرآن کا حافظ ہے' مکمل حافظ ہو یا کچھ اجزاء کا حافظ ہو' جتنا بھی یاد ہو اسے پڑھتا رہے گا' تو یاد رہے گا' جیسے اونٹ پر کڑی نظر رکھی جائے تو وہ بندھا رہتا ہے اور اگر اسے کھول دیا جائے تو ایسا بھاگے گا کہ اسے تلاش کرنا اور پکڑنا مشکل ہو جائے گا۔

١٨٢ ـ بَـابُ اسْتِحْبَـابِ تَحْسِيـنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَسَنِ الصَّوْتِ وَالاِسْتِمَاعِ لَهَا

۱۸۲۔ قرآن کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کا استحباب اور خوش آواز شخص سے قرآن پڑھنے کا مطالبہ کرنے اور اسے توجہ سے سننے کا بیان

١٠٠٤ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضيَ اللهُ عنه قال: سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ» متفقٌ عليه. مَعْنى «أَذِنَ اللهُ» أي: اسْتَمَعَ، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلى الرِّضَا وَالْقَبُولِ.

۱/ ۱۰۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' اللہ تعالیٰ کسی چیز کے لئے اس طرح کان نہیں لگاتا' جس طرح وہ اس خوش آواز پیغمبر کے لئے کان لگاتا ہے جو قرآن کو غنا کے ساتھ اونچی آواز سے پڑھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

کان لگاتا ہے' کے معنی ہیں' سنتا ہے اور یہ اشارہ ہے کہ ایسے پڑھنے والے سے اللہ خوش ہوتا اور اس کے عمل کو قبول فرماتا ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن.

فوائد: اللہ تعالیٰ کان لگا کر توجہ سے سنتا ہے' یہ جہاں ایک طرف اس کی رضا اور قبولیت کی دلیل ہے' وہاں دوسری طرف اس کی ایک صفت (کان) اور اس سے سننے کا بیان ہے' جس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ تاہم ہم اس کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں نہ اسے کسی کے ساتھ تشبیہ ہی دے سکتے ہیں۔ غناء کے ساتھ پڑھنے کا مطلب گانے کی طرح تکلف اور تصنع سے پڑھنا نہیں ہے' جیسے آج کل کے قاری بالخصوص مصر کے بعض قراء پڑھتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب تجوید و حسن صوت کے ساتھ ایسے سوز سے پڑھنا ہے جس سے رقت طاری ہو۔ اس میں خوش آوازی اور سوز سے قرآن پڑھنے کی ترغیب ہے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ حرفوں کی ادائیگی اس طرح ہو کہ اس میں کمی یا بیشی نہ ہو۔

١٠٠٥ ـ وعن أَبي موسى الأَشْعَرِيِّ رضيَ اللهُ عنهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ لَهُ: «لَقَدْ

۲/ ۱۰۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا' تمہیں

أُوتِيتَ مِزمَاراً مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ» متفقٌ عليه. وفي رواية لمسلم: أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ لَهُ: «لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ».

حضرت داؤد کے سروں میں سے ایک سر (خوش آوازی) دی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا' اگر تم مجھے دیکھ لیتے جب کہ گزشتہ رات میں تمہاری قراء ت سن رہا تھا (تو یقیناً تم خوش ہوتے)۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءة - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن.

فوائد: مزمار' گانے بجانے کے آلے (بانسری وغیرہ) کو کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں مراد سر اور خوش آوازی ہے۔ آل داؤد' میں آل کا لفظ زائد ہے' مراد خود حضرت داؤد علیہ السلام ہیں' کیونکہ حسن صوت حضرت داؤد ہی کو عطا کیا گیا تھا' نہ کہ آپ کی آل کو یا ان میں سے کسی کو۔ بہرحال حسن صوت بھی اللہ کا ایک انعام ہے جس کو چاہے' وہ اس سے نواز دے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں یہ نعمت ملی اور وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو اللہ کا کلام سنا کر اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں۔ خوش آوازی کو دنیا کمانے کے لئے بے حیائی پھیلانے کا ذریعہ نہیں بناتے' جس کا انجام نہایت برا ہے۔

١٠٠٦ - وعن الْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ رضيَ اللهُ عنهما قالَ: سَمِعْتُ النبيَّ ﷺ قَرَأَ في الْعِشَاءِ بِالتِّينِ والزَّيْتُونِ، فَمَا سَمِعْتُ أَحَداً أَحْسَنَ صَوْتاً مِنْهُ. متفقٌ عليه.

۳/ ۱۰۰۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورت والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا' پس میں نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کوئی نہیں سنا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب القراءة في العشاء - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة في العشاء.

فوائد: اس میں صراحت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جس طرح دیگر تمام خوبیاں عطا کی گئی تھیں' حسن صوت سے بھی آپ کو نوازا گیا تھا اور دعوت و تبلیغ میں اس کی آپ کو ضرورت بھی تھی۔

١٠٠٧ - وعنْ أبي لُبَابَةَ بَشِيرِ بنِ عبدِ المُنْذِرِ رضيَ اللهُ عنهُ، أنَّ النبيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا» رواه أبو داود بإسناد جيد. ومعنى «يَتَغَنَّى»: يُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ.

۴/ ۱۰۰۷۔ حضرت ابو لبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو قرآن کو غنا کے ساتھ نہ پڑھے' وہ ہم میں سے نہیں۔

(اسے ابو داؤد نے عمدہ سند کے ساتھ بیان کیا ہے)

یتغنی (غنا کے ساتھ پڑھنے) کے معنی ہیں' خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب استحباب الترتيل في القراءة.

فوائد: ہم میں سے نہیں ہے' کا مطلب ہے ہمارے طریقے اور سنت پر نہیں ہے۔ اس میں بھی خوش آوازی اور سوز و رقت سے قرآن پڑھنے کی ترغیب ہے' کیونکہ اس سے قرآن کے حسن اور تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے۔

١٠٠٨ ـ وعن ابنِ مسعودٍ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ لي النَّبيُّ ﷺ: «اقرأْ عَلَيَّ القُرْآنَ»، فَقُلْتُ: يا رَسُولَ اللهِ! أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟! قالَ: «إنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي» فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى جِئْتُ إلى هذه الآيةِ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قالَ: «حَسْبُكَ الآنَ» فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَإِذا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. متفقٌ عليه.

۵ / ۱۰۰۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' (اے ابن مسعود!) مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ' تو میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ' میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپ پر تو وہ اترا ہے؟ آپ نے فرمایا' میں اپنے علاوہ کسی اور سے سننا پسند کرتا ہوں' پس میں نے آپ کے سامنے سورۂ نساء کی تلاوت کی' یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچ گیا' پس اس وقت کیا حال ہو گا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر اے پیغمبر! تجھے گواہ بنائیں گے (سورۂ نساء' ۴) آپ نے فرمایا' اب تم بس کرو۔ جب میں نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے پہلے باب فضل البكاء من خشية الله میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱/ ۴۴۷۔ یہاں اسے اس مقصد سے بیان کیا ہے کہ اس میں اہل علم و فضل کی توقیر و تعظیم کا پہلو ہے۔ نیز دوسروں سے قرآن کی تلاوت سننے اور اس پر تدبر کرنے کی بھی ضرورت ہے' جس طرح خود نبی ﷺ نے اس طرح کیا۔

١٨٣ ـ بَابٌ فِي الْحَثِّ عَلَى سُوَرٍ وَآيَاتٍ مَخْصُوصَةٍ

۱۸۳۔ مخصوص سورتیں اور آیتیں پڑھنے کی ترغیب کا بیان

١٠٠٩ ـ عن أَبي سعيدٍ رافعِ بنِ المُعَلَّى رَضيَ اللهُ عَنهُ قالَ: قالَ لي رسولُ اللهِ ﷺ: «أَلا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ في القُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ المَسْجِدِ؟» فَأَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ قُلْتَ: لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ في القُرْآنِ؟ قالَ: «الحَمْدُ للهِ رَبِّ

۱ / ۱۰۰۹۔ حضرت ابو سعید رافع بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم ترین سورت نہ سکھلاؤں؟ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہم مسجد سے باہر نکلنے لگے تو میں نے کہا' اے اللہ کے رسول' آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن کی عظیم ترین سورت سکھلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ الحمدللہ

العَالِمِين هِيَ السَّبْعُ المَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ» رواه البخاري.

رب العالمین' یہ سبع مثانی (بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں) اور قرآن عظیم ہے' جو مجھے دیا گیا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فاتحة الكتاب، وأول كتاب التفسير.

فوائد: قرآن کریم میں آتا ہے ولقد آتیناک سبعا من المثانی والقران العظیم (الحجر' ۸۷) "اے پیغمبر! ہم نے تجھ کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دہرا کر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا ہے" مذکورہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر ہے' نبی ﷺ نے سبع مثانی سے سورۂ فاتحہ مراد لی ہے' کیونکہ یہ سات آیتیں ہر نماز میں اور ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں' اس لئے کہ اس کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی' جیسا کہ فرمان رسول ہے لاَ صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ 'اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی" اور اسے قرآن کی عظیم ترین سورت اس لئے فرمایا گیا ہے کہ یہ تمام مقاصد قرآن کی جامع اور مجملاً ان تمام مضامین پر مشتمل ہے جو قرآن کریم کی دیگر سورتوں میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں' اس میں عقیدۂ توحید اور صرف ایک رب کی عبادت اور اسی سے استعانت کرنے کا نیز روز جزاء' وعدہ و وعید اور گزشتہ امتوں کے سعادت مندوں اور گمراہوں دونوں کے قصوں سے عبرت پکڑنے کا بیان ہے۔ اسی لئے ابو داؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں اسے "ام القرآن" بھی کہا گیا ہے یعنی قرآن کی جڑ' اصل اور بنیاد۔

١٠١٠ ـ وعن أَبي سعيدٍ الخُدْرِيِّ رضيَ اللهُ عنهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ في قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ: «وَالَّذي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ». وفي روايةٍ: أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ لأَصْحَابِهِ: «أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ بِثُلُثِ الْقُرْآنِ في لَيْلَةٍ» فَشَقَّ ذلكَ عَلَيْهِمْ، وَقَالُوا: أَيُّنَا يُطِيقُ ذلكَ يا رسولَ اللهِ؟ فقالَ: «قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، اللهُ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْآنِ» رواه البخاري

۲ / ۱۰۱۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے قل ھو اللہ احد کے بارے میں فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' بے شک یہ (سورۂ اخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

ایک اور روایت میں ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا' کیا تمہارا ایک آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی (۳/۱) قرآن پڑھے؟ یہ بات صحابہ کو گراں معلوم ہوئی اور انہوں نے کہا' یا رسول اللہ! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ (یعنی کوئی نہیں رکھتا) تو آپ نے فرمایا' قل ھو اللہ احد' اللہ الصمد (آخر تک) تہائی قرآن ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل ﴿قل هو الله أحد﴾.

فوائد: یعنی سورۂ اخلاص' ایک مرتبہ پڑھ لینا' اجر و ثواب میں ایک تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ اس سورت

میں اللہ کی توحید کا بیان اور اس کے کسی ہم سر ہونے کی نفی ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید کا بیان کتنا پسند ہے اور اسی حساب سے اس کو شرک سے کتنی نفرت ہے۔ اسی لئے اس نے شرک کو ناقابل معافی گناہ قرار دیا ہے۔

١٠١١ ـ وعَنهُ أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَقرَأُ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَىٰ رسولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذلكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالُّها فَقَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ» رواه البخاري.

۳/ ۱۰۱۱۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو قل هو الله احد بار بار دہراتے ہوئے سنا' پس جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ سے اس شخص کا ذکر کیا' وہ اس عمل کو کم تر (معمولی) سمجھتا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' یقیناً یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(بخاری کتاب و باب مذکور)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن.

فوائد: یتقالها کا مطلب ہے کہ تعجب کرنے والا شخص' جس نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس شخص کا تذکرہ کیا جو بار بار پڑھتا تھا' سورۂ اخلاص کے پڑھنے کو اجر و ثواب کے لحاظ سے معمولی سمجھتا تھا' لیکن آپ نے اس کی فضیلت بیان فرما کر اس کی غلط فہمی کو واضح فرما دیا۔

١٠١٢ ـ وعن أبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنه أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال في قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ: «إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ» رواه مسلم.

۴/ ۱۰۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قل هو الله احد کے بارے میں فرمایا کہ تہائی (۱/۳) قرآن کے برابر ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة ﴿قل هو الله أحد﴾.

١٠١٣ ـ وعنْ أَنسٍ رضي الله عنهُ أَنَّ رَجُلاً قال: يا رسولَ اللهِ! إني أُحِبُّ هذِهِ السُّورَةَ: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، قالَ: «إنَّ حُبَّهَا أَدْخَلَكَ الجنَّةَ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسن. وررواه البخاري في صحيحهِ تعليقاً.

۵/ ۱۰۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا' اے اللہ کے رسول' میں اس سورت قل هو الله احد کو پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا' اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

(ترمذی' حسن' والبخاری تعلیقاً)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب الجمع بين السورتين - وسنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب ما جاء في سورة الإخلاص.

فوائد: امام بخاری کے تعلیقاً بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سند کا پہلا حصہ وہ حذف کر دیتے ہیں۔ سورۂ اخلاص

کی بیان کردہ فضیلت کی توجیہ بعض علماء نے اس طرح کی ہے کہ علوم قرآن کی تین قسمیں ہیں ایک توحید' دوسری تشریع اور تیسری قسم اخلاق۔ ان میں سے پہلی قسم توحید کا جامع اور مکمل بیان اس سورت میں ہے۔ (نزھۃ المتقین) اس کی اور بھی کئی توجیہات بیان کی گئی ہیں۔ امام ابن عبدالبر کے نزدیک اس قسم کی توجیہات سے سکوت بہتر ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ دلیل الفالحین' محمد بن علان دمشقی۔

١٠١٤ ـ وعن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ رَضيَ اللهُ عنهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتْ هذِهِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ» رواه مسلم.

۶ / ۱۰۱۴۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تجھے نہیں معلوم کہ کچھ آیات اس رات میں ایسی نازل کی گئی ہیں' جن کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی' (وہ) قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (والی سورتیں) ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة المُعَوِّذَتَيْنِ.

فوائد: الم تر' کیا تونے نہیں دیکھا' یا تجھے معلوم نہیں' کلمہ تعجب ہے۔ ان کی مثل نہیں دیکھی گئیں' کا مطلب ہے کہ کوئی سورت ان کے علاوہ' ایسی ہو کہ سب کی سب تعویذ ہو' یعنی پناہ طلب کرنے پر مشتمل ہو۔ یہ چیز صرف ان دو سورتوں میں ہی پائی جاتی ہے۔ اسی لئے انہیں معوذتین کہا جاتا ہے' پناہ دینے والیں۔ کیونکہ ان کے ذریعے سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔

١٠١٥ ـ وعن أَبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضيَ اللهُ عنهُ قال: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الجَانِّ وَعَيْنِ الإِنْسَانِ، حَتَّى نَزَلَتِ المُعَوِّذَتَانِ، فَلَمَّا نَزَلَتَا، أَخَذَ بِهِما وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا. رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

۷ / ۱۰۱۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (معوذتین کے نزول سے پہلے اپنے الفاظ میں) جنوں اور لوگوں کی نظربد سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ معوذتین نازل ہو گئیں۔ جب یہ نازل ہو گئیں تو آپ نے ان کے ذریعے سے پناہ مانگنے کو اختیار فرمالیا اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں کو چھوڑ دیا۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الطب، باب ما في الرقية بالمعوذتين.

فوائد: انسانوں کی طرح جنات میں بھی اچھے اور برے دونوں قسم کے جن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی طاقت بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ انسانوں کو اگر نقصان پہنچانا چاہیں تو اللہ کی مشیت سے پہنچا سکتے ہیں۔ بنابریں شرارتی جن بعض دفعہ انسانوں کو تنگ کرتے اور انہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں۔ اسی طرح نظر کا لگنا بھی برحق ہے' جس کا مطلب ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کو بغض و حسد کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کے بد اثرات دوسرے شخص تک بھی پہنچ جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ نقصان یا کسی حادثے اور تکلیف سے دوچار ہو جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ نظر محبت سے بھی ایسا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ جنات اور نظربد دونوں سے اپنے الفاظ میں پناہ مانگا کرتے تھے۔ مثلاً اعوذبک من الجان وعین الانسان (میں تیرے ذریعے سے پناہ مانگتا

ہوں جنوں سے اور انسانوں کی نظر سے) وغیرہ۔ جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہو گئیں تو پھر آپ نے اپنے الفاظ کی بجائے ان سورتوں کے ذریعے سے پناہ طلب کرنا شروع کر دیا۔ کیونکہ یہ سورتیں اسی مقصد کے لئے نازل کی گئی تھیں۔ ان کو معوذتین بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں سورتیں' اللہ کے حکم سے' اپنے پڑھنے والوں کو جنات اور نظربد سے بچاتی ہیں۔ معوذتین کے معنی ہیں' پناہ دینے والی دو سورتیں۔ اس لئے ان مقاصد کے لئے ان سورتوں کا پڑھنا بہت مفید ہے' ان کے ذریعے سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

١٠١٦ - وعن أبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «مِنَ القُرْآنِ سُورَةٌ ثَلاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ تَبَارَكَ الذي بِيَدِهِ المُلْكُ». رواه أبو داود والترمذي وقال: حديث حسن. وفي رواية أبي داود: «تَشْفَعُ».

٨ / ١٠١٦ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قرآن مجید کی ایک تیس آیتوں والی سورت ایسی ہے' جس نے ایک آدمی کی (اللہ کے ہاں) سفارش کی' یہاں تک کہ اس کی بخشش کر دی گئی اور وہ سورت تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ (ابو داؤد' ترمذی' حدیث حسن ہے)

اور ابو داؤد کی ایک روایت میں (ماضی کے صیغے کی بجائے) تشفع (صیغہ مضارع) ہے۔ (یعنی سفارش کرے گی)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في عدد الآي - وسنن ترمذي، أبواب ثواب القرآن، باب ما جاء في فضل سورة الملك.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ یہ سورت قیامت والے دن اپنے پڑھنے والے کے لئے بارگاہ الٰہی میں مغفرت کی سفارش کرے گی۔ اسے صیغہ ماضی میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ ماضی کی طرح ہی اس کا وقوع متحقق ہے۔ تاہم بعض میں بصیغہ مضارع ہے۔

١٠١٧ - وعن أبي مسعودٍ البَدْرِيِّ رضيَ اللهُ عنهُ عنِ النبيِّ ﷺ قال: «مَنْ قَرَأَ بالآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ البَقَرَةِ في لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ» متفقٌ عليه. قيلَ: كَفتَاهُ المَكْرُوهَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَقِيلَ: كَفتَاهُ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ.

٩ / ١٠١٧ - حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس نے رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں' وہ اس کو کافی ہو جائیں گی' (بخاری و مسلم)

بعض نے کہا ہے کہ "کافی ہو جائیں گی" کا مطلب ہے' اس رات کو ناپسندیدہ چیزوں سے اسے کافی ہو جائیں گی اور بعض نے کہا ہے کہ قیام اللیل سے کافی ہو جائیں گی (یعنی یہ دونوں آیتیں قیام اللیل کے ثواب کو متضمن ہیں)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المغازي، وكتاب فضائل القرآن، باب من لم ير بأسًا أن

يقول سورة الفاتحة وسورة كذا وكذا ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الفاتحة وخواتيم سورة البقرة.

فوائد: کافی ہو جانے کا مطلب ہے کہ سرکش شیاطین کی شرارتوں وغیرہ سے انسان بچ جاتا ہے' دوسرا مفہوم یہ ہے' جیسا کہ امام نووی نے بھی' دوسرا قول نقل فرمایا ہے کہ یہ دونوں آیات تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ سورۂ بقرہ کی یہ آخری دو آیات اٰمن الرسول بما انزل الیہ سے آخر سورت تک ہیں۔

١٠١٨ ـ وعن أَبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ» رواه مسلم.

۱۰ / ۱۰۱۸ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ' بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلوة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ قبرستان میں جس طرح مردے پڑے ہوتے ہیں اور کوئی عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے' اسی طرح اگر تم بھی گھروں میں نفل نماز اور تلاوت قرآن کا اہتمام نہیں کرو گے' تو تمہارے گھر بھی قبرستان اور تم خود مردوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں اس میں گھروں سے شیطان کو بھگانے کا نسخہ بھی بتلا دیا گیا ہے اور وہ ہے سورۂ بقرہ کی خصوصی تلاوت۔

١٠١٩ ـ وعن أُبَيِّ بنِ كَعْبٍ رَضيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟» قُلْتُ: اللهُ لا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ: «لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ» رواه مسلم.

۱۱ / ۱۰۱۹ ۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے ابو منذر! کیا تو جانتا ہے کہ کتاب اللہ کی کون سی سب سے بڑی آیت تیرے پاس ہے (یعنی تیرے سینے میں محفوظ ہے؟) میں نے کہا' اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ۔ پس آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا' ابو منذر' تجھے علم مبارک ہو (یعنی اس علم کی برکت سے تجھے قرآن کی عظیم ترین آیت کا پتہ چل گیا) (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي.

فوائد: اللہ لا الہ الا ھو' سے مراد پوری آیت الکرسی ہے' اس میں اللہ کی صفات جلیلہ اور قدرت عظیمہ کا بیان ہے' اس لئے اس آیت کی بڑی فضیلت ہے۔ علم مبارک ہو' کا مطلب ہے' تیرے لئے نافع اور عزت و سرفرازی کا باعث ہو۔ اس علم سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے جو یقیناً دنیا و آخرت میں سرخ روئی کا باعث ہے۔

١٠٢٠ ـ وعن أَبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ قال: وَكَّلَني رسولُ اللهِ ﷺ بحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فأَتَاني آتٍ، فَجَعَلَ يَحْثُو

۱۲ / ۱۰۲۰ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ رمضان (یعنی صدقہ فطر) کی حفاظت میرے سپرد کی۔ پس ایک آنے والا میرے پاس

مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، وَبِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ، فَخَلَّيْتُ عَنْهُ، فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وآلِهِ وسَلَّمَ: «يَا أَبَا هُرَيرَةَ! مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا، فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ. فَقَالَ: «أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ» فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَصَدْتُهُ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ لا أَعُودُ، فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! ما فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ، فَقَالَ: «إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ» فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَجَاءَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ، فقلتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهذا آخِرُ ثَلاثِ مَرَّاتٍ أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّكَ لا تَعُودُ، ثُمَّ تَعُودُ! فقال: دَعْنِي فَإِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللهُ بِهَا، قلتُ: مَا هُنَّ؟ قال: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّهُ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ، فَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! زَعَمَ أَنَّهُ يُعَلِّمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيلَه. قَالَ: «مَا هِيَ؟» قلتُ: قَالَ لِي: إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ

آیا اور کھانے کے غلے میں سے لپ بھرنے لگا' تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا' میں یقیناً تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا' اس نے کہا۔ میں ضرورت مند ہوں اور عیال دار ہوں' مجھے سخت ضرورت ہے۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا' پس میں نے صبح کی (اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے ابو ہریرہ' گزشتہ رات کو تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! اس نے اپنی ضرورت مندی اور عیال داری کی شکایت کی' تو مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا' اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور وہ دوبارہ آئے گا' تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔ چنانچہ میں اس کے انتظار میں رہا۔ پس وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا' تو میں نے کہا' میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا' اس نے کہا' مجھے چھوڑ دے' میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں اور میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر ترس آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ پس میں نے صبح کی (اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے ابو ہریرہ' تیرے گزشتہ رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ' اس نے حاجت اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر ترس آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا' اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ پس میں تیسری مرتبہ اس کے انتظار میں رہا۔ چنانچہ وہ آیا اور غلے میں سے لپ بھرنے لگا' میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا' میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا' تیرا یہ آنا تیسری مرتبہ ہے' تو (ہر مرتبہ) یہی کہتا ہے کہ میں نہیں آؤں گا اور پھر آجاتا

الآيَةَ: ﴿ اللَّهُ لَآ إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴾ وقالَ لي: لا يَزَالُ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ، وَلَنْ يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ. فقالَ النبيُّ ﷺ: «أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ، تَعْلَم مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلاثٍ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» قلتُ: لا، قال: «ذَاكَ شَيْطَانٌ» رواه البخاري.

ہے' اس نے کہا' مجھے چھوڑ دے' میں تجھے چند کلمات سکھا دیتا ہوں' ان کے ذریعے سے اللہ تجھے فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے کہا' وہ کیا کلمات ہیں؟ اس نے کہا' جب تو اپنے بستر کی طرف قرار پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر' (اس کی وجہ سے) صبح تک تجھ پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر رہے گا اور شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔ تو میں نے (پھر) اسے چھوڑ دیا۔ پس جب میں نے صبح کی تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تیرے رات کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا' یا رسول اللہ! اس نے کہا کہ وہ مجھے ایسے کلمات سکھلائے گا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے گا' تو میں نے اسے چھوڑ دیا' آپ نے پوچھا' وہ کلمات کون سے ہیں؟ میں نے عرض کیا' اس نے مجھ سے کہا کہ جب تو اپنے بستر کی طرف ٹھکانا پکڑے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر۔ اول سے آخر تک۔ اور اس نے (یہ بھی) کہا' کہ اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک نگران رہے گا اور صبح تک شیطان ہرگز تیرے قریب نہیں آئے گا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا' خبردار' یقیناً اس نے سچ کہا' حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے' اے ابو ہریرہ' تو جانتا ہے' تین راتوں سے تو کس سے مخاطب رہا ہے؟ میں نے کہا' نہیں۔ آپ نے فرمایا' وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوكالة، باب إذا وكّل رجلا فترك الوكيل شيئًا فأجازه الموكل . . .

فوائد: حثا یحثو کے معنی ہیں' دونوں ہتھیلیوں سے کسی چیز کو سمیٹنا اور لینا۔ اسے اردو میں لپ بھر کر لینا کہتے ہیں۔ اس آیت میں آیت الکرسی کی فضیلت اور رات کو سوتے وقت پڑھنے کی ترغیب ہے۔

١٠٢١ ـ وعن أَبي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قال: «مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ». وفي رواية: «مِنْ آخِرِ سُورَةِ

۱۳۰/ ۱۰۲۱۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرلے گا' وہ دجال (کے فتنے) سے محفوظ رہے گا اور ایک روایت میں ہے کہ سورۂ کہف

الكهف» رواهما مسلم.

کی آخری دس آیتیں (یاد کرلے گا) (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورة الكهف.

فوائد: دجال کا ظہور قیامت کے قریب ہو گا۔ اسے اللہ تعالیٰ بعض خارق عادت امور پر قدرت دے گا' جنہیں دیکھ کر بہت سے کمزور ایمان والے لوگ متزلزل ہو جائیں گے۔ اس لئے یہ فتنہ بہت ہی سخت اور نہایت صبر آزما ہو گا' اسی لئے ہر پیغمبر نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور ہمارے پیغمبر نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی امت کو اس فتنے سے خبردار اور اس سے بچنے اور پناہ مانگنے کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ اس حدیث میں بھی دجال کے دام تزویر میں پھنسنے سے بچاؤ کے لئے نسخہ بتلایا گیا ہے۔ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات اور آخری دس آیات دونوں کو یاد کرنا اور صبح و شام ان کی تلاوت کرنا اس کام کے لئے مفید ہیں۔ تاہم شیخ البانی نے دوسری روایت کو شاذ اور پہلی روایت ہی کو محفوظ قرار دیا ہے۔ یعنی پہلی دس آیات کی تلاوت' فتنہ دجال سے بچاؤ کے لئے مفید ہیں۔ دیکھئے الصحیحہ' رقم ۵۸۲

١٠٢٢ ـ وَعَن ابْنِ عَبَّاسٍ رضِيَ الله عَنهُما قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ عليهِ السَّلامُ قاعِدٌ عِندَ النَّبيِّ ﷺ سَمعَ نَقِيضاً مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَه فَقَالَ: «هذا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ اليَوْمَ، وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إلَّا اليَوْمَ، فَنَزَلَ مِنه مَلَكٌ فقالَ: هذا مَلَكٌ نَزَلَ إلى الأرْضِ لَمْ يَنزِلْ قَطُّ إلَّا اليَوْمَ، فَسَلَّمَ وقال: أَبْشِرْ بنورَين أُوتِيتَهمَا، لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبيٌّ قَبلَكَ: فَاتِحَةِ الكِتَابِ، وخَوَاتِيمِ سُورَةِ البَقَرةِ، لَن تَقرَأَ بحَرْفٍ منها إلَّا أُعْطِيتَه». رواه مسلم. «النَّقِيض»: الصَّوت.

۱۴ / ۱۰۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک وقت حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی' انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا' یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے یہ کبھی نہیں کھولا گیا تھا اور اس سے ایک فرشتہ اترا ہے۔ حضرت جبریل نے فرمایا' یہ فرشتہ جو زمین پر اترا ہے' آج سے پہلے کبھی نہیں اترا' پس اس فرشتے نے آپ کو سلام عرض کیا اور کہا' آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو عطا کئے گئے' آپ سے پہلے یہ کسی نبی کو نہیں دیئے گئے (ایک) سورۂ فاتحہ اور (دوسرا) سورۂ بقرہ کی آخری آیات۔ آپ ان میں سے جس ایک حرف کی بھی تلاوت کریں گے (مضمون کی مناسبت سے) وہ چیز آپ کو عطا کر دی جائے گی۔ (مسلم)

النقیض' کے معنی ہیں' آواز

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة.

فوائد: اس میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات (آمن الرسول سے آخر سورت تک) کی فضیلت ہے جو انہیں اخلاص کے ساتھ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ ہدایت و سعادت عطا فرما دے گا' جن پر یہ آیات مشتمل ہیں۔

١٨٤ - بَابُ اسْتِحْبَابِ الاِجْتِمَاعِ عَلَى الْقِرَاءَةِ

۱۸۴۔ قرآن کریم پڑھنے کے لئے جمع ہونے کے مستحب ہونے کا بیان

١٠٢٣ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ومَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِن بُيُوتِ اللهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، ويَتَدَارَسُونَه بَيْنَهُمْ، إلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِم السَّكِينَةُ، وغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُم المَلَائِكَةُ وذَكَرَهُم اللهُ فِيمَنْ عِندَه» رواه مسلم.

۱/ ۱۰۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اس کا تکرار کرتے (یا درس دیتے) ہیں، تو ان پر (اللہ کی طرف سے) سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس موجود فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر.

فوائد: یتدارسونہ، کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کو درس دیتے ہیں یعنی قرآنی علوم و معارف پر مذاکرہ و مباحثہ کرتے ہیں، دوسرا مفہوم ہے کہ قرآن مجید کا باہم دور کرتے ہیں یعنی ایک دوسرے کو قرآن کریم سناتے ہیں۔ یہ دونوں ہی مفہوم صحیح ہو سکتے ہیں، کیونکہ دونوں ہی کام محمود و مستحسن ہیں اور اللہ کی خصوصی رحمت و رضامندی کا باعث۔

١٨٥ - بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ

۱۸۵۔ وضو کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمۡتُمۡ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغۡسِلُواْ وُجُوهَكُمۡ﴾ إلى قوله تعالى: ﴿مَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُم مِّنۡ حَرَجٖ وَلَٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهُۥ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ﴾ [المائدة: ٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو، جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو (ارادہ کرو) تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کر لو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھو لو اور اگر تم جنبی ہو تو اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرو (غسل کرو) .... (اس قول تک) اللہ تعالیٰ تم پر تنگی کا ارادہ نہیں کرتا، بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے، تاکہ تم شکر کرو۔ (المائدہ، ۶)

فائدہ آیت: اس آیت میں وضو کرنے کا حکم ہے، اس لئے امام نوویؒ نے اسے یہاں نقل فرمایا ہے۔

١٠٢٤ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يوْمَ القِيامَةِ غُرًّا محجَّلِينَ

۱/ ۱۰۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے لوگوں کو قیامت والے دن اس حال میں پکارا

مِنْ آثَارِ الوضوءِ فَمَنِ اسْتَطاعَ مِنْكُم أَنْ يُطيلَ غُرَّتَه، فَلْيَفْعَلْ» متفقٌ عليه.

جائے گا کہ وضوء کے نشانات سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔ پس تم میں سے جو شخص اپنی یہ روشنی بڑھانے کی طاقت رکھے تو وہ ضرور ایسا کرے (یعنی اعضائے وضوء کو ان کی مقدار سے زیادہ دھونے کی کوشش کرے' تاکہ روشنی میں مزید اضافہ ہو)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء ـ وصحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجیل.

فوائد: غر' اغر کی جمع ہے' اغر کے معنی ہیں ذوغرۃ (چمک یا سفیدی والا) سفید پیشانی والے جانور (گھوڑے وغیرہ) کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے' یہاں مراد وہ نور ہے جس سے روز قیامت اہل ایمان کی پیشانیاں روشن ہوں گی اور وہ اس کی وجہ سے ممتاز ہوں گے۔ محجلین' تحجیل سے ہے' اس کے معنی بھی سفیدی کے ہیں' لیکن اس کا استعمال اس سفیدی کے لئے ہوتا ہے جو گھوڑے کی چاروں یا تین ٹانگوں میں ہوتی ہے۔ یہاں حدیث سے مراد اہل ایمان کے ہاتھوں اور پیروں کی وہ روشنی ہے جو وضوء کی وجہ سے انہیں حاصل ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح وہ گھوڑا ممتاز ہوتا ہے جس کے منہ اور ٹانگوں پر سفیدی ہوتی ہے' اسی طرح امت محمدیہ کے اہل ایمان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور وہ میدان محشر میں دوسری امتوں سے ممتاز ہوں گے۔

امت کی دو قسمیں ہیں' امت دعوت' یعنی وہ امت جس کی طرف رسول کو مبعوث کیا گیا' اس اعتبار سے تمام انسان بلا امتیاز و تفریق' امت محمد (ﷺ) میں شامل ہیں۔ دوسری قسم ہے امت اجابت' یعنی امت کے وہ افراد جنہوں نے پیغمبر کی دعوت پر لبیک کہا اور ایمان لائے۔ اس حدیث میں امت سے مراد یہی امت اجابت ہے۔ اس سے جہاں ایک طرف وضوء کی فضیلت واضح ہے' وہاں دوسری طرف اس امر کی بھی ترغیب ہے کہ اعضائے وضوء کو اس حد سے زیادہ دھویا جائے جو ضروری ہے۔ جیسے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونے کی بجائے کندھوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک دھونے کی بجائے نصف پنڈلیوں یا گھٹنوں تک دھویا جائے۔ سلف کی ایک جماعت اور فقہائے شافعیہ و حنفیہ کی اکثریت نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ (فتح الباری)

١٠٢٥ ـ وعنه قال: سَمِعْتُ خَلِيلي ﷺ يقولُ: «تَبْلُغُ الحِلْيَةُ مِنَ المؤمنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضوءُ» رواه مسلم.

۲/ ۱۰۲۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (جنت میں) مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا' جہاں تک وضو پہنچے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب تبلغ الحلیة حیث یبلغ الوضوء.

فوائد: اس میں بھی وضوء کے پانی کو زیادہ سے زیادہ جگہ تک پہنچانے کی ترغیب ہے۔

١٠٢٦ ـ وعن عثمانَ بنِ عفَّانَ رضيَ الله عنهُ قالَ: قالَ رسولُ الله ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضوءَ، خرَجَتْ خطَايَاهُ مِنْ جسَدِهِ حتى تخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أظفارِهِ» رواه مسلم.

۳ / ۱۰۲۶۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے وضو کیا اور اچھے طریقے سے (سنت کے مطابق) وضو کیا' تو اس کے جسم سے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء.

فوائد: اچھے طریقے سے وضو کرنے کا مطلب سنت کے مطابق کرنا ہے' جسم سے گناہ نکلنے کا مطلب' گناہوں کی معافی ہے اور گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ کیونکہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔

١٠٢٧ ـ وعنهُ قالَ: رَأَيتُ رَسُولَ الله ﷺ تَوَضَّأَ مثلَ وُضوئي هذا ثمَّ قال: «مَنْ تَوَضَّأَ هكذا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنبِهِ، وَكانَتْ صَلاتُهُ وَمَشْيُهُ إلى المَسْجِدِ نَافِلَةً» رواه مسلم.

۴ / ۱۰۲۷۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے وضو کی طرح وضوء کرتے ہوئے دیکھا' پھر آپ نے فرمایا' جو اس طرح وضو کرے تو اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور اس کے مسجد کی طرف چل کر جانے کا ثواب ایک زائد چیز ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه.

فوائد: وضو صغیرہ گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے' بشرطیکہ ان کا تعلق حقوق العباد سے نہ ہو' کیونکہ وہ بھی توبہ اور حقوق کی ادائیگی اور تلافی کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ گویا گھر سے وضو کر کے جانا نہایت فضیلت والا عمل ہے' اسی عمل سے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا اور مسجد میں نماز پڑھنا مزید ثواب اور رفع درجات کا باعث ہے۔

١٠٢٨ ـ وعن أَبي هريرةَ رَضيَ اللهُ عنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «إذا تَوَضَّأَ العَبْدُ المُسْلِمُ ـ أوِ المُؤْمنُ ـ فَغَسَلَ وَجهَهُ، خَرَجَ مِنْ وَجهِهِ كلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إلَيها بعَيْنَيْهِ مَعَ المَاءِ، أَوْ معَ آخِرِ قَطْرِ المَاءِ، فإذا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَ مِنْ يَدَيهِ كُلُّ خَطيئَةٍ كانَ بَطَشَتْها يَدَاهُ مَعَ المَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ المَاءِ، فَإذا غَسَلَ رِجلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجلاه مَعَ الماءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الماءِ، حَتى يَخرُجَ نَقِيّاً مِنَ الذُّنُوبِ»

۵ / ۱۰۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے' پس وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے تمام وہ خطائیں نکل جاتی ہیں جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا (یعنی آنکھوں سے سرزد ہونے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں) پھر جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ (یا فرمایا) یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے ہاتھوں سے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کو اس کے ہاتھوں نے پکڑا تھا (یعنی ان کا

رواہ مسلم.

ارتکاب ہاتھوں نے کیا تھا) اور جب اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کی طرف اس کے پیر چل کر گئے تھے' یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکل آتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء.

فوائد: اس کا مطلب بھی وہی ہے جو گزشتہ حدیثوں کا بیان ہوا کہ وضو سے صغیرہ گناہ' جو حقوق اللہ سے متعلق ہوں' معاف ہو جاتے ہیں۔ گویا وضو جسمانی نظافت کے ساتھ باطنی طہارت کا بھی ذریعہ ہے۔

١٠٢٩ ـ وعَنهُ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أتَى المقبُرَةَ فَقالَ: «السَّلامُ عَلَيكُمْ دارَ قَومٍ مُؤمِنينَ، وَإنَّا إنْ شاءَ اللهُ بِكُمْ لاحِقُونَ وَدِدتُ أنَّا قَدْ رَأينا إخوانَنا» قالُوا: أوَ لَسْنا إخوانَكَ يا رَسُولَ اللهِ؟ قالَ: «أنتُمْ أصحابي، وَإخوانُنا: الَّذينَ لَمْ يَأتُوا بَعدُ» قالُوا: كَيفَ تَعرِفُ مَنْ لَمْ يَأتِ بَعدُ مِنْ أُمَّتِكَ يا رَسُولَ اللهِ؟ فَقالَ: «أرَأيتَ لَوْ أنَّ رَجُلاً لَهُ خَيلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَينَ ظَهرَيْ خَيلٍ دُهمٍ بُهمٍ، ألا يَعرِفُ خَيلَهُ؟» قالُوا: بَلى يا رَسُولَ اللهِ! قالَ: «فإنَّهُمْ يَأتُونَ غُرًّا مُحَجَّلينَ مِنَ الوُضُوءِ، وَأنا فَرَطُهُمْ عَلى الحَوضِ» رواه مسلم.

٦/ ١٠٢٩۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لائے اور فرمایا۔ تم پر سلام ہو اے ایمان دار گھر والو! اور ہم' اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں' میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا' یا رسول اللہ' کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا' تم میرے ساتھی ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔ صحابہ نے کہا' اللہ کے رسول' آپ کی امت کے وہ لوگ جو ابھی تک نہیں آئے' آپ انہیں کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا' یہ بتلاؤ' اگر ایک آدمی کے ایسے گھوڑے' جن کی پیشانی اور ٹانگیں سفید ہوں' خالص سیاہ رنگ کے گھوڑوں کے درمیان ہوں' کیا وہ اپنے گھوڑے نہیں پہچان لے گا؟ صحابہ نے عرض کیا' کیوں نہیں یا رسول اللہ' آپ نے فرمایا' پس (میری امت کے بعد میں آنے والے لوگ بھی) اس حال میں (میدان محشر میں) آئیں گے کہ وضوء کی وجہ سے ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور میں حوض (کوثر) پر ان کا میر سامان ہوں گا۔ (یعنی پہلے پہنچا ہوا ہوں گا) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل.

فوائد: اس میں اپنے بعد آنے والے تمام مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ نے انما المومنون اخوۃ (سورۂ حجرات) کے مطابق اپنا بھائی قرار دیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مزید یہ شرف و فضل حاصل ہے کہ وہ بھائی ہونے

کے علاوہ صحابی بھی ہیں۔ اس میں اس حوض کوثر کا بیان ہے جو نبی ﷺ کو قیامت والے دن عطا کیا جائے گا اور آپ اپنے امتیوں کو اس میں سے پانی پلائیں گے جس کے بعد انہیں کبھی پیاس محسوس نہیں ہو گی۔ تاہم اہل بدعت اس شرف سے محروم رہیں گے' جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔ فرط (میرسامان) اس شخص کو کہا جاتا ہے جو قافلے میں سے سب سے پہلے آگے جا کر قافلے کے ٹھہرنے اور ان کی دیگر ضروریات کا انتظام کرتا ہے۔ یہ امت محمدیہ کا شرف ہے کہ ان کے پیش رو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔

١٠٣٠ ـ وعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلا أَدُلُّكُمْ عَلى ما يَمْحُو اللهُ بِهِ الخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا: بَلَى يا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الوُضُوءِ عَلى المَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الخُطَا إِلى المَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلاةِ بَعْدَ الصَّلاةِ؛ فَذلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذلِكُمُ الرِّبَاطُ» رواه مسلم.

۷ / ۱۰۳۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ خطائیں مٹا دیتا ہے اور درجے بلند فرماتا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا۔ کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا' مشقت اور ناگواری کے باوجود کامل وضوء کرنا' مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چلنا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا' پس یہی رباط ہے' پس یہی رباط ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب إسباغ الوضوء على المكاره.

فوائد: مشقت اور ناگواری کا مطلب' سخت سردی وغیرہ میں پورا وضو کرنا ہے۔ رباط کا مطلب ہوتا ہے سرحد یا محاذ جنگ پر پہرہ دینا اور رات دن کسی ایک جگہ پر بیٹھ کر نگرانی کرنا تاکہ دشمن کو اندر آنے یا حملہ آور ہونے کا موقع نہ ملے۔ نماز کے بعد نماز کے انتظار کو رباط اس لئے فرمایا کہ اس طرح ایک نمازی بھی اپنے نفس کو مسلسل اللہ کی اطاعت و عبادت پر لگائے رکھتا ہے تاکہ شیطان اس کے نفس پر غالب نہ آسکے۔ یہ روایت باب بیان کثرۃ طرق الخیر میں بھی گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱۵ / ۱۳۱

١٠٣١ ـ وعَنْ أَبي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيمَانِ» رواه مسلم.

۸ / ۱۰۳۱۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔ (مسلم)

وقد سبقَ بِطولِهِ في بابِ الصبرِ.

یہ روایت پوری تفصیل سے باب الصبر' رقم ۱ / ۲۵ میں گزر چکی ہے۔

وفي الباب حديثُ عمرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ السَّابِقُ في آخِرِ بَابِ الرَّجاءِ وَهُوَ حَدِيثٌ عظيمٌ مُشْتَمِلٌ عَلى جُمَلٍ من الخيراتِ.

اور اس موضوع پر عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (بھی) ہے جو پہلے باب الرجاء کے آخر میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث بڑی اہم ہے جو نیکی کے بہت سے کاموں پر مشتمل ہے۔

(دیکھئے رقم ۲۷ / ۴۳۹)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء، وكتاب صلاة المسافرين، باب إسلام عمرو بن عبسة.

فوائد: طہور کے معنی پاکیزگی ہے۔ یہ نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ ناپاکی کی حالت میں انسان کے لئے نماز پڑھنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دینے سے پاکیزگی کی اہمیت واضح ہے۔

١٠٣٢ ـ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ ـ أَوْ فَيُسْبِغُ الوُضُوءَ ـ ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَه لا شَرِيكَ لهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُه؛ إِلَّا فُتِحَتْ لهُ أَبْوابُ الجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّها شاء» رواه مسلم. وزَادَ التِرمذي: «اللَّهُمَّ اجْعَلْني مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْني مِنَ المُتَطَهِّرِينَ».

۹ / ۱۰۳۲۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص وضوء کرے اور کامل وضو کرے، پھر کہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ جس میں سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔ (مسلم)

اور ترمذی نے یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں، اے اللہ مجھے خوب توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء - وسنن ترمذي، أبواب الطهارة، باب ما يقال بعد الوضوء.

فوائد: راوی کو شک ہے کہ نبی ﷺ نے یبلغ کا لفظ استعمال فرمایا یا فیسبغ کا، مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔ کامل وضو کرنا۔ تواب کے معنی ہیں بہت زیادہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے یعنی توبہ کرنے والا، خوب پاکیزگی حاصل کرنے سے مراد ہے، گناہوں اور نافرمانیوں سے بچ کر روحانی پاکیزگی حاصل کرنا۔

١٨٦ ـ بَابُ فَضْلِ الأَذَانِ

۱۸۶۔ اذان کی فضیلت کا بیان

١٠٣٣ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ ما في النِّدَاءِ والصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ ما في التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ ما في العَتَمَةِ والصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً» متفقٌ عليه. «الاسْتِهَامُ»: الاقْتِرَاعُ،

۱ / ۱۰۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر لوگ اس فضیلت کو جان لیں جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے، پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں، تو یقیناً وہ اس پر قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ اول وقت آنے میں کیا فضیلت ہے، تو وہ ضرور اس کی طرف دوڑ دوڑ کر آئیں اور اگر وہ جان لیں کہ عشاء اور فجر کی نماز

وَ«التَّهْجِيرُ»: التَّبْكِيرُ إِلى الصَّلاةِ.

کی کتنی فضیلت ہے تو وہ ضرور اس میں شریک ہوں اگرچہ انہیں گھسٹ گھسٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)
الاستھام' قرعہ اندازی کرنا۔ تھجیر' نماز کی طرف جلدی اور پہلے وقت پر آنا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الاستهام في الأذان - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: حبواً کے معنی ہیں ہاتھوں کے سہارے چلنا' جیسے بچہ ابتداء میں چلتا ہے یا گھٹنوں یا سرینوں (چوتڑوں) کے بل گھسٹ گھسٹ کر چلنا۔ اس میں اذان اور پہلی صف کی' جو امام کے ساتھ ہوتی ہے' فضیلت کے علاوہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید ہے۔ کیونکہ دوسری روایات میں آتا ہے کہ یہ دونوں نمازیں منافقین پر سب سے زیادہ بھاری ہیں۔

١٠٣٤ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «المُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقاً يَوْمَ القِيَامَةِ» رواه مسلم.

۲ / ۱۰۳۴ ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اذان دینے والے قیامت کے دن دیگر تمام لوگوں سے لمبی گردن والے ہوں گے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب فضل الأذان.

فوائد: اس سے اذان کی فضیلت واضح ہے۔ اذان اللہ کی عبادت اور خیر کی طرف بلانے کا نام ہے' جتنے لوگ مؤذن کی اذان سن کر نماز پڑھنے آئیں گے' مؤذن کو ان سب نمازیوں کی نمازوں کے برابر ثواب بھی ملے گا' کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے' من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ' جو خیر کی طرف رہنمائی کرے گا تو اس کو بھی اس خیر کے عمل کرنے والے کی مثل اجر ملے گا۔ اسی لئے میدان محشر میں وہ تمام لوگوں میں ممتاز ہو گا کہ اس کی گردن سب سے لمبی ہو گی۔

١٠٣٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الغَنَمَ وَالبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ لِلصَّلاةِ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ، فَإِنَّهُ «لا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ المُؤَذِّنِ جِنٌّ، وَلا إِنْسٌ، وَلاشَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ القِيَامَةِ» قال أبو سعيد: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. رواه البخاري.

۳ / ۱۰۳۵ ۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو' پس جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لئے اذان کہو تو اذان میں اپنی آواز کو اونچا کیا کرو' اس لئے کہ مؤذن کی آواز کو آخری حصہ تک جو جن' انسان اور کوئی اور چیز سنتی ہے تو قیامت والے دن وہ اس کے لئے گواہی دے گی۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں نے یہ بات رسول اللہ

ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأذان، باب رفع الصوت بالنداء.

فوائد: شئی 'کوئی اور چیز' عام ہے' اس میں حیوانات' نباتات اور جمادات آجاتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو بھی قوت گویائی عطا فرمائے گا اور یہ چیزیں بھی' انسانوں اور جنات کی طرح' بارگاہ الٰہی میں مؤذن کی اذان کی شہادت دیں گی۔ اس سے بھی اذان اور مؤذن کی فضیلت واضح ہے۔

۱۰۳٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ، أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ، لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، وَاذْكُرْ كَذَا ـ لِمَا لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ ـ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى» متفقٌ عليه.

«التَّثْوِيبُ»: الإِقَامَةُ.

۴ / ۱۰۳٦ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا (ہوا خارج کرتا) ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سنے' پس جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو (واپس) آجاتا ہے' یہاں تک کہ جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے' پھر جب تکبیر پوری ہو چکتی ہے تو (پھر) آجاتا ہے حتیٰ کہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان وسوسے ڈالتا ہے' کہتا ہے' فلاں چیز یاد کر' فلاں چیز یاد کر' وہ چیزیں جو اس سے پہلے اسے یاد نہ تھیں' یہاں تک کہ آدمی کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تثویب کے معنی ہیں' اقامت (تکبیر کہنا)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأذان، باب فضل التأذین ـ وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الأذان وهرب الشیطان عند سماعه.

فوائد: ادبر اور وله ضراط کا مطلب ہے' شیطان تیزی سے بھاگتا ہے' جس سے اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور پیچھے سے ہوا خارج ہوتی رہتی ہے۔ یا وہ بالقصد شرارتاً گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور اذان سے کراہت شیطان کا فعل ہے۔ دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ نماز میں خشوع خضوع کا اہتمام ضروری ہے تاکہ شیطان کی وسوسہ اندازی کو ناکام بنایا جا سکے۔

۱۰۳۷ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا

۵ / ۱۰۳۷ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم اذان سنو' تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے' پھر مجھ پر درود پڑھو' اس لئے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس

عَشْراً، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِي الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ» رواه مسلم.

رحمتیں نازل فرماتا ہے' پھر تم اللہ سے میرے لئے وسیلے کا سوال کرو' بے شک یہ جنت میں ایک بلند درجہ ہے' یہ اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں' پس جو شخص میرے لئے وسیلے کا سوال کرے گا' اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن.

فوائد: صلاۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس وقت اس کے معنی رحمت و مغفرت کے اور فرشتوں کی طرف ہو تو مغفرت طلب کرنے کے اور بندوں کی طرف ہو تو دعا کرنے کے ہوتے ہیں۔ وسیلہ کے لغوی معنی قرب کے ہیں' یا وہ طریقہ اور ذریعہ جس سے انسان اپنے مقصود تک پہنچ جائے۔ لیکن یہاں اس سے مراد جنت کا وہ درجہ ہے جو اللہ کے نبی ﷺ کو عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کے معنی ہوتے ہیں' خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگزر کرنے کی یا کسی سے کسی کے لئے خیر کی درخواست کرنا' حدیث میں اس سے مراد آپ کا وہ حق شفاعت ہے جس کی رو سے آپ ان لوگوں کی مغفرت کی درخواست کریں گے جن کی بابت اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی۔

اس میں ایک اس امر کی ترغیب ہے کہ اذان سننے والا بھی کلمات اذان ادا کرتا رہے' البتہ حی علی الصلوہ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہے دوسرے' اس کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھے اور پھر دعائے وسیلہ' تو ایسے شخص کے لئے شفاعت واجب ہو جائے گی' بشرطیکہ اس کا خاتمہ ایمان و توحید پر ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مفضول (کم تر درجے والے) کی دعا سے فاضل (بلند تر رتبہ رکھنے والے) کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

١٠٣٨ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ» متفقٌ عليه.

۶ / ۱۰۳۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادى - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن.

فوائد: اس میں بھی کلمات اذان دہرانے کا حکم ہے۔

١٠٣٩ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ! رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّداً

۷ / ۱۰۳۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اذان سن کر یہ کہے' اے اللہ' اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد (ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس

الوَسِيلَةَ، وَالفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً الَّذِي وَعَدْتَهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ». رواه البخاري.

مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو قیامت والے دن میری شفاعت اس کے لئے حلال (واجب) ہو گی۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء.

فوائد: دعوت سے مراد یہاں الفاظ اذان ہیں اور کامل کا مطلب ہے کہ قیامت تک اس میں کوئی تغیراور تبدیلی نہیں آئے گی' یا اس میں کوئی نقص نہیں ہے' کیونکہ یہ تمام عقائد کو جامع ہے' قائم ہونے والی نماز کا مطلب یا تو یہ ہے کہ اذان کے بعد ہی وہ قائم ہونے والی ہے' یا یہ ہے کہ قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ اس میں دعائے وسیلہ پڑھنے کی فضیلت ہے' اسے اسی طریقے سے پڑھا جائے جس کی وضاحت حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث میں گزری' یعنی پہلے کلمات اذان دہرائے جائیں' پھر درود پڑھا جائے اور پھر نبی ﷺ کے لئے وسیلے کی دعا کی جائے۔

١٠٤٠ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَبِالإِسْلامِ دِيناً، غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ». رواه مسلم.

٨ / ١٠٤٠۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے اذان سن کر کہا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر' محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں' تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن.

فوائد: اس میں دعائے وسیلہ کے علاوہ ایک اور دعا ہے' اسے بھی پڑھنا چاہیے۔

١٠٤١ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الدُّعَاءُ لا يُرَدُّ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ». رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسن.

٩ / ١٠٤١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اذان اور تکبیر کے درمیان کی گئی دعا رد نہیں کی جاتی۔ (ابو داوُد' ترمذی۔ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في الدعاء بين الأذان والإقامة - وسنن ترمذي، أبواب الصلاة؛ باب ما جاء في أن الدعاء لا يرد بين الأذان والإقامة.

فوائد: اذان اور تکبیر کے درمیان کا وقت بھی قبولیت دعا کا وقت ہے۔

١٨٧ - بَابُ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ

۱۸۷۔ نمازوں کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' بے شک نماز بے حیائی اور منکر

تَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِۗ﴾[العنكبوت: ٤٥].

کاموں سے روکتی ہے۔ (سورۂ عنکبوت' ۴۵)

فائدۂ آیت: نماز کا یہ فائدہ اس شخص کے حصے میں آتا ہے جو نماز کو اس کے آداب کے ساتھ ادا کرتا ہے' یعنی سنت نبویؐ کے مطابق اور خشوع خضوع کے ساتھ۔ ٹھونگوں والی اور "تو چل میں آیا" کے انداز میں پڑھی جانے والی نماز' نماز ہی نہیں' اس سے انسان کے اندر کوئی تبدیلی بھی نہیں آتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ نماز کو نماز سمجھ کر ہی پڑھا جائے۔

١٠٤٢ - وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْراً بِبَابِ أَحَدِكُم يَغْتَسِلُ مِنه كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟» قَالُوا: لا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؛ قَالَ: «فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ، يَمْحُو اللهُ بِهِنَّ الخَطَايَا» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۰۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' بھلا بتلاؤ' اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو جس سے وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو' کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا' اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ نے فرمایا' پس یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے' اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب المشى إلى الصلوة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات.

فوائد: اس میں پانچوں نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت اور اس کا فائدہ بیان کیا گیا ہے کہ ان سے انسان کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ لیکن اسی نماز سے جو سنت کے مطابق خشوع و خضوع کے ساتھ پابندی سے ادا کی جائے' نہ کہ اپنے من مانے طریقے سے اور جب جی چاہا پڑھ لینے سے۔

١٠٤٣ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ على بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ» رواه مسلم. «الغَمْرُ» بفتحِ الغينِ المعجمةِ: الكثيرُ.

۲/ ۱۰۴۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پانچوں نمازوں کی مثال اس بڑی گہری نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو جس سے وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔ (مسلم)

الغمر' غین پر زبر' اس کے معنی ہیں' زیادہ

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب المشى إلى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات.

١٠٤٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً أَصَابَ مِن امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى

۳/ ۱۰۴۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا' پس وہ

النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ تعالى: ﴿ وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ ۚ إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ ﴾ فقال الرَّجُلُ: أَلِيَ هذا؟ قال: «لِجَمِيعِ أُمَّتِي كلِّهِمْ» متفقٌ عليه.

نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو بتلایا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی "اور نماز قائم کر دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کی گھڑیوں میں' بے شک نیکیاں' برائیوں کو دور کرتی ہیں" (سورۂ ہود' ۱۱۴) پس اس آدمی نے کہا' کیا یہ آیت (خاص) میرے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا' میری تمام امت کے لئے ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، كتاب التفسير، سورة هود، - وصحيح مسلم، كتاب التوبة، باب قوله تعالى ﴿إن الحسنات يذهبن السيئات﴾.

فوائد: دن کے دونوں کناروں سے مراد' فجر اور مغرب کی نماز اور بعض کے نزدیک صرف عشاء اور بعض کے نزدیک مغرب اور عشاء کی نماز ہے اور رات کی کچھ گھڑی سے مراد نماز تہجد ہے۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں' ممکن ہے کہ یہ آیت معراج سے قبل نازل ہوئی ہو جس میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں' کیونکہ اس سے قبل دو نمازیں ہی فرض تھیں' ایک طلوع شمس سے قبل اور ایک غروب سے قبل اور رات کے پچھلے پہر میں نماز تہجد۔ بہرحال اس بحث سے قطع نظر یہاں اس آیت کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ نماز ایک بہت بڑی نیکی ہے اور نیکی کفارہ سیئات ہے۔ لیکن سیئات صغیرہ کے لئے۔ کیونکہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ ان کی معافی کے لئے خالص توبہ ضروری ہے۔

١٠٤٥ - وعن أبي هُرَيرةَ رضيَ اللهُ عنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «الصَّلَواتُ الخَمْسُ، وَالجُمُعَةُ إلى الجُمُعَةِ، كفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، مَا لَمْ تُغْشَ الكَبَائِرُ» رواه مسلم.

۴/ ۱۰۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پانچ نمازیں' جمعہ دوسرے جمعے تک (کا وقفہ) ان (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے جو اس کے درمیان ہوں گے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلي رمضان....

فوائد: اس میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ پانچوں نمازوں کے درمیان اور ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک کے وقفے کے دوران جو چھوٹے چھوٹے گناہ ہوتے ہیں' وہ معاف ہو جاتے ہیں' بشرطیکہ کبائر کا ارتکاب نہ ہو۔ کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوں گے جیسے شرک' والدین کی نافرمانی' جھوٹی قسم' جھوٹی گواہی' یتیم کا مال کھانا' پاک دامنوں پر تہمت لگانا وغیرہ گناہ ہیں۔ یہ صرف نماز پڑھ لینے سے معاف نہیں ہوں گے۔

١٠٤٦ - وعن عثمانَ بنِ عفانَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «مَا مِن امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلاةٌ

۵/ ۱۰۴۶۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جو مسلمان مرد ایسا ہے کہ فرض نماز کا وقت آنے پر اس

مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا، وَخُشُوعَهَا، وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَت كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ ما لَمْ تُؤْتَ كَبِيرَةٌ، وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ» رواه مسلم.

کے لئے اچھا وضو کرے' اچھے طریقے سے خشوع اور رکوع کرے' تو وہ نماز اس کے ماقبل کے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گی' جب تک وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ (اللہ تعالیٰ کا معاملہ رحمت) ہمیشہ رہتا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه.

فوائد: اس میں نماز کے آداب و ارکان کو صحیح طریقے سے بجا لانے کا بیان ہے' مثلاً وضو' خشوع خضوع اور اعتدال ارکان وغیرہ۔ ایسی نماز ہی کفارۂ سیئات بنے گی۔ ورنہ پھر بقول علامہ اقبال ع

تیرا دل تو ہے صنم آشنا' تجھے کیا ملے گا نماز میں

۱۸۸ ـ بَابُ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

۱۸۸۔ صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت

١٠٤٧ ـ عن أبي موسى رضيَ اللهُ عنهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «مَنْ صَلَّى البَرْدَيْنِ دَخَلَ الجَنَّةَ» متفقٌ عليه.

«البَرْدَانِ»: الصُّبْحُ وَالعَصْرُ.

۱/ ۱۰۴۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے' وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة الفجر - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

فوائد: ویسے تو ہر نماز کی پابندی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ تاہم بعض نمازیں ایسی ہیں کہ جن کی پابندی خصوصی اہتمام کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے ان کی مزید فضیلتیں بیان کر دی گئی ہیں تاکہ مسلمان ان میں سستی کا ارتکاب نہ کریں۔ ان ہی میں سے ایک فجر کی نماز ہے' نیند کی وجہ سے اس کی ادائیگی بہ نسبت دوسری نمازوں کے مشکل ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز ہے' اس کی ادائیگی اس لئے مشکل ہوتی ہے کہ اس وقت کاروباری مصروفیات کا ہجوم ہوتا ہے' ان کو چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھنا نہایت گراں ہوتا ہے۔ بنابریں ان دونوں نمازوں کی فضیلت مذکورہ حدیث میں بطور خاص بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث باب بیان کثرۃ طرق الخیر میں بھی گزر چکی ہے' دیکھئے رقم ۱۶/ ۱۳۲

١٠٤٨ ـ وعن أبي زهيْرٍ عُمارَةَ بن رُوَيبةَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا» يَعْني الفَجْرَ وَالعَصْرَ. رواه مسلم.

۲/ ۱۰۴۸۔ حضرت ابو زہیر عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی سورج نکلنے سے قبل اور اس کے غروب ہونے سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھتا ہے' وہ ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہو گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة

مَكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهَا، وَخُشُوعَهَا، وَرُكُوعَهَا، إلَّا كانت كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ ما لَمْ تُؤْتَ كَبِيرَةٌ، وَذلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ» رواه مسلم.

کے لئے اچھا وضو کرے' اچھے طریقے سے خشوع اور رکوع کرے' تو وہ نماز اس کے ماقبل کے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے گی' جب تک وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے اور یہ (اللہ تعالیٰ کا معاملہ رحمت) ہمیشہ رہتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه.

فوائد: اس میں نماز کے آداب و ارکان کو صحیح طریقے سے بجا لانے کا بیان ہے' مثلاً وضو' خشوع خضوع اور اعتدال ارکان وغیرہ۔ ایسی نماز ہی کفارۂ سیئات بنے گی۔ ورنہ پھر بقول علامہ اقبال ع

تیرا دل تو ہے صنم آشنا' تجھے کیا ملے گا نماز میں

١٨٨ ـ بابُ صَلاَةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ

۱۸۸۔ صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت

١٠٤٧ ـ عن أبي موسى رضيَ اللهُ عنهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «مَنْ صَلَّى البَرْدَيْنِ دَخَلَ الجَنَّةَ» متفقٌ عليه.

«البَرْدَانِ»: الصُّبْحُ وَالعَصْرُ.

۱۰۴۷/۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں پڑھتا ہے' وہ جنت میں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة الفجر - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتى الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

فوائد: ویسے تو ہر نماز کی پابندی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ تاہم بعض نمازیں ایسی ہیں کہ جن کی پابندی خصوصی اہتمام کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے ان کی مزید فضیلتیں بیان کر دی گئی ہیں تاکہ مسلمان ان میں سستی کا ارتکاب نہ کریں۔ ان ہی میں سے ایک فجر کی نماز ہے' نیند کی وجہ سے اس کی ادائیگی بہ نسبت دوسری نمازوں کے مشکل ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز ہے' اس کی ادائیگی اس لئے مشکل ہوتی ہے کہ اس وقت کاروباری مصروفیات کا ہجوم ہوتا ہے' ان کو چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھنا نہایت گراں ہوتا ہے۔ بنابریں ان دونوں نمازوں کی فضیلت مذکورہ حدیث میں بطور خاص بیان کی گئی ہے۔ یہ حدیث باب بیان کثرۃ طرق الخیر میں بھی گزر چکی ہے' دیکھئے رقم ۱۳۲/۱۶

١٠٤٨ ـ وعن أبي زهيرٍ عُمارَةَ بن رُوَيبةَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا» يَعْني الفَجْرَ وَالعَصْرَ. رواه مسلم.

۱۰۴۸/۲۔ حضرت ابو زہیر عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی سورج نکلنے سے قبل اور اس کے غروب ہونے سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑھتا ہے' وہ ہرگز جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہو گا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة

علیهما .

فوائد: صرف ان دو نمازوں کی پابندی کرنے والا جہنم سے محفوظ نہیں رہے گا بلکہ وہ مسلمان جہنم میں جانے سے بچے گا جو پانچوں نمازیں پابندی کے ساتھ پڑھے گا۔ حدیث میں صرف دو نمازوں (صبح اور عصر) کا ذکر ان کی خصوصی اہمیت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ گویا ان دونوں نمازوں کی حفاظت کرنے والا یقیناً دوسری نمازوں میں بھی کوتاہی نہیں کرتا اور اسی طرح دیگر فرائض و سنن کا بھی اہتمام کرتا ہے' کیونکہ نجات کے لئے ضروری ہے کہ تمام فرائض و سنن کا حتی الامکان اہتمام کیا جائے۔

١٠٤٩ ـ وعن جُنْدُبِ بنِ سُفْيَانَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ فَانْظُرْ يَا ابْنَ آدَمَ! لا يَطْلُبَنَّكَ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ» رواه مسلم.

۳/ ۱۰۴۹۔ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص صبح کی نماز پڑھتا ہے' وہ اللہ کی امان میں ہوتا ہے' پس اے انسان! تو غور سے دیکھ' اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنی امان کی بابت کسی قسم کی باز پرس نہ کرے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح فى جماعة.

فوائد: اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اے انسان! تو صبح کی نماز میں غفلت نہ کیا کر' کہیں اللہ تعالیٰ اس غفلت کی وجہ سے تیرا مواخذہ نہ کرلے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو نمازی اللہ کی حفظ و امان میں ہو جاتا ہے تو اس سے تعرض نہ کر اور اسے کسی قسم کی تکلیف مت پہنچا' کیونکہ اگر تونے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے باز پرس فرمائے گا۔ اس میں گویا صبح کی نماز پابندی سے پڑھنے کی ترغیب اور مداومت کرنے والے کی فضیلت اور ایسے شخص کو نقصان پہنچانے سے اجتناب کی تاکید ہے۔

١٠٥٠ ـ وعن أَبي هُريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلائِكَةٌ بِاللَّيْلِ، وَمَلائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلاةِ الصُّبْحِ وَصَلاةِ العَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمُ اللهُ ـ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ ـ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ» متفقٌ عليه.

۴/ ۱۰۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہارے اندر رات کو اور دن کو فرشتے باری باری آتے اور جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں' پھر وہ فرشتے جو تمہارے اندر رات گزارتے ہیں' اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے' حالانکہ وہ خوب جانتا ہے' تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا' وہ کہتے ہیں' ہم انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہیں اور ہم جب ان کے پاس گئے تھے' تب بھی وہ نماز میں مصروف تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المواقيت، وكتاب التوحيد، وكتاب بدء الخلق ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتى الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

فوائد: فرشتوں کے باری باری آنے کا مطلب ہے کہ بندوں کی حفاظت یعنی اعمال لکھنے کے لئے جو فرشتے آتے ہیں' وہ یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ رات کے فرشتے عصر کے وقت آتے ہیں' جب کہ صبح کے فرشتے موجود ہوتے ہیں اس وقت ان کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ پھر یہ فرشتے صبح کی نماز کے وقت چلے جاتے ہیں اور دن کے فرشتے آجاتے ہیں جب کہ اللہ کے نیک بندے فجر کی نماز میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور اس وقت بھی ان فرشتوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔ یوں جس وقت فرشتے آتے اور جس وقت جاتے ہیں' نمازی عصر اور فجر کی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے لیکن وہ فرشتوں سے اپنے بندوں کی بابت پوچھتا ہے تاکہ فرشتوں پر بھی اہل ایمان کا شرف و فضل واضح ہو جائے۔

١٠٥١ - وعن جَرِيرِ بنِ عبدِ اللهِ البَجَليِّ رضيَ اللهُ عنهُ قال: كنا عِندَ النبيِّ ﷺ، فَنَظَرَ إلى القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ فقال: «إنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كما تَرَوْنَ هذا القَمَرَ، لا تُضَامُونَ في رُؤْيَتِهِ، فَإنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لا تُغْلَبُوا عَلى صَلاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ: «فَنَظَرَ إلى القَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ».

۵ / ۱۰۵۱ - حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' چاند کی چودھویں رات تھی کہ آپ نے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا' بے شک تم اپنے رب کو (آخرت میں) ایسے ہی دیکھو گے جس طرح تم (سب) اس چاند کو دیکھ رہے ہو' تم اس کے دیکھنے میں کوئی مشقت محسوس نہیں کرتے' پس اگر تم اس بات کی طاقت رکھو کہ سورج طلوع ہونے سے قبل کی نماز اور سورج غروب ہونے سے قبل کی نماز میں تم مغلوب نہ ہو (یعنی وہ تم سے چھوٹنے نہ پائیں) تو تم ضرور ایسا کرو۔

(بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے۔ پس آپ نے چودھویں رات کو چاند کی طرف دیکھا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المواقيت، باب فضل صلاة الفجر، وكتاب التفسير، وكتاب التوحيد - وصحيح مسلم، كتاب التوحيد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما.

فوائد: بدر چودھویں رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ یہ مبادرت (جلدی کرنا) سے ہے۔ چودھویں رات کو چونکہ یہ نکلنے میں جلدی کرتا ہے' اس لئے اسے بدر کہا جاتا ہے۔ پندرھویں رات سے اس کے طلوع میں تاخیر ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ دنیا میں اگرچہ اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا' لیکن آخرت میں اہل ایمان' اللہ کی رؤیت سے مشرف ہوں گے۔ دوسرے' اس میں بھی عصر اور فجر کی نماز کی حفاظت کی تاکید اور ان کی فضیلت کا بیان ہے۔

١٠٥٢ - وعن بُرَيْدَةَ رضيَ اللهُ عنهُ

۶ / ۱۰۵۲ - حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ صَلاةَ العَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ» رواه البخاري.

اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی' پس تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب من ترك صلاة العصر، وباب التبكير بالصلوة فى يوم غيم.

فوائد: عمداً کسی ایک نماز کا ترک بھی اگرچہ سخت گناہ' بلکہ بقول بعض کفر ہے۔ لیکن بالخصوص عصر کی نماز کا ترک تو بہت ہی اشد گناہ ہے۔ اس سے انسان کے عمل ہی برباد ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نماز عصر کی حفاظت بہت ضروری ہے۔

١٨٩ ـ بَابُ فَضْلِ الْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

۱۸۹۔ مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت

١٠٥٣ ـ عن أبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ أنَّ النبيَّ ﷺ قال: «مَنْ غَدَا إلَى المَسْجِدِ أَوْ رَاحَ، أَعَدَّ اللهُ لَهُ في الجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۰۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص صبح یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتا ہے جب بھی صبح یا شام کو جائے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب فضل من غدا إلي المسجد ومن راح - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب المشى إلي الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات.

فوائد: غدا' زوال سے قبل اور راح' زوال کے بعد چلنے کو کہتے ہیں اور بعض دفعہ صبح یا شام سے قطع نظر مطلق چلنے کے مفہوم میں بھی یہ استعمال ہوتے ہیں۔ اس میں مسجد میں اللہ کی عبادت اور نماز ادا کرنے کی نیت سے جانے کی فضیلت ہے۔ جب بھی وہ جائے' صبح یا شام کو اور مومن کا تو دل ہی مسجد کے ساتھ اٹکا ہوتا ہے' اسی لئے صبح و شام کی تمام ہی گھڑیوں میں وہ مسجد میں جاتا اور باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔

١٠٥٤ ـ وعنهُ أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «مَنْ تَطَهَّرَ في بَيْتِهِ، ثُمَّ مَضَى إلى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ، لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللهِ، كَانَتْ خُطُوَاتُهُ، إحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيئَةً، وَالأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً» رواه مسلم.

۲/ ۱۰۵۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے اپنے گھر میں اچھی طرح طہارت حاصل کی (یعنی وضو یا غسل کیا) پھر وہ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد) میں گیا تاکہ وہ اللہ کے فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرے تو اس کے قدم اس طرح (شمار) ہوں گے کہ ایک قدم گناہ کو مٹائے گا اور دوسرا قدم درجہ بلند کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب المشى إلي الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات.

فوائد: اس میں مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کی ترغیب بھی ہے اور اس کی فضیلت کا بیان بھی۔ کیونکہ ہر قدم سے ایک صغیرہ گناہ معاف اور ایک درجہ بلند ہو گا۔ اس میں اللہ کے فضل و کرم کی وسعت کا بیان بھی ہے۔

١٠٥٥ ـ وعن أُبَيِّ بن كَعْبٍ رضيَ اللهُ عنه قالَ: كانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصارِ لا أَعْلَمُ أَحَداً أَبْعَدَ مِنَ المَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَتْ لا تُخْطِئُهُ صَلاةٌ! فَقِيلَ لَهُ: لَوِ اشْتَرَيْتَ حِمَاراً تَرْكَبُهُ في الظَّلْمَاءِ وَفي الرَّمْضَاءِ، قالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي إلى جَنْبِ المَسْجِدِ، إنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي مَمْشَايَ إلى المَسْجِدِ، وَرُجُوعِي إذا رَجَعْتُ إلى أَهْلِي. فقالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ جَمَعَ اللهُ لَكَ ذلكَ كُلَّه» رواه مسلم.

۳/ ۱۰۵۵۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھا' میرے علم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس سے زیادہ مسجد سے دور ہو (لیکن اس کا یہ حال تھا کہ) کوئی نماز اس سے نہ چوکتی (یعنی ہر نماز جماعت سے ادا کرتا) اس سے کہا گیا' اگر تو کوئی گدھا خرید لے تاکہ اندھیرے اور سخت گرمی میں اس پر سوار ہو کر آجایا کرے (تو بہتر ہو) اس نے کہا' مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو۔ میں تو چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کی طرف چل کر جانا اور جب میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس آؤں تو میرا لوٹنا لکھا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یقیناً اللہ نے تیرے لئے یہ سب جمع فرما دیا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلي المساجد.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ گھر کا مسجد سے دور ہونا اس لحاظ سے بہتر ہے کہ آتے جاتے اس کے قدموں کے حساب سے اس کو زیادہ سے زیادہ نیکیاں ملیں گی اور اس کے گناہوں کی معافی ہو گی۔ اس میں صحت نیت کی بھی فضیلت ہے' انسان اپنی صحیح نیت کی وجہ سے بھی بڑے درجات حاصل کر سکتا ہے۔

١٠٥٦ ـ وعن جابرٍ رضيَ اللهُ عنهُ قال: خَلَتِ البِقَاعُ حَوْلَ المَسْجِدِ، فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا قُرْبَ المَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذلكَ النبيَّ ﷺ فقال لهم: «بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ المَسْجِدِ؟!» قالوا: نعم يا رسولَ اللهِ! قَدْ أَرَدْنَا ذلكَ، فقالَ: «بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ» فقالوا: مَا يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا. رواه مسلم، وروى البخاري

۴/ ۱۰۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد (نبوی) کے اردگرد کچھ جگہیں خالی ہوئیں' تو بنو سلمہ (قبیلے) نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ پس یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ان سے فرمایا' مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا' ہاں' یا رسول اللہ' یقیناً ہم نے یہ ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے بنو سلمہ' تم اپنے گھروں میں ہی رہو' تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں' تم اپنے گھروں میں ہی رہو' تمہارے نشانات قدم

معناه من رواية أنس.

لکھے جاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا' ہمیں پسند نہیں کہ ہم (مسجد کے قریب) منتقل ہوں۔ مسلم' امام بخاری نے بھی اس کے ہم مفہوم روایت حضرت انس سے بیان کی ہے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب الاحتساب من الآثار، وكتاب المناسك، باب فضل المدينة وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد.

فوائد: اس میں بھی مسجد سے دور رہنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ تاہم یہ اہل عزیمت کے لئے ہے۔ ہر شخص کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے جن لوگوں میں ذوق عبادت اور نماز کی پابندی کا اہتمام کرنے کی کمی ہو' ان کے لئے مسجد کے قریب رہنا زیادہ بہتر ہے تاکہ کم از کم فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کے تو وہ مرتکب نہ ہوں۔ کیونکہ فرائض کی ادائیگی' نوافل سے اہم تر بلکہ اشد ضروری ہے' کہیں شوق نوافل میں فرائض ہی سے محروم نہ رہ جائیں۔

١٠٥٧ ـ وعنْ أَبي موسى رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجراً في الصَّلاةِ أَبْعَدُهُمْ إلَيْها مَمْشًى، فَأَبْعَدُهُمْ. وَالَّذي يَنْتَظِرُ الصَّلاةَ حَتَّى يُصَلِّيَها مَعَ الإمامِ أَعْظَمُ أَجْراً مِنَ الَّذي يُصَلِّي ثُمَّ يَنامُ» متفقٌ عليه.

۵ / ١٠٥٧ ۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نماز کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ اجر والا وہ شخص ہے جو اس کی طرف سب سے زیادہ دور سے چل کر آتا ہے' پھر وہ جو اس سے بھی زیادہ دور سے آتا ہے اور وہ شخص جو (جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے) امام کے نماز پڑھنے تک نماز کے لئے انتظار کرتا ہے' وہ اس شخص سے کہیں زیادہ اجر کا مستحق ہے جو (جماعت کا انتظار کئے بغیر) نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر فى جماعة ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلي المساجد.

فوائد: اس میں دور سے چل کر آنے کی مشقت کے حساب سے زیادہ ثواب ملنے کے بیان کے علاوہ' نماز باجماعت اور نماز کے لئے انتظار کرنے کی فضیلت کا بھی اثبات ہے۔

١٠٥٨ ـ وعن بُرَيْدَةَ رضيَ اللهُ عنهُ عنِ النبيِّ ﷺ قالَ: «بَشِّرُوا المَشَّائِينَ في الظُّلَمِ إلى المَساجِدِ بالنُّورِ التامِّ يَوْمَ القِيامَةِ». رواه أبو داود، والترمذي.

۶ / ١٠٥٨ ۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت والے دن کامل روشنی (ملنے) کی خوش خبری سنا دو۔ (ابو داؤد' ترمذی)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ما جاء في المشى إلي الصلاة في الظُّلَم ـ

وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل العشاء والفجر في جماعة.

فوائد: اندھیروں سے مراد عشاء اور فجر کی نمازیں ہیں۔ آج کل شہروں میں تو بجلی کے بلبوں اور قمقموں کی وجہ سے اندھیرا زیادہ محسوس نہیں ہوتا' تاہم پھر بھی قدرتی اندھیروں کو بالکلیہ ختم کرنے پر کوئی قادر نہیں ہے۔ اس لئے عشاء اور فجر روشنیوں کی فراوانی کے باوجود اب بھی اندھیروں ہی کی نمازیں ہیں۔ اس کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ قیامت والے دن ایسے نمازیوں کو اللہ کی طرف سے کامل نور ملے گا جس سے وہ پل صراط وغیرہ کا نہایت کٹھن اور دشوار گزار مرحلہ آسانی سے طے کر لیں گے' جب کہ اس نور سے محروم لوگ مشکلات میں مبتلا ہوں گے۔

١٠٥٩ ـ وعن أَبي هريرةَ رضي اللهُ عنهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «أَلا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟» قَالُوا: بَلَى يا رسولَ اللهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلاةِ بَعْدَ الصَّلاةِ؛ فَذلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذلِكُمُ الرِّبَاطُ» رواه مسلم.

٧ / ١٠٥٩۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاؤں جس سے اللہ تعالیٰ خطائیں مٹا دیتا اور درجے بلند کرتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا' کیوں نہیں' یا رسول اللہ (ضرور بتلایئے) آپ نے فرمایا' مشقتوں کے باوجود کامل وضوء کرنا' مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا' نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا' پس یہی رباط (محاذ جنگ پر پڑاؤ) ہے' پس یہی رباط ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت ابھی باب فضل الوضوء میں بھی گزری ہے اور اس سے پہلے باب بیان کثرۃ طرق الخیر میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم الحدیث ٧ / ١٠٣٠۔ و رقم ١٥ / ١٣١۔ یہاں اسے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ طہارت' نماز اور عبادت پر ہیشگی بھی جہاد فی سبیل اللہ اور محاذ جنگ پر دشمن سے معرکہ آرائی کی طرح ہے۔

١٠٦٠ ـ وعن أَبي سعيدٍ الخُدْرِيِّ رضيَ اللهُ عنهُ عنِ النبيِّ ﷺ قال: «إِذا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بالإِيْمَانِ، قالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾» الآية. رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

٨ / ١٠٦٠۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب تم کسی آدمی کو بار بار مسجد میں آتا جاتا دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے' اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔

(ترمذی' حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب التفسير، باب من سورة التوبة.

فوائد: یعتاد' عود' عادت سے ہے' جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ یعنی بار بار لوٹ کر مسجد میں آتا اور باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔ اس میں مسلمان کی ظاہری حالت پر ایمان کی گواہی دینے کا جواز ہے۔ علاوہ ازیں مسجد سے تعلق

و وابستگی کی اور اس میں ذکر و عبادت کی اور اس کی تعمیر اور دیکھ بھال کی فضیلت ہے۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

١٩٠ ـ بَابُ فَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلاَةِ

۱۹۰۔ نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

١٠٦١ ـ عَنْ أَبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «لا يَزَالُ أَحَدُكُمْ في صَلاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلاةُ تَحْبِسُهُ، لا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إلى أَهْلِهِ إلَّا الصَّلاةُ» متفقٌ عليه.

۱/۱۰۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آدمی ہمیشہ نماز ہی میں رہتا ہے جب تک نماز اس کو روکے رکھے، اس کو اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنے میں نماز کے سوا کوئی چیز روکنے والی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة، وفضل المساجد ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة.

فوائد: اس میں نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنے کی فضیلت کا بیان ہے کہ جتنی دیر مسجد میں بیٹھا رہے گا اجر و ثواب کے اعتبار سے حکماً وہ نماز میں شمار ہو گا۔

١٠٦٢ ـ وعنه أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «المَلائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ في مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ» رواه البخاري.

۲/۱۰۶۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فرشتے تمہارے اس آدمی کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں جب تک آدمی اس جگہ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے، جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔ فرشتے دعا کرتے ہیں، اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، وكتاب المساجد، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد.

فوائد: اس میں نماز والی جگہ پر بیٹھے رہنے کی فضیلت اور ترغیب ہے بشرطیکہ وضو رہے۔ تاکہ وہ فرشتوں کی دعاؤں کا مورد و مصداق بن جائے۔

١٠٦٣ ـ وعن أنسٍ رضيَ اللهُ عنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلاةَ الْعِشَاءِ إلى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ بَعْدَ مَا صَلَّى فقال: «صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَلَمْ تَزَالُوا في صَلاةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوهَا». رواه البخاري.

۳/۱۰۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کر دی، پھر نماز پڑھانے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، (دوسرے) لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو، برابر نماز کی حالت میں ہو۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب وقت العشاء إلى نصف الليل، وكتاب

الأذان وكتاب البيوع وغيرهما.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ امام اور جماعت کے انتظار میں بیٹھنا بھی اجر و ثواب کا باعث ہے اور ایسا شخص نماز کی حالت میں ہی شمار ہوگا۔

١٩١ ـ بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ الْجَمَاعَةِ

۱۹۱۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

١٠٦٤ ـ عن ابنِ عُمرَ رضيَ اللهُ عنهمَا أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «صَلاةُ الجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً». متفقٌ عليه.

۱ / ۱۰۶۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ۲۷ درجے زیادہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

١٠٦٥ ـ وعن أبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «صَلاةُ الرَّجُلِ في جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ على صَلاتِه في بَيْتِهِ وَفي سُوقِهِ خَمْساً وَعِشْرِينَ ضِعْفاً، وَذلكَ أَنَّهُ إذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إلى الْمَسْجِدِ، لا يُخْرِجُهُ إلَّا الصَّلاةُ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إلَّا رُفِعَتْ له بهَا دَرَجَةٌ، وَحُطَّتْ عَنْهُ بهَا خَطِيئَةٌ، فَإذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ المَلائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ في مُصَلَّاهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ، تَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ. وَلا يَزَالُ في صَلاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلاةَ» متفقٌ عليه. وهذا لفظ البخاري.

۲ / ۱۰۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آدمی کا جماعت سے نماز پڑھنا، اپنے گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے ۲۵ گنا زیادہ (اجر و ثواب کا باعث) ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب آدمی وضو کرے اور اچھے طریقے سے وضو کرے، پھر وہ مسجد کی طرف جائے اور مسجد کی طرف جانے سے اس کا مقصد سوائے نماز کے کوئی اور نہ ہو۔ تو یہ جو قدم بھی اٹھائے گا، اس کے ذریعے سے اس کا ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف ہوگا، پھر جب نماز پڑھ لے گا تو جب تک باوضو اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے گا، فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔ فرشتے کہتے ہیں، اے اللہ! اس پر رحمت فرما، اے اللہ! اس پر مہربان ہو جا اور جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے، وہ برابر نماز میں ہی رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم، یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

فوائد: اس میں بھی اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلے میں، جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ پچھلی حدیث

میں یہ فضیلت ۲۷ گنا اور اس میں ۲۵ گنا زیادہ بتلائی گئی ہے۔ اس کی توجیہ میں بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ پہلے یہ فضیلت نبی کریم ﷺ کو ۲۵ گنا بتلائی گئی اور پھر ۲۷ گنا ۔ اور جیسے جیسے آپ کو اللہ کی طرف سے بتلایا گیا' آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتلا دیا اور بعض نے کہا ہے کہ خشوع خضوع اور نماز کی ہیئت و آداب کی حفاظت کے اعتبار سے کمی بیشی ہوتی ہے۔ ایک اختلاف یہ ہے کہ یہ فضیلت کس جماعت سے حاصل ہوتی ہے؟ ہر قسم کی جماعت سے' چاہے وہ کہیں بھی ہو' گھر میں' دکان میں یا کسی کھلی فضا' میدان اور صحراء وغیرہ میں؟ یا صرف اس جماعت سے جس کا اہتمام مسجد میں ہوتا ہے؟ بعض علماء پہلی رائے کے قائل ہیں اور بعض دوسری رائے کے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے کیونکہ الفاظ حدیث (وذلك انه .....) اس کے مؤید ہیں۔

١٠٦٦ ـ وعنهُ قالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعمى، فقال: يا رسولَ اللهِ! لَيْسَ لي قَائِدٌ يَقُودُنِي إلى المَسْجِدِ، فَسَأَلَ رسولَ اللهِ ﷺ أنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّي في بَيْتِهِ؛ فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فقالَ لَهُ: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلاةِ؟» قال: نَعَمْ، قال: «فَأَجِبْ» رواه مسلم.

۳ / ۱۰۶۶ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میرا کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لے آیا کرے' پس اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اسے اس بات کی رخصت دے دی جائے کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کرے' تو آپ نے اسے رخصت عطا فرما دی' جب اس نے (جانے کے لئے) پیٹھ پھیری تو آپ نے اسے بلایا اور اس سے پوچھا' کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟ تو اس نے کہا' ہاں۔ آپ نے فرمایا' پھر اس کا جواب دے یا قبول کر (یعنی مسجد میں ہی آکر نماز پڑھ) (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب يجب إتيان المسجد على من سمع النداء.

١٠٦٧ ـ وعن عبدِ اللهِ ـ وَقِيلَ: عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ المَعْرُوفِ بِابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ المُؤَذِّنِ رضيَ اللهُ عنهُ أَنَّهُ قالَ: يا رسولَ اللهِ! إنَّ المَدِينَةَ كَثِيرَةُ الهَوَامِّ وَالسِّبَاعِ. فقالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، حَيَّ عَلى الفَلاحِ، فَحَيَّهلاً». رواه أبو داود بإسناد حسنٍ.
ومعنى «حَيَّهلاً»: تعال.

۴ / ۱۰۶۷ ۔ حضرت عبداللہ اور بعض کے نزدیک عمرو بن قیس' المعروف ابن ام مکتوم' مؤذن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! مدینے میں کیڑے مکوڑے (سانپ' بچھو وغیرہ) اور درندے بہت ہیں (اس لئے آپ مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت عنایت فرما دیں) تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا' کیا تو حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح سنتا ہے؟ (اگر سنتا ہے) تو مسجد میں آ۔

(ابو داؤد' حسن حدیث ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة.

فوائد: مذکورہ دونوں حدیثوں میں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ ان کا نام کیا تھا؟ اس میں اختلاف ہے' بعض کے نزدیک عبداللہ ہے اور بعض کے نزدیک عمرو بن قیس۔ اور یہ دوسرا نام زیادہ مشہور اور صحیح ہے۔ اذان کی آواز سننے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نابینا ہونے کے باوجود رخصت عنایت نہیں فرمائی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں باجماعت نماز پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید ہے۔

١٠٦٨ - وعن أَبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «وَالَّذي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْتَطَبَ، ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بيوتَهمْ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۰۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں' پھر نماز کا حکم دوں کہ اس کے لئے اذان دی جائے' پھر میں کسی ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں خود ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو مسجد میں نہیں آتے) اور ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، وكتاب الخصومات - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة.

فوائد: یہ حدیث اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا مذکورہ واقعہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ جو لوگ تندرست اور مقیم ہوں اور انہیں کوئی عذر نہ ہو تو مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھنا' ان پر فرض ہے اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے (گو ان کی نماز ہو جاتی ہے) مگر وہ فرض کے ترک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جماعت کی تاکید بھی اسی فرضیت کی وجہ سے کی گئی ہے اور اس کی فضیلت بھی انفرادی طور پر نماز پڑھنے کے مقابلے میں بہت زیادہ یعنی ۲۷ گنا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھروں میں چھپے ہوئے لوگوں کو' ضرورت کی بنا پر' کسی طریقے سے باہر نکالنا اور اسی طرح اہل جرائم و اہل معاصی کو اچانک بے خبری کے عالم میں پکڑنا جائز ہے۔

١٠٦٩ - وعن ابنِ مَسْعُودٍ رضيَ اللهُ عنهُ قال: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللهَ تعالى غداً مُسْلِماً، فَلْيُحَافِظْ عَلى هٰؤُلاءِ الصَّلَواتِ، حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الهُدَى، وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الهُدَى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا المُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ

۶ / ۱۰۶۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ کل کو وہ اللہ سے اس حال میں ملے کہ وہ مسلمان ہو' تو اس کو چاہئے کہ وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جب ان کے لئے اذان دی جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پیغمبر کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر فرمائے ہیں اور یہ نمازیں بھی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور اگر تم نمازیں

تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وما يَتَخَلَّفُ عَنها إلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤتَى بِهِ، يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ. رواه مسلم. وفي روايةٍ له قال: إنَّ رسولَ الله ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الهُدَى، وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الهُدَى الصَّلاةَ في المَسْجِدِ الَّذي يُؤَذَّنُ فيه.

اپنے گھروں میں پڑھو گے' جیسے یہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم اپنے پیغمبر کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے پیغمبر کی سنت چھوڑ دی تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے اور میں نے تو اپنے لوگوں کا یہ حال دیکھا ہے کہ نماز سے وہی منافق پیچھے رہتا جو کھلم کھلا منافق ہوتا' اور (بعض مریض قسم کے) آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے سے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (مسلم)

اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ہدایت کے طریقے سکھلائے اور ہدایت کے طریقوں میں سے اس مسجد میں نماز پڑھنا بھی ہے جس میں اذان دی جاتی ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدىٰ.

فوائد: اس میں ایک تو نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید ہے۔ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شوق نماز کا بیان ہے۔ تیسرے جماعت سے گریز صرف منافقین کا شیوہ تھا۔ چوتھے نبی اکرم ﷺ کے طریقے اور سنت کی پیروی کی ترغیب ہے' کیونکہ اس سے گریز و فرار گمراہی کا باعث ہے۔

١٠٧٠ ـ وعن أبي الدرداءِ رضيَ اللهُ عنهُ قال: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقول: «ما مِن ثَلاثَةٍ في قَرْيَةٍ ولا بَدْوٍ لا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلاةُ إلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ. فَعَلَيْكُمْ بِالجَمَاعَةِ؛ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الغَنَمِ القَاصِيَةَ» رواه أبو داود بإسناد حسن.

۷ / ۱۰۷۰۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں جن میں (باجماعت) نماز کا اہتمام نہ کیا جائے تو ان پر یقیناً شیطان غالب آگیا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم پکڑو' یقیناً بھیڑیا اس بکری کو کھا جاتا ہے جو ریوڑ سے دور رہتی ہو۔ (ابو داؤد)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب في التشديد في ترك الجماعة.

فوائد: اس میں بھی نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید اور اس سے گریز کے نقصانات کا بیان ہے۔ جماعت سے الگ رہنے والا' اس بکری کی طرح ہے جو ریوڑ سے الگ رہتی ہے اور بھیڑیئے کا شکار ہو جاتی ہے' الگ رہنے والے کو بھی شیطان آسانی سے اپنے وساوس کا شکار کر لیتا اور اس پر غالب آجاتا ہے۔

١٩٢ - بَابُ الْحَثِّ عَلَى حُضُورِ الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ

۱۹۲۔ صبح اور عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب کا بیان

١٠٧١ - عن عثمانَ بن عفانَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: سَمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «مَنْ صَلَّى العِشَاءَ في جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ في جَمَاعَةٍ، فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ» رواه مسلم. وفي روايةِ الترمذيِّ: عنْ عثمانَ بنِ عفانَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَهِدَ العِشَاءَ في جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ، وَمَنْ صَلَّى العِشَاءَ وَالفَجْرَ في جَمَاعَةٍ، كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ» قال التِّرمذيّ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱/۱۰۷۱۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے جماعت سے عشاء کی نماز پڑھی تو اس نے گویا آدھی رات قیام کیا (اللہ کی عبادت کی) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی تو اس نے گویا ساری رات نماز پڑھی۔ (مسلم)

اور ترمذی کی روایت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو عشاء کی نماز میں حاضر ہوا' اس کے لئے آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے اور جو عشاء کے ساتھ فجر کی نماز میں بھی حاضر ہوا تو اس کے لئے پوری رات کے قیام کے برابر ثواب ہے۔ (امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة - وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب رقم١١.

فوائد: مطلب واضح ہے کہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب اتنا ہے' جیسے اس نے ساری رات اللہ کی عبادت کرتے ہوئے گزاری۔

١٠٧٢ - وعن أَبي هُريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا في العَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لأَتَوْهُما وَلَوْ حَبْواً» متفق عليه. وقد سبق بِطُولِهِ.

۲/۱۰۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر لوگ عشاء اور صبح کی نماز کی فضیلت جان لیں تو انہیں گھٹنوں کے بل بھی آنا پڑے تو وہ ضرور ان نمازوں میں آئیں۔ (بخاری و مسلم) یہ روایت تفصیل سے پہلے گزر چکی ہے۔ (دیکھئے ۱/۱۰۳۳)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

١٠٧٣ - وعنهُ قالَ: قالَ

۳/۱۰۷۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول

رسولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ صَلاةٌ أَثْقَلَ عَلَى المُنَافِقِينَ مِنْ صَلاةِ الفَجْرِ وَالعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْواً». متفقٌ عليه.

اللہ ﷺ نے فرمایا' منافقین پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ بھاری کوئی نماز نہیں اور اگر وہ ان کی فضیلت جان لیں تو وہ ضرور ان میں حاضر ہوں چاہے انہیں گھٹنوں (یا سرینوں) کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب فضل العشاء في الجماعة ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة.

فوائد: منافقین پر یہ نمازیں اس لئے بھاری تھیں کہ وہ تو صرف دکھلاوے کے لئے نماز پڑھتے تھے' اللہ کے خوف سے یا اس کی رضا کے لئے نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان نمازوں میں بالخصوص سستی اور کوتاہی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی مشابہت منافقین کے ساتھ ہو جائے۔

١٩٣ ـ بَابُ الأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ وَالنَّهْيِ الأَكِيدِ وَالْوَعِيدِ الشَّدِيدِ فِي تَرْكِهِنَّ

۱۹۳۔ فرائض کی حفاظت کرنے کا حکم اور ان کے چھوڑنے کی سخت ممانعت اور سخت وعید

قال الله تعالى: ﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ﴾ [البقرة: ٢٣٨] وقال تعالى: ﴿فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَوُاْ ٱلزَّكَوٰةَ فَخَلُّواْ سَبِيلَهُمْ﴾ [التوبة: ٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' نمازوں کی' بالخصوص درمیانی نماز کی' حفاظت کرو۔ (سورۂ بقرہ' ۲۳۸)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا' پس اگر وہ توبہ کر لیں' نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ (سورۂ توبہ' ۵)

آیات: درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔ راستہ چھوڑ دو کا مطلب ہے کہ ان کے جان و مال سے تعرض مت کرو' کیونکہ توبہ کرنے اور فرائض کی ادائیگی کے بعد وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ گویا مسلمان کی دلیل اور علامت فرائض اسلام (نماز' زکوۃ وغیرہ) کی پابندی ہے۔

١٠٧٤ ـ وعن ابنِ مسعودٍ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: سَأَلْتُ رسولَ اللهِ ﷺ: أَيُّ الأَعْمَالِ أَفضلُ؟ قالَ: «الصَّلاةُ عَلى وَقْتِهَا» قلتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قال: «بِرُّ الوَالِدَيْنِ» قلتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قالَ: «الجِهَادُ في سَبِيلِ اللهِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۰۷۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا' کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ نے فرمایا' اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے کہا' پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا' ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے کہا' پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب برالوالدین میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱/ ۳۱۴۔ یہاں اس کے بیان کرنے سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ نماز کو اپنے اصل وقت پر ادا کرنا چاہئے' اس میں تاخیر صحیح نہیں۔ نماز میں تاخیر سے بالآخر یہ ہوتا ہے کہ انسان سست ہو جاتا ہے اور اس سے اعراض و غفلت اس کی عادت بن جاتی ہے جو نہایت خطرناک امر ہے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے جو شخص نماز میں اتنی سستی کرے کہ اس کا وقت نکل جائے تو اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ گویا نماز میں سستی کرنا' لیٹ پڑھنا یا وقت گزار کر پڑھنا یا بلاوجہ دو نمازوں کو اکٹھا کرنا یا ہمیشہ نمازوں کی دو ایک رکعت ضائع کر دینا سنگین جرم ہے' یہ سب صورتیں نماز میں غفلت کی ہیں۔

١٠٧٥ ـ وعن ابنِ عمرَ رضيَ اللهُ عنهمَا قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «بُنِيَ الإِسْلامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً رسولُ اللهِ، وَإِقامِ الصَّلاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ البَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۰۷۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوۃ ادا کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔ (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب دعاؤكم إيمانكم ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ بنى الإسلام على خمس.

فوائد: اس میں اسلام کو ایک عظیم عمارت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کی پانچ بنیادیں ہیں جس طرح بنیادوں کے بغیر کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی' اسی طرح ان ارکان خمسہ کے بغیر اسلام کا وجود برقرار نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک فرض کا انکار کرے گا تو وہ کافر اور جو یوں ہی سستی اور غفلت کی وجہ سے ان میں سے کسی ایک فرض کا تارک ہو گا' وہ فاجر و فاسق ہو گا۔

١٠٧٦ ـ وعنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رسولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذلكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ» متفقٌ عليه.

۳/ ۱۰۷۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دیں' نماز قائم نہ کریں' زکوۃ نہ دیں۔ پس جب وہ یہ کام کر لیں تو انہوں نے اپنے خون اور اپنے مال مجھ سے محفوظ کر لئے' مگر حق اسلام کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب اجراء الاحکام علی الظاہر رقم ۱/ ۳۹۰ میں گزر چکی ہے۔ حدیث میں الناس سے مراد مشرکین ہیں۔ اہل کتاب اس میں شامل نہیں ہیں۔ حق اسلام سے مراد حدود و قصاص وغیرہ سزائیں ہیں جو چوری' زنا' قتل

وغیرہ جرائم کا ارتکاب کرنے والے مسلمانوں پر نافذ ہوتی ہیں۔ ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے' کا مطلب ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے یا جو جرائم عدالت اور حاکم مجاز کے علم میں نہ آئیں' ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے جس کا فیصلہ وہ آخرت میں فرمائے گا۔

١٠٧٧ ـ وعن معاذٍ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: بعثني رسولُ اللهِ ﷺ إلى اليَمَنِ فقال: «إنَّكَ تأتِي قَوْماً مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، فَادْعُهُمْ إلى شَهَادَةِ أَنْ لا إلٰهَ إلَّا الله، وَأَنِّي رسولُ اللهِ، فَإِنْ أَطَاعُوا لِذٰلكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ تعالى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلكَ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ تَعَالى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذٰلكَ، فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ» متفقٌ عليه.

۴/ ۱۰۷۷۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا' تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں' پس تم انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ یہ اقرار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں۔ پس اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتلاؤ کہ اللہ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔ اگر وہ یہ مان لیں تو تم (بطور زکوۃ) ان کے عمدہ مالوں کے لینے سے اجتناب کرنا اور مظلوم کی بددعا سے ڈرنا' اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، وكتاب المظالم، وكتاب المغازي، وكتاب التوحيد ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام.

فوائد: یہ روایت باب تحریم الظلم میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۲/ ۲۰۸۔ یہاں باب کی مناسبت سے اسے دوبارہ ذکر کرنے سے مقصود فرائض کی اہمیت اور ان کی پابندی کی وضاحت کرنا ہے۔

١٠٧٨ ـ وعن جابرٍ رضيَ اللهُ عنهُ قال: سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «إنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالكُفْرِ تَرْكَ الصَّلاةِ» رواه مسلم.

۵/ ۱۰۷۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی اور کفر کے درمیان (حد فاصل) نماز کا چھوڑنا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل یا فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ جو شخص صفت اسلام سے متصف ہو گا اور نماز پڑھے گا' اس نے یقیناً اپنے اور کفر کے درمیان ایک حد کھڑی کر دی' اب اس کی طرف کفر و شرک نہیں جائیں گے اور جس نے اسلام لانے کے بعد نماز نہیں پڑھی تو اس کے اور کفر کے ساتھ

متصف ہونے کے درمیان کوئی حد موجود نہ رہی۔ یعنی وہ کافر ہو گیا۔ گویا کفر کے ساتھ متصف ہونے میں مانع' نماز ہے اور اس نماز کا ترک ایسے ہے جیسے اس حد یا مانع کو گرا دیا۔ (ابن علان) اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کفر ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم ایسے شخص کے لئے ہے جو ترک صلاۃ کو حلال سمجھے اور جو محض سستی کی وجہ سے ترک کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا' تاہم بعض کے نزدیک (اگر وہ توبہ نہ کرے) تو بطور حد قتل کر دیا جائے اور بعض کے نزدیک اسے زد و کوب کیا جائے تاآنکہ وہ نماز پڑھنا شروع کر دے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ اسلام میں نماز کی کتنی اہمیت ہے کہ اس کے بغیر ایک مدعی اسلام بھی مسلمان نہیں سمجھا جائے گا۔

١٠٧٩ ـ وعن بُرَيْدَةَ رضيَ اللهُ عنهُ عَنِ النبيِّ ﷺ قال: «العَهْدُ الَّذي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

٦/ ١٠٧٩۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ (فرق کرنے والا) عہد جو ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان ہے' نماز ہے۔ پس جس نے نماز چھوڑ دی' وہ یقیناً کافر ہو گیا۔

(ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة.

فوائد: اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے جو اس سے ماقبل حدیث کا بیان ہوا۔

١٠٨٠ ـ وعن شَقِيقِ بنِ عبدِ اللهِ التّابعيِّ المُتَّفَقِ عَلى جَلالَتِهِ رَحِمَهُ اللهُ قال: كانَ أَصْحابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لا يَرَوْنَ شَيْئاً مِنَ الأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلاةِ. رواه الترمذي في كتابِ الإيمانِ بإسنادٍ صحيحٍ.

٧/ ١٠٨٠۔ حضرت شقیق بن عبداللہ تابعی رحمہ اللہ' جن کی بزرگی پر اتفاق ہے' فرماتے ہیں' اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم' نماز کے سوا کسی بھی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔

(ترمذی' کتاب الایمان' اس کی سند صحیح ہے۔)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الإيمان، باب ما جاء في ترك الصلاة.

فوائد: صحابہ کرام کا یہ خیال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کی روشنی میں تھا' جو پہلے گزریں۔ انہوں نے ان احادیث کو' جن میں ترک نماز کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے' زجر و توبیخ پر محمول نہیں کیا' بلکہ نماز میں تساہل و تغافل کو کفر و ارتداد ہی سمجھا اور نماز کو اسلام کی علامت قرار دیا۔

١٠٨١ ـ وعن أَبي هُرَيْرَةَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ أَوَّلَ ما يُحَاسَبُ بِهِ العَبْدُ يَوْمَ القِيامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ، فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ، فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْئٌ، قالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ، فَيُكَمَّلُ مِنها

٨/ ١٠٨١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بے شک وہ عمل جس کے متعلق سب سے پہلے قیامت کے دن بندے سے حساب لیا جائے گا' اس کی نماز ہے۔ اگر وہ درست ہوئی تو یقیناً وہ کامیاب ہو گا اور سرخ رو ہو گا اور اگر نماز خراب ہوئی تو بلاشبہ وہ ناکام و نامراد ہو گا۔ پس اگر اس کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ عز و جل فرمائے گا' دیکھو

ما انْتَقَصَ مِنَ الفَرِيضَةِ؟ ثُمَّ يَكونُ سَائِرُ أعمَالِـهِ عَلى هـذا» رواه الترمذي وقال: حديث حسن.

کیا میرے بندے کے نامہ اعمال میں کچھ نوافل ہیں' کہ اس کے ذریعے سے فرائض کی کمی کو پورا کر دیا جائے؟ پھر اس کے سارے اعمال کا حساب اسی طریقے پر ہو گا۔ (ترمذی' حدیث حسن ہے۔)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء إن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة، الصلاة.

فوائد: اس حدیث میں بیان کردہ حقوق سے مراد حقوق اللہ ہیں۔ ان میں سب سے پہلے نماز کا محاسبہ ہو گا۔ ورنہ حقوق العباد میں سب سے پہلے خونوں کا فیصلہ ہو گا جو بندوں نے بندوں کا بہایا ہو گا۔ اس میں ایک تو فرائض کی ادائیگی کی تاکید ہے۔ دوسرے' انہیں صحیح طریقے سے کرنے اور مفسدات سے بچنے کی تلقین ہے۔ تیسرے' نوافل کی ترغیب ہے تاکہ ان کے ذریعے سے فرائض میں کی گئی کوتاہیوں کا ازالہ ہو سکے۔

١٩٤ - بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الأَوَّلِ وَالأَمْرِ بِإتْمَامِ الصُّفُوفِ الأُوَلِ، وَتَسْوِيَتِهَا، وَالتَّرَاصِّ فِيهَا

۱۹۴۔ پہلی صف کی فضیلت' پہلی صفوں کو مکمل اور برابر کرنے کا حکم اور بغیر شگاف کے مل کر کھڑے ہونے کا بیان

١٠٨٢ - عَنْ جَابِرِ بنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ المَلائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ المَلائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قال: «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الأُوَلَ، وَيَتَرَاصُّونَ في الصَّفِّ» رواه مسلم.

۱/ ۱۰۸۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا' کیا تم ایسے صفیں نہیں باندھتے جیسے فرشتے اپنے رب کے پاس باندھتے ہیں؟ تو ہم نے کہا' یا رسول اللہ! فرشتے کیسے اپنے رب کے پاس صفیں باندھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' وہ پہلے پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور چونہ گچ دیوار کی طرح باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الأمر بالسكون في الصلاة.

فوائد: تراص کے معنی ہیں اس طرح مل کر کھڑے ہونا جیسے دیوار میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کے ساتھ پیوست ہوتی ہے' درمیان میں ذرا سا بھی فاصلہ اور شگاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح نمازیوں کو بھی پیر کے ساتھ پیر اور کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ صفوں کے درمیان کوئی خلا اور شگاف نہ رہے۔ علاوہ ازیں پہلے پہلی صفوں کو مکمل کیا جائے پھر بعد والی کو۔ لیکن اس کے برعکس پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں اور دوسری صف میں جگہ ہوتے ہوئے تیسری صف میں کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ وعلى هذا القياس لیکن افسوس کہ بہت سی مساجد میں لوگ اس کی پروا نہیں کرتے۔

١٠٨٣ - وعن أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

۲/ ۱۰۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللهُ» رواه مسلم.

کے لوگ ہیں' وہ تمہاری اقتداء کریں (یاد رکھو) لوگ برابر پیچھے ہٹتے رہتے ہیں' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں پیچھے ہی کر دیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف وإقامتھا.

فوائد: باب کے اعتبار سے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں پیچھے رہنے کو ناپسند فرمایا' اور صحابہ کو اپنے قریب اگلی صفوں میں کھڑے ہونے کی تاکید فرمائی۔ تاکہ وہ آپ کے طریقہ نماز کا اچھی طرح مشاہدہ کرلیں اور آپ کی اقتداء کریں اور پچھلی صفوں میں کھڑے لوگ' اگلی صف والوں کی اقتداء کریں۔ اس ضمن میں آپ نے ایسا جملہ استعمال فرمایا' جو عام ہے اور نماز کے علاوہ دیگر امور خیر پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے شرف و فضل' یا علم و عمل کے اخذ و حصول میں پیچھے نہیں رہنا چاہئے' ایسے لوگوں کو پھر اللہ تعالیٰ بھی پیچھے کر دیتا ہے اور جو اکتساب فضائل میں خوب سعی و جہد کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لئے راستے آسان کر دیتا ہے۔ اس میں امام کے قریب کھڑے ہونے کی تاکید بھی ہے اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب بھی۔

١٠٨٦ ـ وعن أَبي مسعودٍ رضيَ اللهُ عَنهُ، قال: كَانَ رسولُ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنا في الصَّلاةِ، وَيقُولُ: «اسْتَوُوا وَلا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ، لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الأَحْلامِ وَالنُّهَى، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» رواه مسلم.

۵/۱۰۸۶۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (یعنی صف بندی کے وقت) ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے' برابر برابر ہو جاؤ اور ایک دوسرے سے اختلاف مت کرو' اس طرح تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے' تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو صاحب فہم و ذکاء اور اہل دانش میں سے ہیں۔ پھر اس کے بعد جو (عقل و دانش میں) ان کے قریب اور پھر وہ جو ان سے قریب ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف وإقامتھا.

فوائد: کندھوں پر ہاتھ پھیرنے کا مطلب ہے' اپنے دست مبارک سے کندھوں کو سیدھا فرماتے تاکہ کوئی صف سے آگے پیچھے نہ رہے "اختلاف نہ کرو" کا مطلب یہاں یہ ہے کہ کسی کا کندھا آگے پیچھے نہ ہو۔ کیونکہ اس کا روحانی اثر دلوں پر پڑے گا' یعنی صفوں کا تقدم و تاخر' دلوں کے اندر اختلاف پیدا کرنے کا باعث بنے گا جس سے فتنے پیدا ہوں گے' اختلاف رونما ہو گا' مسلمانوں کی قوت و شوکت کمزور ہو گی اور دشمن کا تسلط اور غلبہ بڑھے گا---- اس سے معلوم ہوا کہ امام صفوں کو درست کرنے کا اعلان کرے اور اعلان سے صفیں درست نہ ہوں تو خود اپنے ہاتھ سے صفوں کو سیدھا کرنے کا اہتمام کرے۔ اسی طرح پہلی صف میں امام کے ساتھ اصحاب شرف و فضل اور عقل مند کھڑے ہوں پھر درجہ بدرجہ عقل و دانش میں ممتاز لوگ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں اصحاب فضل و دانش کی بڑی اہمیت ہے نبی ﷺ نے نماز میں بھی ان کا قرب پسند فرمایا ہے۔

۱۰۸۷ ۔ وعن أنسٍ رضيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «سَوُّوا صُفُوفَكُمْ؛ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلاةِ» متفقٌ عليه. وفي رواية البخاري: «فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلاةِ».

۶ / ۱۰۸۷ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنی صفیں درست کیا کرو۔ اس لئے کہ صفوں کی درستی کمال نماز میں سے ہے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے، صفوں کو درست (سیدھا) کرنا نماز کو قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة ۔ وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

فوائد: اس میں بھی صفوں کی درستی کی تاکید ہے، بلکہ یہ کمال نماز اور اقامت نماز کا ایک حصہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ صفوں کی درستی کے بغیر نماز، صحیح معنوں میں نماز ہی نہیں۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے دین میں نظم و قرینے کو کس قدر اہمیت حاصل ہے کہ نماز میں اس کی باقاعدہ تربیت دی جا رہی ہے۔

۱۰۸۸ ۔ وَعَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلاةُ، فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي» رَوَاهُ البُخَارِي بِلَفْظِهِ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ. وفي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِي: وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.

۷ / ۱۰۸۸ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور چونہ گچ دیوار کی طرح مل کر کھڑے ہو، اس لئے کہ میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری و مسلم) مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں، جب کہ مسلم میں اسی کے ہم معنی الفاظ میں روایت ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنے ساتھی کے کندھے سے اپنا کندھا اور اس کے پیر سے اپنا پیر ملاتا تھا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم ۔ وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے معجزے کا بیان ہے کہ جماعت کے وقت آپ پچھلی صفوں کے لوگوں کو بھی دیکھ لیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھ لینے پر قادر تھے، جیسا کہ بعض لوگ باور کراتے ہیں۔ بلکہ یہ آپ کا ایک معجزہ تھا جس کا ظہور جماعت کے وقت اللہ کی مشیئت سے ہوتا تھا کیونکہ معجزہ صرف اللہ کی مشیت اور قدرت سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ جس نبی کے ذریعے سے ظاہر ہوتا ہے، اس کے اختیار میں یہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے وہ اپنی مرضی سے جب چاہے معجزہ ظاہر کر کے دکھلانے پر قادر نہیں ہوتا ورنہ اگر وہ خود صاحب اختیار ہو تو یقیناً اسے یہ اختیار ہوتا کہ جب چاہتا وہ معجزہ ظاہر کر کے دکھلا دیتا۔ لیکن کوئی

نبی ایسا بااختیار نہیں ہوا' نہ نبی ﷺ ہی ایسے اختیارات کے مالک تھے۔

دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ صفوں کو سیدھا اور درست کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صف میں ایک نمازی کا کندھا دوسرے نمازی کے کندھے سے اور اس کا پیر دوسرے کے پیر سے ملا ہونا چاہیئے۔ اسی بات کو نبی ﷺ نے "تراصوا" سے تعبیر فرمایا کہ چونا گچ دیوار کی طرح باہم مل جاؤ' جیسے ایک اینٹ دوسری اینٹ سے ملی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا یہی مفہوم سمجھا جیسا کہ یہ حدیث تصریح کر رہی ہے اور اس کے مطابق انہوں نے عمل کیا۔ آج اہل حدیث مساجد کے علاوہ کسی بھی مسجد میں نبی کریم ﷺ کے اس حکم پر عمل نہیں کیا جاتا اور اس مفہوم کے مطابق قدم بہ قدم مل کر کھڑا نہیں ہوا جاتا' بلکہ اس کو برا سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے' تاکہ وہ نماز تو سنت نبویؐ کے مطابق ادا کریں۔

١٠٨٩ ـ وَعَنِ النُّعْمَانِ بنِ بَشِيرٍ رضـي اللهُ عنهما، قـال: سمعـتُ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۸/۱۰۸۹۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یا تو تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو' ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرما دے گا۔ (بخاری و مسلم)

وفي روايةٍ لمسلِمٍ: أَنَّ رسولَ الله ﷺ كَانَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا، حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا القِدَاحَ، حَتَّى رَأَى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ. ثُمَّ خَرَجَ يَوْماً فَقَامَ حَتَّى كَادَ يُكَبِّرُ، فَرَأَى رَجُلاً بَادِياً صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ، فقالَ: «عِبَادَ اللهِ، لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ، أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ».

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو ایسا سیدھا کرتے تھے 'گویا آپ ان کے ذریعے سے تیروں کو سیدھا کر رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے سمجھ لیا کہ ہم آپ کی بات سمجھ گئے ہیں۔ پھر آپ ایک روز تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے' حتیٰ کہ تکبیر کہنے کو تھے کہ آپ نے ایک شخص کو اپنا سینہ صف سے باہر نکالے ہوئے دیکھا' تو آپ نے فرمایا' اللہ کے بندو! یا تو تم ضرور اپنی صفیں سیدھی کر لو' ورنہ اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب تسوية الصفوف عند الإقامة ـ وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف وإقامتها.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل' باب فی الامر بالمحافظة علی السنة وآدابها' رقم ۱۶۰ میں گزر چکی ہے۔ یہاں باب کی مناسبت سے دوبارہ لائے ہیں۔ "چہروں کے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا" کا مطلب ہے کہ تمہارے اندر باہم بغض و عناد پیدا کر دے گا' جس کی وجہ سے تمہارے اندر وحدت کی بجائے تفرق و انتشار' قوت و استحکام کی بجائے ضعف و اضمحلال اور امن و سکون کی بجائے قتال و جدال عام ہو جائے گا'

اسلام اور مسلمانوں کی شوکت ختم اور دشمن کا خوف اور رعب مسلط ہو جائے گا اور اس کے حقیقی معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صفوں کی نادرستی کی پاداش میں تمہارے چہروں کو گدی کی طرف پھیر کر انہیں بدل اور بگاڑ دے گا۔ اعاذنا اللہ منہما۔ اللہ تعالیٰ دونوں سزاؤں سے مسلمانوں کو بچائے۔

"گویا آپ ان کے ذریعے سے تیروں کو سیدھا کر رہے ہیں" یہ صفوں کو سیدھا کرنے کے غایت درجہ اہتمام کرنے کا بیان ہے کہ جس طرح تیر کو جب تک بالکل نشانے (ہدف) کے مطابق نہیں کر لیا جاتا' تیر اپنا کام نہیں کرتا اور نشانے پر نہیں لگتا۔ اس لئے اس کو سیدھا کرنے کا خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔ صف بندی میں بھی یہ اہتمام نہایت ضروری ہے۔

١٠٩٠ ـ وَعَنِ البَرَاءِ بنِ عَازِبٍ رضيَ اللهُ عنهما قالَ: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إلى نَاحِيَةٍ، يَمْسَحُ صُدُورَنَا، وَمَنَاكِبَنَا، ويقولُ: «لا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ» وَكَانَ يَقُولُ: «إنَّ اللهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ على الصُّفُوفِ الأُوَلِ». رواه أبو داود بإسنادٍ حَسَنٍ.

٩/ ١٠٩٠۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف کے درمیان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھرتے' ہمارے سینوں اور کندھوں کو ہاتھ لگاتے (یعنی ان کو ٹھیک کرتے) اور فرماتے اور تم اختلاف نہ کرو (یعنی آگے پیچھے مت ہوؤ) ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے اور آپ فرمایا کرتے تھے' بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(ابو داؤد۔ بسند حسن)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: اس میں بھی صفوں کی درستی کی تاکید اور عدم درستی کے نتائج بد کا بیان ہے۔ اس سے واضح ہے کہ ظاہر کے اختلاف سے باطن میں بھی اختلاف رونما ہو جاتا ہے۔ صفوں میں آگے پیچھے ہونا ظاہری اختلاف ہے' لیکن اس کی نحوست نمازیوں کے دلوں پر پڑتی ہے اور باہم پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ صلوٰۃ کی اضافت اللہ کی طرف ہو تو معنی رحمت کے ہوتے ہیں اور فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار و دعا کے۔ یعنی فرشتے پہلی صف والوں کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ اس سے پہلی صفوں کی فضیلت واضح ہے۔

١٠٩١ ـ وعَنِ ابنِ عُمَرَ رضيَ اللهُ عنهما، أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بَيْنَ المَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الخَلَلَ، وَلِينُوا بِأَيْدِي إخْوَانِكُمْ، وَلا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللهُ». رواه أبو

١٠/ ١٠٩١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' صفوں کو سیدھا کرو اور کندھوں کو برابر رکھو اور صفوں کے درمیان خلا کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لئے درمیان میں جگہ مت چھوڑو اور جو صف کو ملائے گا' اسے اللہ ملائے گا اور جو صف کو توڑے گا' اللہ تعالیٰ

داود بإسنادٍ صحيحٍ.

اسے توڑے گا۔ (ابو داؤد' باسناد صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہونے کا مطلب ہے کہ جو شخص صفوں کو درست کرنے کی سعی کرے' اس کے ساتھ تعاون کرو اور اس پر ناراض ہونے کی بجائے' خوش دلی سے اس کی ہدایات کے مطابق صفوں کو درست اور سیدھا کر لیا کرو۔ اس حدیث میں بھی صفوں کو درست کرنے کی سخت تاکید ہے اور درمیان میں خلا چھوڑنے کو شیطان کے لئے جگہ چھوڑنے کے ہم معنی قرار دیا گیا ہے۔ صف کو ملانے کا مطلب ہے' اس میں خلا اور شگاف باقی نہ رہنے دیا جائے' اسی طرح اگلی صف کو مکمل کئے بغیر دوسری صف شروع نہ کی جائے اور صف کو توڑنا یہ ہے' کہ صف میں خلا چھوڑ دیا جائے یا اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف شروع کر دی جائے۔ وصله الله اور قطعه الله ' یہ دعائیہ اور بددعائیہ کلمات بھی ہو سکتے ہیں' یعنی اللہ اسے ملائے یا جوڑے اور اللہ اسے توڑے۔ یہ نبی ﷺ کی طرف سے صف کو ملانے والے کے حق میں دعائے خیر ہے جو بہت بڑی سعادت ہے اور صف توڑنے والے کے لئے بددعا ہے جو نہایت حرماں نصیبی اور بدبختی کی بات ہے۔

١٠٩٢ ـ وَعَنْ أنسٍ رضيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَاذُوا بِالأَعْنَاقِ فَوَالَّذي نَفْسي بِيَدِهِ إنِّي لأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَأَنَّهَا الحَذَفُ» حديث صحيح رواه أبو داود بإسنادٍ على شرط مسلم. «الحَذَفُ» بحاءٍ مهملةٍ وذالٍ معجمةٍ مفتوحتين ثم فاءٍ، وهي: غَنَمٌ سُودٌ صغارٌ تَكُونُ بِاليَمَنِ.

۱۱/ ۱۰۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اپنی صفوں کو چونا گچ کرو اور صفوں کو باہم قریب رکھو اور گردنوں کو برابر کرو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' بے شک میں شیطان کو صفوں کے درمیان شگافوں میں داخل ہوتے ہوئے (اس طرح) دیکھتا ہوں' گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے' ابو داؤد نے اسے شرط مسلم کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

الحذف' حاء اور ذال' دونوں پر زبر اور پھر فاء' سیاہ چھوٹی بکریاں' جو یمن میں ہوتی ہیں۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: اس میں صفوں کو چونا گچ دیوار کی طرح باہم ملانے کے حکم کے ساتھ' ان کو باہم قریب رکھنے کی بھی تاکید ہے۔ اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک صف سے دوسری صف کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ رکھا جائے گردنوں کو برابر کرنے کا مطلب' کندھوں کو برابر کرنا ہے' جس کی تاکید پہلے گزر چکی ہے۔ نبی ﷺ کا شیطان کو صفوں کے درمیان شگافوں میں گھستے ہوئے دیکھنا یا تو حقیقتاً ہے' اللہ نے آپ کو معجزے کے طور پر یہ منظر دکھایا' یا بذریعہ وحی آپ کو اس سے آگاہ فرمایا کہ صفوں میں خلا رکھنے سے شیطان خوش ہوتا اور اسے وسوسہ اندازی کا زیادہ موقع فراہم ہوتا ہے۔

١٠٩٣ ـ وعنهُ، أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ

۱۲/ ۱۰۹۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' بے شک

قال: «أَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ، فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ» رواه أبو داود بإسنادٍ حسن.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم اگلی صف پوری کرو' اس کے بعد جو اس سے متصل ہے اور جو کمی ہو' وہ پچھلی صف میں ہو۔ (ابو داوٗد' باسناد حسن)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ہر صف کو مکمل کرنا ضروری ہے۔ پہلے' پہلی صف پوری کی جائے' پھر دوسری' تیسری' چوتھی اسی طرح باقی صفیں۔ نقص یعنی کمی سب سے آخری صف میں ہونی چاہئے نہ کہ پہلی صفوں میں۔

١٠٩٤ ـ وعن عائشةَ رضيَ الله عنها قــالــتْ: قــالَ رســولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوفِ» رواه أبو داود بإسنادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وفيه رجلٌ مُخْتَلَفٌ في تَوْثِيقِهِ.

۱۳ / ۱۰۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اسے ابو داوٗد نے شرط مسلم کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس سند میں ایک راوی ایسا ہے جس کی توثیق میں محدثین کا اختلاف ہے۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصف بين السوارى.

فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے کہ یہ مختلف فیہ راوی اسامہ بن زید لیثی ہے' جس کی بابت بالآخر علمائے محققین اور نقادان فن نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اگر یہ کسی کی مخالفت نہ کرے تو حسن الحدیث ہے۔ (ریاض الصالحین' بہ تحقیق شیخ البانی) علاوہ ازیں تعلیقات مشکوٰۃ میں شیخ نے اس حدیث کی بابت کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے لیکن اس کے بعض راویوں نے متن کے بیان کرنے میں غلطی کی ہے اور میامن الصفوف روایت کیا ہے' جس کی ثقہ راویوں کی ایک جماعت نے مخالفت کی ہے اور انہوں نے اسے "علی الذین یصلون الصفوف" کے الفاظ میں روایت کیا ہے اور یہی صحیح ہے" (تعلیقات علی المشکوٰۃ' ج ۱ ص ۳۴۲) یعنی اللہ اور اس کے فرشتے ایسے لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔ "صفوں کے دائیں حصوں پر" رحمت بھیجنے والے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ امام بیہقی نے بھی اس بات کی وضاحت کی ہے (ابن علان)

١٠٩٥ ـ وعَن البَرَاءِ رضيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: كُنَّا إذا صَلَّيْنَا خَلْفَ رسولِ اللهِ ﷺ، أَحْبَبْنا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ؛ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَسَمِعْتُهُ يقول: «رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَـوْمَ تَبْعَثُ ـ أَوْ تَجْمَعُ ـ عِبَادَكَ» رواه مسلم.

۱۴ / ۱۰۹۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم آپ کی دائیں جانب کھڑے ہونے کو پسند کرتے تھے تاکہ آپ اپنے چہرۂ مبارک کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوں۔ پس (ایک دن) میں نے آپ ؐ کو فرماتے ہوئے سنا' اے رب! مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچانا جس دن اپنے بندوں کو قبروں سے اٹھائے گا یا (فرمایا) حساب کے لئے جمع کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب یمین الإمام.

فوائد: اس میں جہاں مقتدیوں کے لئے امام کی دائیں جانب کھڑے ہونے کا استحباب ہے' وہاں امام کا سلام پھیرنے کے بعد' مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسنون ہونے کا بیان ہے۔ بہت سی مساجد میں یہ سنت بھی متروک ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدیوں کو کچھ دیر سلام پھیرنے کے بعد اپنی جگہوں پر بیٹھنا چاہئے۔

١٠٩٦ ـ وعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «وَسِّطُوا الإِمَامَ، وَسُدُّوا الخَلَلَ» رواه أبو داود.

۱۵ / ۱۰۹۶ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' امام کو درمیان میں رکھو اور صفوں کے درمیان خلا کو بند کرو۔ (ابو داوٗد)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف.

فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے کہ اس روایت کی سند میں دو راوی مجہول ہیں۔ تاہم روایت کا دوسرا حصہ سدوا الخلل' اپنے شاہد کی وجہ سے صحیح ہے۔ یہ شاہد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے جو اسی باب میں چار حدیثوں سے پہلے (رقم ۱۰۹۱) گزری (ریاض الصالحین' بہ تحقیق شیخ البانی)

١٩٥ ـ بَابُ فَضْلِ السنَنِ الرَّاتِبَةِ مَعَ الفَرَائِضِ وَبيَانِ أَقَلِّهَا وأَكْمَلِهَا وَمَا بينَهُمَا

۱۹۵۔ فرض نمازوں کے ساتھ سنن مؤکدہ کی فضیلت اور ان کے کم سے کم اور اکمل اور ان کے درمیانی صورت کا بیان

١٠٩٧ ـ عَنْ أُمِّ المُؤمِنِينَ أُمِّ حَبِيبَةَ رَمْلَةَ بِنتِ أَبي سُفيانَ رضيَ اللهُ عنهما قَالتْ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي للهِ تَعالى كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً غَيْرَ الفَرِيضَةِ، إلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً في الجَنَّةِ! أَوْ: إلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ في الجَنَّةِ» رواه مسلم.

۱ / ۱۰۹۷ ۔ حضرت ام المومنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے فرض نمازوں کے علاوہ روزانہ بارہ رکعتیں نفل پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ یا (اس طرح فرمایا) اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب السنن الراتبۃ قبل الفرائض وبعدھن وبیان عددھن.

فوائد: تطوع کے معنی ہیں۔ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ اپنی خوشی سے مزید نوافل کا اہتمام۔ اس حدیث میں نوافل کی فضیلت کا بیان ہے اور ان پر مداومت جنت میں جانے کا باعث ہے۔

١٠٩٨ ـ وعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۲ / ۱۰۹۸ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعت ظہر سے

وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الجُمُعَةِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ المَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ. متفقٌ عليه.

پہلے اور دو رکعت اس کے بعد اور دو رکعت جمعہ کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت نماز عشاء کے بعد پڑھی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى - وصحيح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن.

فوائد: فرض نمازوں کے علاوہ ہر نماز کے ساتھ' اس سے پہلے یا بعد میں جو نفلی نماز پڑھی جاتی ہے' اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ نماز ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے مداومت فرمائی ہے' جیسے اس حدیث میں ان کی تعداد دس رکعات بیان ہوئی ہے اور بعض میں ان کی تعداد بارہ یا چودہ بیان ہوئی ہے۔ یہ سنن مؤکدہ یا سنن رواتب کہلاتے ہیں۔ یعنی ایسی رکعتیں جو نبی ﷺ کے طریقے' عمل اور فرمان سے ثابت ہیں اور جن پر آپ نے ہمیشہ عمل فرمایا۔ اس کی دوسری قسم وہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کا دائمی عمل نہیں تھا' انہیں نوافل یا غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے' تاہم اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق پیدا کرنے کے لئے نوافل کی بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے اہل ایمان اس سے غفلت نہیں برتتے۔ تاہم ان کی شرعی حیثیت نفل نماز ہی کی ہے' جس کی ادائیگی پر ثواب ہے اور عدم ادائیگی پر گناہ نہیں۔ علاوہ ازیں سنن رواتب یا مؤکدہ کے بارے میں افضل یہ ہے کہ وہ گھر میں پڑھے جائیں۔ نبی اکرم ﷺ کا عام معمول بھی یہی تھا اور آپ نے ایسا کرنے کا مسلمانوں کو حکم بھی دیا ہے۔

١٠٩٩ ـ وعنْ عبدِ اللهِ بنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَ كلِّ أَذَانَيْنِ صَلاةٌ، بَيْنَ كلِّ أَذَانَيْنِ صَلاةٌ، بَيْنَ كلِّ أَذَانَيْنِ صَلاةٌ» قالَ في الثَّالِثَةِ: «لِمَنْ شاءَ» متفقٌ عليه. المُرَادُ بالأَذَانَيْنِ: الأَذَانُ وَالإِقَامَةُ.

۳ / ۱۰۹۹۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے' ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے' ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ تیسری مرتبہ میں آپ نے فرمایا' جو پڑھنا چاہے۔ (بخاری و مسلم)

دو اذانوں سے مراد اذان اور تکبیر ہے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب بين كل أذانين صلاة لمن شآء - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب بين كل أذانين صلاة.

فوائد: دو اذانوں سے مراد اذان اور تکبیر ہے' جیسا کہ امام نووی نے خود بھی صراحت فرمائی ہے۔ یعنی اذان اور تکبیر کے درمیانی وقفے میں دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔ یہ غیر راتبہ یا غیر مؤکدہ نوافل میں سے ہے۔ یہ نفل پانچوں نمازوں کی اذانوں کے بعد' جماعت کے کھڑے ہونے سے پہلے پڑھے جا سکتے ہیں۔ البتہ فجر کے بعد غیر مؤکدہ نوافل کے بارے میں اختلاف ہے کیونکہ ان نوافل کا آنحضرت ﷺ یا صحابہ سے کوئی ثبوت نہیں۔ واللہ اعلم۔

١٩٦ ـ بابُ تأكِيدِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ ۱۹۶۔ صبح کی دو سنتوں کی تاکید کا بیان

١١٠٠ ـ عن عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ لا يَدَعُ أَرْبعاً قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الغَدَاةِ. رواه البخاري.

۱/ ۱۱۰۰ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور صبح (فجر) سے پہلے دو رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب الركعتين قبل الظهر.

فوائد: اس میں ظہر کی چار سنتوں اور فجر کی دو سنتوں کی بابت نبی ﷺ کا عمل بیان کیا گیا ہے کہ آپ انہیں پابندی سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ ایسی ہی سنتوں کو سنن رواتب یا سنن مؤکدہ کہا جاتا ہے۔

١١٠١ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يكن النَّبِيُّ ﷺ علَى شَيءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُداً مِنْهُ عَلَى رَكْعَتي الفَجْرِ. مُتَّفَقٌ عليهِ.

۲/ ۱۱۰۱ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی دو رکعتوں (سنتوں) کا جتنا خیال رکھتے تھے اتنا کسی اور نفلی نماز کا نہیں رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب تعاهد ركعتي الفجر ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر . . .

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے اس خصوصی اہتمام کا بیان ہے جو آپ فجر کی دو سنتوں کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

١١٠٢ ـ وَعَنهَا عَنِ النبيِّ ﷺ قالَ: «رَكْعَتَا الفجرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيها» رواه مسلم. وفي روايةٍ: «لَهُمَا أَحبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَميعاً».

۳/ ۱۱۰۲ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہیں۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں' یہ دو رکعتیں مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر.

فوائد: اس میں فجر کی دو سنتوں کی فضیلت کا بیان ہے۔

١١٠٣ ـ وعَنْ أبي عبدِ اللهِ بِلالِ بنِ رَبَاحٍ رضيَ اللهُ عَنْهُ، مُؤَذِّنِ رسولِ الله ﷺ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ، لِيُؤذِنَهُ بِصَلاةِ الغَدَاةِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلالاً بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ، حَتى أَصْبَحَ جدًّا، فَقَامَ بِلالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلاةِ، وَتَابَعَ أَذَانَهُ، فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنهُ

۴/ ۱۱۰۳ ۔ حضرت ابو عبداللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ موذن رسول (ﷺ) سے روایت ہے کہ وہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو صبح کی نماز کی اطلاع دیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں ایسے کام میں مشغول کر دیا جس کی بابت وہ بلال سے پوچھنا چاہتی تھیں' حتیٰ کہ صبح خوب ظاہر ہو گئی۔ پس بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ کو نماز کی اطلاع دی اور بار بار اطلاع دی لیکن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہیں

حَتَّـى أَصْبَـحَ جِـدًّا، وَأَنَّـهُ أَبْطَـأَ عَلَيْـهِ بِالْخُرُوجِ، فَقَالَ ـ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ ـ: «إِنِّي كُنْتُ رَكَعْتُ رَكْعَتَي الفَجْرِ» فقالَ: يارسولَ اللهِ! إِنَّـكَ أَصْبَحْـتَ جِـدًّا! قَـالَ: «لَـوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ، لَرَكَعْتُهُمَا، وَأَحْسَنْتُهُمَا، وَأَجْمَلْتُهُمَا» رواه أبو داودَ بإسناد حسن.

لائے۔ پھر (تھوڑی دیر کے بعد) آپ تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ تو بلال ؓ نے آپ کو بتلایا کہ حضرت عائشہ ؓ نے انہیں ایک کام میں مشغول کر دیا تھا جس کی بابت انہوں نے ان سے پوچھا تھا حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہو گئی اور (پوچھا) کہ آپ نے بھی باہر تشریف لانے میں دیر کر دی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا' میں فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھ رہا تھا۔ پس بلال ؓ نے کہا' یا رسول اللہ! آپ نے تو بالکل صبح کر دی۔ آپ نے فرمایا' اگر اس سے بھی زیادہ صبح ہو جاتی' تب بھی میں یہ دو سنتیں پڑھتا اور خوب اچھے اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔ (ابو داؤد بسند حسن)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب ركعتي الفجر.

فوائد: اس میں بھی فجر کی دو سنتوں کی اہمیت' نیز انہیں احسن طریقے یعنی خشوع و خضوع سے پڑھنے کا بیان ہے بہرحال مذکورہ احادیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ فجر کی دو سنتوں کی بہت فضیلت ہے۔ اس لئے اس کی ادائیگی میں کوتاہی یا سستی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

١٩٧ ـ بَابُ تَخْفِيفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَبَيَانِ مَا يُقْرَأُ فِيهِمَا، وَبَيَانِ وَقْتِهِمَا

۱۹۷۔ فجر کی دو رکعتوں کو ہلکا کر کے پڑھنے کا بیان' نیز یہ کہ ان میں کیا پڑھا جائے اور ان کا وقت کیا ہے؟

١١٠٤ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالإِقَامَةِ مِنْ صَلاةِ الصُّبْحِ. متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لَهُمَا: يُصَلِّي رَكْعَتَي الفَجْرِ، إذا سَمِعَ الأَذَانَ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتَّى أَقُولَ: هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ القُرآنِ! وَفِي رِوَايةٍ لمسلمٍ: كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَي الفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا. وفي روايةٍ: إِذَا طَلَعَ الفَجْرُ.

۱ / ۱۱۰۴۔ حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے وقت اذان اور تکبیر کے درمیان دو مختصر رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ فجر کی دو سنتیں ادا فرماتے تو آپ ان کو اتنا مختصر اور ہلکا پڑھتے کہ میں (دل میں) کہتی کہ آپ نے ان رکعتوں میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا نہیں؟

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب آپ اذان کی آواز سنتے تو دو رکعت پڑھتے اور ان میں تخفیف فرماتے اور ایک روایت میں ہے' جب فجر طلوع ہو جاتی۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتى سنة الفجر.

فوائد: تخفیف کا مطلب ہے کہ آپ فجر کی ان دو سنتوں میں قیام وقراء ت اور رکوع و سجود وغیرہ میں اختصار سے کام لیتے تھے' کیونکہ اس کے بعد آپ نے فجر کی نماز پڑھانی ہوتی تھی' جس میں قراء ت وغیرہ میں طوالت ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں فجر یا اذان کے ہوتے ہی آپ فورا ادا فرماتے جس سے آپ کا وہ اہتمام واضح ہے جو فجر کی دو سنتوں کے لئے آپ فرماتے تھے۔

١١٠٥ ـ وعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها أنَّ رسولَ الله ﷺ، كَانَ إذا أَذَّنَ المُؤَذِّنُ للصُّبحِ، وَبَدَا الصُّبحُ، صَلَّى رَكعَتَينِ خَفِيفَتَينِ. متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلم: كانَ رسولُ الله ﷺ، إذا طَلَعَ الفَجرُ لا يُصَلِّي إلَّا رَكعَتَينِ خَفِيفَتَينِ.

۲ / ۱۱۰۵ ۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' جب موذن صبح کی نماز کے لئے اذان دیتا اور صبح واضح ہو جاتی' تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ' جب فجر طلوع ہو جاتی تو مختصر سی دو رکعتوں کے علاوہ کچھ نہ پڑھتے تھے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، وكتاب الأذان، باب الأذان بعد الفجر ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتى سنة الفجر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی دو سنتیں' طلوع فجر کے بعد پڑھنی چاہئیں' صبح صادق سے پہلے نہیں۔ نیز ان میں طوالت کی بجائے اختصار سے کام لیا جائے تاکہ انسان فرض کی ادائیگی میں مستعد اور ہوشیار رہے۔

١١٠٦ ـ وعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: كَانَ رَسولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيلِ مَثنَى مَثنَى، وَيُوتِرُ بِرَكعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيلِ، وَيُصَلِّي الرَّكعَتَينِ قَبلَ صَلاةِ الغَدَاةِ، وَكَأَنَّ الأذَانَ بِأُذُنَيهِ. متفقٌ عليه.

۳ / ۱۱۰۶ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو (نماز تہجد) دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت (سنت) پڑھتے۔ (اور ان میں اتنی تیزی کرتے کہ) گویا تکبیر آپ کے کانوں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الوتر، باب ساعات الوتر، وكتاب التهجد، وكتاب المساجد ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل.

فوائد: گویا تکبیر آپ کے کانوں میں ہے' کا مطلب ہے کہ فجر کی دو سنتیں اتنی سرعت سے ادا فرماتے' جیسے تکبیر کی آواز آپ کے کانوں میں آرہی ہے اور آپ نماز کا اول وقت فوت ہو جانے کے اندیشے سے جلدی سنتیں ادا کر رہے ہیں۔

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ رات کو نفلی نماز دو دو رکعت کرکے پڑھی جائے۔ دوسری بات یہ کہ وتر ایک رکعت بھی صحیح ہے۔ تیسری بات یہ کہ فجر کی اذان ہوتے ہی فجر کی سنتیں پڑھ لی جائیں اور مختصر پڑھی جائیں۔

١١٠٧ - وعَن ابنِ عباسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ يَقرَأُ في رَكعَتَي الفَجرِ في الأُولَى مِنهُمَا: ﴿قُولُوٓا۟ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡنَا﴾ الآيَة الَّتي في البَقَرَةِ، وفي الآخِرَةِ مِنهُمَا: ﴿ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَٱشۡهَدۡ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ﴾. وفي روايةٍ: في الآخرةِ التي في آلِ عِمرانَ: ﴿تَعَالَوۡا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ﴾ رواهما مسلم.

۴ / ١١٠٧ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں آیت قولوا آمنا باللہ و ما انزل الینا (آخر تک) پڑھتے' جو سورۂ بقرہ میں ہے اور دوسری میں آمنا باللہ واشھد بانا مسلمون (یعنی آیت' فلما احس عیسی منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ' الایہ" (آل عمران ۵۲) پڑھتے۔ ایک اور روایت میں ہے' دوسری رکعت میں آل عمران کی یہ آیت (۶۴) پڑھتے تعالوا الی کلمہ" سواء بیننا و بینکم یہ دونوں روایتیں مسلم کی ہیں۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتى سنة الفجر.

فوائد: گویا سورۂ فاتحہ کے ساتھ مذکورہ دو مختصر آیتیں دونوں رکعتوں میں پڑھتے۔

١١٠٨ - وَعَنْ أبي هُرَيرةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ في رَكْعَتَي الفَجرِ: ﴿قُلۡ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡكَـٰفِرُونَ﴾ و ﴿قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ رواه مسلم.

۵ / ١١٠٨ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو سنتوں میں یہ دو سورتیں پڑھیں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھواللہ احد۔ مسلم (کتاب و باب مذکور)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتى سنة الفجر

١١٠٩ - وَعَن ابنِ عمرَ رَضيَ اللهُ عنهُما قالَ: رَمَقتُ النَّبيَّ ﷺ شَهراً وكان يَقرَأُ في الرَّكعَتَينِ قَبلَ الفَجرِ: ﴿قُلۡ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلۡكَـٰفِرُونَ﴾ وَ: ﴿قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾. رَوَاهُ الترمذي وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۶ / ١١٠٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی' حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في تخفيف ركعتي الفجر.

فوائد: فجر کی دو سنتوں میں کوئی بھی سورت یا آیت پڑھی جا سکتی ہے۔ لیکن مذکورہ آیات یا سورتیں پڑھی جائیں

گی تو سنت پر عمل ہو گا۔ ہر مسلمان کو سنت نبوی پر عمل کرنے کی فضیلت حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک ہی سورت نماز میں کافی عرصے تک پڑھی جا سکتی ہے۔

١٩٨ ـ بَابُ اسْتِحْبَابِ الاضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَي الْفَجْرِ عَلَى جَنْبِهِ الأَيْمَنِ، وَالْحَثِّ عَلَيْهِ سَوَاءٌ كَانَ تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ أَمْ لاَ

۱۹۸۔ فجر کی دو سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنے کا استحباب اور اس کی ترغیب چاہے اس نے تہجد کی نماز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو

١١١٠ ـ عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ إذَا صَلَّى رَكْعَتَي الْفَجْرِ، اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ. رواه البخاري.

۱/ ۱۱۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی دو سنتیں ادا فرما لیتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب الضجعة على الشق الأيمن بعد ركعتى الفجر.

١١١١ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلاةِ العِشَاءِ إلى الْفَجْرِ إحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، فَإذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلاةِ الْفَجْرِ، وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ، وَجاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، هكذا حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلإقَامَةِ. رَوَاه مُسْلِمٌ. قَوْلُهَا: «يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ» هكذا هو في مسلمٍ ومعناه: بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ.

۲/ ۱۱۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز سے فراغت سے فجر تک کے درمیانی وقفے میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا فرماتے۔ پس جب مؤذن فجر کی نماز کی اذان دے کر خاموش ہو جاتا اور فجر آپ کے سامنے واضح ہو جاتی اور مؤذن (نماز فجر کے وقت کی اطلاع دینے) آپ کے پاس آتا' تو آپ کھڑے ہو کر دو مختصر رکعت پڑھتے' پھر آپ اپنی داہنی کروٹ پر اس طرح لیٹ جاتے' یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس اقامت نماز کی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوتا۔ (مسلم)

یسلم بین کل رکعتین 'مسلم میں الفاظ اسی طرح ہیں۔ اس کے معنی ہیں' ہر دو رکعتوں کے بعد (سلام پھیرتے)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ.

فوائد: اس میں فجر کی دو سنتوں کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹنے کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی نماز تہجد کا بھی بیان ہے

اور وہ ہے گیارہ رکعت۔ دو دو کر کے آپ دس رکعات ادا فرماتے اور پھر ایک وتر پڑھتے۔ یا بعض دوسری روایات کی رو سے آٹھ رکعات کے بعد تین وتر پڑھتے' دونوں طریقے جائز ہیں۔ اس روایت سے بھی ایک وتر کا ثبوت ملتا ہے' جسے بعض لوگ نہیں مانتے۔ حالانکہ یہ بالکل واضح ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تہجد اور وتر کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر صبح صادق تک ہے۔ اس وقفے میں کسی بھی وقت نماز تہجد پڑھی جا سکتی ہے' تاہم اس کا افضل وقت رات کا تیسرا آخری پہر ہے' تاکہ تہجد سے فراغت کے بعد صبح صادق ہو جائے اور انسان فجر کی نماز باجماعت ادا کر لے۔ رمضان المبارک میں جو تراویح ادا کی جاتی ہے' وہ بھی یہی قیام اللیل یعنی نماز تہجد ہے۔ آسانی اور جماعت کے ثواب کے لئے رمضان میں اسے اول وقت یعنی عشاء کے فوراً بعد پڑھ لیا جاتا ہے۔ اسی لئے تراویح کی تعداد بھی آٹھ ہی رکعت ہے' کیونکہ نبی ﷺ نے رمضان یا غیر رمضان میں بالعموم آٹھ رکعات اور تین وتر سے زیادہ قیام نہیں فرمایا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ احادیث میں رات کی نفلی نماز کو قیام اللیل سے ہی تعبیر کیا گیا ہے' جس کے لئے قرآن و حدیث میں تہجد کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ لیکن تراویح کا لفظ کسی حدیث میں نہیں آتا۔ رمضان کے قیام اللیل کے لئے تراویح کے لفظ کا استعمال عہد نبوت اور عصر صحابہ کے بعد رائج ہوا ہے۔ اس لئے تراویح کی رکعات کی وہی تعداد مسنون اور افضل ہے جو نبی کریم ﷺ کے عمل سے ثابت ہے اور وہ صرف اور صرف آٹھ رکعات ہیں نہ کہ بیس اور تین وتر۔ صحیح احادیث سے آٹھ رکعات تراویح ہی کا ثبوت ملتا ہے۔

١١١٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إذا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ، فَلْيَضْطَجِعْ عَلى يَمِينِهِ». رَوَاه أبو داود، والترمذي بأسانيدَ صحيحةٍ. قالَ الترمِذي: حديثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۲/ ۱۱۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی فجر کی دو سنتیں پڑھے تو اس کو چاہئے کہ اپنی دائیں جانب پر لیٹ جائے۔ (اسے ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا' یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاضطجاع بعد ركعتي الفجر ـ وسنن ترمذي أيضا.

فوائد: گزشتہ احادیث میں نبی ﷺ کا عمل بیان کیا گیا تھا۔ اس حدیث میں آپ کا حکم نقل ہوا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ فجر کی دو سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹنا نبی ﷺ کے قول اور فعل دونوں سے ثابت ہے جس سے اس کے سنت اور مستحب ہونے میں کوئی کلام نہیں رہتا۔

١٩٩ ـ بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ

۱۹۹۔ ظہر کی سنتوں کا بیان

١١١٣ ـ عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: صَلَّيتُ مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا.

۱/ ۱۱۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

متفقٌ عليه.

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب فضل السنن الراتبہ (رقم ۲/ ۱۰۹۸) میں گزر چکی ہے۔

١١١٤ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَدَعُ أَرْبعاً قَبْلَ الظُّهْرِ. رَوَاه البخاريُّ.

۲/ ۱۱۱۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنا نہیں چھوڑتے تھے (یعنی انہیں پابندی سے ادا فرماتے) (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب الركعتين قبل الظهر.

فوائد: بعض روایات میں دو رکعات پہلے اور دو بعد کا ذکر ہے۔ اس میں پہلے چار رکعات کا بیان ہے۔ اس لئے دونوں عدد صحیح ہیں' حالات و واقعات کے مطابق دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔

١١١٥ ـ وَعَنهَا قَالَتْ: كَانَ النبيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبعاً، ثُمَّ يَخْرُجُ، فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ المَغْرِبَ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ العِشَاءَ، وَيَدْخُلُ بَيْتِي، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ. رواه مسلم.

۳/ ۱۱۱۵ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے گھر میں ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت پڑھتے' پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے' پھر واپس تشریف لا کر دو رکعت ادا فرماتے اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا کر پھر میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور پھر میرے گھر تشریف لا کر دو رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما وقاعدا.

١١١٦ ـ وعن أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ». رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۴/ ۱۱۱۶ - حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعتوں کی اور ظہر کے بعد چار رکعتوں کی حفاظت کرے گا (یعنی انہیں ہمیشہ پڑھے گا) تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ کو حرام فرما دے گا۔

(ابو داؤد' ترمذی۔ حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، أبواب صلاة السفر، باب الأربع قبل الظهر وبعدها ـ وسنن ترمذي أيضا.

فوائد: اس قسم کی احادیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص کی موت اسلام پر آئے گی اور کافروں کی طرح جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا' یعنی اللہ تعالیٰ اس پر جہنم میں ہمیشہ رہنے کو حرام فرما دیتا ہے۔ اسی طرح بعض روایات میں

آتا ہے' اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی' اس کا مطلب بھی یہ ہوتا ہے کہ ہیشگی کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ورنہ اگر مسلمان گناہ گار اور مستحق عقوبت ہو گا' تو اس کا چند دنوں یا ہفتوں یا مہینوں کے لئے (بقدر جرم) جہنم میں جانا' ان احادیث کے منافی نہیں ہے' کیونکہ بالآخر اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ مسلمان ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا' اس سے یہ سمجھ لینا کہ مسلمان جو چاہے کرے' وہ جہنم میں جائے گا ہی نہیں' صحیح نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ ہی میں معاف نہیں کیا تو جہنم کی سزا جب تک اللہ چاہے گا بھگتنی ہو گی اور اس کے بعد ہی جنت میں جانا نصیب ہو گا۔

١١١٧ ـ وَعَنْ عبدِ اللهِ بنِ السائبِ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ كانَ يُصَلِّي أَرْبعاً بَعْدَ أَنْ تَزولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهرِ، وقالَ: «إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبوابُ السَّمَاءِ، فَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ» رواه الترمذي وَقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۵/ ۱۱۱۷۔ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے سورج ڈھلنے کے بعد چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا' یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں' پس میں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرے نیک اعمال اوپر چڑھیں۔

(ترمذی' حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الصلاة عند الزوال.

فوائد: سورج کے ڈھلتے ہی ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ گویا ظہر کی چار سنتیں نبی ﷺ بالکل آغاز میں پڑھ لیتے' کیونکہ آپ عشاء کے علاوہ ساری نمازیں اول وقت میں ہی پڑھتے تھے۔ آسمان کے دروازے کھولے جانے سے مراد یہ ہے کہ زمین سے انسانوں کے اعمال آسمان پر لے جائے جاتے ہیں۔

١١١٨ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذا لَمْ يُصَلِّ أَرْبعاً قَبْلَ الظُّهرِ، صَلاَّهُنَّ بَعْدَهَا. رَوَاهُ الترمذي وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۶/ ۱۱۱۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ظہر سے پہلی چار رکعتیں نہ پڑھی ہوتیں تو انہیں ظہر کے فرضوں کے بعد پڑھتے تھے۔

(ترمذی' حدیث حسن)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الركعتين بعد الظهر.

فوائد: اس سے نبی ﷺ کے اس اہتمام کا پتہ چلتا ہے جو سنتوں کی ادائیگی میں آپ فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے ہر مسلمان کو سنتوں کی ادائیگی کا بھی بھرپور اہتمام کرنا چاہئے اور پہلے ادا نہ کر سکا ہو تو فرض نماز کے بعد ادا کر لیا کرے۔

٢٠٠ ـ بابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

۲۰۰۔ عصر کی سنتوں کا بیان

١١١٩ ـ عَنْ عَليِّ بنِ أبي طَالبٍ رضيَ اللهُ عَنهُ قالَ: كانَ النَّبيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ العَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعاتٍ، يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى

۱/ ۱۱۱۹۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعات پڑھا کرتے تھے' ان کے درمیان ملائکہ مقربین اور ان کی

الْمَلائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ. رواه الترمذي وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

تابعداری کرنے والے مسلمانوں اور مومنوں پر سلام پھیرنے کے ساتھ فصل (جدائی) کرتے۔ (ترمذی' حدیث حسن)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الأربع قبل العصر

فوائد: سلام کے ساتھ فصل کرنے کا مطلب ہے کہ دو دو رکعت کرکے چار سنتیں ادا فرماتے۔ مومنوں کو ملائکہ مقربین کا تابعدار' اس لئے کہا ہے کہ اہل ایمان بھی فرشتوں کی طرح اللہ کی توحید اور اس کی عظمت پر ایمان رکھتے ہیں۔

١١٢٠ ـ وَعَن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «رَحِمَ اللهُ امْرَأً صلَّى قَبْلَ العَصْرِ أَرْبعاً». رَوَاهُ أَبو داود، والترمذي وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۲ / ۱۱۲۰ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات ادا کرتا ہے۔ (ابو داوٗد' ترمذی۔ حدیث حسن)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر ـ وسنن ترمذي أيضا.

فوائد: یہ چار رکعتیں دو دو کرکے بھی پڑھی جا سکتی ہیں' جیسا کہ گزشتہ حدیث میں نبی کریم ﷺ کا عمل گزرا اور ایک سلام کے ساتھ بھی' دونوں طرح جائز ہیں۔ تاہم بعض کے نزدیک پہلا طریقہ افضل ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ عصر کی یہ چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں۔ تاہم اس کے پڑھنے والے کے حق میں نبی کریم کی دعائے رحمت سے اس کی اہمیت واضح ہے۔

١١٢١ ـ وعنْ عليِّ بنِ أَبِي طالبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يُصلِّي قَبْلَ العَصْرِ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ أَبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۳ / ۱۱۲۱ ۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے تھے۔ (ابو داوٗد' بسند صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عصر کے فرضوں سے پہلے دو سنتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ لیکن شیخ البانی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں "دو رکعت" کا لفظ شاذ ہے۔ چار رکعات کے الفاظ ہی محفوظ ہیں اس لئے بہتر چار رکعات ہی ہیں۔

٢٠١ ـ بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

۲۰۱۔ مغرب سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا بیان

تَقَدَّمَ في هذه الأَبوابِ حديثُ ابنِ عُمَرَ، وَحديثُ عائشةَ، وَهما صَحيحانِ

گزشتہ ابواب میں حضرت عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیثیں گزر چکی ہیں کہ نبی ﷺ نماز مغرب

أَنَّ النبيَّ ﷺ كانَ يُصلِّي بَعْدَ المغربِ رَكعتَيْنِ.

کے بعد دو رکعت (سنتیں) ادا فرمایا کرتے تھے۔(دیکھیں رقم ۱۰۹۸ اور ۱۱۱۵۔)

۱۱۲۲ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «صَلُّوا قَبْلَ المَغرِبِ» قَالَ في الثَّالثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ» رواه البخاري.

۱/ ۱۱۲۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مغرب سے پہلے نماز پڑھو (تین مرتبہ فرمایا) تیسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا' جو چاہے پڑھے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب الصلاة قبل المغرب.

فوائد: اس نماز سے مراد مغرب کی اذان کے بعد' فرض نماز سے پہلے' دو رکعت ہیں' جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔ اس کی حیثیت اگرچہ سنت غیر مؤکدہ کی ہے تاہم تین مرتبہ اس کی تاکید کرنے سے اس کی اہمیت واضح ہے۔ امر(حکم) کا صیغہ تو بالعموم وجوب پر دلالت کرتا ہے' لیکن یہاں "جو چاہے" کے قرینے نے اسے استحباب میں بدل دیا ہے۔ بہرحال آپ کی ترغیب و تاکید سے اس کے مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ آنے والی حدیثوں سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔

۱۱۲۳ ـ وعن أَنسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: لَقَدْ رَأَيتُ كِبَارَ أَصحابِ رسولِ اللهِ ﷺ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ عندَ المغربِ. رواه البخاري.

۲/ ۱۱۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت مسجد کے ستونوں کی طرف جلدی کرتے تھے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب الصلاة إلى الأسطوانة، وكتاب الأذان.

فوائد: ستونوں کی طرف جلدی کرنے کا مطلب ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا کرنے کے لئے ستونوں کو سترہ بنا کر دو رکعتیں ادا کرنے کے لئے ستونوں کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرتے تھے' اس میں صحابہ کرامؓ کے عمل سے مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کا اثبات ہے۔ علاوہ ازیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد میں نوافل یا سنن کی ادائیگی کے وقت سترے کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے' بغیر سترے کے گزرگاہ پر نماز پڑھنے سے اجتناب ضروری ہے' عام لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے۔

۱۱۲٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي عَلى عَهدِ رسولِ اللهِ ﷺ رَكعَتَيْنِ بَعْدَ غُروبِ الشَّمسِ قَبلَ المَغرِبِ، فَقيلَ: أَكانَ رسولُ اللهِ ﷺ صَلاَّهُمَا؟ قالَ: كانَ يَرانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۳/ ۱۱۲۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غروب شمس کے بعد' نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا' کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ پڑھیں؟ انہوں نے جواب دیا' آپ ہمیں یہ دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے۔ لیکن آپ نے ہمیں حکم دیا اور نہ ہمیں منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتین قبل صلاۃ المغرب.

فوائد: اس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کا بیان ہے اور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں۔ یوں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ کیفیت کی رو سے یہ دو رکعتیں تقریراً ثابت ہوئیں۔ لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ان کے اپنے علم کے مطابق ہے، ورنہ پہلے حدیث گزر چکی ہے جس میں آپ نے ترغیبی انداز میں ان کے پڑھنے کا حکم دیا ہے، گویا یہ آپ کے قول سے بھی ثابت ہیں۔

١١٢٥ ـ وعنه قَالَ: كُنَّا بِالمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ المُؤَذِّنُ لِصَلاةِ المَغرِبِ، ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ، فَرَكَعُوا رَكْعَتَيْنِ، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ الغَرِيبَ لَيَدْخُلُ المَسْجِدَ فَيَحْسَبُ أَنَّ الصَّلاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۴ / ۱۱۲۵۔ سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینے میں تھے کہ مؤذن نے مغرب کی نماز کے لئے اذان دی تو لوگوں نے ستونوں کی طرف جلدی کی اور دو رکعتیں ادا کیں (اور یہ مستقل معمول تھا) حتیٰ کہ کوئی نو وارد مسافر مسجد میں آتا تو کثرت سے ان دو رکعت پڑھنے والوں کو دیکھ کر گمان کرتا کہ فرض نماز پڑھی جا چکی ہے (اور لوگ بعد کی سنتیں پڑھ رہے ہیں) (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتین قبل صلاۃ المغرب.

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان عام معمول تھا۔ تاہم اس کے باوجود یہ غیر مؤکدہ سنت ہیں اور بعد کی دو رکعت، سنت مؤکدہ ہیں۔

٢٠٢ ـ بَابُ سُنَّةِ العِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا

۲۰۲۔ عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا بیان

فيهِ حديثُ ابنِ عُمَرَ السَّابِقُ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبيِّ ﷺ رَكعَتَيْنِ بَعْدَ العِشَاءِ، وَحديثُ عبدِ اللهِ بنِ مُغَفَّلٍ: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاةٌ» مُتَّفَقٌ عَلَيهِ. كما سَبَقَ.

اس میں ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ماسبق حدیث ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ عشاء کے بعد دو رکعت (سنت) پڑھیں اور دوسری عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ہر تکبیر اور اذان کے درمیان نماز ہے۔ بخاری و مسلم۔ جیسا کہ گزرا۔

(دیکھئے باب ۱۹۵، رقم ۲ / ۱۰۹۸ و ۳ / ۱۰۹۹)

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عشاء کی وہ نماز جو نبی ﷺ نے پڑھی ہے اور جسے صحابہ نے امت کے لئے بیان فرمایا، وہ صرف چار فرض اور اس کے بعد دو سنتیں ہیں۔ وتر کا بیان اس لئے نہیں ہے کہ آپ نماز تہجد کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ تاہم تین وتر شامل کر کے یہ نو رکعتیں بنتی ہیں۔ یار لوگوں نے عشاء کی ۱۷ رکعتیں بنائی

ہوئی ہیں جس کے تصور سے ہی لوگ گھبراتے ہیں اور نماز کے قریب نہیں جاتے۔ اگر لوگوں کو سنت نبوی کے مطابق عشاء کی ۹ رکعتیں بتلائی جائیں تو وہ کبھی نماز سے بالخصوص عشاء کی نماز سے وحشت نہ کھائیں۔

۲۰۳ ـ بابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

۲۰۳۔ جمعے کی سنتوں کا بیان

١١٢٦ ـ فيهِ حديثُ ابنِ عُمَرَ السَّابِقُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبيِّ ﷺ رَكعَتَيْنِ بَعْدَ الجُمُعَةِ. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۱۲۶۔ اس میں ایک تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ماسبق حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی۔ (بخاری و مسلم) (دیکھئے رقم ۲/ ۱۰۹۸)۔ (مزید چند احادیث ملاحظہ ہوں)

فوائد: اس باب میں امام نوویؒ نے جمعے کے بعد کی سنتوں کی وضاحت کی ہے کہ وہ کتنی رکعت ہیں؟ اس کی ضروری تفصیل دو حدیثوں کے بعد آ رہی ہے۔ لیکن جمعے سے قبل کتنی سنتیں پڑھی جائیں اس کی بابت صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں آنے والا دو رکعت پڑھ کر بیٹھے، حتیٰ کہ اگر کوئی شخص خطبۂ جمعہ کے دوران بھی آئے تو نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ مختصر طور پر دو رکعت ضرور پڑھے، پھر خطبہ سنے۔ تاہم خطبے سے قبل آنے والا شخص دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد، دو دو کر کے جتنے چاہے نوافل پڑھ سکتا ہے۔

١١٢٧ ـ وعَنْ أَبي هُرَيرَةَ رَضيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إذا صَلَّى أَحَدُكُمُ الجُمُعَةَ، فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعاً» رواه مسلم.

۲/ ۱۱۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص جمعے کی نماز پڑھے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد چار رکعات (سنت) پڑھے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة.

١١٢٨ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أنَّ النَّبيَّ ﷺ كانَ لا يُصَلِّي بَعْدَ الجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ في بَيْتِهِ، رواه مسلم.

۳/ ۱۱۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعے کے بعد (مسجد میں) کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے، یہاں تک کہ وہاں سے واپس آتے اور اپنے گھر میں ۲ رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم) (حوالہ مذکور)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة.

فوائد: ایک حدیث میں چار رکعت اور دوسری میں دو رکعت کا بیان ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ بعض علماء نے یہ تطبیق دی ہے کہ مسجد میں پڑھنے والا چار اور گھر جا کر پڑھنے والا دو رکعت پڑھے۔ اسی طرح چار رکعت کس طرح پڑھی جائیں؟ اس میں بھی دو رائے ہیں۔ ایک رائے تو یہ ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چار رکعت پڑھی جائیں اور دوسری رائے یہ ہے کہ دو دو کر کے چار رکعت پڑھی جائیں۔ گویا یہ بھی دونوں طرح جائز ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ دو، دو کر کے پڑھی جائیں، کیونکہ صحیح حدیث میں ہے صلوۃ اللیل والنھار مثنی مثنی۔ امام بخاریؒ نے بھی ایک باب ان الفاظ میں باندھا ہے صلوۃ اللیل والنھار مثنی مثنی "رات اور دن کی (نفلی) نماز دو، دو رکعت کر کے پڑھنا ہے"

٢٠٤ - بَابُ اسْتِحْبَابِ جَعْلِ النَّوَافِلِ فِي الْبَيْتِ سَوَاءٌ الرَّاتِبَةُ وَغَيْرُهَا، وَالأَمْرِ بِالتَّحَوُّلِ لِلنَّافِلَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْفَرِيضَةِ أَوِ الْفَصْلِ بَيْنَهُمَا بِكَلَامٍ

۲۰۴۔ نوافل کا گھر میں ادا کرنا مستحب ہے چاہے راتبہ ہوں یا غیر راتبہ اور نفلوں کے لئے فرض والی جگہ کو بدلنے یا ان کے درمیان گفتگو سے فصل کرنے کا حکم

١١٢٩ - عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ؛ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلاةِ صَلاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۱۲۹۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو' اس لئے کہ مرد کی افضل نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے' سوائے فرض نماز کے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب صلاة الليل - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته.

فوائد: اس میں فرض نماز کے علاوہ' کیونکہ اسے تو مسجد میں باجماعت ادا کرنے کی تاکید ہے۔ باقی نفلی نمازیں اور سنتیں گھروں میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے' جس سے اس کی فضیلت واضح ہے' کیونکہ اس میں ایک تو انسان ریاکاری سے محفوظ رہتا ہے۔ دوسرے اس سے گھروں میں برکت نازل ہوتی ہے۔

١١٣٠ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ، وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُوراً» متفقٌ عليه.

۲ / ۱۱۳۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم اپنی نمازوں میں سے کچھ حصہ اپنے گھروں کے لئے کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب كراهية الصلاة في المقابر - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته.

فوائد: کچھ حصے سے مراد نوافل اور سنتیں ہیں۔ جس گھر میں نوافل کی ادائیگی کا اہتمام نہیں ہوتا' وہ قبرستان کی طرح ہوتا ہے جس طرح قبریں عمل اور عبادت سے خالی ہوتی ہیں' ایسے گھر بھی عمل و عبادت سے محروم ہوتے ہیں' جو بہت بڑی محرومی ہے۔

١١٣١ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِي مَسْجِدِهِ؛ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيباً مِنْ صَلَاتِهِ؛ فَإِنَّ اللهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْراً» رواه مسلم.

۳ / ۱۱۳۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز مسجد میں ادا کرے تو اس کو چاہئے کہ اپنی نماز میں سے کچھ حصہ اپنے گھر کے لئے بھی کرے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں اس کی نماز کی ادائیگی سے خیر و

برکت عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب صلاة النافلة في بیته.

فوائد: اس کا وہی مفہوم ہے جو اس سے پہلی حدیث کا ہے۔ یعنی فرض نماز مسجد میں اور نفل نماز گھر میں ادا کرے۔

١١٣٢ ـ وَعَنْ عُمَرَ بنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إلى السَّائِبِ ابْنِ أُخْتِ نمرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَآهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ في الصَّلاةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الجُمُعَةَ في المَقْصُورَةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ الإمَامُ، قُمْتُ في مَقَامِي، فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إلَيَّ فقـال: لا تَعُـدْ لمَـا فَعَلْـتَ: إذا صَلَّيْـتَ الجُمُعَةَ، فَلا تَصِلْهَا بِصَلاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ؛ فَإنَّ رسولَ اللهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذلِكَ، أَنْ لا نُـوصِـلَ صَـلاةً بِصَـلاةٍ حَتَّـى نَتَكَلَّـمَ أَوْ نَخْرُجَ. رواه مسلم.

۴ / ۱۱۳۲۔ حضرت عمر بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت نافع بن جبیر نے انہیں سائب بن اخت نمرؓ کی طرف ایک چیز دریافت کرنے کے لئے بھیجا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف سے ان کی نماز میں دیکھی تھی۔ تو انہوں نے فرمایا' ہاں میں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ مقصورہ میں نماز پڑھی' پس جب امام نے سلام پھیرا تو میں اپنے فرض والی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور (سنتیں) پڑھیں۔ پھر جب حضرت معاویہؓ گھر تشریف لے گئے تو میری طرف پیغام بھیج کر بلوایا اور فرمایا' تم نے جو کیا ہے' آئندہ نہ کرنا' جب تم جمعے کی نماز پڑھ لو تو اس کے ساتھ کوئی اور نماز مت ملاؤ' یہاں تک کہ گفتگو کر لو یا وہاں سے نکل جاؤ (یعنی جگہ بدل لو) اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم ایک نماز کو کسی دوسری نماز کے ساتھ نہ ملائیں' یہاں تک کہ کسی سے بات کر لیں یا وہاں سے نکل جائیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة.

فوائد: مقصورہ سے مراد مسجد کے کسی گوشے میں بنایا ہوا وہ مخصوص حجرہ یا جگہ ہے جو حکمرانوں کی حفاظت کے لئے بنائی جاتی تھی۔ خلیفہ وقت اور حکمران اس محفوظ جگہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ جمعے کا ذکر صرف واقعے کی نوعیت کی وجہ سے ہے' ورنہ یہ حکم ہر نماز کے لئے ہے' صرف جمعے کے لئے نہیں ہے۔ ہر فرض نماز اور سنتوں کے درمیان بات چیت کے ذریعے سے یا جگہ بدل کر یا مسجد سے نکل کے گھر آکر' فصل کرنے کا حکم ہے' جیسا کہ پہلے حدیث بھی گزری ہے۔ اس میں حضرت معاویہؓ نے جو کچھ بیان کیا ہے' وہ حدیث کی روشنی میں ہی بیان فرمایا ہے۔

٢٠٥ ـ بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ الْوِتْرِ وَبَيَانِ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُتَأَكِّدَةٌ وَبَيَانِ وَقْتِهِ

۲۰۵۔ وتر کی ترغیب اور اس باب کا بیان کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور اس کے وقت

کا بیان

١١٣٣ ـ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: الوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلاةِ المَكْتُوبَةِ، وَلٰكِنْ سَنَّ رسولُ اللهِ ﷺ قالَ: «إِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الوِتْرَ، فَأَوْتِرُوا يا أَهْلَ القُرْآنِ». رواه أبو داوَدَ والترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱/ ۱۱۳۳ ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نماز وتر فرض نماز کی طرح لازمی نہیں ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے مقرر فرمایا ہے (یعنی یہ سنت ہے) آپ نے فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ وتر (طاق) ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے' پس اے اہل قرآن تم وتر پڑھا کرو۔

(ابو داوُد' ترمذی' حسن حدیث ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الوتر ـ وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء أن الوتر ليس بحتم.

فوائد: وتر' طاق عدد کو کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ طاق ہے' کا مطلب ہے کہ وہ اپنی ذات و صفات اور افعال میں یکتا ہے' اس کا کوئی ثانی نہیں۔ صلوۃ الوتر کو بھی اسی لئے وتر کہا جاتا ہے کہ وہ ایک یا تین' پانچ' سات وغیرہ طاق عدد میں ادا کی جاتی ہے' اسے دو' چار' چھ' آٹھ وغیرہ جفت اعداد میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وتر فرض و واجب نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ ہے' تاہم اس میں تساہل و تغافل صحیح نہیں' کیونکہ سنت رسول کی پیروی' ہر مسلمان کا شیوہ ہونا چاہئے۔ صحابہ کو اہل قرآن فرمایا' اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حدیث کو نہ مانتے تھے بلکہ اہل قرآن کا مطلب شریعت اسلامیہ کے پیروکار ہیں اور شریعت قرآن و حدیث دونوں کے مجموعے کا نام ہے نہ کہ حدیث کے بغیر صرف قرآن کا۔ جیسا کہ آج کل قرآن کے ماننے کا دعوے دار ایک گروہ کہتا ہے۔ یہ گروہ حدیث کا منکر ہے' اس لئے حقیقت میں وہ قرآن کا بھی منکر ہے' کیونکہ حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھا جا سکتا ہے نہ اس پر عمل ہی کیا جا سکتا ہے۔

١١٣٤ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رسولُ اللهِ ﷺ، مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَمِنْ أَوْسَطِهِ، وَمِنْ آخِرِهِ. وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. متفقٌ عليهِ.

۲/ ۱۱۳۴ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں نماز وتر پڑھی ہے۔ رات کے ابتداء میں' اس کے درمیان میں اور اس کے آخر میں اور آخر کو آپ کی نماز وتر سحر (صبح) تک پہنچ گئی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوتر، باب ساعات الوتر ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ.

فوائد: اس میں نماز وتر کے وقت کا بیان ہے کہ اس کا اول وقت عشاء کی نماز کے فوراً بعد اور آخری وقت صبح صادق ہے۔ گویا عشاء سے لے کر طلوع فجر تک وتر پڑھے جا سکتے ہیں۔

١١٣٥ ـ وعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْعَلُوا آخِرَ

۳/ ۱۱۳۵ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم اپنی رات کی آخری نماز وتر کو

صَلاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْراً» متفقٌ عليه. بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوتر، باب ليجعل آخر صلاته وترا - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل.

فوائد: اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ وتر ادا کرنے کے بعد نفل نماز پڑھنی جائز نہیں' کیونکہ آپ نے وتر کو سب سے آخری نماز بنانے کا حکم دیا ہے۔ لیکن امام نووی اور دیگر بعض علماء نے اس حکم کو وجوب کی بجائے استحباب پر محمول کیا ہے' کیونکہ خود نبی ﷺ سے بھی وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنے کا ثبوت صحیح احادیث میں موجود ہے۔ اس لئے اس حدیث کے مطابق عمل کرنا بہتر ہے لیکن اگر کوئی وتر کے بعد دو نفل پڑھنا چاہے تو جائز ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے' مرعاۃ المفاتیح' شرح مشکوۃ المصابیح' باب الوتر)

شیخ البانی نے ابن خزیمہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص وتر کے بعد دو رکعت پڑھ لے تو یہ قیام لیل کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ میں وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کے بارے میں مدت تک توقف کا شکار رہا۔ لیکن اس روایت سے مطلع ہونے کے بعد میں نے اس پر عمل شروع کر دیا اور میں نے یہ جان لیا کہ اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترا' میں امر تخییر کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں۔ (رسالہ قیام رمضان' ص ۲۵ للشیخ الالبانی) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتر رات کے آخری حصے میں پڑھنے بہتر ہیں۔ لیکن یہ بھی اس شخص کے لئے ہے جو قیام اللیل (نمار تہجد) کا عادی ہو' ورنہ عام لوگوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ ہی آخر میں ادا کر لیں۔

١١٣٦ - وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا». رواه مسلم.

۴ / ۱۱۳۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' صبح کرنے سے پہلے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى...

فوائد: اس میں بھی صبح صادق سے پہلے پہلے وتر ادا کر لینے کا حکم ہے۔

١١٣٧ - وعن عائشةَ رضيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ يُصَلِّي صَلاتَهُ بِاللَّيْلِ، وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإذا بَقِيَ الوِتْرُ، أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ. رواه مسلم. وفي روايةٍ له: فَإِذا بَقِيَ الوِتْرُ قالَ: «قُومِي فَأَوْتِرِي يَاعَائِشَةُ».

۵ / ۱۱۳۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی رات کی نماز (تہجد) پڑھتے تھے جب کہ وہ (حضرت عائشہؓ) آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں۔ جب آپ کے وتر باقی رہ جاتے تو انہیں بھی جگا دیتے اور وہ وتر پڑھ لیتیں۔ (مسلم)

(بخاری میں متکلم کے صیغوں کے ساتھ ہے یعنی میں سامنے لیٹی ہوتی تھی' آپ مجھے جگا دیتے تو میں وتر ادا کرتی)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے۔ جب

آپ کے وتر باقی رہ جاتے تو آپ فرماتے' عائشہ! کھڑی ہو اور وتر پڑھ لے۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الوتر، باب إیقاظ النبي ﷺ أهله بالوتر ۔ وصحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الاعتراض بین یدی المصلی.

فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے قبلہ رخ کوئی سویا ہوا ہو تو نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اسی طرح گھر والوں کو رات کو نفلی نماز وغیرہ کے لئے اٹھانا مستحب ہے۔ نیز رات کو آخری حصے میں اٹھ کر صرف وتر بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔

١١٣٨ - وعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضيَ اللهُ عَنهُمَا، أنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «بَادِرُوا الصُّبحَ بِالوِترِ». رَوَاهُ أبو داود والترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۶ / ١١٣٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' صبح ہونے سے پہلے وتر کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔

(ابو داؤد' ترمذی۔ حسن صحیح)

تخریج: سنن أبی داود، کتاب الصلاة، باب وقت الوتر ۔ وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في مبادرة الصبح بالوتر.

١١٣٩ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قالَ: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَافَ أنْ لا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيلِ؛ فَليُوتِرْ أوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أنْ يَقُومَ آخِرَهُ، فَليُوتِرْ آخِرَ اللَّيلِ، فَإنَّ صَلاةَ آخِرِ اللَّيلِ مَشهُودَةٌ، وَذٰلكَ أفضَلُ». رواه مسلم.

۷ / ١١٣٩۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری پہر کو نہیں اٹھ سکے گا' اس کو چاہئے کہ وہ رات کے اول حصے میں وتر پڑھے اور جس کو رات کے آخر میں اٹھنے کی امید ہو' وہ رات کے آخر میں وتر پڑھ لے۔ اس لئے کہ رات کے آخری پہر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل بات ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب من خاف أن لا یقوم.

فوائد: جس کو امید ہو' کے معنی ہیں کہ اپنی عادت یا کسی جگانے والے شخص یا آلے (الارم وغیرہ) کی وجہ سے قوی امید یعنی یقین ہو کہ وہ رات کے آخری پہر میں اٹھ جائے گا' اس کے لئے وتر رات کے آخر میں ادا کرنے بہتر ہیں' بصورت دیگر اول وقت میں۔

٢٠٦ - بابُ فَضلِ صَلاةِ الضُّحَى وَبَيَانِ أقَلِّهَا وَأكثَرِهَا وَأوسَطِهَا، وَالحَثُّ عَلَى المُحَافَظَةِ عَلَيهَا

٢٠٦۔ نماز چاشت کی فضیلت کا اور اس کی کم سے کم' زیادہ سے زیادہ اور درمیانی تعداد کا بیان اور اس پر مداومت (اس کی حفاظت) کرنے کی ترغیب

١١٤٠ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِصِيَامِ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكْعَتَي الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ» متفقٌ عليه. والإِيتَارُ قَبْلَ النَّومِ إِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لا يَثِقُ بِالاسْتِيقَاظِ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنْ وَثِقَ، فَآخِرُ اللَّيْلِ أَفْضَلُ.

۱/ ۱۱۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے' چاشت کی دو رکعتیں اور سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی وصیت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

سونے سے پہلے وتر کی ادائیگی' صرف اس شخص کے لئے مستحب ہے جو رات کے آخری حصے میں اٹھنے کے بارے میں اپنے پر اعتماد نہیں کرتا' اگر اسے بھروسہ ہو تو پھر رات کا آخری حصہ افضل ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب صلاة الضحى - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضُّحى.

فوائد: وصیت سے مراد' تلقین و تاکید ہے' کیونکہ فرائض کے ساتھ نوافل کا اہتمام عنداللہ قرب خصوصی کا باعث ہے۔ تین دن سے مراد کوئی سے بھی تین دن ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایام بیض (یعنی قمری مہینے کی ۱۳' ۱۴' ۱۵ تاریخ) مراد لی جائے تو زیادہ بہتر ہے' کیونکہ ان ایام میں خود رسول اللہ ﷺ بھی روزے رکھتے تھے۔ اس سے چاشت کی نماز اور وتر کی اہمیت نیز نیکی کے کاموں کی تلقین و ترغیب کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

١١٤١ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُصْبِحُ على كُلِّ سُلامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وكلُّ تحميدةٍ صدقةٌ، وكُلُّ تهليلةٍ صدقةٌ، وكُلُّ تكبيرةٍ صدقةٌ، وأَمْرٌ بِالمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ المُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِىء مِنْ ذلكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُما مِنَ الضُّحَى». رواه مسلم.

۲/ ۱۱۴۱۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم میں سے ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ذمے اس کے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے۔ پس ہر ایک بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے' ہر بار الحمدللہ کہنا صدقہ ہے' ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے' ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان کے مقابلے میں وہ دو رکعتیں بھی کفایت کر جاتی ہیں جو کوئی شخص چاشت کی ادا کرتا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضُّحى.

فوائد: ہر جوڑ پر صدقہ ہے' کا مطلب ہے کہ انسان جب صبح اٹھتا ہے تو ہر جوڑ کی سلامتی پر اللہ کا شکر ادا کرنا اس پر واجب ہوتا ہے' اس لئے انسان کو چاہئے کہ اللہ کی تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کا اہتمام کرے' کیونکہ مذکورہ کلمات تسبیح و تحمید کی ایک ایک مرتبہ ادائیگی ایک ایک صدقہ ہے۔ ہر انسان کے جسم میں ۳۶۰ جوڑ ہوتے ہیں' اتنی تعداد میں ہر انسان کو ضرور تسبیح و تحمید کا اہتمام کرنا چاہئے' علاوہ ازیں کسی کو نیکی کی ترغیب دینا اور

برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور انسان اگر چاشت کی دو رکعتیں ادا کر لے تو تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی چاشت کی نماز کی اہمیت و فضیلت واضح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ صرف مال خرچ کرنے کا ہی نام نہیں ہے' بلکہ صدقے کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے اور نیکی کی مذکورہ تمام صورتوں کو وہ حاوی ہے۔

١١٤٢ ـ وعَنْ عَائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالتْ: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى أرْبعاً، وَيَزيدُ مَا شَاءَ اللهُ. رواه مسلم.

۳ / ۱۱۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی چار رکعات پڑھا کرتے تھے اور جو اللہ چاہتا' زیادہ بھی ادا کر لیتے تھے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضُّحى.

فوائد: یعنی آپ کا زیادہ معمول چار رکعات کا تھا۔ لیکن کبھی زیادہ بھی پڑھ لیا کرتے تھے' چنانچہ دوسری روایات میں یہ تعداد ۸ رکعات تک بیان ہوئی ہے۔ یعنی دو' چار اور آٹھ رکعتیں حسب توفیق و گنجائش پڑھی جا سکتی ہیں۔

١١٤٣ ـ وعنْ أُمِّ هَانِيءٍ فَاخِتَةَ بنتِ أَبي طالبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالتْ: ذَهَبْتُ إلى رسولِ اللهِ ﷺ عَـامَ الفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، صَلَّى ثَمانيَ رَكَعَـاتٍ، وَذٰلكَ ضُحى. متفقٌ عليه. وهذا مختصر لفظِ إحدى روايات مسلم.

۴ / ۱۱۴۳۔ حضرت ام ھانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئی تو میں نے آپ کو غسل فرماتے ہوئے پایا' جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے آٹھ رکعات ادا فرمائیں اور یہ چاشت کا وقت تھا۔ (بخاری و مسلم)

اور یہ الفاظ مسلم کی روایات میں سے ایک مختصر روایت کے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة وكتاب التهجد، باب صلاة الضُّحى في السفر ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضُّحى.

فوائد: اس میں آٹھ رکعات کی تعداد کا ذکر ہے اور دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ آپ نے ۲' ۲ رکعت کر کے ادا فرمائیں۔ چاشت کا وقت کون سا ہے؟ اور چاشت اور اشراق کی نماز ایک ہی ہے یا یہ الگ الگ ہیں؟ ان دونوں باتوں میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک چاشت (ضحیٰ) اور اشراق' ایک ہی نماز کا نام ہے' جو سورج نکلنے کے فوراً بعد پڑھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں' صلوۃ الضحیٰ کا اول وقت' طلوع شمس کے فوراً بعد ہے اور اس کا آخری وقت زوال سے کچھ پہلے تک ہے۔ اول وقت پڑھی گئی نماز کو اشراق کی اور آخری وقت میں پڑھی گئی کو چاشت کی نماز کہا جاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک نیزے کے برابر سورج بلند ہونے پر دو رکعت نماز' اشراق کی نماز ہے اور جب سورج پھیل جائے اور آسمان کے چوتھائی حصے تک ہو جائے' تو اس وقت چار رکعت چاشت کی نماز ہے۔ بعض کہتے ہیں اشراق کی نماز چھوٹے چاشت میں اور صلوۃ الضحیٰ بڑے چاشت میں پڑھی جائے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مرعاۃ المفاتیح' شرح مشکوۃ المصابیح' باب صلوۃ الضحیٰ)۔ جمہور کے نزدیک یہ نماز

مستحب ہے۔

٢٠٧ - بَابُ تَجُوزُ صَلاَةُ الضُّحَى مِن ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ إِلَى زَوَالِهَا وَالأَفْضَلُ أَنْ تُصَلَّى عِنْدَ اشْتِدَادِ الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحَى

۲۰۷۔ سورج کے بلند ہونے سے زوال تک چاشت کی نماز کے جائز ہونے کا بیان تاہم سورج کے خوب چڑھ جانے اور گرمی کی شدت کے وقت پڑھنا افضل ہے

١١٤٤ - عن زيدِ بن أَرْقَم رَضيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ رَأَى قَوْماً يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى، فقالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلاَةَ في غَيْرِ هذِهِ السَّاعةِ أَفْضَلُ. إنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «صَلاةُ الأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الفِصَالُ». رواه مسلم. «تَرْمَضُ» بفتح التاء والميم وبالضاد المعجمة، يعني: شدة الحرّ. «وَالفِصَالُ» جَمْعُ فَصِيلٍ وَهُوَ: الصَّغِيرُ مِنَ الإِبِلِ.

۱/ ۱۱۴۴۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' تو انہوں نے فرمایا' خبردار' یقیناً یہ لوگ جانتے ہیں کہ اس کے علاوہ دوسرے وقت میں اس نماز کا پڑھنا افضل ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' رجوع کرنے والوں (اوابین) کی نماز' اس وقت ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پیر گرمی کی شدت سے جلیں۔ (مسلم)

ترمض' تاء اور میم پر زبر اور آخر میں ضاد' گرمی کی شدت۔ فصال' فصیل کی جمع ہے' اونٹ کا بچہ۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلوة المسافرين، باب صلاة الأوَّابين حين ترمض الفصال.

فوائد: اس سے ان لوگوں کی تائید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ چاشت کی نماز' اشراق کی نماز سے مختلف ہے۔ اشراق کی نماز سورج کے ایک نیزے کے برابر بلند ہونے پر پڑھ لینی چاہئے۔ جب کہ چاشت کی نماز اس وقت ہے جب سورج کی حرارت سے جانوروں کے پیروں کو تکلیف اور جلن ہو۔ عام طور پر مغرب کے بعد چھ رکعات نفل نماز کو صلوۃ الاوابین کہا جاتا ہے' جس کی بنیاد ایک ضعیف السند روایت ہے اور اس صحیح حدیث میں چاشت کی نماز کو صلاۃ الاوابین سے تعبیر کیا گیا ہے اس لئے صلاۃ الاوابین اصل میں یہی چاشت کی نماز ہے۔

٢٠٨ - بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلاَةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهِيَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي أَيِّ وَقْتٍ دَخَلَ وَسَوَاءٌ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ بِنِيَّةِ

۲۰۸۔ تحیۃ المسجد کی ترغیب اور نفل پڑھنے سے پہلے مسجد میں بیٹھنے کی کراہت' چاہے کسی وقت بھی داخل ہو نیز یہ دو رکعت تحیۃ المسجد یا فرض نماز یا سنت

التَّحِيَّةِ أَوْ صَلاَةَ فَرِيضَةٍ أَوْ سُنَّةً رَاتِبَةً أَوْ غَيْرَهَا

راتبہ یا غیر راتبہ کی نیت سے پڑھے' سب صورتوں میں کراہت سے بچ جائے گا۔

١١٤٥ - عن أَبي قتادةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إذا دَخَلَ أَحدُكُمُ المَسْجِدَ، فَلا يَجْلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۱۴۵۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں آئے تو دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين.

١١٤٦ - وعن جابرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وهوَ في المَسْجِدِ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكعَتَيْنِ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۱۴۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے' تو آپ نے فرمایا' دو رکعتیں پڑھو۔ (بخاری و مسلم) (کتاب و باب مذکور)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين.

فوائد: دونوں حدیثوں میں دو رکعت پڑھنے کی تاکید ہے (یہ کم از کم تعداد ہے ورنہ دو دو کر کے جتنے نوافل انسان پڑھنا چاہے' پڑھ سکتا ہے) علاوہ ازیں امام نووی کی تبویب کی رو سے آنے والا اگر (فوت شدہ) فرض نماز یا سنت راتبہ پڑھے گا' تب بھی وہ کراہت کے حکم سے بچ جائے گا۔ بعض علماء کے نزدیک مذکورہ احادیث میں امر وجوب کے لئے ہے' اس لئے ان کے نزدیک تحیۃ المسجد واجب ہے' جب کہ دوسرے علماء نے اس امر کو استحباب کے لئے قرار دیا ہے لہٰذا ان کے نزدیک یہ مستحب ہے۔

٢٠٩ - بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوءِ

۲۰۹۔ وضوء کے بعد دو رکعت پڑھنے کے مستحب ہونے کا بیان

١١٤٧ - عن أبي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِبِلالٍ: «يَابِلالُ! حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ في الإِسْلاَمِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ في الجَنَّةِ»، قالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلاً أَرْجَى عِنْدِي مِنْ أَنِّي لَم أَتَطَهَّرْ طُهُوراً في سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذلكَ

۱/ ۱۱۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اے بلال' تم اپنا وہ عمل بتلاؤ جو تم نے اسلام میں سب سے زیادہ امید والا کیا ہے۔ اس لئے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا' میں نے کوئی عمل اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید والا نہیں دیکھا کہ میں نے رات یا دن کی

الطُّهُورِ ما كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ. متفقٌ عليه. وهذا لفظ البخاري. «الدَّفُ» بالفاءِ: صَوْتُ النَّعْلِ وَحَرَكَتُهُ عَلَى الأرضِ، والله أعلم.

جس گھڑی میں بھی وضوء (یا غسل) کیا تو اس کے ساتھ ' جتنی نماز میرے مقدر میں تھی ' میں نے ضرور پڑھی۔
(بخاری و مسلم ' الفاظ بخاری کے ہیں)
الدف ' فاء کے ساتھ ' زمین پر جوتے کی حرکت اور اس کی آواز۔ واللہ اعلم

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب فضل الوضوء بالليل والنهار - وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضى الله عنه.

فوائد: طهور ' کا لفظ وضوء ' غسل اور تیمم تینوں کے لئے استعمال ہوتا ہے ' کیونکہ تینوں طریقوں سے شرعی طہارت حاصل ہو جاتی ہے جس کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اس لئے مطلب یہ ہو گا کہ دن رات کی جس گھڑی میں بھی حضرت بلال وضوء ' یا غسل کرتے تو کچھ نفلی نماز ضرور پڑھتے اور بعض دوسری روایات میں صراحت ہے کہ دو رکعت پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ عمل بہت پسند آیا اور ان کو یہ فضیلت حاصل ہوئی جس کا مشاہدہ خود نبی ﷺ نے فرمایا۔ جنت کا یہ مشاہدہ آپ کو معراج کے موقعے پر حاصل ہوا ' یا خواب میں کشف کے طور پر آپ کو کرایا گیا ' بہرحال اس سے تحیۃ الوضوء کی فضیلت واضح ہے۔ بعض علماء کے نزدیک اوقات مکروہہ میں بھی تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کے نفل پڑھنے جائز ہیں ' کیونکہ آپ کا حکم عام ہے۔ جب کہ دوسرے علماء اس عموم میں ان احادیث سے تخصیص کے قائل ہیں جن میں نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اوقات مکروہہ میں مسجد میں آ کر تحیۃ المسجد کے دو نفل پڑھتا ہے تو دوسرے فریق کو اس میں تشدد نہیں کرنا چاہیے۔

٢١٠ - بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَوُجُوبِهَا وَالاغْتِسَالِ لَهَا، وَالطِّيبِ وَالتَّبْكِيرِ إِلَيْهَا وَالدُّعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَفِيهِ بَيَانُ سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ إِكْثَارِ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى بَعْدَ الْجُمُعَةِ

۲۱۰۔ جمعہ کے دن کی فضیلت ' نماز جمعہ کے وجوب ' اس کے لئے غسل کرنے ' خوشبو لگانے ' جلدی جانے ' جمعے کے دن دعاء کرنے اور اس میں درود پڑھنے ' اس میں قبولیت دعاء کی گھڑی کا اور جمعے کے بعد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ ٱلصَّلَوٰةُ فَٱنتَشِرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ وَٱبْتَغُوا۟ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ وَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الجمعة: ١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب (جمعے کی) نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو ' تاکہ تم فلاح پاؤ
(سورۃ الجمعہ ' ۱۰)

فوائد: آیت میں نماز جمعہ سے فراغت کے بعد اپنی حاجات کے لئے اور تجارت و کاروبار کے ذریعے سے اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لئے زمین میں پھیل جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں یہ حکم نہیں ہے کہ جمعے کے دن تم اپنے کاروبار یکسر بند رکھو' بلکہ نماز جمعہ سے قبل اور اس کے بعد دنیوی معاملات اور کاروبار میں حصہ لینے کی اجازت و صراحت فرما کر واضح کر دیا کہ صرف نماز اور خطبے کے وقت کاروبار بند رکھو' سارا دن چھٹی کرنا ضروری نہیں ہے۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں:

١١٤٨ ـ وعَنْ أبي هُريرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الجُمُعَةِ: فِيهِ خُلِقَ آدمُ، وَفيه أُدْخِلَ الجَنَّةَ، وَفِيه أُخْرِجَ مِنْهَا» رواه مسلم.

۱ / ۱۱۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے' جمعہ کا دن ہے' اسی میں حضرت آدم کو پیدا کیا گیا' اسی میں وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی میں ان کو نکالا گیا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل يوم الجمعة.

فوائد: اس میں جمعے کے دن کی فضیلت کا بیان ہے' علاوہ ازیں اس میں بڑے بڑے امور سرانجام پائے' اس سے بھی اس کی فضیلت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

١١٤٩ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الجُمُعَةَ، فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لهُ ما بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ وَزِيَادة ثَلاثَةِ أيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الحَصَى، فَقَدْ لَغَا» رواه مسلم.

۲ / ۱۱۴۹۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے وضوء کیا اور اچھے طریقے سے کیا' پھر جمعہ پڑھنے کے لئے آیا اور کان لگا کر (خطبہ) سنا اور خاموش رہا' تو اس کے اس جمعے سے دوسرے جمعے تک کی درمیانی مدت اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو چھوا' اس نے لغو کام کیا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة.

فوائد: اچھے طریقے سے وضوء کرنے کا مطلب سنت کے مطابق وضوء کرنا ہے۔ یعنی اس میں اسراف اور حد سے تجاوز نہ ہو۔ ہر عضو کو زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ دھوئے' پانی ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کرے اور کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر سے وضوء کر کے مسجد میں آنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔
(۲) دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' کیونکہ ایک نیکی کا اجر کم از کم دس گنا ہے' گناہ سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ ورنہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر اور حقوق العباد سے متعلق گناہ ان کی تلافی اور ازالے کے بغیر معاف نہیں ہوں گے۔ (۳) خطبے کو خاموشی اور توجہ سے سننا چاہئے۔ تنکوں اور کنکریوں کے ساتھ کھیل کود میں مصروف نہ ہوا جائے' یہ ایک لغو کام ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ آداب خطبہ کے منافی ہونے کے باعث سراسر گناہ ہے۔

١١٥٠ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ:

۳ / ۱۱۵۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم

«الصَّلَواتُ الخَمسُ وَالجُمُعَةُ إلى الجُمُعَةِ، وَرَمَضانُ إلى رَمَضانَ، مُكَفِّرَاتٌ ما بَيْنَهُنَّ إذا اجْتُنِبَتِ الكَبائِرُ» رواه مسلم.

ﷺ نے فرمایا' پانچوں نمازیں' ایک جمعہ دوسرے جمعے تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک' درمیانی مدت کے گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں جب کہ بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة...

فوائد: اس میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ حدیث میں بیان کردہ اعمال صالحہ گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہیں' لیکن اس وقت' جب انسان کبیرہ گناہوں سے اپنا دامن بچا کر رکھے۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ معاف ہونے والے گناہ صغیرہ گناہ ہیں۔ کبیرہ گناہ' نماز روزوں سے معاف نہیں ہوں گے' ان کے لئے خالص توبہ کی ضرورت ہے۔

١١٥١ ـ وَعَنْهُ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، أنَّهما سَمِعَا رسولَ اللهِ ﷺ، يقولُ عَلى أَعْوادِ مِنْبَرِهِ: «لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللهُ على قُلُوبِهِمْ، ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الغَافِلِينَ» رواه مسلمٌ.

۴ / ۱۱۵۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کے تختوں پر یہ فرماتے ہوئے سنا' کہ لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة.

فوائد: غافل لوگوں میں سے ہو جائیں گے' کا مطلب ہے جو اللہ کے ذکر اور اس کے احکام سے بالکل بے پروا ہوں اور ایسے لوگ کافر اور منافقین ہی ہوتے ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ گویا مسلسل جمعے کی نمازوں کا ترک ایک ایسا خطرناک فعل ہے کہ اس سے دلوں پر مہر لگ سکتی ہے جس کے بعد انسان کے لئے فلاح اخروی کی کامیابی کی امید ختم ہو جاتی ہے۔

١١٥٢ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أنَّ رَسولَ اللهِ ﷺ، قالَ: «إذا جاءَ أَحَدُكُمُ الجمُعَةَ، فَلْيَغْتَسِلْ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۱۵۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص جمع کی نماز کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ (پہلے) غسل کر لے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة ـ وصحيح مسلم، أوائل كتاب الجمعة.

١١٥٣ ـ وعن أَبي سعيد الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ، قالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلى كلِّ مُحْتَلِمٍ» متفقٌ عليه. المُراد بالمُحْتَلِمِ:

۶ / ۱۱۵۳ ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جمعے کا غسل ہر بالغ آدمی پر واجب ہے۔ (بخاری و مسلم)

محتلم سے مراد بالغ ہے اور واجب سے مراد

البَالِغُ. وَالمُرَادُ بِالوُجُوبِ: وُجُوبُ اختِيَارٍ، كقولِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ حَقُّكَ وَاجِبٌ عَلَيَّ. والله أعلم.

وجوب اختیاری (استحباب) ہے۔ جیسے ایک آدمی اپنے ساتھی سے کہے' تیرا حق مجھ پر واجب ہے (یعنی مؤکد ہے نہ کہ ایسا واجب جس کے ترک پر سزا وار عقوبت ہو) واللہ اعلم

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم؟ - وصحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب وجوب الغسل يوم الجمعة على كل بالغ من الرجال. . .

فوائد: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء نے جمعے کی نماز کے لئے غسل کو واجب قرار دیا ہے اور جو وجوب کے قائل نہیں ہیں' وہ امام نووی کی طرح واجب کی مذکورہ تاویل کر لیتے ہیں۔ وجوب یا استحباب غسل میں عورتیں بھی شامل ہیں' اگر وہ جمعے کے لئے مسجد میں جانا پسند کریں۔

١١٥٤ - وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ الله عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الجُمُعَةِ، فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالغُسْلُ أَفْضَلُ» رواهُ أبو داود، والترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۷ / ۱۱۵۴۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے جمعے کے دن وضوء کیا تو اس نے رخصت کو اختیار کیا اور یہ خوب ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

(ابو داؤد و ترمذی اور کہا یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة - وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في الوضوء يوم الجمعة.

فوائد: فبها کا مطلب ہے فبالرخصة اخذ' اس نے رخصت کو اختیار کیا اور نعمت کا ونعمت هي الرخصة اور یہ رخصت خوب ہے۔ یہ حدیث عدم وجوب غسل کے قائلین کی دلیل ہے' کیونکہ ایک تو اس میں وضوء کی رخصت دی گئی بلکہ اسے اچھا قرار دیا گیا ہے اور دوسرے غسل کو افضل بتلایا گیا ہے جس سے ترک غسل کی اجازت نکلتی ہے۔ بہرحال اس کے مستحب اور مسنون ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ غسل کا وقت طلوع فجر سے خطبہ جمعہ کا وقت ہونے تک ہے۔

١١٥٥ - وَعَنْ سَلمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «لا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ ما اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِن طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخرُجُ فَلا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثمَّ يُنصِتُ إذا تَكَلَّمَ الإِمَامُ، إِلَّا غُفِرَ لهُ ما بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجُمُعَةِ الأُخْرَى». رواه البخاري.

۸ / ۱۱۵۵۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص جمعے کے دن غسل کرے' اپنی طاقت کے مطابق پاکیزگی حاصل کرے' تیل لگائے یا اپنے گھر میں موجود خوشبو استعمال کرے' پھر وہ گھر سے نکلے اور (مسجد میں) دو آدمیوں کے درمیان گھس کر ان کے درمیان تفریق نہ کرے' پھر اس کے مقدر میں جو ہو' وہ نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش رہے تو اس کے اس جمعے سے دوسرے جمعے

تک کی درمیانی مدت میں ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، كتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة، وباب لا يفرق بين اثنين يوم الجمعة.

فوائد: اس میں ایک تو جمعہ والے دن زیادہ سے زیادہ پاکیزگی حاصل کرنے اور تیل یا خوشبو وغیرہ لگانے کی تاکید ہے' تاکہ اس کے جسم یا کپڑوں سے دوسروں کو بدبو نہ آئے بلکہ خوشبو آئے۔ دوسرے' جلدی جانے کی ترغیب ہے تاکہ اسے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی یا دو آدمیوں کے درمیان گھس کر بیٹھنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور اگر مسجد میں جانے میں دیر ہو جائے تو وہ ان آداب کو ملحوظ رکھے اور جہاں جگہ ملے' بیٹھ جائے۔ تیسرے' مسجد میں جانے کے بعد نوافل کا اہتمام کرے۔ چوتھے' خطبے کے دوران بالکل خاموشی اختیار کئے رکھے اور توجہ سے اسے سنے۔ ان آداب مذکورہ کے ساتھ جو جمعہ پڑھے گا' وہ بیان کردہ فضیلت کا مستحق ہو گا۔

١١٥٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرِيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنـهُ، أَنَّ رسـولَ اللهِ ﷺ قـالَ: «مَـنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنَابَةِ، ثمَّ رَاحَ في السَّاعةِ الأُولى، فَكأَنَّما قرَّبَ بَدَنَةً، ومَنْ رَاحَ في السَّاعةِ الثَّانِيَةِ، فَكأَنَّما قَرَّبَ بَقَرَةً، ومَنْ رَاحَ في السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ؛ فَكَأَنَّمَا قَـرَّبَ كَبْشاً أَقـرَنَ، وَمَـنْ رَاحَ فـي السَّـاعَـةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّما قَرَّبَ دَجَاجَةً، ومَنْ رَاحَ في السَّاعَةِ الخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذا خَرَجَ الإِمامُ، حَضَرَتِ المَلائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكرَ» متفقٌ عليه. قوله: «غُسلَ الجَنَابَةِ»؛ أَي: غُسلاً كَغُسل الجَنَابَةِ في الصِّفَةِ.

۹ / ۱۱۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ بنائیہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے جمعے والے دن غسل جنابت کی مانند (خوب اہتمام سے) غسل کیا پھر (نماز جمعہ کے لئے) گیا' تو گویا اس نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیا اور جو اس کے بعد والی گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری گھڑی میں گیا تو اس نے گویا سینگوں والا مینڈھا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک مرغی کا صدقہ کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا اور جو پانچویں گھڑی میں گیا تو اس نے گویا ایک انڈہ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ پس جب امام (خطبے کے لئے گھر سے) نکل آئے تو فرشتے (مسجد کے اندر) حاضر ہو جاتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں (یعنی نام درج کرنے والا رجسٹر بند کر دیتے ہیں)

(بخاری و مسلم)

غسل الجنابہ' کا مطلب ہے' اس طرح غسل کرے جس طرح جنابت کا غسل (خوب اہتمام سے) کیا جاتا ہے۔

تخریج: صحیح بخاري، كتاب الجمعة، باب فضل الجمعة ـ وصحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة.

فوائد: اس میں نماز جمعہ کے لئے جلد سے جلد جانے کی ترغیب و فضیلت کا بیان ہے۔ جو جتنی جلدی جائے گا' اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہو گا اور تاخیر میں' تاخیر کے تناسب سے ثواب میں کمی ہوتی جائے گی' حتیٰ کہ خطبہ شروع ہونے کے بعد پہنچنے والا سرے سے ان فضیلتوں سے ہی محروم رہتا ہے' کیونکہ فضیلتوں والے رجسٹر میں اس کا اندراج ہی نہیں ہوتا۔ (۲) نماز جمعہ میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں جس سے جمعے کے خطبے اور نماز کی اہمیت واضح ہے۔ (۳) جمعے کا غسل خوب اہتمام سے کرنا چاہئے جیسے جنابت کے غسل میں کیا جاتا ہے۔

١١٥٧ ـ وعَنْهُ أنَّ رَسُولَ الله ﷺ، ذكرَ يَوْمَ الجُمُعَةِ، فَقالَ : «فِيها سَاعَةٌ لا يُوَافِقها عَبْدٌ مُسلِمٌ، وَهُوَ قائِمٌ يُصَلِّي يَسأَلُ اللهَ شَيئاً، إلَّا أَعْطَاهُ إيَّاه» وَأَشَارَ بيَدِهِ يُقَلِّلُهَا، متفقٌ عليه.

۱۰ / ۱۱۵۷۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے جمعے کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا' اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جس مسلمان بندے کو وہ میسر آجائے اور وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو' تو وہ اللہ سے جس چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور آپ ؐ نے اپنے ہاتھ سے اس گھڑی کے مختصر ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة ـ وصحيح مسلم، كتابِ الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة.

فوائد: اس میں جمعے کے دن کی ایک اور فضیلت کا بیان ہے کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں کی گئی دعاء اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے' یہ گھڑی مختصر سی ہوتی ہے اور اس کا وقت بھی نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے جمعے والے دن کثرت سے اللہ کا ذکر اور اس سے دعاء و مناجات کا اہتمام کرنا چاہئے' تاکہ انسان اس ساعت سعید کو پا سکے جو قبولیت دعاء کی ساعت ہے۔

١١٥٨ ـ وَعَنْ أبي بُرْدَةَ بنِ أبي مُوسَى الأشعَرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَسَمِعتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَن رَسُولِ اللهِ ﷺ، في شَأنِ سَاعَةِ الجُمُعَةِ؟ قَالَ: قلتُ: نعمْ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجلِسَ الإِمَامُ إلَى أَنْ تُقضَى الصَّلاةُ» رواه مسلم.

۱۱ / ۱۱۵۸۔ حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' کیا تمہارے والد نے رسول اللہ ﷺ سے جمعہ کی ساعت کے وقت کی بابت بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت ابو بردہ کہتے ہیں' میں نے کہا۔ ہاں' میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز جمعہ کے ختم ہونے تک ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة.

فوائد: اس گھڑی کی بابت' علماء کے مابین بہت اختلاف ہے کہ یہ کس وقت ہوتی ہے؟ بعض علماء کے نزدیک راجح قول وہ ہے جو اس حدیث پر مبنی ہے کہ قبولیت کی دعاء کی یہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم

ہونے تک کے درمیانی وقفے میں ہوتی ہے۔ لیکن شیخ البانی وغیرہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو موقوف قرار دیا ہے (دیکھئے ریاض الصالحین' بہ تحقیق شیخ البانی' حفظہ اللہ) اس لئے دوسرے علماء نے ابوداؤد اور نسائی کی ایک مرفوع روایت پر جس میں اس گھڑی کو عصر کے بعد آخری ساعت میں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے' عصر کے بعد مغرب سے پہلے اس کا وقت قرار دیا ہے۔

١١٥٩ ـ وَعَنْ أَوسِ بنِ أَوسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الجمُعَةِ؛ فَأَكثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلاةِ فِيهِ؛ فَإِنَّ صَلاتَكُم مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ». رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۱۲ / ۱۱۵۹۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن جمعے کا دن ہے' پس تم اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو' اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے' (ابو داوٗد' اس کی سند صحیح ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة، وسيأتي في رقم١٣٩٩.

فوائد: اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ زمان و مکان کے شرف سے عمل صالح میں بھی مزید فضیلت کا پہلو پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے اس حدیث میں جمعے کے دن زیادہ درود پڑھنے کا حکم ہے۔ (۲) اس دن درود نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہوا کہ براہ راست آپ کسی کا درود نہیں سنتے' قریب سے نہ بعید سے۔ قریب سے سننے کی ایک روایت مشہور ہے' لیکن وہ صحیح نہیں۔ اس لئے صحیح بات یہی ہے کہ آپ خود کسی کا درود نہیں سنتے' فرشتے ہی آپ تک درود پہنچاتے ہیں۔ (۳) درود کے بہترین الفاظ وہی ہیں جو درود ابراہیمی میں ہیں کیونکہ یہ نبی ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتلایا ہوا درود ہے۔

٢١١ ـ بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُودِ الشُّكْرِ عِنْدَ حُصُولِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ أَوِ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

۲۱۱۔ کسی ظاہری نعمت کے حاصل ہونے یا کسی ظاہری مصیبت کے ٹلنے کے وقت سجدۂ شکر کے مستحب ہونے کا بیان

١١٦٠ ـ عَنْ سَعْدِ بنِ أَبي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، مِن مَكَّةَ نُرِيدُ المَدِينَةَ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيباً مِن عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا اللهَ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِداً، فَمَكَثَ طَوِيلاً، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَّ سَاجِداً ـ فَعَلَهُ ثَلاثاً ـ وَقَالَ: «إِنِّي

۱ / ۱۱۶۰۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے سے مدینہ جانے کی نیت سے نکلے۔ پس جب ہم عَزْوَرا جگہ کے قریب پہنچے تو آپ اپنی سواری سے نیچے اترے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر اللہ سے دعاء فرمائی۔ پھر آپ سجدے میں گر گئے اور کافی دیر تک سجدے میں ٹھہرے' پھر کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر دعاء فرمائی

سَأَلْتُ رَبِّي، وَشَفَعْتُ لأُمَّتي، فَأعطاني ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ ساجداً لِرَبِّي شُكراً، ثُمَّ رَفَعتُ رَأسِي، فَسأَلْتُ رَبِّي لأُمَّتي، فَأَعْطَاني ثُلُثَ أُمَّتي، فَخَرَرْتُ سَاجداً لِرَبِّي شُكراً، ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي، فَسَأَلْتُ رَبِّي لأُمَّتي، فَأَعْطَاني الثُّلُثَ الآخِرَ، فَخَرَرتُ ساجِداً لِرَبِّي» رَواه أَبو داودَ.

اور پھر سجدے میں گر گئے' اس طرح آپ نے تین مرتبہ کیا اور فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی۔ تو اللہ نے مجھے میری امت کا تہائی حصہ عطا فرمایا۔ پس میں شکر کے طور پر اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا' پس میرے رب نے مجھے میری امت کا ایک تہائی(۳/ ۱) عطا کیا' میں پھر شکر کے طور پر اپنے رب کے لئے سجدے میں گر پڑا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا' تو مجھے آخری تہائی بھی عطا کر دیا' پس میں اپنے رب کے لئے سجدہ ریز ہو گیا۔ (ابو داوٗد)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب سجود الشكر.

فوائد: اپنی امت کے لئے سوال اور اس کے لئے شفاعت کرنے کا مطلب' اس کے لئے مغفرت اور اسے جنت میں داخل کرنے کی دعاء ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ امت محمدیہ کے تمام افراد بالآخر جنت میں چلے جائیں گے' جہنم میں ہمیشہ کے لئے کوئی نہیں رہے گا۔ کوئی اپنے کبیرہ گناہوں کی سزا بھگت کر' کوئی شفاعت کے ذریعے سے اور کوئی اللہ کے فضل خاص سے۔ یہ مفہوم بلاشبہ اپنی جگہ صحیح ہے جو دوسری احادیث سے ثابت ہے اور اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن زیر بحث حدیث سنداً صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے ضعیف سنن ابی داوٗد' رقم ۵۹۰' الارواء' رقم ۴۷۴۔ ضعیف الجامع الصغیر' رقم ۲۰۸۹۔ تاہم سجدۂ شکر' جس کے اثبات کے لئے امام نووی ؒ نے یہ حدیث یہاں نقل کی ہے' دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ اس لئے خوشی کے موقع پر یا کسی مصیبت کے ٹلنے پر بطور شکر الٰہی سجدہ ریز ہونا جائز اور صحیح ہے (دیکھئے ارواء الغلیل ۲/ ۲۲۶) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو اسے سن کر وہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو گئے۔ (یہ روایت ابتدائے کتاب میں پوری تفصیل سے گزر چکی ہے) (دیکھئے رقم ۲۱' باب التوبہ)

٢١٢ ـ بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ

۲۱۲۔ رات کے قیام کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَمِنَ ٱلَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهِۦ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰٓ أَن يَبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُودًا﴾ [الإسراء: ٧٩]. وقَالَ تَعَالى: ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمۡ عَنِ ٱلۡمَضَاجِعِ ﴾ [السجدة: ١٦]. وقَالَ تَعَالى: ﴿ كَانُواْ قَلِيلًا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور رات کے کچھ حصے میں نماز تہجد ادا کر' یہ تیرے لئے ایک زائد عمل ہے۔ امید ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے گا (یعنی روز قیامت کو)۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۷۹)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اہل ایمان) کے پہلو ان کے

مِّنَ ٱلَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٧﴾ [الذاريات: ١٧].

بستروں سے دور رہتے ہیں۔ (سورۂ الم سجدۃ '١٦)
اور فرمایا:(اہل ایمان و تقویٰ دنیا میں) رات کو کم ہی سویا کرتے تھے۔ (سورۂ ذاریات '١٧)

فائدۂ آیات: نافلة لك کا ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اے پیغمبر یہ تہجد کی نماز تجھ پر ایک زائد فرض ہے' جب کہ دیگر افراد امت پر یہ فرض نہیں اور دوسرا مفہوم یہ کہ یہ تیرے ثواب اور رفع درجات میں زیادتی کا باعث ہے۔ دوسری آیات میں شب بیداری (قیام اللیل) کو اہل ایمان و تقویٰ کی خاص صفت اور ان کا معمول بتلایا گیا ہے' جس سے نماز تہجد یعنی قیام اللیل کی اہمیت و فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور اس کی ترغیب و تاکید بھی۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں

١١٦١ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هذا، يَا رَسُولَ اللهِ! وَقَدْ غُفِرَ لَكَ ما تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: «أَفَلا أَكُونُ عَبْداً شَكُوراً!». متفقٌ عليه. وعَنِ المغيرَةِ بنِ شُعبةَ نحوهُ، متفقٌ عليه.

١/١١٦١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو اتنا قیام فرماتے کہ آپ کے پیر مبارک پھٹ جاتے' پس میں نے (ایک دن) آپ سے کہا' اللہ کے رسول' آپ کیوں اتنی مشقت برداشت فرماتے ہیں جب کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بھی بخش دیئے گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا' کیا پس میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (بخاری و مسلم)

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے بھی اسی طرح بخاری و مسلم میں روایت ہے۔

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب المجاہدہ' رقم ٥ / ٩٨ میں گزر چکی ہے۔ یہاں قیام اللیل کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو بیان کرنے کے لئے دوبارہ لائے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ رات کی نفل نماز پورے اطمینان' سکون اور خشوع خضوع کے ساتھ ادا کی جائے۔ دوسرا' یہ کہ جس شخص پر اللہ کے جتنے انعامات زیادہ ہوں' اسے اسی حساب سے زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت بھی کرنی چاہئے۔ تیسرا' یہ کہ بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز کے اظہار کا بہترین وقت آخر شب ہے۔

١١٦٢ ـ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلاً؛ فَقَالَ: «أَلا تُصَلِّيَانِ؟» متفقٌ عليه. «طَرَقَهُ»: أَتَاهُ لَيْلاً.

٢/١١٦٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس رات کو تشریف لائے' تو فرمایا۔ کیا تم (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے؟ (بخاری و مسلم)

طرقہ' اس کے پاس رات کو آئے

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل والنوافل

من غير إيجاب، وغيره ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب ما روي فيمن نام الليل أجمع حتى أصبح.

فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی شب بیداری اور سحر خیزی کی تاکید کی جائے تاکہ وہ بھی مزید فضیلت حاصل کر سکیں۔

١١٦٣ ـ وَعَنْ سالِمِ بنِ عبدِ الله بنِ عُمَرَ بنِ الخطَّاب رَضِيَ اللهُ عَنهُمْ، عَن أبيهِ: أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «نِعْمَ الرَّجلُ عَبْدُ اللهِ لَو كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيلِ» قالَ سالِمٌ: فَكانَ عَبْدُ اللهِ بعْدَ ذلكَ لا يَنامُ مِنَ اللَّيلِ إلَّا قَليلاً. متفقٌ عليه.

۳ / ۱۱۶۳۔ حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عبداللہ اچھا آدمی ہے اگر یہ رات کو نماز پڑھتا۔ حضرت سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد (میرے والد) عبداللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عبدالله بن عمر رضى الله عنهما ـ وصحيح مسلم، أيضا.

فوائد: اس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت و منقبت کے علاوہ قیام اللیل کی بھی فضیلت کا بیان ہے۔ علاوہ ازیں ایسے شخص کی مدح و تعریف' اس کے روبرو کرنی جائز ہے جس کی بابت یہ اندازہ ہو کہ وہ اس سے غرور اور اعجاب نفس میں مبتلا نہیں ہو گا' نیز اس میں اپنے اور دوسرے کے لئے خیر کی تمنا اور آرزو کرنے کی بھی ترغیب ہے۔

١١٦٤ ـ وَعَن عبدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بنِ العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَبْدَ اللهِ! لا تكن مِثْلَ فُلانٍ: كانَ يَقُومُ اللَّيلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيلِ» متفقٌ عليه.

۴ / ۱۱۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے عبداللہ! تو فلاں شخص کی طرح نہ ہونا' وہ رات کو قیام کرتا تھا' پھر اس نے رات کو عبادت کے لئے اٹھنا چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه، وغيره ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى عن صيام الدهر.

فوائد: اس میں بھی قیام اللیل کی فضیلت و ترغیب ہے۔ علاوہ ازیں اعمال صالحہ پر مداومت کرنے اور نیکی کرنے والوں کی اقتداء کرنے اور اس میں کوتاہی کرنے والوں کا سا رویہ اختیار نہ کرنے کی تلقین و تاکید ہے۔

١١٦٥ ـ وعنِ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: ذُكِرَ عِندَ النَّبيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتى أَصبحَ! قالَ: «ذاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيطَانُ في أُذُنَيهِ ـ أَو قال: في أُذنِهِ ـ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۱۶۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ رات کو صبح ہونے تک سویا رہا' تو آپ نے فرمایا' یہ آدمی وہ ہے جس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر

دیا۔ یا فرمایا' اس کے کان میں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب إذا نام ولم يصل بال الشيطان في أذنه، وغيره ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب ما روى فيمن نام الليل أجمع حتى أصبح.

فوائد: انسان کے کان یا کانوں میں شیطان کا پیشاب کرنا حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے (گو ہمیں اس کا ادراک نہ ہو) کیونکہ عدم استعاذہ کی صورت میں شیطان انسان کے کھانے پینے اور دیگر اعمال میں شریک ہو جاتا ہے' جیسا کہ احادیث میں بیان ہوا ہے' اس لئے اس کا پیشاب کرنا بھی ممکن ہے۔ بعض کے نزدیک یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ جو شخص سویا رہتا ہے' رات کو اٹھ کر نماز نہیں پڑھتا' شیطان اس کے لئے اللہ کی یاد میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ یا یہ کنایہ ہے شیطان کی تحقیر و اہانت کرنے سے۔ بہرحال اس سے یہ معلوم ہوا کہ قیام اللیل کا ترک ناپسندیدہ ہے' اس سے شیطان کو اپنی کارستانی کا موقع ملتا ہے اور وہ انسان کو اللہ کی یاد سے اور اس کی طاعت و عبادت سے روکنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

١١٦٦ ـ وعَن أَبي هُريرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قالَ: «يَعْقِدُ الشَّيطَانُ عَلى قافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُم، إذا هُوَ نَامَ، ثَلاثَ عُقدٍ، يضربُ عَلى كلِّ عُقدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَويلٌ فارقُد، فإنِ استَيقَظَ، فَذَكَرَ اللهَ تَعالى انحلَّت عُقدَةٌ، فإن تَوضَّأَ، انحلَّت عُقدَةٌ، فَإن صَلَّى، انحلَّت عُقَدُهُ، فأَصبحَ نَشيطاً طَيِّبَ النَّفسِ، وَإلّا أَصبحَ خَبيثَ النَّفسِ كَسْلانَ» متفقٌ عليه. قَافِيَةُ الرَّأسِ: آخِرُهُ.

٦/١١٦٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر' جب وہ سوتا ہے' تین گرہیں لگا دیتا ہے' ہر گرہ پر وہ منتر پڑھتا ہے' تیرے لئے رات بہت لمبی ہے' پس خوب سو۔ اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے' پھر اگر وہ وضوء بھی کر لے تو ایک گرہ اور کھل جاتی ہے' پھر اگر اس نے نماز بھی پڑھی تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ وہ ہشاش بشاش اور پاکیزہ نفس ہوتا ہے' ورنہ اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ وہ خبیث النفس اور سست ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

قافیہ الراس' سے مراد سر کا پچھلا حصہ (گدی) ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب ما روى فيمن نام الليل أجمع حتى

فوائد: یہ گرہ لگانا بھی حقیقتاً ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے جادوگر اپنا عمل سحر کرتا ہے۔ شیطان اپنے اس عمل سے رات کو اللہ کی عبادت کے لئے اٹھنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ کنایہ ہے نیند کے خمار اور عدم قیام سے' بہرحال شیطان انسان کو اللہ کی عبادت سے روکنے کے لئے اپنا جتن کرتا ہے' جو شخص رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ شیطان کی چال کو ناکام بنا دیتا ہے' بصورت دیگر شیطان انسان کو اپنے دام میں

پھنسا لیتا ہے۔

١١٦٧ ـ وَعَن عبدِ اللهِ بنِ سلام رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ أَفشُوا السَّلامَ، وَأَطعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيلِ وَالنَّاسُ نِيامٌ، تَدخُلُوا الجَنَّةَ بِسَلامٍ». رواهُ الترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۷ / ۱۱۶۷۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ' کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں (اس طرح) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذی، أبواب صفة القيامة، باب أفشوا السلام وأطعموا الطعام. . .

فوائد: اس میں ان لوگوں کے لئے بشارت ہے جو ذوق و شوق سے مذکورہ کام کرتے ہیں۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہونے کا مطلب ہے کہ جہنم کی سزا بھگتے بغیر ہی ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل فرما دے گا۔ واللہ اعلم

١١٦٨ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفضَلُ الصِّيَامِ بَعدَ رَمَضَانَ شَهرُ اللهِ المُحَرَّمُ، وَأَفضَلُ الصَّلاةِ بَعدَ الفَرِيضَةِ صَلاةُ اللَّيلِ» رواه مُسلِمٌ.

۸ / ۱۱۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ' اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز' رات کی نماز ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم.

فوائد: محرم کے مہینے کی اضافت اللہ کی طرف کی گئی ہے جس سے اس ماہ محرم کا شرف و امتیاز واضح ہے۔ اس میں نفلی روزوں میں سب سے افضل اور نفلی نمازوں میں افضل نماز کا بیان ہے۔

١١٦٩ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «صَلاةُ اللَّيلِ مَثنَى مَثنَى، فَإِذَا خِفتَ الصُّبحَ فَأَوتِرْ بِوَاحِدَةٍ» متفقٌ عليه.

۹ / ۱۱۶۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ رات کی نماز دو دو رکعت ہے' پس جب تجھے صبح صادق کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر (طاق) بنا لے (یعنی ایک رکعت وتر پڑھ لے) (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب صلاة النبي ﷺ، وكتاب الوتر - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل.

١١٧٠ ـ وَعَنهُ قَالَ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ، يُصَلِّي مِنَ اللَّيلِ مَثنَى مَثنَى، وَيُوتِرُ بِرَكعَةٍ.

۱۰ / ۱۱۷۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو دو دو رکعت ادا فرماتے اور ایک رکعت

متفقٌ عليه.

وتر پڑھتے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوتر، باب ساعات الوتر، كتاب التهجد، وكتاب المساجد ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، والوتر ركعة من آخر الليل.

فوائد: ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ رات کو نفلی نماز دو دو رکعت کرکے ادا کی جائے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھ لیا جائے۔ اس سے ایک رکعت وتر کا جواز ہی نہیں، اس کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ تین وتر بھی اگر پڑھنے ہوں تو افضل طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت بطور وتر پڑھی جائے، کیونکہ یہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

١١٧١ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يُفطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لا يَصومَ مِنهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَن لا يُفطِرَ مِنْهُ شَيْئاً؛ وكانَ لا تَشاءُ أَنْ تَـرَاهُ مِـنَ اللَّيْـلِ مُصَلِّيـاً إلا رَأَيْتَـهُ، وَلَا نَائماً إلا رَأَيْتَهُ. رواهُ البخاريُّ.

١١/ ١١٧١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں تو اس طرح روزہ رکھنا چھوڑتے کہ ہم گمان کرتے کہ اس مہینے میں آپ روزہ ہی نہیں رکھیں گے اور کبھی ایسے روزہ رکھتے کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں کوئی روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور (اسی طرح آپ کا حال یہ تھا کہ) تم چاہتے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھیں، مگر تم پڑھتے ہوئے دیکھ لیتے اور اگر چاہتے کہ آپ کو سویا ہوا نہ دیکھیں، مگر سویا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، وكتاب الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ نفلی روزے ہوں یا رات کی نفلی نماز (قیام اللیل) ان میں نبی ﷺ کا کوئی ایک مستقل معمول نہیں تھا، کسی مہینے ایسا ہوتا آپ روزہ نہ رکھتے حتیٰ کہ مہینہ ختم ہونے کے قریب ہو جاتا، تو آخر میں آپ روزہ رکھنا شروع کر دیتے اور کبھی مسلسل روزہ رکھتے، حتیٰ کہ گمان ہوتا کہ پورا مہینہ ہی آپ روزہ رکھیں گے مگر آپ روزہ ترک فرما دیتے۔ اسی طرح تہجد کی نماز میں آپ کا معمول تھا، کبھی آپ اسے رات کے پہلے حصے میں، کبھی دوسرے حصے میں اور کبھی آخری تیسرے حصے میں پڑھتے۔ اس طرح آپ کو رات کے ہر حصے میں نماز پڑھتے ہوئے بھی اور سوئے ہوئے بھی پایا گیا۔ (ﷺ)

١١٧٢ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهَـا، أَنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ، كَـانَ يُصَلِّـي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ـ تَعْني في اللَّيْلِ ـ يَسْجُـدُ السَّجْـدَةَ مِـنْ ذلـكَ قَـدْرَ مَـا يَقْرَأُ

١٢/ ١١٧٢۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے، اس سے حضرت عائشہؓ کی مراد رات کی نماز ہے۔ اپنا سر اٹھانے سے پہلے اتنا (لمبا) سجدہ کرتے کہ جتنی دیر میں تم میں

أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَن يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلاةِ الفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ المُنَادِي للصَّلاةِ، رواه البخاري.

سے ایک آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے' پھر اپنی دائیں کروٹ لیٹ جاتے' یہاں تک کہ آپ کے پاس نماز کی منادی کرنے والا آتا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب صلاة النبي ﷺ.

فوائد: اس میں فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد نبی ﷺ کا دائیں کروٹ پر لیٹنے کے علاوہ نماز تہجد میں لمبے سجدے کرنے کا بیان ہے کیونکہ اس حالت میں انسان اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے۔ نیز اس حالت میں غایت خشوع کا بھی اظہار ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ علاوہ ازیں سجدے میں دعاء کی قبولیت کا امکان بھی زیادہ ہے۔

١١٧٣ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَزِيدُ ـ في رَمضانَ وَلا في غَيْرِهِ ـ عَلى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً: يُصَلِّي أَرْبعاً فَلا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطولِهِنَّ! ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعاً فَلا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطولِهِنَّ! ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاثاً. فَقُلْتُ: يا رسُولَ اللهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ!؟ فقال: «يَا عائشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنامانِ وَلَا يَنامُ قَلْبي» متفقٌ عليه.

۱۴ / ۱۱۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں (تہجد) گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے' پہلے چار رکعت پڑھتے' پس نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور کتنی لمبی ہوتی تھیں؟ چار رکعت پڑھتے' پس ان کے حسن اور لمبائی کی بابت مت پوچھو۔ پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے۔ میں نے کہا' اے اللہ کے رسول' کیا وتر پڑھنے سے پہلے آپ سوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' اے عائشہؓ' میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب صلاة النبي ﷺ ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ.

فوائد: دل نہیں سوتا' کا مطلب ہے کہ آپ کا وضوء نہیں ٹوٹتا تھا' کیونکہ دل بیدار رہتا تھا اور یہ نبی ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اس حدیث میں نماز کو اس کے آداب و شرائط کے مطابق خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنے کی تاکید ہے' کیونکہ نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ یہی ہے۔ سنت کے مطابق اطمینان و سکون کے ساتھ نماز پڑھنا ہی نماز کا حسن ہے۔ (۲) جس شخص کو اپنی بابت آخر شب میں اٹھنے کا یقین ہو تو اسے چاہئے کہ نماز وتر عشاء کے ساتھ نہ پڑھے اور تہجد کے آخر میں پڑھے' بصورت دیگر عشاء کی نماز کے ساتھ ہی پڑھ لے۔

١١٧٤ ـ وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كانَ يَنامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، وَيقومُ آخِرَهُ فَيُصلِّي. متفقٌ عليه.

۱۴ / ۱۱۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کے پہلے حصے میں سو جاتے تھے اور رات کے آخری حصے میں اٹھتے اور نماز پڑھتے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب من نام عند السحر ـ وصحيح مسلم، كتاب

صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ.

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے اکثریتی معمول کا بیان ہے اور یہی آخر شب تہجد کا سب سے بہتر وقت ہے۔ تاہم آپ نے رات کے ابتدائی اور درمیانی حصے میں بھی قیام کیا ہے' جیسا کہ پہلے روایات گزر چکی ہیں۔

١١٧٥ ـ وَعَنِ ابنِ مَسْعُودٍ، رَضيَ اللهُ عَنْهُ! قالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَلَمْ يَزَلْ قائماً حَتَّى هَمَمْتُ بأمْرِ سُوءٍ. قيلَ: مَا هَمَمْتَ؟ قالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدَعَهُ. متفقٌ عليه.

۱۵ / ۱۱۷۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی' تو آپ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کیا' ان سے پوچھا گیا' آپ نے کس چیز کا ارادہ کیا تھا؟ آپ نے جواب دیا' میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ کو چھوڑ دوں۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب طول القيام في صلاة الليل - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رات کا قیام خوب لمبا ہو' یعنی قراءت' رکوع' قومہ' سجدہ ہر رکن طویل اور نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ ہو۔ (۲) نفلی نماز باجماعت جائز ہے۔ (۳) زیادہ طوالت کی صورت میں بعض علماء کے نزدیک مقتدی کا امام کی اقتداء سے الگ ہونا جائز ہے۔ لیکن حضرت ابن مسعودؓ نے اسے برے کام سے تعبیر کیا ہے' اس لئے اس کا جواز محل نظر ہے۔ تاہم احادیث میں ائمہ حضرات کو مقتدیوں کا خیال رکھنے کی تاکید کی گئی ہے جن سے اس کا جواز نکل سکتا ہے۔ واللہ اعلم

١١٧٦ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ، رَضيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبيِّ ﷺ، ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ البَقَرَةَ، فقلتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ المِائَةِ، ثُمَّ مَضى، فقلتُ: يُصَلِّي بها في رَكْعَةٍ، فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بها، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرانَ، فَقرأَها، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلاً. إذَا مَرَّ بآيَةٍ فِيها تَسْبيحٌ، سَبَّحَ، وَإذا مَرَّ بِسُؤَالٍ، سَأَلَ، وَإذا مَرَّ بتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ العَظِيمِ، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْواً مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قالَ: «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَه، رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ»، ثُمَّ قامَ طَوِيلاً

۱۶ / ۱۱۷۶۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی' میں نے (دل میں) کہا' سو آیتوں پر آپ رکوع فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے تلاوت جاری رکھی' میں نے خیال کیا کہ آپ یہ سورت پوری نماز (دو رکعتوں) میں ختم فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ پھر میں نے خیال کیا کہ آپ اس کے ساتھ (یعنی سورت ختم کر کے) رکوع کریں گے لیکن آپ نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کر دی اور وہ ساری پڑھ لی۔ پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی تلاوت شروع فرما دی اور وہ بھی ساری پڑھ گئے۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے' جب آپ ایسی آیت کے

قَرِيباً مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الأَعْلَى»، فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيباً مِنْ قِيَامِهِ. رواه مسلم.

پاس سے گزرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ (اللہ کی) تسبیح کرتے اور جب کسی سوال والی آیت کے پاس سے گزرتے تو اللہ سے سوال کرتے اور جب کسی پناہ مانگنے والی آیت سے گزرتے تو پناہ طلب کرتے۔ پھر آپ نے رکوع فرمایا' پس آپ نے (رکوع میں) سبحان ربی العظیم پڑھنا شروع کر دیا اور آپ کا رکوع بھی آپ کے قیام کے برابر تھا' پھر آپ نے (رکوع سے سر اٹھایا اور) فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد' پھر آپ دیر تک کھڑے رہے تقریباً اتنا جتنا آپ نے رکوع فرمایا تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور (اس میں) آپ نے فرمایا سبحان ربی الاعلیٰ' اور آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام کے برابر تھا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب المجاہدہ' رقم ۸ / ۱۰۲ میں گزر چکی ہے۔ اس میں یصلی بھا رکعۃ کا مطلب امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں یہ بیان فرمایا ہے' کہ میں نے گمان کیا کہ اس سورت کے ساتھ آپ سلام پھیریں گے اور اسے دو رکعتوں میں ختم فرمائیں گے۔ یعنی رکعت سے مراد پوری نماز (دو رکعتیں) ہیں۔ یہ تاویل اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اگلے جملے یرکع بھا کا مفہوم صحیح نہیں رہتا۔ چنانچہ ہم نے اپنے ترجمے میں اس مفہوم کو سامنے رکھا ہے۔ بہرحال اس سے بھی لمبے قیام کا استحباب' نفل نماز میں جماعت کا اور تلاوت میں سورتوں کی تقدیم و تاخیر کا جواز ثابت ہوتا ہے جس کے بعض لوگ قائل نہیں۔

١١٧٧ - وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَيُّ الصَّلاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ القُنُوتِ». رواه مسلم. المرادُ بِالقُنُوتِ: القِيَامُ.

۱۷ / ۱۱۷۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا' کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' لمبے قیام والی نماز۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت.

فوائد: معلوم ہوا کہ نماز کے تمام ارکان (رکوع' سجدہ وغیرہ) میں سے قیام کا لمبا کرنا سب سے بہتر ہے' کیونکہ جتنا لمبا قیام ہو گا' اتنا ہی قرآن زیادہ پڑھا جائے گا اور قرآن سب سے افضل ذکر ہے' اس لئے طول قیام بھی افضل

ہے۔

١١٧٨ ـ وَعَنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بنِ العَاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قالَ: «أَحَبُّ الصَّلاةِ إلى اللهِ صَلاةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصيام إلى اللهِ صِيَامُ دَاوُدَ، كانَ يَنامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصومُ يَوماً وَيُفْطِرُ يَوماً» متفقٌ عليه.

۱۸/ ۱۱۷۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے زیادہ محبوب روزہ اللہ کو حضرت داؤد کا روزہ ہے۔ وہ آدھی رات سوتے تھے' اس کے تیسرے حصے میں عبادت کے لئے اٹھ جاتے اور اس کے چھٹے حصے میں (پھر) سو جاتے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم داود عليه السلام ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى عن صوم الدهر لمن تضرر به.

فوائد: اس میں چونکہ اپنے آپ پر سختی کرنے سے روکا گیا ہے' حتیٰ کہ عبادات میں بھی افراط و تعمق سے منع کیا گیا ہے۔ اس لئے ساری ساری رات جاگ کر عبادت کرنا یا ہمیشہ روزہ رکھنا بھی اسلام میں ممنوع اور ناپسندیدہ ہے۔ خود نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ بھی اعتدال کا بہترین نمونہ ہے۔ بنابریں اس حدیث میں حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے اور نماز کو عنداللہ سب سے زیادہ محبوب قرار دیا گیا ہے' کیونکہ اس میں بھی وہ میانہ روی ہے جس کے اپنانے کی اسلام نے تاکید کی ہے۔

١١٧٩ ـ وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «إنَّ في اللَّيْلِ لَسَاعَةً، لا يُوافِقُهَا رَجُلٌ مُسلِمٌ يَسْأَلُ اللهَ تعالى خيراً من أَمْرِ الدُّنيا وَالآخِرَةِ، إلَّا أَعْطَاهُ إيَّاهُ، وَذٰلكَ كلَّ لَيْلَةٍ» رواه مسلم.

۱۹/ ۱۱۷۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' رات میں ایک گھڑی ہے جس مسلمان آدمی کو وہ میسر آ جائے وہ اس میں دنیا اور آخرت کے معاملے میں کسی بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب في الليل ساعة مستجاب فيها الدعاء.

فوائد: یہ گھڑی بھی جمعے کی گھڑی کی طرح اگرچہ غیر متعین ہے' تاہم یہ بھی بالعموم رات کی آخری گھڑیوں میں ہوتی ہے کیونکہ عبادت کا افضل وقت وہی ہے۔ اس کے ابہام میں بھی لیلۃ القدر کی طرح حکمت یہی ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت' اس کے ذکر اور اس سے دعاء و مناجات میں گزارے۔ رجل مسلم (مسلمان آدمی) سے مراد مرد اور عورت دونوں ہیں۔

١١٨٠ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ

۲۰/ ۱۱۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی

عَنْهُ، أنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «إذا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلاةَ بِرَكعَتَيْنِ خَفِيفتَيْنِ» رواهُ مُسْلِمٌ.

کریم ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص رات کو عبادت کے لئے کھڑا ہو تو وہ نماز کا آغاز دو مختصر رکعتوں سے کرے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه.

۱۱۸۱ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إذا قامَ مِنَ اللَّيْلِ افتتَحَ صَلاتَهُ بِرَكعَتَيْنِ خفيفتَيْنِ، رواه مسلم.

۲۱ / ۱۱۸۱ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو قیام فرماتے تو اپنی نماز (تہجد) کا آغاز دو مختصر رکعتوں سے فرماتے تھے۔

(مسلم) (حوالہ مذکور)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه.

۱۱۸۲ ـ وَعَنْهَا، رَضِيَ اللهُ عَنْها، قالَتْ: كانَ رَسولُ اللهِ ﷺ، إذا فَاتَتْهُ الصَّلاةُ من اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ، صَلَّى مِنَ النَّهارِ ثِنتَي عَشْرَةَ رَكْعَةً. رواه مسلم.

۲۲ / ۱۱۸۲ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ سے کسی درد یا کسی اور وجہ سے رات کی نماز چھوٹ جاتی تو آپ دن کو بارہ رکعتیں ادا فرماتے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض.

۱۱۸۳ ـ وَعَن عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ، رضيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ، أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ، فَقَرَأَهُ فِيما بَينَ صَلاةِ الفَجْرِ وَصَلاةِ الظُّهرِ، كُتِبَ لهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ» رواهُ مُسْلِمٌ.

۲۳ / ۱۱۸۳ ـ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اپنے مقررہ وظیفے یا اسی قسم کی کسی چیز سے سو جائے' پس وہ اسے فجر اور ظہر کی نماز کے دوران پڑھ لے تو اس کے لئے لکھا جاتا ہے گویا کہ اس نے وہ رات ہی کو پڑھا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب المحافظۃ علی الاعمال رقم ۲ / ۱۵۴ میں گزر چکی ہے۔ حزب کے لغوی معنی ہیں حصہ اور باری۔ یہاں اس سے وہ وظیفہ مراد ہے جو انسان اپنے طور پر مقرر کر لیتا ہے' جیسے مثلاً میں رات کو تہجد کی آٹھ رکعت پڑھا کروں گا' ہر روز ایک پارہ قرآن مجید کا پڑھوں گا یا اتنی بار اللہ کا فلاں ذکر کروں گا وعلی ھذا القیاس۔ پھر وہ اپنے عزم کے مطابق امکانی حد تک عمل کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن اگر کسی وقت اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے اور وہ اپنا وظیفہ پورا نہ کر سکے تو بعد میں وظیفہ پورا کر لے' اللہ کے ہاں

اسے اس طرح لکھا جائے گا کہ گویا اس نے اپنے وقت پر ہی اسے پورا کیا۔ اس سے نفلی اعمال خیر کی قضا کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔

١١٨٤ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّى وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ، وَأَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ» رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۲۴ / ۱۱۸۴ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرے اور نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے' اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر عبادت کرے اور نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے' اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔

(ابو داؤد' بسند صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب قيام الليل.

فوائد: اس میں نیک میاں بیوی کا کردار بیان کیا گیا ہے' وہ نیکی اور طاعت کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

١١٨٥ ـ وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالا: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَيْقَظَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّيَا ـ أَوْ صَلَّى ـ رَكْعَتَيْنِ جَمِيعاً، كُتِبَا فِي الذَّاكِرِينَ وَالذَّاكِرَاتِ» رواهُ أَبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۲۵ / ۱۱۸۵ ۔ سابق راوی اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب آدمی رات کو اپنے گھر والوں کو بیدار کرے اور دونوں نماز پڑھیں یا (راوی کو شک ہے) ان میں سے ہر ایک دو رکعتیں اکٹھی پڑھیں تو ان دونوں کو ذاکرین اور ذاکرات (بہت زیادہ ذکر کرنے والوں) میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابو داؤد' بسند صحیح) (حوالہ مذکور)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب قيام الليل.

فوائد: جمیعا سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ دونوں میاں بیوی جماعت سے نفلی نماز پڑھیں۔ لیکن جمیعا کا مطلب یہ نہیں ہے' بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں نے بیک وقت نفلی نمازیں پڑھیں۔ یہ ضروری نہیں کہ جماعت کے ساتھ ہی پڑھیں۔ والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات ' سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۵ ہے جس میں نیک مردوں اور نیک عورتوں کی صفات کا اور ان کی فضیلت اور اجر و ثواب کا ذکر ہے۔

١١٨٦ ـ وعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «إِذَا نَعَسَ

۲۶ / ۱۱۸۶ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کسی شخص کو نماز

أَحدُكُمْ في الصَّلاة، فَلْيَرْقُدْ حتى يَذهَبَ عَنْهُ النَّومُ، فإنَّ أَحدَكُمْ إذا صَلَّى وَهو نَاعِسٌ، لَعَلَّهُ يَذهَبُ يَسْتَغفِرُ فَيَسُبَّ نَفسَهُ» متفقٌ عليهِ.

میں اونگھ آئے تو اسے چاہئے کہ وہ سو جائے' یہاں تک کہ اس سے اس کی نیند دور ہو جائے' اس لئے کہ جب تمہارا ایک آدمی اونگھتا ہوا نماز پڑھتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ استغفار کرنے کی بجائے وہ اپنے آپ کو گالی دینے لگے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب الوضوء من النوم ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته بأن يرقد.

١١٨٧ ـ وَعَنْ أبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إذا قَامَ أَحدُكُمْ، مِنَ اللَّيْلِ فَاستَعجَمَ القُرآنُ على لِسَانِهِ، فَلَم يَدرِ ما يَقُولُ، فَلْيَضْطَجِعْ» رَواهُ مُسْلِمٌ.

۲۷ / ۱۱۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص رات کو عبادت کے لئے کھڑا ہو اور قرآن کا پڑھنا (غلبہ نیند کی وجہ سے) اس کی زبان پر مشکل ہو رہا ہو' پس اس کو کوئی علم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو اس کو چاہئے کہ وہ لیٹ جائے (تھوڑی دیر سو لے) (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب أمر من نعس في صلاته أو استعجم عليه القرآن . . .

فوائد: نماز کے لئے چونکہ حضور قلب اور خشوع خضوع نہایت ضروری ہے' اس لئے نماز ایسی حالت میں پڑھنی چاہئے جب انسان تازہ دم ہو' اس کے اندر سستی اور تھکاوٹ نہ ہو۔ اسی لئے مذکورہ دونوں حدیثوں میں غلبہ نیند کے وقت نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے' کیونکہ ایسی حالت میں بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز کا صحیح اظہار نہیں ہو سکتا' جو نماز کی اصل روح ہے۔ بنابریں ایسی حالت میں انسان کو سو کر پہلے اپنی نیند پوری کر لینی چاہئے کیونکہ اس کے بعد ہی اسے قرآن پڑھنے' دعاء و مناجات اور توبہ و استغفار کرنے اور نماز پڑھنے میں مزا آئے گا۔

٢١٣ ـ بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِيحُ

۲۱۳۔ قیام رمضان یعنی تراویح کے مستحب ہونے کا بیان

١١٨٨ ـ عَنْ أبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إيماناً واحْتِساباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» متفقٌ عليهِ.

۱ / ۱۱۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا (رات کو تراویح پڑھیں) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب صلاة التراويح، وكتاب الصوم، باب من صام رمضان

إيمانا واحتسابا ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح.

١١٨٩ ـ وَعَنْهُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ؛ فيقولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۲/ ۱۱۸۹۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے قیام میں رغبت دلاتے تھے' بغیر اس کے کہ آپ اس کے واجب ہونے کا حکم فرماتے۔ پس آپ فرماتے' جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا' تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم حوالہ مذکور)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ قیام رمضان یقیناً ایک مؤکد اور اجر و ثواب کے لحاظ سے نہایت اہم عبادت ہے۔ تاہم اس کی حیثیت نفل ہی کی ہے' واجب کی نہیں۔ (۲) جو گناہ معاف ہوتے ہیں' وہ صغیرہ گناہ ہیں۔ ورنہ کبیرہ گناہ خالص توبہ کے بغیر اور حقوق العباد میں کی گئی کوتاہیاں ان کا ازالہ کئے بغیر معاف نہیں ہوں گی۔ (۳) رمضان کا یہ قیام نبی ﷺ کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ آپ نے ایک رمضان میں تین راتوں کو قیام فرمایا یعنی صحابہ کرام ؓ کو جماعت کے ساتھ یہ نفلی نماز پڑھائی اور اس کے بعد چوتھی رات کو' جب صحابہ کرام ؓ آپ کی اقتداء میں پڑھنے کے لئے پھر جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا' مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ اس لئے خواہش کے باوجود آپ نے یہ نماز نہیں پڑھائی۔ تین راتوں میں آپ نے کتنی رکعت پڑھائیں؟ وہ صحیح احادیث کی رو سے ۸ رکعات اور ۳ وتر ہیں۔ اس لئے قیام رمضان کی مسنون تعداد صرف ۸ رکعات ہیں اور وتر سمیت گیارہ۔ (۴) احادیث میں اس نفلی نماز کو قیام رمضان سے ہی تعبیر کیا گیا ہے' بعد میں اس کا نام تراویح قرار پا گیا۔ تراویح' اسی ترویحۃ کی جمع ہے۔ اس میں صحابہ و تابعین چونکہ سنت نبوی ؐ کے مطابق لمبا قیام کرتے تھے' اس لئے ہر دو مرتبہ سلام پھیرنے یعنی چار رکعت کے بعد آرام و راحت کے لئے وقفہ ہوتا تھا' یوں اس کا نام تراویح پڑ گیا۔ کیونکہ چار رکعت کو ترویحہ کہا جاتا تھا۔ تراویح' ترویحۃ کی جمع ہے۔ (۵) تراویح اصل میں تہجد ہی کی نماز ہے' رمضان المبارک میں لوگوں کی آسانی کے لئے' تاکہ ہر شخص اس کی فضیلت حاصل کر سکے' اسے عشاء کی نماز کے فوراً بعد متصل ہی پڑھ لیا جاتا ہے جو تہجد کا اول وقت ہے۔ (۶) اس کا باجماعت پڑھنا تو خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے آپ نے ۲۳ ویں' ۲۵ ویں' اور ۲۷ ویں شب میں تراویح کی نماز پڑھائی۔ تاہم آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسے دوبارہ باجماعت پڑھنے کو رائج کیا اور اس کے لئے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح (مع الوتر) پڑھایا کریں۔ (مؤطا) جب سے یہ سلسلہ قائم اور جاری ہے۔ (۷) بعض لوگ کہتے ہیں کہ باجماعت تراویح ادا کرنا بدعت ہے' کیونکہ اس کا رواج حضرت عمر ؓ کے عہد میں شروع ہوا۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ خود نبی ﷺ کا اسے باجماعت پڑھانا

ثابت ہے۔ پھر یہ عمل بدعت کیوں کر قرار پا سکتا ہے؟ درمیان میں محض وقفے سے تو یہ عمل بدعت نہیں ہو جائے گا۔ نبی ﷺ نے تو صرف فرضیت کے اندیشے سے اس کو جاری نہیں رکھا' ورنہ آپ کی تو خواہش تھی کہ اسے پڑھا جائے۔ پھر جب فرضیت کا اندیشہ ختم ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے اسے اجتماعیت کا رنگ دے کر یقیناً نبی ﷺ ہی کی خواہش کو پورا کیا ہے اور آپ کے عمل کو ہی آگے بڑھایا ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص آخر شب میں انفرادی طور پر اس کے پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن عام لوگوں کے لئے چونکہ ایسا کرنا ممکن نہیں ہے اور وہ شب کے آخر میں اپنے اپنے طور پر اسے ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے' تو ایسے حالات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اقدام بالکل صحیح اور جائز ہے' اگر ایسا نہ کیا جائے تو چند افراد کے سوا عام مسلمان قیام اللیل کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے' جو ایک بہت بڑی محرومی ہے۔ (۸) ۲۰ رکعات تراویح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور حضرت عمرؓ کی طرف بھی اس کا انتساب کسی مستند متصل روایت سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ ایک منقطع روایت میں ایسا دعویٰ کیا گیا ہے۔ البتہ یہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں لوگ ۲۰' ۳۶' ۴۰ مختلف تعداد میں یہ نماز پڑھا کرتے تھے' جس سے زیادہ سے زیادہ بطور نفل آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنے کا جواز کشید کیا جا سکتا ہے' تاہم مسنون قیام رمضان یعنی تراویح ۸ رکعات ہی ہوں گی اور اس سے کم یا زیادہ تعداد غیر مسنون۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ''انوار مصابیح'' مولفہ مولانا نذیر احمد رحمانی مرحوم۔ (۹) تراویح یعنی قیام رمضان میں لمبا قیام مسنون ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھا جائے۔ بہت سے قاری اتنا تیز قرآن پڑھتے ہیں کہ یعلمون' تعلمون کے علاوہ کوئی لفظ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس طرح قرآن پڑھنا ثواب کی بجائے عذاب کا باعث ہے۔ اسی طرح اب کچھ عرصے سے ایک اور طریقہ ایجاد ہوا ہے کہ چند روز میں قرآن مجید ختم کر دیا جاتا ہے اور تراویح میں ۸' ۸ یا ۱۰' ۱۰ پارے نہایت تیزی سے پڑھے جاتے ہیں' سننے والے ہزاروں نہیں' لاکھوں کی تعداد میں ہوتے ہیں جو زیادہ تر کاروباری ہوتے ہیں۔ یہ حضرات غالباً اس طرح چند روز میں قرآن سن کر اپنے دل کو تسلی دے لیتے ہوں گے کہ ہم نے تراویح میں پورا قرآن مجید سن لیا ہے۔ اب پورا رمضان یکسوئی سے کاروبار کریں گے اور عید کا سیزن کمائیں گے۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ پڑھنے والا قرآن پڑھ رہا ہے یا گرنتھ یا منتر کی کوئی کتاب پڑھ رہا ہے۔ یہ نئی بیماری ابھی کراچی تک ہی محدود ہے۔ لیکن مسلمان ملکوں میں بدعات کے لئے موسم بڑا سازگار ہے' ہر جگہ بدعات خوب فروغ پا رہی ہیں' بلکہ سارا دین ہی بدعات پر مبنی رہ گیا ہے اور اصل دین کا کسی کو پتہ ہی نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ جب مذہبی رہنماؤں کے ہاں بھی بدعات ہی کی ساری اہمیت ہو تو عوام کو اصل دین سے آگاہی بھی کیوں کر ہو سکتی ہے؟ فالی اللہ المشتکی

٢١٤ - بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ أَرْجَى لَيَالِيهَا

۲۱۴۔ شب قدر کی فضیلت کا اور اس بات کا بیان کہ ان راتوں میں کون سی رات زیادہ امید والی ہے؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اس قرآن کو شب قدر

ٱلْقَدْرِ ﴾ [القدر: ١] إلى آخرِ السورة.

میں نازل کیا............ تا آخر سورت (سورۃ القدر)

وقـال تعـالـى: ﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَـٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَـٰرَكَةٍ ﴾ الآيات [الدخان: ٣].

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ ہم نے اس قرآن کو بابرکت رات میں اتارا۔ (سورۂ دخان' ۳)

فائدۂ آیات: شب قدر اور بابرکت رات' دونوں سے ایک ہی رات مراد ہے' یعنی قدر کی رات۔ جو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔ اسی شب قدر میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا یا لوح محفوظ سے بیت العزت میں اتار دیا گیا جو پہلے آسمان پر ہے اور پھر وہاں سے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت و مشیت الٰہی نازل ہوتا رہا۔ اس نزول قرآن کی وجہ سے اس رات کی فضیلت و عظمت واضح ہے۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں:

١١٩٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ لَيْلَةَ القَدْرِ إيماناً وَاحْتِسَاباً، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ». مُتفقٌ عليه.

۱/ ۱۱۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا (اللہ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب صلاة التراويح، وكتاب الإيمان، وكتاب الصوم، باب من صام رمضان إيمانا واحتسابا ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح.

فوائد: قیام کا مطلب ہے' اس رات کو اپنی طاقت کے مطابق جاگ کر اللہ کی عبادت کی' نوافل پڑھے' توبہ و استغفار اور دعاء و مناجات کی۔ بالخصوص عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ تو امید ہے کہ اس سے انسان کو اس کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

١١٩١ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رِجَالاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبيِّ ﷺ، أُرُوا لَيْلَةَ القَدْرِ في المَنَامِ في السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، فَمَنْ كانَ مُتَحَرِّيَهَا، فَلْيَتَحَرَّهَا في السَّبْعِ الأَوَاخِرِ» مُتفقٌ عليهِ.

۲/ ۱۱۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے چند آدمیوں کو خواب میں آخری سات راتوں میں شب قدر دکھلائی گئی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں آخری سات راتوں میں ایک جیسے خواب آئے ہیں' پس جو شخص شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ آخری سات راتوں میں اسے تلاش کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضل ليلة القدر، باب التماس ليلة القدر في السبع

الأواخر ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل ليلة القدر.

فوائد: تواطأت' وطأيطأ سے ہے جس کے معنی ہیں' روندنا۔ یعنی اپنے ساتھی کے پیر کی جگہ پر پیر رکھنا۔ یہاں یہ موافقت کے مفہوم میں ہے۔ یعنی تمہارے خواب ایک دوسرے کے موافق ہوئے یعنی ایک جیسے خواب آئے اور وہ اس طرح کہ سب خواب دیکھنے والوں کو شب قدر کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسے انہی آخری ۷ راتوں میں تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ اس کو مبہم رکھنے میں یہی حکمت ہے کہ لوگ زیادہ راتوں میں قیام کر سکیں۔

١١٩٢ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنَ رَمَضَانَ، ويقُولُ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ القَدْرِ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ» مُتفقٌ عليهِ.

۳ / ۱۱۹۲ ۔ حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضل ليلة القدر، باب تحري ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل ليلة القدر.

١١٩٣ ـ وَعَنْهَا، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «تَحَرَّوْا لَيْلَةَ القَدْرِ فِي الوِتْرِ مِنَ العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ» رواهُ البخاريُّ.

۴ / ۱۱۹۳ ۔ حضرت عائشہ ؓ ہی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضل ليلة القدر، باب تحرى ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر آخری عشرے کی دس راتوں میں سے جو پانچ طاق راتیں ہیں' ۲۱ ویں' ۲۳ ویں' ۲۵ ویں' ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں۔ ان میں سے کوئی ایک طاق رات' شب قدر ہوتی ہے۔ اس کو متعین طور پر اس لئے نہیں بتلایا گیا' تاکہ لوگ زیادہ راتوں کو قیام کر سکیں۔ اگر متعین کر دیا جاتا تو لوگ صرف اسی رات کو قیام کرتے۔ ویسے بعض علماء کا خیال یہ رہا ہے کہ یہ متعین طور پر ۲۷ ویں شب ہے' لیکن یہ صحیح نہیں۔ احادیث سے اس کے تعین کی تائید نہیں ہوتی۔

١١٩٤ ـ وَعَنْهَا، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إذا دَخَلَ العَشْرُ الأَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ، أَحيا اللَّيْلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ المِئزَرَ. مُتفقٌ عليهِ.

۵ / ۱۱۹۴ ۔ حضرت عائشہ ؓ ہی سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من

رمضان ـ وصحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان.

١١٩٥ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَجتَهِدُ في رَمضانَ مَا لا يَجْتَهِدُ في غَيْرِهِ، وفي العَشْرِ الأَوَاخِرِ منْه، مَا لا يَجتَهِدُ في غَيْرِهِ. رواهُ مُسلِمٌ.

۶ / ۱۱۹۵ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں جتنی مشقت برداشت کرتے تھے اتنی غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے اور رمضان کے آخری عشرے میں جتنی محنت و مشقت کرتے تھے' اتنی اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان.

فوائد: رمضان میں دیگر مہینوں کے مقابلے میں اور اسی طرح رمضان کے آخری عشرے میں اس کے پہلے بیس دنوں کے مقابلے میں اطاعت و عبادت الٰہی کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔ (۲) آخری عشرے میں راتوں کو زیادہ سے زیادہ بیدار رہ کر عبادت اور دعاء و مناجات میں وقت گزارنا چاہیئے تاکہ شب قدر کی فضیلت حاصل کی جاسکے۔ (۳) اپنے گھر والوں کو بھی جگایا جائے تاکہ وہ بھی اللہ کو راضی کرنے کا سامان کرلیں۔ (۴) آخری عشرے میں اعتکاف بھی مسنون عمل ہے۔ (۵) میزر کا اصل ترجمہ چادر ہے یعنی اپنی چادر کس لیتے' بعض اس کو کمر سے تعبیر کرلیتے ہیں' اس کا ایک مطلب تو کمر ہمت کس لینا ہے۔ دوسرا مطلب بیویوں کے ساتھ ہم بستری کرنے سے اجتناب کرنا ہے۔

١١٩٦ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: يا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ القَدْرِ مَا أَقُولُ فيها؟ قَالَ: «قُولي: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ العَفْوَ فاعْفُ عَنِّي» رواهُ التِّرمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۷ / ۱۱۹۶ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کہا' اے اللہ کے رسول' یہ بتلایئے اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات قدر کی رات ہے' تو میں اس میں کیا پڑھوں؟ آپ نے فرمایا' تم یہ دعا پڑھو۔ "اے اللہ' بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے' معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے' پس تو مجھے معاف فرمادے"۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الذكر والدعاء، باب أي الدعاء أفضل؟.

فوائد: لیلۃ القدر کی کوئی واضح علامت تو احادیث میں بیان نہیں کی گئی ہے۔ تاہم بعض سلف نے اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں یہ بتلایا ہے کہ اس رات بکثرت فرشتوں کے نزول کی وجہ سے ایک خاص قسم کی طمانینت و سکینت محسوس ہوتی ہے' دلوں پر رقت طاری ہوتی ہے' یہ رات زیادہ ٹھنڈی یا زیادہ گرم نہیں' بلکہ معتدل ہوتی ہے' اس کی صبح کو طلوع ہونے والا سورج زیادہ تیز نہیں ہوتا' وغیرہ۔ واللہ اعلم' بہرحال اس رات

میں اللہ کی صفت غفاری کے حوالے سے اللہ سے معافی کی درخواست کی جائے۔

۲۱۵ ـ بَابُ فَضْلِ السِّوَاكِ وَخِصَالِ الفِطْرَةِ

۲۱۵۔ مسواک کی فضیلت اور فطری چیزوں کا بیان

۱۱۹۷ ـ عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلا أَنْ أَشُقَّ عَلى أُمَّتِي ـ أَوْ عَلى النَّاسِ ـ لأَمَرْتُهُم بِالسِّوَاكِ مَعَ كلِّ صَلاةٍ» مُتفقٌ عليهِ.

۱ / ۱۱۹۷ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر مجھے اپنی امت یا (فرمایا) لوگوں کے مشقت میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یقیناً انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الجمعة، باب السواك یوم الجمعة ـ وصحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب السواك.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کو پسند فرماتے تھے، تاہم آپ نے اسے واجب اس لئے نہیں فرمایا کہ اس سے لوگوں کو مشقت ہو گی۔ اس سے واضح ہے کہ آپ اپنی امت کے لئے غایت درجے شفیق اور مہربان تھے، نیز یہ کہ مسواک نہایت پسندیدہ امر ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ مسواک کرنے کو اپنا معمول بنائے اور ہو سکے تو ہر نماز سے پہلے مسواک ضرور کرے۔

۱۱۹۸ ـ وَعَنْ حُذيفَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إذا قَامَ مِنَ النَّومِ يَشُوصُ فَاهُ بالسِّوَاكِ. متفقٌ عليه.

«الشَّوْصُ»: الدَّلْكُ.

۲ / ۱۱۹۸ ۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنا منہ مبارک مسواک کے ذریعے سے خوب صاف کرتے۔ (بخاری و مسلم)

الشوص، کے معنی ہیں۔ ملنا، صاف کرنا۔

تخریج: صحیح بخاري وصحیح مسلم.

فوائد: انسان جب سو کر اٹھتا ہے تو اس کے منہ کا ذائقہ بدبو کی وجہ سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے نبی ﷺ رات کو بیدار ہونے کے بعد خوب مسواک فرماتے تھے، ہمیں بھی اس سنت نبوی کو اپنا معمول بنانا چاہئے۔

۱۱۹۹ ـ وَعَنْ عَائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا قَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللهُ ما شاءَ أن يَبعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فيتسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي. رَوَاهُ مُسلمٌ.

۳ / ۱۱۹۹ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے آپ کی مسواک اور وضوء کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے، پس جب اللہ کی مشیت آپ کو بیدار کرنے کی ہوتی، آپ بیدار ہوتے تو مسواک اور وضوء کرتے اور نماز پڑھتے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب السواك.

فوائد: اس میں نبی ﷺ کے اہتمام مسواک کے علاوہ ازواج مطہرات کے کردار کا بھی بیان ہے کہ وہ کس طرح آپ کے مزاج و طبیعت کے مطابق آپ کی ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ رضی اللہ عنہن

١٢٠٠ ـ وعَنْ أنسٍ، رَضيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثَرْتُ علَيكُم في السِّوَاكِ» رَواهُ البُخاريُّ.

۴/ ۱۲۰۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے تمہیں مسواک کے بارے میں بہت تاکید کی ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجمعة، باب السواك يوم الجمعة.

١٢٠١ ـ وَعَنْ شُرَيح بن هانِيءٍ قالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ، رَضيَ اللهُ عَنْهَا: بأيِّ شيءٍ كانَ يَبْدَأُ النَّبيُّ ﷺ إذا دَخلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ، رَواهُ مُسْلِمٌ.

۵/ ۱۲۰۱۔ حضرت شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ جب نبی ﷺ گھر تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا، مسواک فرماتے تھے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك.

١٢٠٢ ـ وَعَنْ أَبي مُوسَى الأَشعَريِّ، رَضيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلتُ علَى النَّبيِّ ﷺ، وَطَرفُ السِّوَاكِ على لِسانِهِ. مُتَّفَقٌ عليه، وهذا لَفْظُ مُسلِمٍ.

۶/ ۱۲۰۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (تو دیکھا کہ) مسواک کا کنارہ آپ کی زبان مبارک پر تھا۔ (بخاری و مسلم، الفاظ مسلم کے ہیں)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب السواك ـ وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك.

١٢٠٣ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضيَ اللهُ عَنْها، أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «السِّوَاكُ مَطهرَةٌ للفَمِ مَرْضاةٌ للرَّبِّ» رَواهُ النَّسائيُّ، وابنُ خُزيمَةَ في صَحيحِهِ بأسانيدَ صحيحةٍ.

۷/ ۱۲۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے۔ (نسائی، ابن خزیمہ نے اسے صحیح سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے)

تخريج: سنن نسائی، كتاب الطهارة، باب الترغيب في السواك ـ وصحيح ابن خزيمة ـ وصحيح بخاري، كتاب الصيام تعليقًا.

فوائد: مطھرۃ طہارت کا سبب اور ذریعہ۔ مطھرۃ (میم کے نیچے زیر) کے معنی ہیں آلہ تطہیر۔ گویا ایک طرف منہ کی صفائی اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف رضائے رب کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔

١٢٠٤ ـ وَعَنْ أبي هُرَيْرَةَ، رَضيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «الفِطرَةُ خَمسٌ ـ أَوْ: خَمسٌ مِنَ الفِطرَةِ ـ:

۸/ ۱۲۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا، فطری چیزیں پانچ ہیں یا (فرمایا) پانچ چیزیں فطری ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال صاف کرنا، ناخن

الخِتان، وَالاستِحدَادُ، وتَقلِيمُ الأَظفَارِ، وَنَتف الإِبطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ» مُتفقٌ عليهِ. الاستِحدَادُ: حَلقُ العَانَةِ، وَهُوَ حَلقُ الشعرِ الذي حَولَ الفرْجِ.

تراشنا' بغل کے بال اکھیڑنا اور مونچھیں کٹوانا۔ (بخاری و مسلم)

الاستحداد' زیر ناف کے بال صاف کرنا' یہ ان بالوں کا مونڈھنا ہے جو شرم گاہ کے اردگرد ہوتے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب قص الشارب - وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة.

فوائد: فطرت کے لغوی معنی ہیں' ابتداء اختراع (گھڑنا) یا ایسی چیز بنانا جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو۔ لیکن یہاں مراد وہ جبلت یعنی مزاج و طبیعت ہے جس پر انسان کی ولادت ہوئی ہے۔ بعض نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے' وہ قدیم طریقہ' جسے انبیاء نے پسند فرمایا تھا اور تمام قدیم شریعتیں اس پر متفق رہیں گویا کہ وہ پیدائشی معاملہ ہے۔ بہرحال مذکورہ پانچوں خصلتوں پر اس طرح عمل کرنا چاہئے' جیسے یہ انسان کی فطرت اور خمیر کا حصہ ہیں علاوہ ازیں طہارت و نظافت کے اعتبار سے ان کی بڑی اہمیت ہے۔

١٢٠٥ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ الفِطرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاستِنشَاقُ المَاءِ، وَقَصُّ الأَظفَارِ، وغَسْلُ البَرَاجِمِ، وَنَتفُ الإبطِ، وَحَلقُ العَانَةِ، وانتِقَاصُ المَاءِ» قَالَ الرَّاوِي: وَنَسِيتُ العَاشِرَةَ إِلَّا أَن تَكُونَ المَضمَضَةَ؛ قَالَ وَكِيعٌ ـ وَهُوَ أَحَدُ رُوَاتِهِ ـ: انتِقَاصُ المَاءِ؛ يَعْنِي: الاستِنْجَاءَ. رَوَاهُ مُسلِمٌ. «البَرَاجِمُ» بالباءِ الموحدةِ والجيمِ، وهِيَ: عُقَدُ الأَصَابِعِ، وَ«إِعفَاءُ اللِّحْيَةِ» مَعْنَاهُ: لا يَقُصُّ مِنهَا شَيئاً.

۹ / ۱۲۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دس چیزیں فطری ہیں۔ مونچھیں کٹوانا' داڑھی بڑھانا' مسواک کرنا' ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا' ناخن تراشنا' انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا' بغل کے بال اکھیڑنا' زیر ناف بال مونڈھنا اور استنجا کرنا۔ راوی حدیث فرماتے ہیں' دسویں چیز میں بھول گیا' شاید وہ کلی کرنا ہو۔ حضرت وکیع فرماتے ہیں اور یہ بھی اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں۔ انتقاص الماء سے مراد استنجاء ہے۔ (مسلم)

البراجم' باء اور جیم کے ساتھ' یہ انگلیوں کے جوڑ ہیں۔ اعفاء اللحیہ کے معنی ہیں' داڑھی میں سے کچھ بھی نہ کاٹا جائے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة.

فوائد: اس میں خصال فطرت دس بیان کئے گئے ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے' اس میں دسویں چیز ختنہ کرنا ہے۔ واللہ اعلم بہرحال اس سے ان دس چیزوں کی اہمیت اور ان کے التزام کی تاکید واضح ہے۔ ان میں پہلی چیز مونچھیں کٹوانا ہے یہ سنت ہے اور اس سے مراد لبوں کے بڑھے ہوئے بالوں کو کاٹنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بڑی اور لمبی مونچھیں ناپسندیدہ ہیں۔ (۲) داڑھی رکھنا جمہور علماء کے نزدیک واجب ہے اور اس کی کوئی متعین مقدار نہیں ہے۔ جیسے بعض علماء حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے استدلال کرتے ہوئے ایک قبضہ (مٹھی) کے برابر مقدار کو

ضروری اور اس سے زائد کو کٹوانا جائز سمجھتے ہیں۔ یا ایک ضعیف روایت کی بنیاد پر طول و عرض سے کاٹنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ مسلک صحیح نہیں ہے۔ صحیحین کی روایات میں اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے پانچ الفاظ استعمال فرمائے ہیں' اعفوا' اوفوا' ارخو' ارجوا اور وفروا' ان سب کے معنی ایک ہی ہیں کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اس لئے سوائے استثنائی صورتوں کے ہر شخص کے لئے یہی حکم ہے کہ پوری داڑھی رکھے' طول و عرض سے بال کاٹے اور نہ اسے ایک مٹھی کے مطابق کرے۔ (۳' ۴) مسواک' کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا' غسل اور وضوء میں مطلوب ہے۔ استنشاق کا مطلب زور سے ناک کے اندر پانی کھینچنا ہے جیسے زور سے خوشبو سونگھنا ہے۔ بجز روزے کی حالت کے' وضوء میں استنشاق کی تاکید ہے۔ (۵) صفائی کے نقطہ نظر سے ناخنوں کا تراشنا بھی ضروری ہے' ورنہ ناخنوں کے ذریعے سے میل کچیل اندر جائے گا۔ آج کل مردوں میں بالعموم اور عورتوں میں بالخصوص فیشن کے طور پر وحشی جانوروں اور درندوں کی طرح ناخن بڑھانے کا رواج ہے جو فطرت کے بھی خلاف ہے اور درندگی و بہیمیت کی بھی علامت ہے۔ اعاذنا اللہ منہ (۶) انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا بھی صفائی کے لئے ضروری ہے۔ (۷' ۸) بغل اور زیر ناف کے بال صاف کرنا بھی صفائی کا ایک حصہ ہے اور اس میں زیادہ تاخیر ناپسندیدہ ہے۔ ایک حدیث کی رو سے چالیس دن سے زیادہ اس میں تاخیر کرنا سخت مکروہ ہے۔ (۹) استنجاء' طہارت حاصل کرنے کے لئے واجب ہے' کیونکہ طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ ڈھیلوں سے بھی جائز ہے' ڈھیلے طاق ہونے چاہئیں' مثلاً ۳' ۵' ۷ اس کے بعد پانی کا استعمال بھی کر لیا جائے تو بہت بہتر ہے اور صرف پانی سے بھی استنجاء جائز ہے۔ (۱۰) ختنہ کرنا بھی قدیم سنت ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک یہ ساتویں دن مستحب ہے۔ بہرحال بعد میں بھی جائز ہے۔

۱۲۰۶ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «أَحْفُوا الشَّوارِبَ وأَعفوا اللِّحَى» مُتفقٌ عليهِ.

۱۰/ ۱۲۰۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مونچھیں کاٹو اور داڑھی بڑھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخارى، كتاب اللباس، باب إعفاء اللحى - وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة.

فوائد: احفوا کے معنی ہیں' کاٹنے میں مبالغہ کرو۔ اس لئے بڑی اور لمبی مونچھیں رکھنا اس کے خلاف ہو گا۔ اعفوا کے معنی اس سے پہلے بیان کئے جا چکے ہیں کہ داڑھی کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ اس میں قطع و برید نہ کرو۔

٢١٦ - بَابُ تَأكِيدِ وُجُوبِ الزَّكَاةِ وَبَيَانِ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

۲۱۶۔ زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید' اس کی فضیلت اور اس سے متعلقہ مسائل کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَأَقِيمُوا ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا ٱلزَّكَوٰةَ﴾ [البقرة: ٤٣]. وقَالَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔ (سورۂ بقرہ' ۴۳)

تعالی: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعْبُدُواْ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلْقَيِّمَةِ﴾ [البينة: ٥]. وقَالَ تَعَالى: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ [التوبة: ١٠٣].

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:انہیں اسی بات کا حکم دیا گیا کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں' اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے' اس کی طرف یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں' یہی ہے سیدھا دین۔ (سورۃ بینہ' ۵)

نیز فرمایا۔ ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کریں' انہیں پاک کریں اور اس کے ذریعے سے ان کا تزکیہ کریں۔ (توبہ' ۱۰۳)

فوائد آیات:ان آیات سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اور نماز کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ان دونوں کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ زکوٰۃ انسان کے اخلاق اور مال کی تطہیر کا ذریعہ ہے۔

١٢٠٧ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «بُنِيَ الإِسلامُ عَلى خَمسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ البَيْتِ، وَصَومِ رَمَضانَ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۲۰۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (اگر استطاعت ہو) اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب دعاؤكم إيمانكم ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الامر بالمحافظۃ علی الصلوات المکتوبات' رقم ۲ / ۱۰۷۵ میں گزر چکی ہے' یہاں دوبارہ یہ واضح کرنے کے لئے لائے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ہے۔ یہ زکوٰۃ ایسے شخص پر عائد ہوتی ہے جس کے پاس کم از کم ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر نقد رقم اپنی ضرورت سے زائد موجود ہو اور اس پر ایک سال گزر گیا ہو۔ یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس سے زائد سونا ہو۔ اس کی قیمت لگوا کر اس میں ڈھائی فی صد روپے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں۔ یہ فرض اور حد درجہ ضروری ہے۔

١٢٠٨ ـ وَعَنْ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِ اللهِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلى رَسُولِ اللهِ ﷺ، مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ

۲ / ۱۲۰۸۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اہل نجد میں سے ایک آدمی آیا جس کے سر کے بال پراگندہ تھے' ہم اس کی

نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ» قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ» فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ» قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غيره؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ». قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ الزَّكَاةَ فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: «لَا، إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ» فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللهِ لَاأَزِيدُ عَلَى هٰذَا وَلَاأَنْقُصُ مِنْهُ؛ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ» مُتفقٌ عليهِ.

آواز کی بھنبھناہٹ سن رہے تھے' لیکن اس کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آرہی تھی' یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوگیا' پس وہ اسلام کی بابت آپ سے سوال کرتا تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دن اور رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔ اس نے پوچھا' کیا ان کے علاوہ بھی کوئی نماز مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا' نہیں' مگر یہ کہ تو خوشی سے پڑھے (یعنی نفلی نماز) آپ نے پھر فرمایا اور رمضان کے مہینے کے روزے (فرض ہیں) اس نے پوچھا' کیا اس مہینے کے روزوں کے علاوہ بھی مجھ پر روزے فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا' نہیں' مگر یہ کہ تو خوشی سے (نفلی) روزے رکھے۔ راوی نے کہا کہ اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ کا بھی ذکر فرمایا تو اس نے کہا' کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی (خرچ کرنا) ہے؟ آپ نے فرمایا' نہیں' مگر یہ کہ تو نفلی صدقہ کرے۔ پس اس آدمی نے یہ کہتے ہوئے پیٹھ پھیری' اللہ کی قسم میں اس پر کوئی زیادتی کروں گا نہ اس میں کوئی کمی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ کامیاب ہوگیا' اگر اس نے سچ کہا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخارى، كتاب الإيمان، باب الزكوة من الإسلام، وغيره - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الصلوات التى هى أحد أركان الإسلام.

فوائد: اس میں چند اہم فرائض اسلام کا بیان ہے اور نفلی عبادات کی بھی اصل حیثیت واضح کر دی گئی ہے۔ (۲) اس میں ایمان کے ساتھ عمل کو بیان کر کے واضح کر دیا کہ ایمان اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایمان کے بغیر عمل کی کوئی اہمیت نہیں' اسی طرح عمل کے بغیر ایمان مفید اور بار آور نہیں۔ (۳) اس میں دعوت و تبلیغ کے پر حکمت اسلوب کی بھی نشاندہی ملتی ہے اور وہ یہ کہ عام لوگوں کو پہلے اسلام کے فرائض کی تعلیم دی جائے اور پھر بتدریج انہیں سنن و مستحبات کی پابندی کی بھی تاکید کی جائے۔ یعنی آہستہ آہستہ بوجھ ڈالا جائے' یہ زیادہ مفید ہوتا ہے۔

١٢٠٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: «ادْعُهُمْ

۳/ ۱۲۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا' تو فرمایا' انہیں (سب سے پہلے) اس

إلى شَهَادَةِ أَنْ لا إلهَ إلّا اللهُ وَأنّي رَسُولُ اللهِ ، فإنْ هُمْ أطَاعُوا لِذلك فأعلِمْهُم أنّ اللهَ تَعالَى افترَضَ عَليهِمْ خَمسَ صَلواتٍ في كُلِّ يَوْمٍ وَليلةٍ، فإن هُمْ أطاعُوا لِذلكَ فأعْلِمْهُمْ أنّ اللهَ افترَضَ عَليهِم صَدَقَةً تُؤخَذُ مِنْ أغْنِيَائِهِمْ، وَتُرَدُّ عَلى فُقَرائهِم» مُتّفَقٌ عليهِ.

بات کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (محمدؐ) اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر اگر وہ یہ بھی مان لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے وصول کر کے ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين...

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب المحافظة على الصلوات المكتوبات رقم ۴/ ۱۰۷۷ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اسے زکوۃ کی اہمیت کے واضح کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوۃ علاقے کے اغنیاء سے لے کر اسی علاقے کے فقراء اور دیگر ضرورت مندوں پر خرچ کی جائے اور اگر اس سے کچھ رقم بچ جائے تو پھر دوسرے علاقوں کے ضرورت مندوں کے لئے بھیجی جا سکتی ہے۔ اسی طرح زکوۃ کی رقم صرف فقرائے مسلمین ہی پر خرچ کی جائے گی' دیگر مذاہب والوں پر نہیں۔ تاہم زکوۃ کے علاوہ ان کے ضرورت مندوں پر صدقہ و خیرات کیا جا سکتا ہے۔ اس میں بھی دعوت و تبلیغ کے حکیمانہ اسلوب کو خوب واضح کیا گیا ہے۔

١٢١٠ ـ وَعَن ابنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حتى يَشهَدُوا أَنْ لا إلهَ إلّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فإذا فَعَلوا ذلكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهمْ وأَموَالَهُم إلّا بحَقِّ الإسْلامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلى اللهِ» مُتفقٌ عَليهِ.

۴ / ۱۲۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں۔ پس جب وہ یہ کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال محفوظ کر لئے' مگر اسلام کے حق کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب ﴿فإن تابوا وأقاموا الصلوة...﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا...

فوائد: مگر اسلام کے حق کی وجہ سے' کا مطلب یہ ہے کہ اگر قبول اسلام کے بعد کسی نے کوئی ایسا جرم کیا جو قابل حد ہے' تو وہ حد اس پر ضرور نافذ ہو گی' مثلاً چوری کی تو قطع ید کی' زنا کیا تو سو کوڑوں یا رجم کی' کسی کو ناحق قتل کیا تو قصاص میں قتل کی سزا دی جائے گی اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے' کا مطلب ہے' اگر وہ قبول اسلام

میں مخلص نہیں ہوں گے بلکہ منافقانہ طور پر اسلام کا اظہار کریں گے یا قابل حد جرم کا ارتکاب کیا' لیکن اسلامی عدالت اور افسران مجاز کے علم میں نہیں آسکا' تو ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی ان کا فیصلہ فرمائے گا۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ دنیا میں جب تک کفر موجود ہے' اس کے خاتمے کے لئے جہاد بھی ضروری ہے اور جب تک تمام کافر اسلام قبول کرنے کا اعلان نہیں کر دیتے اور شعائر اسلام کی پابندی اختیار نہیں کر لیتے' مسلمانوں پر ان کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔

١٢١١ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ العَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَيفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لا إِلهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَهَا، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ»؟! فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: واللهِ! لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلاةِ والزَّكَاةِ، فإنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ. واللهِ! لَو مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ. قَالَ عُمَرُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الحَقُّ، مُتفقٌ عليهِ.

۵ / ۱۲۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عرب کے بعض قبیلے کافر (مرتد) ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ابو بکر رضی اللہ عنہ سے) کہا۔ آپ کیسے لوگوں سے لڑیں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ اللہ کی توحید کا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کر لیں۔ جس نے یہ اقرار کر لیا' اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو سوائے حق اسلام کے' مجھ سے محفوظ کر لیا' اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔" تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کریں گے' اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم' اگر یہ وہ اونٹ باندھنے والی رسی بھی' جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے' مجھ سے روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اللہ کی قسم' زیادہ دیر نہیں ہوئی' مگر مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے جان لیا کہ یہی (ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے) حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ ـ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس . . .

فوائد: اس میں جہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کمال عزیمت' دینی استقامت اور فقہی بصیرت کا بیان ہے' وہاں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر بھی تارک صلوٰۃ کی طرح کافر ہے۔ حضرت ابو بکر

صدیقؓ کے اس موقف سے بالآخر تمام صحابہ کرامؓ نے بھی اتفاق فرمایا' یوں مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے پر تمام صحابہ کا اجماع پایا گیا جو ایک حجت شرعیہ ہے۔

١٢١٢ ـ وَعَنْ أَبِي أَيوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الجَنَّةَ، قَالَ: «تَعْبُدُ اللهَ لا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيمُ الصَّلاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۶ / ۱۲۱۲۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا' مجھے ایسا عمل بتلائیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپ نے فرمایا' ایک اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا' نماز قائم کر' زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ ۔ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان الذی یدخل به الجنة.

فوائد: نماز و زکوٰۃ جیسے فرائض اسلام کے ساتھ صلہ رحمی کے ذکر سے واضح ہے کہ اسلام میں صلہ رحمی کی بھی کتنی اہمیت ہے۔ صلہ رحمی کا مطلب ہے' رشتے داروں کے ساتھ ہر حال میں حسن سلوک کرنا' ان سے تعلقات قائم رکھنا اور رشتے داریوں کے تقاضوں کو نبھانا۔ حتیٰ کہ رشتے دار بدسلوکی کریں تب بھی صلہ رحمی ہی کرنے کی تاکید ہے۔

١٢١٣ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ أَعْرَابِياً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إذا عَمِلْتُهُ، دَخَلْتُ الجَنَّةَ. قَالَ: «تَعْبُدُ اللهَ لا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيمُ الصَّلاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ المَفرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ» قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لا أَزِيدُ عَلى هذا. فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إلى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إلى هذا» مُتفقٌ عليهِ.

۷ / ۱۲۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی فرمائیں' جب میں وہ کروں تو جنت میں چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا' اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا' نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں اس پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا' پس جب وہ دیہاتی پیٹھ پھیر کر چلا تو نبی ﷺ نے فرمایا' جسے کوئی جنتی دیکھنا پسند ہو تو وہ اس کو دیکھ لے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ ۔ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان الذی یدخل به الجنة . . .

فوائد: یہ اعرابی نومسلم تھا' اس لئے رسول اللہ ﷺ نے چند ضروری فرائض ہی اسے بتلائے' تاکہ وہ زیادہ باتوں سے گرانی محسوس نہ کرے۔ (۲) اس کے جذبہ اطاعت کو دیکھ کر آپ نے اسے جنتی قرار دیا۔ اس لئے کہ

اسلام نام ہی خود سپردگی کا ہے' اللہ رسول کے احکامات سے تجاوز کرنا' جیسا کہ اہل بدعت کا شعار ہے' اسلام نہیں' منافی اسلام ہے۔ (۳) ایک تو وہ دس صحابہ جنتی ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی' جنہیں عشرۂ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ تاہم ان کے علاوہ بھی بعض لوگوں کو نبی ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے' جیسے اس اعرابی کی بابت بھی فرمایا اور حضرت حسنؓ و حسینؓ کو بھی آپ نے نوجوانان جنت کا سردار قرار دیا اور اپنی ازواج مطہرات کو بھی جنت کی خوش خبری دی۔ رضی اللہ عنہم

١٢١٤ ـ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عبدِ اللهِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعتُ النَّبيَّ ﷺ، عَلى إقَامِ الصَّلاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكاةِ، والنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ . مُتَّفَقٌ عَلَيهِ.

۸ / ۱۲۱۴ ۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے' نماز قائم کرنے' زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب البيعة على إيتاء الزكاة - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة.

فوائد: یہ حدیث باب النصیحۃ رقم ۲ / ۱۸۲ میں گزر چکی ہے۔ یہاں باب کی مناسبت سے دوبارہ ذکر کیا ہے۔ اس میں زکوٰۃ اور نماز وغیرہ پر بیعت کرنے سے مقصد اسلام کا قبول کرنا ہے اور زکوٰۃ و صلوٰۃ' اسلام کے ایسے اہم رکن ہیں کہ ان کے بغیر اسلام کا تصور نہیں۔ گویا یہ اسلام کی بیعت ہے جو نبی ﷺ مسلمان ہونے والے شخص سے لیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بیعت جہاد لیتے' جب جہاد کی ضرورت ہوتی۔ تیسری بیعت' بیعت خلافت ہے جو خلفائے راشدین اور مابعد کے مسلم حکمران لیتے رہے۔ بیعت کی صرف یہ تین قسمیں ہیں جو سلف سے ثابت ہیں اور صوفیاء اور پیروں کے حلقوں میں جو بیعت کا سلسلہ رائج ہے یہ قرون خیر کے بعد کی ایجاد ہے۔

١٢١٥ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ، ولا فِضَّةٍ، لا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إلَّا إذا كَانَ يَوْمُ القِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا في نارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ، وَجَبِينُهُ، وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ في يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ العِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهُ، إمَّا إلى الجَنَّةِ، وَإمَّا إلى النَّارِ» قِيلَ: يا رَسُولَ اللهِ! فَالإِبلُ؟ قَالَ: «وَلا صاحِبِ إِبِلٍ لا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا

۹ / ۱۲۱۵ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو سونے چاندی کا مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہو گا تو (سونے چاندی کے) اس کے لئے آگ کے تختے بنائے جائیں گے اور ان کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر اس کے ساتھ اس کے پہلو' اس کی پیشانی اور اس کی پشت کو داغا جائے گا۔ جب بھی وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی' انہیں دوبارہ آگ میں تپایا جائے گا (اور ان سے داغا جائے گا) حساب کتاب کے اس دن میں یہ عمل برابر جاری رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہو گی' یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ پس وہ اپنا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دیکھ لے گا۔ عرض کیا

يَوْمَ وِرْدِها، إلَّا إذا كانَ يَوْمُ القِيامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ ما كَانَتْ، لا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلاً وَاحِداً، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِها، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولاها، رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاها، في يَوْمٍ كانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ العِبَاد، فَيُرَى سَبِيلُهُ، إمَّا إلى الجَنَّةِ وإمَّا إلى النَّارِ» . قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَالْبَقَرُ وَالغَنَمُ؟ قَالَ: «وَلا صَاحِبِ بَقَرٍ وَلا غَنَمٍ لا يُؤَدِّي مِنْها حَقَّهَا، إلَّا إذا كانَ يَوْمُ القِيَامَةِ، بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، لا يَفْقِدُ مِنهَا شَيْئاً، لَيْسَ فِيها عَقْصَاءُ، وَلا جَلْحَاءُ، وَلا عَضْبَاءُ، تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِها، كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولاها، رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاها، في يَوْمٍ كان مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ العِبَادِ، فَيُرَى سَبِيلُهُ إمَّا إلى الجَنَّةِ وإمَّا إلى النَّارِ» . قِيلَ: يَارَسولَ اللهِ! فَالخَيْلُ؟ قَالَ: «الخَيْلُ ثَلاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، فَأَمَّا التي هِيَ لَهُ وِزرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَفَخْراً وَنِواءً عَلى أَهْلِ الإسْلام، فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا في سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ في ظُهُورِها، وَلا رِقابِها؛ فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبَطَهَا في سَبِيلِ اللهِ لأَهْلِ الإسْلامِ في مَرْجٍ، أَو رَوضَةٍ، فَمَا أَكَلَتْ مِن ذلكَ المَرجِ أَوِ الرَّوضَةِ مِن شَيءٍ إلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٌ، وَكُتِبَ لَهُ عَدَدَ أَرْوَاثِهَا وَأَبْوالِهَا حَسَنَاتٌ، وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفاً أَو شَرَفَيْنِ

گیا' اے اللہ کے رسول! اونٹوں (کی زکوٰۃ) کا معاملہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اونٹوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرے گا اور اس کا (ایک) حق یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کی باری والے روز ان کا دودھ ضرورت مندوں کے لئے دوہا جائے (یہ بھی وہ نہ کرے) تو جب قیامت کا دن ہو گا تو ان کے مالک کو ایک چٹیل میدان میں ان اونٹوں کے سامنے منہ یا پیٹھ کے بل گرا دیا جائے گا۔ یہ اونٹ اس وقت اتنے موٹے ہوں گے جو وہ زیادہ سے زیادہ دنیا میں موٹے رہے تھے' ان میں سے وہ ایک بچے کو بھی گم نہیں پائے گا' وہ اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے مونہوں سے کاٹیں گے' جب اس کا پہلا اونٹ گزر چکے گا تو اس پر اس کا آخری اونٹ پھر لوٹا دیا جائے گا (یعنی اول سے آخر تک سب بار بار اسے روندتے اور کاٹتے گزریں گے) اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہو گی' یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے' پس وہ اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف دیکھے گا۔ عرض کیا گیا' اے اللہ کے رسول! پس گایوں اور بکریوں کا مسئلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' جو بھی گایوں اور بکریوں کا مالک ہے' وہ ان میں ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا' مگر جب قیامت کا دن ہو گا تو اسے ان کی وجہ سے منہ یا پیٹھ کے بل چٹیل میدان میں گرا دیا جائے گا' ان میں سے وہ کسی کو گم نہیں پائے گا (اسی طرح) ان میں کوئی بکری یا گائے مڑے ہوئے سینگوں والی ہو گی' نہ بغیر سینگ کے اور نہ کوئی ٹوٹے ہوئے سینگوں والی (اس قسم کی بکریوں کی ضرب شدید نہیں ہوتی) یہ اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی' جب اس پر اس کی پہلی بکری یا گائے گزر چکے گی تو اس پر اس کی آخری بکری یا گائے لوٹا دی جائے گی (یعنی بار بار اسے سینگوں سے

إلَّا كتب اللهُ لَهُ عَدَدَ آثَارِهَا، وَأَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ، وَلا مَرَّ بها صَاحِبُهَا عَلَى نَهرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلا يُرِيدُ أَن يَسْقِيَهَا إلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ». قِيلَ: يارسولَ اللهِ! فالحُمُرُ؟ قَالَ: «مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الحُمُرِ شَيْءٌ إلَّا هٰذِهِ الآيَةُ الفَاذَّةُ الجَامِعةُ: ﴿ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ ﴾ [الزلزلة: ٧، ٨]. مُتَّفَقٌ عَلَيهِ. وهذا لفظُ مُسْلِمٍ.

مارتے اور پیروں سے روندتے ہوئے گزریں گی' ایک مرتبہ گزر جانے پر دوبارہ سہ بارہ گزریں گی اور) اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی' (یہ عمل دہرایا جاتا رہے گا) یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ پس وہ اپنا راستہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف دیکھے۔ آپ سے سوال کیا گیا' اے اللہ کے رسول' گھوڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا' گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آدمی کے لئے بوجھ (گناہ کا باعث) ہیں۔ دوسرے' وہ جو آدمی کے لئے (فقر و فاقہ سے) پردہ ہیں' یہ وہ ہیں جنہیں کوئی آدمی اللہ کی راہ میں (یعنی سوال کی ذلت سے بچنے کے لئے) باندھے (پالے) پھر وہ ان کی پشتوں اور گردنوں میں اللہ کا حق نہ بھولے (یعنی کسی ضرورت مند کو اس پر سوار کرنے سے یا عاریتاً دینے سے انکار نہ کرے) تو یہ گھوڑے اس کے لئے پردہ ہیں (جن سے وہ اپنی ضروریات کا انتظام کر لیتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس کی غربت و مسکینی بے نقاب نہیں ہوتی) اور لیکن وہ گھوڑے جو آدمی کے لئے اجر (کا باعث) ہیں' یہ وہ ہیں جنہیں کوئی آدمی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے اہل اسلام کی خاطر کسی چراگاہ یا باغ میں باندھے۔ پس یہ گھوڑے اس چراگاہ یا باغ میں سے جو کچھ کھائیں گے تو اس کے لئے ان کی کھائی ہوئی گھاس کی تعداد کے مطابق نیکیاں لکھی جائیں گی اور ان کی لید اور پیشاب کی تعداد کے مطابق بھی نیکیاں لکھی جائیں گی (حتیٰ کہ) کوئی گھوڑا اپنی رسی تڑوا کر ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر چڑھتا اور کودتا پھرے تو اس حالت کے دوران بھی وہ جتنے قدم چلتا اور لید پیشاب کرتا ہے' ان کی تعداد کے مطابق بھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے نیکیاں لکھ دیتا ہے اور گھوڑے کا مالک جب اس کو لے کر کسی نہر پر سے گزرے جس سے

وہ گھوڑا پانی پیئے' حالانکہ مالک اسے پانی پلانے کا ارادہ نہ کرے' (تو بھی) اللہ تعالیٰ اس کے پیئے ہوئے گھونٹوں کے برابر اس کو نیکیاں عطا فرمائے گا۔ عرض کیا گیا' یا رسول اللہ' گدھوں کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا' مجھ پر گدھوں کے بارے میں اس مخصوص اور جامع آیت کے سوا اور کچھ نازل نہیں کیا گیا۔ "جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا (قیامت والے دن) وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا' اسے دیکھ لے گا (سورۂ زلزال' ۷' ۸) (بخاری و مسلم۔ الفاظ مسلم کے ہیں)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة (مختصرا) ۔ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة.

فوائد: اس حدیث میں اونٹوں کا ایک حق یہ بیان کیا گیا ہے کہ پانی پینے کی باری والے دن کسی ضرورت مند کو ان کا دودھ دوھ کر دے دیا جائے۔ اس کی بابت بعض علماء نے تو یہ کہا ہے کہ یہ زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ اس وقت ان کا یہی حق تھا' جس کی ادائیگی کا حکم دیا گیا اور بعض کے نزدیک یہ زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ خیرات کی تاکید ہے' اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ انسان کے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے' اس میں کوتاہی بھی قابل تعزیر ہے۔ بعض کے نزدیک یہ حلب (دودھ' دوھ کر ضرورت مند کو دینا) اس وقت حق واجب ہے جب کوئی مضطر اور لاچار آدمی انسان کے علم میں آجائے' ورنہ عام حالات میں یہ مکارم اخلاق کے باب میں سے ہے۔ اس حدیث کو اسی تیسری صورت پر محمول کیا جائے گا (تفصیل کے لئے دیکھئے مرعاۃ ج ۳' ص ۵' ۶ مطبع قدیم)

پس وہ اپنا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دیکھے۔ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ میدان محشر کا واقعہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے کو یہ سزا جنت یا جہنم میں جانے سے پہلے دی جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی مومن کے لئے یہی سزا کافی سمجھے گا' تو اس کے بعد اسے جنت میں' ورنہ پھر جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ مومن ہو گا تو بالآخر جہنم کی سزا بھگت کر جنت میں آجائے گا اور کافر ہو گا تو جہنم کی یہ سزا اس کے لئے دائمی ہو گی۔

جب اس کا پہلا اونٹ گزر چکے گا تو اس پر اس کے آخری اونٹ کو پھر لوٹا دیا جائے گا' کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ دوسرے چکر میں آخری اونٹ کو انتہاء سے دوبارہ اس کے اوپر سے پہلے گزارا جائے گا۔ یعنی دوسری مرتبہ گزرنے کی ابتداء آخری اونٹ سے ہو گی اور یہ چکر اس طرح چلتا رہے گا اور بعض کہتے ہیں کہ ان الفاظ میں تغییر و تصحیف ہے اور صحیح عبارت اس طرح ہے' جب اس پر آخری اونٹ گزر چکے گا تو پہلے کو پھر اس پر لوٹا دیا جائے گا۔ كلما مر عليه اخراها رد عليه اولاها ۔ اس طرح کلام زیادہ منتظم اور واضح رہتا ہے اور

بعض روایات میں اس طرح بیان بھی ہوا ہے (مرعاۃ ' صفحہ مذکور) واللہ اعلم

اس میں گھوڑوں کے ضمن میں دو مرتبہ فی سبیل اللہ کے الفاظ آئے ہیں۔ پہلے فی سبیل اللہ ' کا مفہوم نیت صالحہ ہے یعنی گھوڑے پالنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے اپنی انسانی ضروریات پوری کروں گا تاکہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے اور دوسرے فی سبیل اللہ کا مفہوم' جہاد ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی نیت سے گھوڑے پالے۔ اس نیت سے گھوڑے پالنا باعث اجر ہے' جب کہ پہلی نیت کی رو سے گھوڑے رکھنا پردہ پوشی کا ذریعہ ہے۔ اس حدیث میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سزا بیان کی گئی ہے کہ انہی اموال کے ساتھ ان کو عذاب دیا جائے گا جن میں سے وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

٢١٧ - بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَبَيَانِ فَضْلِ الصِّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

۲۱۷۔ رمضان کے روزوں کے فرض ہونے' ان کی فضیلت اور ان سے متعلقہ دیگر احکام کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى : ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ ﴾ إلى قولِهِ تعالَى : ﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴾ الآية [البقرة: ١٨٣]. وأمَّا الأحاديثُ فقد تقدمت في الباب الذي قبلَهُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اے ایمان والو' تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک-- رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا' یہ لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے والے دلائل ہیں' پس جو شخص اس مہینے کو پالے' اس کو چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنا ہے (البقرہ' ۱۸۳۔۱۸۵)

فائدۂ آیات : روزوں کی فرضیت کے باب میں پچھلی امتوں کا حوالہ امت محمدیہ کی آسانی اور شفقت کے پیش نظر دیا گیا ہے تاکہ وہ اس میں کوئی گرانی اور مشکل محسوس نہ کرے۔ کیونکہ انسان کے لئے وہ عمل آسان ہو جاتا ہے جب اس کے علم میں یہ بات آتی ہے کہ اسے تو مجھ سے پہلے بھی بہت سے لوگ کرتے آرہے ہیں۔ تاہم یہ بات ضرور ہے کہ ان کے روزوں کی مقدار اور ان کے لئے کون سے مخصوص ایام تھے؟ اس کا ہمیں علم نہیں' اس لئے یہاں تشبیہہ صرف روزہ رکھنے میں ہے نہ کہ اس کی مقدار اور زمانے میں۔ رمضان المبارک میں قرآن کے نزول کا مطلب یاتو یہ ہے کہ اس کا آغاز رمضان المبارک میں ہوا' یا یہ کہ پورا کا پورا قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا (بیت العزۃ) پر اتار دیا گیا' پھر وہاں سے وقتاً فوقتاً اترتا رہا۔ صیام' صام یصوم کا مصدر بھی ہو سکتا ہے' اس وقت معنی ہوں گے' روزہ رکھنے کا حکم فرض کیا گیا۔ دوسرے' یہ جمع کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے' بمعنی روزے۔ اب احادیث ملاحظہ فرمائیں:

١٢١٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابنِ آدَمَ لَهُ إلَّا الصِّيَامَ، فَإنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ؛ فَإذا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلا يَرْفُثْ وَلا يَصْخَبْ، فَإنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوقَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إنِّي صَائِمٌ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ، وَإذا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ» متفقٌ عليه. وهذا لفظ روايةِ البُخاري. وفي روايةٍ له: «يَتْرُكُ طعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ، مِنْ أَجْلِي، الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا». وفي روايةٍ لمسلمٍ: «كُلُّ عَمَلِ ابنِ آدَمَ يُضَاعَفُ: الحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إلى سَبْعِمائة ضِعْفٍ. قال الله تعالى: إلَّا الصَّوْمَ فَإنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ: يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَلَخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ».

۱/ ۱۲۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ انسان کا ہر عمل اس کے لئے ہے' سوائے روزے کے کہ وہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا اور روزہ ایک ڈھال ہے' پس جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو دل لگی کی باتیں نہ کرے اور نہ شور و غل کرے' اور اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشی (کے موقعے) ہیں جن میں وہ خوش ہوتا ہے' جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو اپنے روزہ کھولنے سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملے گا تو (اس کی جزا دیکھ کر) اپنے روزے سے خوش ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ بخاری کی روایت کے ہیں اور اسی بخاری کی ایک اور روایت میں ہے۔ یہ اپنا کھانا' پینا اور اپنی جنسی خواہش میرے لئے چھوڑتا ہے' روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی ہر) نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ کہ ہر انسان کے (نیک) عمل کو دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' مگر روزے کا معاملہ دیگر نیکیوں سے مختلف ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا' میری وجہ سے ہی وہ اپنا کھانا پینا چھوڑتا ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور یقیناً اس کے منہ کی بو اللہ کے

نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب وجوب صوم رمضان - وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام.

فوائد: خلوف' سے مراد روزے دار کے منہ کی وہ بو ہے جو سارا دن بھوکا پیاسا رہنے کی وجہ سے اس کے منہ سے آتی ہے۔ اس میں جہاں روزے کی خصوصی فضیلت کا بیان ہے' وہاں روزے کی اصل حقیقت کی وضاحت بھی ہے کہ اس کے معنی صرف یہی نہیں ہیں کہ طعام و شراب اور شہوت کو ترک کر دیا جائے بلکہ یہ ضروری ہے کہ تمام لغویات اور قبائح (بری باتوں) سے اجتناب اور تمام خوبیوں سے اپنے کو آراستہ کیا جائے۔

١٢١٧ ـ وعنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوابِ الجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللهِ! هذا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاةِ، وَمَنْ كانَ مِنْ أَهْلِ الجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ» قال أبو بكرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ: بِأَبِي أَنتَ وَأُمي يا رسولَ اللهِ! ما عَلى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلكَ الأَبْوابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فهلْ يُدعَى أَحَدٌ مِنْ تِلكَ الأَبْوابِ كلِّهَا؟ قال: «نَعَم وَأَرْجُو أَنْ تَكونَ مِنهم» متفقٌ عليه.

٢/ ١٢١٧۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا' اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا' اے اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) بہتر ہے۔ پس جو شخص نمازیوں میں سے ہو گا اسے باب الصلوٰۃ (نمازیوں کے مخصوص دروازے) سے پکارا جائے گا' جو جہاد کرنے والوں میں سے ہو گا' اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا' جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہو گا' اسے باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہو گا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا' اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' جس کو ان دروازوں میں سے (کسی ایک دروازہ سے) پکارا جائے گا' اس کے لئے کوئی نقصان اور خسارہ نہیں (کیونکہ مقصود جنت میں داخلہ ہے) لیکن کیا کوئی ایسا شخص بھی ہو گا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ نے فرمایا' ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو بھی ان ہی میں سے ہو گا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین - وصحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب من جمع الصدقة وأعمال البر.

فوائد: جوڑے سے مراد' دو کی تعداد ہے۔ یعنی دو گھوڑے' دو بکرے' دو گائے' دو اونٹ اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور بعض کے نزدیک یہ زوجیت ہر عمل خیر میں ہو سکتی ہے' جیسے دو نمازیں' دو روزے' وغیرہ ما علی

من دعی ..... کے معنی ابن بطال نے یہ کئے ہیں۔ ان من لم یکن الا من اهل خصلة واحدة ودعا لها من بابها لاضرر علیه لان الغایة المطلوبة دخول الجنة ' ہم نے ترجمے میں اس مفہوم کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس حدیث میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصی فضیلت اور منقبت کا بیان ہے۔ نیز جس شخص کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو کہ یہ عجب میں مبتلا ہو جائے گا' اس کی تعریف اس کے منہ پر کرنی جائز ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایک کی بجائے دو دو چیزیں صدقہ کرنے یا ڈبل عمل خیر کرنے کی ترغیب ہے۔

١٢١٨ ـ وعَنْ سهلِ بنِ سعدٍ رَضِيَ اللهُ عنهُ عنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «إنَّ في الجَنَّةِ بَاباً يُقالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائمُونَ يَوْمَ القيامَةِ، لا يدخلُ مِنْهُ أَحَدٌ غيرُهم، يقالُ: أَينَ الصَّائمُونَ؟ فيَقومونَ لا يدخلُ مِنْهُ أَحَدٌ غيرُهم، فإذا دَخلوا أُغلِقَ فَلَم يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ» متفقٌ عليه.

۳/ ۱۲۱۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے' قیامت والے دن اس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے' اس کے سوا اس سے کوئی داخل نہیں ہو گا۔ کہا جائے گا' روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوں گے (اور اس سے داخل ہو جائیں گے) ان کے سوا اس سے کوئی اور داخل نہیں ہو گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا' پس کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب الريان للصائمين ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام.

فوائد: اس میں روزے داروں کی خصوصی فضیلت کا بیان ہے۔ روزے داروں سے مراد وہ اہل ایمان ہیں جو رمضان کے فرض روزوں کے علاوہ دیگر ایام میں کثرت سے نفلی روزے رکھتے ہیں۔ ورنہ رمضان کے روزے تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح اہل صلوٰۃ ' اہل صدقہ اور اہل جہاد کا مفہوم ہے جن کا ذکر گزشتہ حدیث میں گزرا' ورنہ فرض نماز' فرض صدقہ وغیرہ فرائض میں تو سب مسلمان برابر ہیں۔

١٢١٩ ـ وَعنْ أَبي سَعيدِ الخُدْريِّ رضيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يصُومُ يَوماً في سَبِيلِ اللهِ إلَّا بَاعَدَ اللهُ بذلكَ اليَومِ وَجهَهُ عَنِ النَّارِ سَبعِينَ خَرِيفاً» متفقٌ عليه.

۴/ ۱۲۱۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال دور کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه.

فوائد: اللہ کی راہ میں' سے مراد کفار سے جہاد کرتے وقت روزہ رکھنا ہے۔ یا اللہ کی اطاعت اور رضا کے لئے

مطلق روزہ رکھنا ہے۔ ستر سال سے مراد' ستر سال کی مسافت ہے۔

١٢٢٠ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ، رضيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضانَ إيمَاناً واحْتِساباً، غُفِرَ لهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۲۲۰ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضا کے لئے) رمضان کے روزے رکھے' تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب من صام رمضان إيمانا... ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام.

فوائد: گناہوں کی مغفرت سے مراد ان صغیرہ گناہوں کی مغفرت ہے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔

١٢٢١ ـ وعنهُ، رضيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ، قالَ: «إذا جاءَ رَمَضَانُ فُتِّحتْ أَبْوَابُ الجنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ» متفقٌ عليه.

۶ / ۱۲۲۱ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟ ـ وصحيح مسلم، أول كتاب الصيام.

فوائد: یہ رمضان کی خصوصی فضیلت ہے' اسی کا نتیجہ ہے کہ رمضان میں اہل ایمان کا رجوع' اللہ کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اس میں تلاوت قرآن' ذکر و عبادت اور توبہ و استغفار کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔

١٢٢٢ ـ وعنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فإن غُبِّيَ عليكم، فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاثينَ» متفقٌ عليه وهذا لفظ البخاري.
وفي رواية مسلم: «فَإن غُمَّ عَلَيكم فَصُوموا ثَلاثِينَ يَوْماً».

۷ / ۱۲۲۲ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چھوڑ دو۔ اگر تم پر بادل چھا جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دنوں کی گنتی پوری کرو۔
(بخاری و مسلم۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)
اور مسلم کی روایت میں ہے۔ اگر تم پر بادل چھا جائے تو تیس دنوں کے روزے رکھو۔

تخريج: صحيح بخارى، كتاب الصوم، باب قول النبي ﷺ إذا رأيتم الهلال فصوموا... ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والفطر لرؤية

الهلال . . .

فوائد: غبی اور غم لغت میں دونوں کے ایک ہی معنی ہیں بادلوں کا چھا جانا' مطلع کا ابر آلود ہونا' جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے۔ اس صورت میں حکم ہے کہ ۳۰ دنوں کی گنتی پوری کرو' ۲۹ شعبان کو رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزوں کا آغاز کیا جائے۔ اسی طرح ۲۹ رمضان کو شعبان (عیدالفطر) کا چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ روزے پورے کر کے عیدالفطر منائی جائے۔ گویا روزہ رکھنے اور چھوڑنے میں چاند کی رؤیت ضروری ہے' محض فلکی حساب کافی نہیں۔ علاوہ ازیں ہلال رمضان کی رؤیت کے لئے ایک معتبر گواہ اور ہلال شوال کے لئے دو معتبر گواہوں کی گواہی کافی ہے۔ اس نصاب شہادت سے رؤیت کا اثبات ہو جائے گا۔ ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقے کے لوگوں کے لئے معتبر ہو گی یا نہیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے اور دونوں گروہوں کے استدلال کی بنیاد یہی حدیث ہے۔ جو گروہ یہ کہتا ہے کہ ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقوں کے لئے بھی کافی ہے' وہ کہتا ہے صوموا' اور افطروا کے مخاطب تمام مسلمان ہیں۔ اس لئے ایک علاقے کے مسلمانوں کی رؤیت' گویا دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کی رؤیت ہے۔ دوسرا گروہ جس کا موقف یہ ہے کہ ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقوں کے مسلمانوں کے لئے کافی نہیں ہے' اس کا کہنا ہے کہ اس حکم کے مخاطب صرف وہ مسلمان ہیں جنھوں نے چاند دیکھا ہو۔ جن علاقوں کے مسلمانوں نے چاند دیکھا ہی نہیں' وہ اس کے مخاطب ہی نہیں۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ ہر علاقے کے لئے اپنی رؤیت ہے جس کے مطابق وہ روزے رکھنے اور عید کرنے کا فیصلہ کریں گے۔ ایک تیسرا گروہ اور ہے جس کا موقف یہ ہے کہ جو علاقے مطلع کے اعتبار سے قریب قریب ہیں۔ یعنی ان کے طلوع و غروب میں زیادہ فرق نہیں ہے' ان علاقوں میں ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقوں کے لئے کافی ہے۔ جیسے پاکستان میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے تقریباً یہی موقف اختیار کیا ہوا ہے جس کا اظہار مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلے کی صورت میں مسلسل کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔ پاکستان میں کسی ایک جگہ بھی رؤیت ہلال کا اگر شرعی شہادتوں کی روشنی میں اثبات ہو جاتا ہے' تو یہ کمیٹی اسے پورے ملک کے لئے کافی سمجھتی ہے اور اس کے مطابق فیصلہ اور اعلان کر دیا جاتا ہے۔ بہرحال یہ ایک معتدل موقف ہے جس پر عمل کی گنجائش ہے' اسی لئے علمائے اہلحدیث بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان کے مختلف شہروں کے مطلع میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف اتنا زیادہ نہیں ہے۔ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک زیادہ سے زیادہ ۳۵' ۴۰ منٹ تک کا فرق ہے جسے معتدبہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس موقف کی رو سے کم از کم ایک ملک میں ایک علاقے کی رؤیت دوسرے تمام علاقوں کے لئے کافی ہے۔

۲۱۸ - بَابُ الْجُودِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوفِ وَالْإِكْثَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذٰلِكَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ

۲۱۸۔ رمضان کے مہینے میں سخاوت' نیک عمل اور کثرت سے بھلائی اور آخری عشرے میں اس سے بھی زیادہ نیکیاں کرنے کا بیان

١٢٢٣ - وَعَن ابن عباس، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ في رَمضانَ حِينَ يَلْقَاهُ جبريلُ، وَكَانَ جبريلُ يَلقَاهُ في كُلِّ لَيلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ القرْآنَ، فَلَرسُولُ اللهِ ﷺ، حِينَ يلقَاهُ جبريلُ أَجْوَدُ بالخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ المُرْسَلَةِ. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۲۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں، جب آپ کو حضرت جبریل ؑ آکر ملتے تو آپ بہت زیادہ سخاوت کرنے والے تھے اور جبریل ؑ رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملتے تھے اور آپ سے قرآن کا دور کرتے تھے۔ پس یقیناً رسول اللہ ﷺ جب جبریل ؑ آپ سے ملتے، بھلائی میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الوحي - وصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب كان النبي ﷺ أجود الناس.

فوائد: اس میں رمضان المبارک میں دو کاموں کے کثرت اور اہتمام سے کرنے کا بیان ہے۔ ایک فیاضی و سخاوت کا مظاہرہ۔ تاکہ لوگ اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ عبادت کے لئے وقت نکال سکیں اور اپنے دنیاوی مشغلوں میں کمی کرلیں۔ دوسرے قرآن کریم کا دور اور مدارسہ۔ یعنی ایک دوسرے کو قرآن کی منزل سنانا۔ جیسے قرآن کریم کے دو حافظ ایک دوسرے کو اپنا آموختہ سناتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم اور رمضان المبارک کا باہم نہایت گہرا تعلق ہے۔

١٢٢٤ - وَعَنْ عائشةَ رضيَ اللهُ عنها قالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إذا دَخَلَ العَشْرُ أَحيَا اللَّيْل، وَأَيقَظَ أَهْلَهُ، وَشَدَّ المِئْزَرَ. متفقٌ عليهِ.

۲/ ۱۲۲۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب (رمضان کا آخری) عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان - وصحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان.

فوائد: ویسے تو پورا رمضان ہی نیکیوں کا موسم بہار اور عبادت و طاعت کا خصوصی مہینہ ہے۔ لیکن اس کا آخری عشرہ تو اس موسم عبادت کا نقطہ عروج ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ان دس دنوں اور راتوں میں تو بالخصوص خوب محنت اور جدوجہد کر کے اپنے رب کو راضی کرنے کی اور اسی طرح لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔ اسی لئے ان دس دنوں میں نبی ﷺ اعتکاف کرنے کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے، اس پر بھی عمل کرنا چاہئے۔

٢١٩ - بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ ۲۱۹۔ نصف شعبان کے بعد، رمضان سے

بَصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ إِلاَّ لِمَنْ وَصَلَهُ بِمَا قَبْلَهُ، أَوْ وَافَقَ عَادَةً بِأَنْ كَانَ عَادَتُهُ صَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَوَافَقَهُ

قبل روزہ رکھنے کی ممانعت' سوائے اس شخص کے جو اس کو ما قبل سے ملانے کا یا سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھنے کا عادی ہو اور یہ نصف اخیر اس کی عادت کے موافق ہو جائے

١٢٢٥ - عن أبي هُريرةَ رضيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «لا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ، إلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ، فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ» متَّفقٌ عليه.

۱/ ۱۲۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص رمضان سے ایک روز یا دو روز پہلے روزہ نہ رکھے۔ ہاں مگر وہ شخص جو پہلے سے ہی ان دنوں کا روزہ رکھتا ہو' تو وہ اس دن کا روزہ رکھ لے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب لا تقدموا رمضان بصوم ولا يومين.

فوائد: پہلے سے ہی ان دنوں کا روزہ رکھتا ہو' کا مطلب ہے کہ مثلاً سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا کسی کا معمول ہو یا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن چھوڑنا اس کا معمول ہو' تو اس معمول کی صورت میں وہ ایک دو روز قبل بھی روزہ رکھ سکتا ہے' کیونکہ اس کا روزہ استقبال رمضان کے لئے نہیں ہے بلکہ اس کے مستقل معمول کا ایک حصہ ہے۔ بعض نے ایک دو روز قبل سے مراد شعبان کے نصف ثانی کے پہلے ایک دو روز مراد لئے ہیں۔ کیونکہ روایات میں نصف شعبان کے بعد بھی روزہ رکھنے کی ممانعت وارد ہے۔ اس اعتبار سے شعبان کی ١٦' ١٧ تاریخ کو بھی روزہ رکھنا صحیح نہیں' الآ یہ کہ کسی کے معمول میں آجائے۔

١٢٢٦ - وعنِ ابنِ عباس رضيَ اللهُ عنهما قال: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «لا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَايَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلاثِينَ يَوماً» رواه الترمذي وقال: حديث حسنٌ صحيحٌ. «الغَيَايَةُ» بالغين المعجمة وبالياءِ المثناةِ من تحتُ المكررةِ، وهِيَ: السَّحَابَةُ.

۲/ ۱۲۲۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' رمضان سے پہلے روزہ مت رکھو' چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھنا چھوڑو۔ پس اگر چاند سے ورے بادل حائل ہو جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو ۳۰ دن پورے کرو۔ (ترمذی' حسن صحیح)

الـغـيـايـة ' غین اور دو یاء کے ساتھ' اس کے معنی ہیں' بادل

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء أن الصوم لرؤية الهلال.

فوائد: رمضان سے قبل' سے مراد شعبان کا دوسرا نصف ہے۔ یعنی ۱۵ شعبان کے بعد نفلی روزے نہیں رکھنے چاہئیں' تاکہ رمضان کے فرضی روزوں کے لئے اس کی قوت و توانائی برقرار رہے جس کا آغاز چند دن بعد ہی ہونے والا ہے۔ اگر چاند مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے نظر نہ آئے تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کر کے روزے شروع کئے جائیں۔ اسی طرح شوال کا چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ روزے پورے کر کے عیدالفطر منائی جائے۔

١٢٢٧ ـ وعنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إذا بَقِيَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ فَلا تَصُومُوا» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۳ / ۱۲۲۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب شعبان کا آدھا مہینہ باقی رہ جائے تو تم روزے نہ رکھو۔

(ترمذی' حدیث حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذى، أبواب الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في النصف الثاني من شعبان.

١٢٢٨ ـ وَعَنْ أَبي اليَقظانِ عمَّارِ بن يَاسِرٍ رضيَ اللهُ عَنهما قالَ: مَنْ صَامَ اليَوْمَ الَّذي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا القَاسِمِ ﷺ. رواه أبو داود، والترمذي وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۴ / ۱۲۲۸۔ حضرت ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' جس نے شک والے دن روزہ رکھا اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

(ابو داؤد' ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن أبي داود ـ وسنن ترمذى: وقال حسن صحيح.

فوائد: مشکوک (شک والے) دن سے مراد ۳۰ شعبان کا دن ہے۔ یعنی بادلوں کی وجہ سے ۲۹ ویں دن کو چاند نظر نہیں آیا' تو کوئی شخص یہ سمجھ کر روزہ رکھ لے کہ پتہ نہیں یہ شعبان کا تیسواں دن ہے یا رمضان کا پہلا دن؟ کہیں یہ یکم رمضان ہی نہ ہو۔ اس طرح شک والے دن میں روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے' بلکہ گنتی پوری کی جائے۔

٢٢٠ ـ بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلاَلِ

۲۲۰۔ چاند دیکھنے کے وقت کون سی دعاء پڑھی جائے؟

١٢٢٩ ـ عَنْ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ إذا رَأى الهِلالَ قَالَ: «اللَّهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالأَمْنِ وَالإِيمَانِ، وَالسَّلامَةِ وَالإِسْلامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ، هِلالُ رُشْدٍ وَخَيْرٍ» رواه الترمذي: وقالَ حديثٌ حَسَنٌ.

۱ / ۱۲۲۹۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب چاند دیکھتے تو فرماتے' اے اللہ' اس کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ نکال' اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے' اے اللہ! یہ چاند ہدایت اور بھلائی کا چاند ہو۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔)

تخريج: سنن ترمذى، أبواب الدعوات، باب ما يقول عند رؤية الهلال.

فوائد: چاند دیکھ کر مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ جن میں سے ایک دعاء یہ بھی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

۲۲۱ ـ باب فَضْلِ السُّحورِ وتأخيرِه ما لم يُخْشَ طُلُوعُ الفَجْرِ

۲۲۱۔ سحری کھانے کی اور اس میں تاخیر کرنے کی فضیلت' بشرطیکہ طلوع فجر کا اندیشہ نہ ہو

١٢٣٠ ـ عَنْ أنسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا؛ فَإنَّ في السُّحُورِ بَرَكَةً» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۲۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سحری کھایا کرو' اس لئے کہ سحری کھانے میں یقیناً برکت ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب بركة السحور ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل السحور.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ سحری کے وقت اٹھ کر سحری کھانا مسنون ہے' چاہے تھوڑا ہی کھا لے۔ لیکن اس کھانے میں برکت ہے' اس وقت کھانے پینے سے سارا دن اس کی قوت و توانائی برقرار رہے گی۔ اس کے برعکس جو شخص رات کو ہی کھا پی کر سو جائے تاکہ سحری کے لئے اٹھنا نہ پڑے یا سحری بہت جلدی کھا لے' اس کے آخری وقت میں نہ کھائے تو اسے جلد ہی بھوک پیاس ستانے لگ جائے گی' کیونکہ ان دونوں صورتوں میں بھوکا پیاسا رہنے کا پیریڈ (وقفہ) بڑھ جائے گا جس سے یقیناً روزے دار کو تکلیف ہو گی۔ سبحان اللہ! اسلام کی تعلیمات میں کس طرح انسان کی کمزوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں مناسب ہدایات دی گئی ہیں۔

١٢٣١ ـ وعن زيدِ بنِ ثابتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إلى الصَّلاةِ. قِيلَ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً. متفقٌ عليه.

۲/ ۱۲۳۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سے پوچھا گیا' سحری کے خاتمے اور نماز کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ انہوں نے فرمایا' پچاس آیات' (پڑھنے) کی مقدار۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب قدركم بين السحور وصلاة الفجر؟ ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ سحری بالکل آخری وقت میں کھائی جائے۔ یہی سنت طریقہ ہے۔ تاہم صبح صادق سے پہلے پہلے کھا لی جائے۔ اور یہ وقفہ بقدر پچاس آیات اندازاً دس منٹ ہو۔

١٢٣٢ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كانَ لِرسولِ اللهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ: بِلالٌ، وَابنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. فَقَالَ رَسولُ اللهِ

۳/ ۱۲۳۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے۔ حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔ پس رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ: «إنَّ بِلالاً يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ؛ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ» قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إلاَّ أَنْ يَنْزِلَ هذا وَيَرْقَى هذا، متفقٌ عليه.

فرمایا' بلال رات کو اذان دیتا ہے' جب تک ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان نہ دے اس وقت تک تم کھاؤ پیو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا' ان دونوں کی اذانوں کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا تھا کہ یہ (بلال رضی اللہ عنہ) اذان دے کر اترتا اور یہ (ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) اذان دینے کے لئے چڑھتا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب أذان الأعمى ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں صبح کے وقت دو مؤذن ہوتے تھے اور دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان کا مقصد یہ تھا کہ روزے دار اگر سحری کھا رہے ہوں تو وہ متنبہ ہو جائیں کہ سحری کا وقت ختم ہو چلا ہے اور اب نماز کی تیاری کرنی چاہئے اور اس کے فوراً بعد ہی دوسری اذان' دوسرے مؤذن کے ذریعے سے ہوتی۔ جو اس بات کا اعلان تھا کہ کھانے پینے کی گنجائش ختم ہو گئی ہے' اب نماز پڑھو۔ یہ معمول صرف رمضان میں ہی نہیں تھا' حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مستقل معمول تھا۔ یہ دونوں اذانیں اب بھی مسجد نبوی اور مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں جاری ہیں' ہمیں بھی اس سنت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ دونوں اذانوں کے درمیان وقفے کے بارے میں علماء نے کہا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دینے کے بعد دعاء وغیرہ میں مصروف ہو جاتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے' جب طلوع کا وقت قریب ہو جاتا تو نیچے اترتے اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اطلاع کرتے' وہ وضوء وغیرہ کرتے اور اذان دینے کے لئے چڑھ جاتے اور طلوع فجر کے آغاز میں اذان دیتے (ابن علان)

١٢٣٣ ـ وَعَنْ عَمْرِو بنِ العاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قالَ: «فَصْلُ ما بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ» رواه مسلم.

۴/ ۱۲۳۳۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق' سحری کا کھانا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل السحور.

فوائد: گویا سحری کھانا' امت مسلمہ کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے جس سے اللہ نے اس امت کو نوازا ہے۔

٢٢٢ ـ بَابُ فَضْلِ تَعْجِيلِ الفِطْرِ وَمَا يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُهُ بَعْدَ الإِفْطَارِ

۲۲۲۔ افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت اور اس چیز کا بیان جس پر افطار کیا جائے اور افطار کے بعد کی دعاء

١٢٣٤ ـ عَنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ

۱/ ۱۲۳۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلوا الفِطْرَ» متفقٌ عليه.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگ برابر بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ روزہ کھولنے میں جلدی کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب تعجیل الإفطار ۔ وصحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتأکید استحبابه . . .

فوائد: بھلائی سے مراد' دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ روزہ جلدی کھولنے کا مطلب' غروب شمس سے پہلے روزہ کھولنا نہیں ہے' بلکہ غروب شمس کے بعد بلا تاخیر روزہ کھولنا ہے۔ محض اس بنا پر تاخیر نہ کی جائے کہ روزے میں جو مشقت ہے' اس کو مزید بڑھایا جائے' جیسا کہ بعض تشدد پسند صوفی اور ذاکر قسم کے حضرات کرتے ہیں۔ ان سختیوں میں برکت نہیں ہے' بلکہ اصل برکت اتباع سنت میں ہے۔ اسی لئے جلدی افطار کرنے میں بھی اسی اتباع سنت کی وجہ سے دین و دنیا کی بھلائی مسلمانوں کے حصے میں آئے گی۔

١٢٣٥ ـ وَعَنْ أَبي عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا ومَسْرُوقٌ على عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، كِلاهُمَا لا يَأْلُو عَنِ الخَيْرِ: أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ المَغْرِبَ وَالإِفْطَارَ، وَالآخَرُ يُؤَخِّرُ المَغْرِبَ وَالإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ يُعَجِّلُ المَغْرِبَ وَالإِفْطَارَ؟ قَالَ: عَبْدُ اللهِ ـ يعني ابنَ مَسْعودٍ ـ فَقَالَتْ: هكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ. رواه مسلم. قوله: «لا يَأْلُو» أيْ لا يُقَصِّرُ في الخَيْرِ.

٢ / ١٢٣٥ ـ حضرت ابو عطیہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروقؒ حضرت عائشہ ؓ کے پاس گئے' تو ان سے حضرت مسروق نے کہا' اصحاب محمد ﷺ میں سے دو آدمی ہیں جو بھلائی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے۔ ان میں سے ایک مغرب کی نماز اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور دوسرا مغرب اور افطار میں دیر کرتا ہے۔ تو حضرت عائشہ ؓ نے پوچھا' مغرب کی نماز اور افطار میں جلدی کون کرتا ہے؟ حضرت مسروق نے کہا' حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ تو حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا' رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (مسلم)

لا یالو کے معنی ہیں' بھلائی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور.

فوائد: اس میں نبی ﷺ کا عمل بیان کیا گیا ہے کہ آپ افطار اور مغرب کی نماز میں جلدی کیا کرتے تھے۔

١٢٣٦ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطراً» رواه الترمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

٣ / ١٢٣٦ ـ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ عز و جل نے فرمایا ہے' مجھے میرے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو ان میں سے افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔

(ترمذی' حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في تعجيل الإفطار.

فوائد: جلدی افطار کرنے والا اللہ کا محبوب ترین بندہ ہے۔

۱۲۳۷ ـ وَعَنْ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إذا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ ههُنَا وَأَدْبَرَ النَّهارُ مِنْ ههُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ» متفقٌ عليه.

۴ / ۱۲۳۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات (کا اندھیرا) ادھر (مشرق) کی طرف سے آجائے اور دن (کا اجالا) ادھر (مغرب) کی سمت سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے' تو یقیناً روزے دار نے افطار کر لیا' (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصائم؟ ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار.

فوائد: افطار کر لیا' کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے کا وقت ہو گیا اور دوسرا مطلب ہے کہ شرعاً وہ روزہ کھولنے والا ہو گیا' چاہے وہ کچھ نہ کھائے پیئے' کیونکہ سورج کے غروب ہوتے ہی روزہ اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔ اس میں روزے کے وقت کا تعین کر دیا گیا ہے کہ وہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے۔ اس میں اپنی طرف سے اضافہ کرنا تشدد ہے جو اللہ کو ناپسند ہے۔

۱۲۳۸ ـ وَعَنْ أَبي إبراهيمَ عبدِ اللهِ بنِ أَبي أَوْفى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: سِرْنَا مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، قالَ لِبَعْضِ القَوْمِ: «يَا فُلانُ! انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا»، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوْ أَمْسَيْتَ؟ قالَ: «انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا» قال: إنَّ عَلَيْكَ نَهاراً، قال: «انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا» قَالَ: فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ قالَ: «إذا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ ههُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ» وَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ المَشْرِقِ. متفقٌ عليهِ.

قوله: «اجْدَحْ» بجيم ثُمَّ دالٍ ثُمَّ حاءٍ مهملتين؛ أي: اخْلِطِ السَّوِيقَ بِالمَاءِ.

۵ / ۱۲۳۸۔ حضرت ابو ابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر گئے جب کہ آپ روزے دار تھے' پس جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے رفقائے سفر میں سے ایک سے کہا' اے فلاں! سواری سے اتر اور ہمارے لئے ستو گھول۔ تو اس نے کہا' اگر آپ کچھ اور شام کریں (تو بہتر ہے) آپ نے فرمایا' تو سواری سے اتر اور ستو تیار کر۔ اس نے کہا' ابھی تو کچھ دن باقی ہے۔ آپ نے فرمایا' اتر اور ہمارے لئے ستو گھول۔ راوی حدیث حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' پس وہ سواری سے اترا اور ان کے لئے ستو گھولے' پس رسول اللہ ﷺ نے ستو نوش فرمائے اور فرمایا' جب تم دیکھو کہ رات ادھر (مشرق) سے آگئی ہے تو یقیناً روزے دار کا روزہ کھل گیا اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا'

(بخاری و مسلم)

اجدح، پہلے جیم پھر دال اور حاء، پانی میں ستو گھولنا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب متى يحل فطر الصائم؟ - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم وخروج النهار.

فوائد: اس میں بھی غروب شمس کے فوراً بعد بلا تاخیر روزہ کھولنے کی تاکید ہے۔

١٢٣٩ - وَعَنْ سَلْمَانَ بنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ، فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ». رَوَاهُ أَبو دَاوُدَ، والترمذي وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۶/ ۱۲۳۹۔ حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی افطار کرے تو اسے چاہئے کہ چھوارے سے افطار کرے، اگر وہ نہ پائے تو پانی سے افطار کرے، اس لئے کہ پانی خوب پاکیزہ ہے۔ (ابو داوُد، ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا، یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب ما يفطر عليه - وسنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما يستحب عليه الإفطار.

١٢٤٠ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمَيْرَاتٌ؛ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمَيْرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ. رَوَاهُ أَبُو داوُدَ، والترمذي وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۷/ ۱۲۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے قبل چند تازہ کھجوروں سے روزہ کھولتے تھے، اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چند چھواروں سے اور اگر وہ بھی نہ ہوتے تو پانی کے چند گھونٹ بھر لیتے۔ (ابو داوُد، ترمذی) امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب ما يفطر عليه - وسنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما يستحب عليه الإفطار.

فوائد: روزہ کھولتے وقت اس ترتیب کو سامنے رکھا جائے تو بہتر ہے تاکہ سنت کا ثواب بھی مل جائے۔

٢٢٣ - بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ لِسَانِهِ وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُشَاتَمَةِ وَنَحْوِهَا

۲۲۳۔ روزے دار کو اپنی زبان اور دوسرے اعضاء کی ناجائز کاموں اور سب و شتم وغیرہ سے حفاظت کرنے کا حکم

١٢٤١ ـ عنْ أبي هُريرةَ رَضِيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إذا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ، فَلا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ، أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إنِّي صَائِمٌ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۲۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو نہ دل لگی کی باتیں کرے اور نہ شور و غل کرے۔ پس اگر کوئی اس کو گالی گلوچ دے یا اس سے لڑے تو کہہ دے کہ میں' تو روزے دار ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب هل يقول إني صائم إذا شتم؟ ـ وصحيح مسلم، باب حفظ اللسان للصائم.

فوائد: یہ حدیث باب وجوب صوم رمضان' رقم ۱/ ۱۲۱۶ میں گزر چکی ہے۔ یہاں باب کی مناسبت سے دوبارہ لائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزے دار کے لئے جس طرح کھانا پینا اور بیوی سے قربت منع ہے' اسی طرح روزے کی حالت میں اپنی زبان اور اپنے دیگر اعضاء کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی اشتعال دلائے بھی تو مشتعل نہ ہو بلکہ یہ یاد رکھے کہ میں روزے دار ہوں' مجھے ان چیزوں سے اجتناب کرنا ہے اور جہاں تک ہو سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن میں مشغول رکھے۔

١٢٤٢ ـ وعنهُ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ للهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ» رواه البخاري.

۲/ ۱۲۴۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب من لم يدع قول الزور.

فوائد: اس میں بھی اسی امر کی تاکید ہے کہ روزے کی حالت میں روزے کے تقاضوں کا بھی خیال رکھا جائے۔ ایک طرف اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھنے کا بھی اہتمام ہو اور دوسری طرف اللہ کے خوف سے یہ بے نیازی ہو کہ نہ جھوٹ سے اجتناب ہو اور نہ دھوکہ و فریب دہی اور دیگر ناجائز کاموں سے بچنے کا جذبہ۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے جن الفاظ میں وعید بیان ہوئی ہے اس سے اندیشہ ہے کہ ایسے لوگوں کا روزہ بے کار جائے اور ثواب سے محروم رہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے لوگ روزے کی حالت میں کھانا پینا شروع کر دیں بلکہ اصل مقصود اس تنبیہ سے یہ ہے کہ ہر قسم کی معصیت سے اپنے کو بچائیں تاکہ ثواب کے مستحق بھی بن سکیں۔

٢٢٤ ـ بَابٌ فِي مَسَائِلَ مِنَ الصَّوْمِ

۲۲۴۔ روزے کے چند مسائل کا بیان

١٢٤٣ ـ عَنْ أَبي هريرةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النبيِّ ﷺ قالَ: «إذا نَسِيَ أَحَدُكُمْ، فَأكَلَ، أَوْ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ؛ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللهُ وَسَقَاهُ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۲۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص بھول کر کھا پی لے تو اسے چاہئے کہ اپنا روزہ پورا کرے' کیونکہ اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب إذا أكل أو شرب ناسيا ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب أكل الناسي وشربه وجماعه لا يفطر.

فوائد: اس میں بھی اسلام کی ایک شفقت و سہولت کا بیان ہے کہ روزے کی حالت میں اگر بھول کر کوئی ایسا کام کرلیا ہے' جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے' جیسے کھانا' پینا' بیوی سے ہم بستری کرنا وغیرہ۔ تو نسیان کی وجہ سے اس کا روزہ برقرار رہے گا' بشرطیکہ یاد آتے ہی فوراً اس کام کو چھوڑ دے۔ ایسے روزے کی قضاء ہے نہ کفارہ۔

١٢٤٤ ـ وعن لَقيط بن صَبِرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يا رسولَ اللهِ! أَخبِرني عَنِ الوُضُوءِ؟ قال: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الاسْتِنْشَاقِ، إلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِماً» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۲ / ۱۲۴۴۔ حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے وضو کی بابت بتلائیے۔ آپ نے فرمایا' کامل طریقے سے وضو کرو' انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی ڈالنے کا خوب اہتمام کرو (جیسے زور سے خوشبو سونگھی جاتی ہے) مگر یہ کہ تم روزے دار ہو۔

(ابوداؤد' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب الصائم يبالغ في الاستنشاق ـ وسنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في كراهية مبالغة الاستنشاق للصائم.

فوائد: عام حالات میں کمال وضوء کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ناک میں پانی اچھی طرح ڈالا جائے' اسی طرح خوب کلی کی جائے۔ لیکن روزے کی حالت میں احتیاط ضروری ہے تاکہ پانی ناک یا منہ کے ذریعے سے اندر نہ جائے۔ جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

١٢٤٥ ـ وعنْ عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنها قالَتْ: كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ. متفقٌ عليه.

۳ / ۱۲۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (بعض اوقات) اس طرح فجر ہوتی کہ آپ اپنی بیوی (کے ساتھ ہم بستری کرنے کی وجہ) سے جنبی ہوتے۔ پھر آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب اغتسال الصائم ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب.

١٢٤٦ ـ وعنْ عائشةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتَا: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُباً مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ، ثُمَّ يَصُومُ. متفقٌ عليهِ.

۴ / ۱۲۴۶۔ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بغیر احتلام کے' حالت جنابت میں صبح کرتے' پھر روزہ رکھ لیتے۔

(بخاری و مسلم) (کتاب و باب مذکور)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب اغتسال الصائم ـ وصحيح مسلم، كتاب

الصيام، باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب.

فوائد: اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو پہلی حدیث کا ہے کہ نبی کریم ﷺ بعض دفعہ صبح اٹھتے تو جنبی ہوتے' لیکن آپ اسی حالت جنابت میں سحری کھا کر روزہ رکھ لیتے اور غسل کر کے نماز پڑھ لیتے۔ کیونکہ نماز کے لئے طہارت ضروری ہے۔ آپ کی یہ جنابت بھی احتلام کے بغیر ہی ہوتی تھی یعنی بیوی کے ساتھ ہم بستری اس کی وجہ ہوتی تھی۔ کیونکہ مشہور قول کے مطابق احتلام' وسوسہ شیطانی کا نتیجہ ہوتا ہے جس سے انبیاء محفوظ رہتے ہیں۔

٢٢٥ ـ بَابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ وَشَعْبَانَ وَالأَشْهُرِ الْحُرُمِ

۲۲۵۔ محرم' شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت کا بیان

١٢٤٧ ـ عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلاةِ بَعْدَ الفَرِيضَةِ: صَلاةُ اللَّيْلِ» رواه مسلمٌ.

۱/ ۱۲۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل صوم المحرم.

فوائد: اللہ کی طرف مہینے کی نسبت' اس کے شرف و فضل کی علامت ہے۔ جیسے بیت اللہ' ناقۃ اللہ وغیرہ ہیں۔ محرم' چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے اور اسی ماہ محرم سے اسلامی سال کا آغاز ہوتا ہے۔ باقی حرمت والے تین مہینے یہ ہیں۔ رجب' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔ ماہ محرم کو یہ امتیازی فضیلت حاصل ہے کہ رمضان کے بعد اس مہینے کے نفلی روزوں کو دیگر نفلی روزوں سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

١٢٤٨ ـ وعَنْ عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالتْ: لَمْ يَكنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوم مِنْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوم شَعْبَانَ كلَّه. وفي روايةٍ: كَانَ يَصُومُ شَعبانَ إلَّا قَلِيلاً. متفقٌ عليهِ.

۲/ ۱۲۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ (نفلی) روزے نہیں رکھتے تھے' بلاشبہ آپ شعبان کا پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سوائے چند دنوں کے شعبان کے باقی روزے رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم شعبان ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان.

فوائد: ایک اور حدیث میں نبی ﷺ کے شعبان میں زیادہ روزہ رکھنے کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ اس مہینے میں اعمال رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں' تو آپ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ جب آپ کے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں تو آپ روزے کی حالت میں ہوں۔ (نسائی) تاہم مسلمانوں کے لئے حکم یہی ہے کہ نصف اول میں تو وہ نفلی روزے رکھ سکتے ہیں۔ لیکن شعبان کے نصف ثانی میں انہیں روزہ رکھنے سے روک دیا گیا ہے تاکہ ان کی قوت و توانائی رمضان کے فرض روزوں کے لئے برقرار رہے۔ نبی ﷺ کو روحانی قوت زیادہ

حاصل تھی' اس وجہ سے روزہ آپ کے لئے کمزوری کا باعث نہیں ہوتا تھا' اسی لئے آپ صوم وصال (مسلسل بغیر افطار کئے روزے رکھنے) کا بھی اہتمام کر لیتے تھے۔ لیکن اپنی امت کو آپ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔

١٢٤٩ ـ وعن مجيبة الباهلية عن أبيها أو عمها، أنه أتى رسول الله ﷺ، ثم انطلق فأتاه بعد سنة، وقد تغيرت حاله وهيئته، فقال: يا رسول الله! أما تعرفني؟ قال: «ومن أنت؟» قال: أنا الباهلي الذي جئتك عام الأول. قال: «فما غيرك، وقد كنت حسن الهيئة؟» قال: ما أكلت طعاماً منذ فارقتك إلا بليل. فقال رسول الله ﷺ: «عذبت نفسك!» ثم قال: «صم شهر الصبر، ويوماً من كل شهر» قال: زدني؛ فإن بي قوة، قال: «صم يومين» قال: زدني، قال: «صم ثلاثة أيام» قال: زدني، قال: «صم من الحرم واترك، صم من الحرم واترك، صم من الحرم واترك» وقال بأصابعه الثلاث فضمها، ثم أرسلها. رواه أبو داود. و «شهر الصبر» رمضان.

۳/۱۲۴۹۔ حضرت مجیبہ باہلیہ اپنے باپ یا اپنے چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر چلے گئے' پھر ایک سال کے بعد آپ کے پاس آئے' جب کہ ان کی حالت و ہیئت بدل چکی تھی' تو انہوں نے کہا' یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے پوچھا' تم کون ہو؟ انہوں نے کہا' میں وہ باہلی ہوں جو پہلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا' تم میں یہ تبدیلی کیسے آگئی' تم تو اچھی حالت والے تھے؟ انہوں نے عرض کیا' میں جب سے آپ سے جدا ہوا ہوں' صرف رات کو کھانا کھایا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم نے اپنے نفس کو عذاب میں مبتلا کیا' پھر فرمایا' تم صبر والے مہینے (رمضان) کا روزہ رکھو اور ہر مہینے میں ایک روزہ۔ انہوں نے کہا' میرے لئے اور اضافہ فرمایئے' کیونکہ مجھے قوت حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا (ہر مہینے میں) دو دن کے روزے رکھو۔ انہوں نے کہا' کچھ اور اضافہ فرمایئے۔ آپ نے فرمایا' تین دن کے روزے رکھو۔ انہوں نے کہا' میرے لئے زیادہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا' حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو۔ حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو' حرمت والے مہینوں میں روزہ رکھو اور چھوڑ دو اور آپ نے اپنی تین انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا' پس انہیں ملایا پھر انہیں چھوڑ دیا۔ (ابو داؤد)

صبر والے مہینے سے مراد' رمضان کا مہینہ ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب صوم أشهر الحرم.

شیخ البانی نے "التعلیق الرغیب علی الترغیب والترھیب" میں اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (۲/ ۸۲)

فوائد: مجیبہ باہلی کے والد کا نام عبداللہ بن حارث باہلی تھا اور اگر یہ ان کے چچا کا واقعہ ہے تو ان کا نام معروف نہیں۔ بہرحال یہ صرف رات کو کھانا کھاتے تھے یعنی دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے' جس سے ان کی صحت کافی متاثر

ہوئی۔ جسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے انہیں ہمیشہ روزہ رکھنے سے منع فرما دیا اور اس کی بجائے یہ تاکید کی کہ ہر مہینے میں بالخصوص حرمت والے مہینوں میں تین تین روزے رکھ لیا کریں۔ ہر مہینے تین روزے رکھ کر چھوڑ دیں۔ تین روزوں کا ثواب بھی۔ دس گنا کے اعتبار سے۔ ۳۰ دنوں کے برابر ہے' یوں گویا انسان عنداللہ صائم الدھر شمار ہو گا۔ بالخصوص کمزور صحت والوں کو مہینے میں تین سے زیادہ روزے نہیں رکھنے چاہئیں۔ البتہ جو صحت مند اور قوی ہوں' وہ زیادہ روزے رکھ سکتے ہیں اور ان کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ وہ داؤدی روزہ رکھیں یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ۔ تاکہ انسان روزے کا عادی بھی نہ ہو' کیونکہ عادی ہونے کی صورت میں روزے کی مشقت محسوس نہیں ہوتی اور جب ایک ایک دن چھوڑ کر روزے رکھے گا' تو انسان روزے کا عادی نہیں ہو گا' بلکہ ہر دوسرے روز' جب وہ روزہ رکھے گا تو روزے کی مشقت بھی اسے محسوس ہو گی جو اس کے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

٢٢٦ - بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

۲۲۶۔ ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں روزہ اور دیگر نیکیوں کی فضیلت کا بیان

١٢٥٠ - عن ابن عبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَيامٍ العَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هذِهِ الأَيَّامِ» يعني: أَيامَ العشرِ، قالوا: يا رسولَ اللهِ! وَلا الجهادُ في سبيلِ اللهِ؟ قالَ: «وَلا الجهادُ في سبيلِ اللهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ، وَمَالِهِ، فَلَم يَرجِعْ مِنْ ذلكَ بِشَيءٍ» رواه البخاريُّ.

۱/ ۱۲۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کے مقابلے میں دوسرے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں نیک عمل اللہ کو ان دنوں سے زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا' یا رسول اللہ' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں۔ سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال لے کر (جہاد کے لئے) نکلا اور پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا (یعنی شہید ہو گیا یہ دوسروں سے یقیناً افضل ہے) (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق.

فوائد: ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ایسے ہیں کہ ان میں مناسک حج کی ادائیگی کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کو نیک اعمال کے لئے سب سے زیادہ فضیلت والا قرار دے کر' ان لوگوں کے لئے بھی نیکیاں کمانے کے راستے کی نشاندہی فرما دی ہے جو حج کی سعادت سے محروم رہنے والے ہیں' وہ اپنے اپنے مقام پر رہ کر ان ایام میں نفلی روزوں اور دیگر عبادات کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ (۲) اسلام میں جہاد کی بڑی فضیلت ہے۔

٢٢٧ - بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَتَاسُوعَاءَ

۲۲۷- یوم عرفہ' عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت کا بیان

١٢٥١ - عنْ أبي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: سُئِلَ رسولُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؛ قالَ: «يكفِّرُ السَّنَةَ الماضِيَةَ وَالبَاقِيَةَ» رواه مسلمٌ.

۱/۱۲۵۱- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے روزے کی بابت سوال کیا گیا' آپ نے فرمایا' وہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة.

فوائد: ۹ ذالحجہ' کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے۔ اس دن حجاج کرام عرفات میں وقوف کرتے ہیں جو حج کا انتہائی اہم رکن ہے۔ اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ حجاج تو اس دن عرفات میں ذکر و دعاء میں مشغول ہوتے ہیں اور اس دن ان کی یہی سب سے اہم عبادت ہوتی ہے۔ اس لئے اس دن کا روزہ ان کے لئے مستحب نہیں ہے۔ لیکن غیر حاجیوں کے لئے اس دن کے روزے کی یہ فضیلت ہے کہ یہ دو سالوں کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے' جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے یا پھر رفع درجات کا باعث ثابت ہوتا ہے۔

١٢٥٢ - وعَنِ ابنِ عباسٍ رضيَ اللهُ عَنهمـا، أَنَّ رسـولَ اللهِ ﷺ صَـامَ يَـوْمَ عَاشورَاءَ، وَأَمَر بِصِيَامِهِ. متفقٌ عليهِ.

۲/۱۲۵۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورے کے دن کا روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صيام عاشوراء - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب صوم عاشوراء.

فوائد: عاشوراء' دس محرم کو کہتے ہیں۔ دوسری احادیث میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکے سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو دیکھا کہ یہودی دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں' آپ نے ان سے پوچھا' تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا' اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی۔ اس خوشی میں ہم روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ موسیٰ کی اس خوشی میں ہم تم سے زیادہ روزہ رکھنے کے حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ نے بھی دس محرم کا روزہ رکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو اس کے ساتھ ۹ محرم کا روزہ (بھی) رکھوں گا' تاکہ یہود کی مخالفت (بھی) ہو جائے۔ بلکہ ایک اور روایت میں آپ نے حکم فرمایا کہ تم عاشورے کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت بھی کرو اور (اس کے ساتھ) ایک دن قبل یا بعد کا روزہ بھی رکھو (مسند احمد' ج ۴' ص ۲۱' طبع جدید' بہ تحقیق احمد شاکر مصری۔ مجمع الزوائد' ج ۳' ص ۱۸۸) اس لئے اب دو روزے رکھنے مسنون ہیں' ۹' ۱۰ محرم یا ۱۰' ۱۱ محرم کا روزہ۔ افسوس کہ مسلمان محرم کی ۹' ۱۰ تاریخ کو اس سنت پر

تو عمل نہیں کرتے، لیکن اپنی طرف سے گھڑی ہوئی بہت سی بدعات پر نہایت سختی سے عمل کرتے ہیں یا پھر ماتم و عزا کی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں جو شیعوں کا مخصوص مذہب اور شعار ہے اور جس میں شرکت سخت گناہ ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے راقم کی کتاب، "ماہ محرم اور موجودہ مسلمان"۔

١٢٥٣ ـ وعنْ أَبي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، فَقَالَ: «يُكَفِّرُ السَّنَةَ المَاضِيَةَ». رواهُ مُسْلِمٌ.

۳ / ۱۲۵۳ ۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عاشوراء کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، یہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام.

١٢٥٤ ـ وعَنِ ابنِ عَبَّاس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَئِنْ بَقِيتُ إلى قَابِلٍ لأَصُومَنَّ التَّاسِعَ» رواهُ مُسْلِمٌ.

۴ / ۱۲۵۴ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ۹ محرم کا روزہ (بھی) ضرور رکھوں گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب أيّ يوم يصام في عاشوراء.

فوائد: بعض لوگ اس کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں کہ میں صرف ۹ محرم کا روزہ رکھوں گا۔ لیکن دوسری روایات کی رو سے یہ مفہوم صحیح نہیں۔ آپ نے یہود کی مخالفت اختیار کرنے کے لئے دس محرم کے روزے کے ساتھ ایک اور روزہ رکھنے کا عزم فرمایا اور اس کا حکم بھی دیا، جیسا کہ مسند احمد کی روایت ہم نے بیان کی ہے۔ اس لئے اس کا وہی مفہوم صحیح ہے جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔

٢٢٨ ـ بابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ

۲۲۸۔ شوال کے چھ روزوں کے مستحب ہونے کا بیان

١٢٥٥ ـ عَنْ أَبي أيوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ» رواهُ مُسْلِمٌ.

۱ / ۱۲۵۵ ۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ (نفلی) روزے رکھے، تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی مانند ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتباعا لرمضان.

فوائد: الحسنة بعشر امثالها (ایک نیکی کا اجر، کم از کم دس گنا ہے) کے مطابق ایک مہینے (رمضان) کے روزے دس مہینوں کے برابر ہیں اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھ لئے جائیں، جنہیں شش عیدی روزے کہا جاتا ہے، تو یہ دو مہینوں کے برابر ہو گئے، یوں گویا پورے سال کے روزوں کے اجر کا مستحق ہو گیا۔ دوسرے لفظوں میں اس نے پورے سال کے روزے رکھے اور جس کا یہ مستقل معمول ہو جائے تو وہ

ایسے ہے جیسے اس نے پوری زندگی روزوں کے ساتھ گزاری' وہ عنداللہ ہمیشہ روزہ رکھنے والا شمار ہو گا۔ اس اعتبار سے یہ شش عیدی روزے بڑی اہمیت رکھتے ہیں' گو ان کی حیثیت نفلی روزوں ہی کی ہے۔ یہ چھ روزے متواتر رکھ لئے جائیں یا ناغہ کر کے' دونوں طرح جائز ہیں' تاہم شوال کے مہینے میں رکھنے ضروری ہیں۔ اسی طرح جن کے رمضان کے فرض روزے بیماری یا سفر وغیرہ کی وجہ سے رہ گئے ہوں' ان کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ فرضی روزوں کی قضاء دیں اور اس کے بعد شوال کے چھ نفلی روزے رکھیں۔

٢٢٩ - بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ

٢٢٩۔ سوموار اور جمعرات کے روزے کے مستحب ہونے کا بیان

١٢٥٦ - عن أَبي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الاثْنَيْنِ فَقَالَ: «ذلكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ، أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ» رواه مسلمٌ.

١٢٥٦/١۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کی بابت سوال کیا گیا' تو آپ نے فرمایا' یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اسی دن میری بعثت ہوئی' یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر.

فوائد: مقصد نبی ﷺ کا یہ تھا کہ اپنی ولادت اور نبوت سے سرفراز کئے جانے کی خوشی میں میں سوموار کا روزہ رکھتا ہوں۔ گویا میلاد النبی کا دن اگر کسی نے منانا ہو تو اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے ولادت والے دن صرف روزہ رکھا ہے' اس لئے یوم میلاد پر جلوس نکالنا' چراغاں کرنا' آرائشی محرابوں' دروازوں اور گلی کوچوں کی سجاوٹ پر لاکھوں کروڑوں روپیہ صرف کر دینا' غیروں کی نقالی اور بدعت ہے' دین سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ عمل صالح اور فرائض و سنن کی پابندی کے بغیر محبت کے یہ کھوکھلے مظاہرے عنداللہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے راقم کا رسالہ ''عید میلاد کی تاریخی و شرعی حیثیت اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ''۔ جس میں ''جشن میلاد'' کے جواز کے دلائل پر نقد و محاکمہ ہے۔ ایک بہترین مدلل اور قابل مطالعہ رسالہ ہے۔

١٢٥٧ - وعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عنه عَنْ رسولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «تُعْرَضُ الأَعْمَالُ يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ، ورواهُ مُسلمٌ بغيرِ ذِكرِ الصَّوْمِ.

١٢٥٧/٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سوموار اور جمعرات کو (اللہ کے ہاں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں' پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل جب (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے تو میں روزے دار ہوں۔ (ترمذی)

امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔ امام مسلم

نے اسے روزے کے ذکر کے بغیر روایت کیا ہے۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس - وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن الفحشاء والتهاجر.

صحیح مسلم کی یہ روایت آگے رقم ۱۵۷۰، "باب النھی عن التباغض و التقاطع والتدابر" میں آئے گی۔

فوائد: سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنا مستحب ہے' اس کے استحباب کی وجہ حدیث میں بیان کر دی گئی ہے۔

۱۲۵۸ ـ وَعَنْ عَائشةَ رَضيَ اللهُ عَنْها قَالَتْ: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ الاثْنَيْنِ وَالخَمِيسِ. رواه الترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۳ / ۱۲۵۸ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خاص اہتمام سے رکھتے تھے۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين والخميس.

فوائد: یتحری کا مطلب ہے' تلاش و جستجو کرتے یعنی بطور خاص اہتمام فرماتے۔ اس کی وجہ گزشتہ حدیث میں بیان ہو چکی ہے۔

٢٣٠ ـ بابُ اسْتِحْبابِ صَوْمِ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

۲۳۰۔ ہر مہینے تین روزے رکھنے کے مستحب ہونے کا بیان

والأفضلُ صومُها في الأيام البِيضِ، وَهِيَ: الثَّالِثَ عَشَرَ، والرَّابِعَ عَشَرَ، والخامِسَ عَشَرَ. وقِيلَ: الثَّانِيَ عشرَ، وَالثَّالِثَ عَشَرَ، وَالرَّابِعَ عَشَرَ، وَالصحيحُ المَشْهُورُ هُوَ الأَوَّلُ.

امام نووی ؒ فرماتے ہیں۔ افضل یہ ہے کہ ایام بیض کے تین روزے ہر مہینے رکھے جائیں اور یہ چاند کی ۱۳' ۱۴ اور ۱۵ تاریخ ہے اور بعض کے نزدیک ۱۲' ۱۳' اور ۱۴ تاریخ ہے۔ صحیح اور مشہور بات پہلی ہے۔

١٢٥٩ ـ وعن أَبي هُريرةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: أَوْصاني خليلي ﷺ بِثلاثٍ: صِيَامِ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِن كلِّ شهرٍ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ. مُتفقٌ عليهِ.

۱ / ۱۲۵۹ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ ہر مہینے تین روزے رکھنے کی' چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی اور یہ کہ سونے سے قبل میں وتر ادا کر لیا کروں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، باب صلاة الضحى - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى.

١٢٦٠ ـ وعَنْ أَبي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: أَوْصَانِي حَبِيبي ﷺ بِثَلاثٍ لَنْ

۲ / ۱۲۶۰ ـ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی

أَدَعهُنَّ مَا عِشْتُ: بِصِيَامِ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلاةِ الضُّحى، وَبِأَن لا أَنَامَ حَتَّى أُوتِرَ. رواهُ مُسْلِمٌ.

ہے' زندگی بھر میں انہیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے کی اور چاشت کی نماز کی اور یہ کہ سونے سے قبل میں وتر ادا کر لیا کروں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى.

١٢٦١ ـ وَعَنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بنِ العاصِ رَضِيَ اللهُ عنهما قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «صَوْمُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۳/ ۱۲۶۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا' سارا سال روزہ رکھنے کے برابر ہے (یا' ہمیشہ روزہ رکھنا ہے) (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم داود عليه السلام ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر.

١٢٦٢ ـ وعنْ مُعَاذَةَ العَدَوِيَّةِ أَنَّها سَأَلَتْ عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنها: أَكانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يصومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثلاثةَ أَيَّامٍ قَالَتْ: نَعمْ. فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ يَصُومُ. رواهُ مسلمٌ.

۴/ ۱۲۶۲۔ حضرت معاذہ عدویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھتے تھے' انہوں نے جواب دیا' ہاں۔ میں نے پوچھا' مہینے کے کون سے حصے کا روزہ رکھتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا' آپ یہ پروا کئے بغیر کہ یہ مہینے کا کون سا حصہ ہے' روزہ رکھتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ مہینے کی کوئی سی بھی تاریخوں میں ۳ روزے رکھے جا سکتے ہیں' ان کی تعیین ضروری نہیں۔ تاہم افضل تاریخیں ۱۳' ۱۴ اور ۱۵ ہیں' کیونکہ نبی ﷺ نے ان تاریخوں میں روزے رکھنے کا حکم بھی فرمایا ہے اور آپ بھی اکثر ان تاریخوں کا خیال رکھتے تھے اور اس کے مطابق روزے رکھتے تھے' جیسا کہ اگلی روایات سے واضح ہے۔

١٢٦٣ ـ وعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عنهُ قَالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلاثاً، فَصُمْ ثَلاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ» رواهُ الترمذيُّ وقال: حديثٌ حسنٌ.

۵/ ۱۲۶۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تو مہینے میں تین روزے رکھنے کا ارادہ کرے تو ۱۳' ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کا روزہ رکھ۔ (ترمذی' حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر.

١٢٦٤ ـ وعنْ قتادةَ بنِ مِلْحَانَ،

۶/ ۱۲۶۴۔ حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كانَ رَسولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ البِيضِ: ثَلاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ. رواهُ أبو داودَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض یعنی ۱۳' ۱۴ اور ۱۵ تاریخوں کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

(ابو داؤد)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر.

١٢٦٥ - وعنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ لا يُفْطِرُ أَيَّامَ البِيضِ في حَضَرٍ وَلا سَفَرٍ. رواهُ النسَائي بإسنادٍ حَسَنٍ.

۷ / ۱۲۶۵ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اقامت اور سفر دونوں حالتوں میں ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے۔

(نسائی' باسناد حسن)

تخريج: سنن نسائي، كتاب الصيام، باب صوم النبي ﷺ.

فوائد: بیض' ابیض کی جمع ہے' بمعنی سفید۔ ۱۳' ۱۴' ۱۵ تاریخوں کو ایام بیض (روشن دن) اس لئے کہتے ہیں کہ ان کی راتیں چاندنی کی وجہ سے روشن رہتی ہیں۔ ان راتوں کے بعد چاند بتدریج گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ بہرحال مذکورہ حدیثوں سے واضح ہے کہ ان تاریخوں میں تین روزے رکھنا افضل ہے' تاہم جواز دوسری تاریخوں میں بھی ہے۔

٢٣١ - بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَّرَ صَائِماً، وَفَضْلِ الصَّائِمِ الَّذِي يُؤْكَلُ عِنْدَهُ، وَدُعَاءِ الآكِلِ لِلْمَأْكُولِ عِنْدَهُ

۲۳۱۔ روزہ کھلوانے کی فضیلت اور اس روزے دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور مہمان کا میزبان کے لئے دعاء کرنا

١٢٦٦ - عنْ زَيدِ بنِ خَالدٍ الجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ فَطَّرَ صَائماً، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجرِهِ، غيرَ أَنَّهُ لا يَنْقُصُ مِنْ أَجرِ الصَّائمِ شيءٌ». رواهُ الترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱ / ۱۲۶۶ - حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس نے کسی روزے دار کا روزہ کھلوایا' اس کے لئے اس روزے دار کی مثل اجر ہے' بغیر اس کے کہ روزے دار کے اجر سے کچھ کمی ہو۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في الاعتكاف إذا خرج منه.

١٢٦٧ - وعَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الأَنْصارِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنها، أنَّ النبيَّ ﷺ دَخلَ عَلَيهَا، فَقَدَّمَتْ إلَيهِ طَعَاماً، فَقَالَ: «كُلي» فَقَالَتْ: إنِّي صَائِمَةٌ، فقالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ الصَّائمَ تُصَلِّي عَلَيْهِ المَلائكةُ إذَا أُكِلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرُغُوا» وَرُبَّمَا قالَ: «حَتَّى

۲ / ۱۲۶۷ - حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ان کے گھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے' تو انہوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا' آپ نے فرمایا' تم بھی کھاؤ۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں تو روزے دار ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' روزے دار کے پاس جب کھانا کھایا جائے' تو ان کے کھانے سے فارغ ہونے

يَشْبَعُوا» رواهُ الترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

تک فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ فرمایا۔ ان کے سیر ہونے تک (دعا کرتے رہتے ہیں)

(ترمذی' حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في فضل الصائم إذا أكل عنده.

(مزید دیکھئے الضعیفہ ۳/ ۵۰۲ رقم ۱۳۳۲)

فوائد: اس میں اس روزے دار کی فضیلت کا بیان ہے جس کے سامنے کھانا کھایا جائے۔

١٢٦٨ ـ وعَنْ أَنس رَضِيَ اللهُ عنهُ، أَنَّ النبيَّ ﷺ جاءَ إلى سَعْدِ بْنِ عُبادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَجاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ، فَأَكَلَ، ثُمَّ قَالَ النبيُّ ﷺ: «أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائمونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ المَلائِكَةُ». رواهُ أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۳/ ۱۲۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے' پس انھوں نے روٹی اور زیتون کا روغن آپ کی خدمت میں پیش کیا' آپ نے وہ تناول فرمایا' پھر آپ نے فرمایا' روزے داروں نے تمہارے پاس افطار کیا' نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کی۔ (ابو داؤد' باسناد حسن)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب الدعاء لرب الطعام.

فوائد: افطر لفظاً جملہ خبریہ ہے لیکن یہ دعائیہ جملہ ہے' یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اس شخص کا سا بدلہ عطا فرمائے جو کسی کا روزہ افطار کروائے۔ اس میں حسب توفیق و استطاعت مہمان نوازی کی ترغیب ہے۔

٩ ـ كِتَابُ الإعْتِكَافِ

٢٣٢- باب فضل الاعتكاف

۲۳۲ ـ اعتکاف کی فضیلت کا بیان

١٢٦٩ ـ عنِ ابنِ عُمَرَ رَضيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ يَعْتكِفُ العَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. مُتفقٌ عليهِ.

۱/ ۱۲۶۹ ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر ـ وصحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان.

١٢٧٠ ـ وعنْ عائشةَ رَضيَ اللهُ عَنْها، أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كانَ يَعْتكِفُ العَشْرَ الأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ تعالى، ثُمَّ اعْتكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ. متفقٌ عليهِ.

۲/ ۱۲۷۰ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت فرما دیا' پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔ (بخاری و مسلم) (کتاب و باب مذکور)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر ـ وصحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان.

١٢٧١ ـ وعَنْ أَبي هُريرةَ رَضيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: كانَ النبيُّ ﷺ يَعْتكِفُ في كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّام، فَلَمَّا كَانَ العَامُ الَّذي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْماً. رواه البخاريُّ.

۳/ ۱۲۷۱ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے' مگر جس سال آپ کا انتقال ہوا' آپ نے ۲۰ دن اعتکاف فرمایا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأوسط من

رمضان.

فوائد: ان روایات سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔ خواتین بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں' لیکن اعتکاف کی جگہ مسجد ہے' گھر نہیں۔ اس لئے اگر کسی مسجد میں ایسا انتظام ہے کہ وہاں عورتیں' مردوں سے بالکل الگ تھلگ اور پورے تحفظ کے ساتھ اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں' تو وہاں وہ اعتکاف بیٹھ جائیں۔ لیکن جہاں ایسا معقول انتظام نہ ہو تو پھر اپنی عصمت کو خطرے میں ڈال کر عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں۔ اعتکاف' نفلی عبادت ہے اور عصمت کا تحفظ فرض۔ نفل کے شوق میں فرض سے غفلت صحیح نہیں۔

١٠ ـ كِتَابُ الْحَجِّ
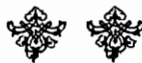
بَابُ وُجُوْبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهِ

۲۳۳۔ حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾[آل عمران: ٩٧] .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے' جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے اور جس نے کفر کیا' تو یقیناً اللہ تعالیٰ جہانوں سے بے نیاز ہے۔ (سورۂ آل عمران' ۹۷)

فائدۂ آیت: راستے کی طاقت سے مراد' آمد و رفت کا خرچ اور اس کے بعد گھر میں بچوں کی کفالت کا انتظام ہے۔ ایسے لوگوں پر حج فرض ہے اور استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن نے کفر سے تعبیر کیا ہے جس سے اس جرم کی شناعت و قباحت (برائی) واضح ہے اور احادیث میں بھی اس پر سخت وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں۔

١٢٧٢ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ، ﷺ، قَالَ: «بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ»متفق عليه

۱/ ۱۲۷۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اسلام کی بنیادیں پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہیں۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب دعاءكم إيمانكم ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أركان الإسلام.

فوائد: یہ روایت کتاب الصلوٰۃ' کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الصوم میں بھی گزر چکی ہے' یہاں اسے حج کے چوتھے رکن کی فرضیت کے اثبات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ حج اسی پر فرض ہے جو صاحب استطاعت ہو گا' جیسا کہ گزرا۔

١٢٧٣ ـ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا» فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَارَسُوْلَ اللهِ؟ فَسَكَتَ، حَتَّى قَالَهَا ثَلاَثًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: «لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ، وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ» ثُمَّ قَالَ: «ذَرُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ، وَاخْتِلاَفِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ» رواهُ مسلمٌ.

۲ / ۱۲۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تو فرمایا اے لوگو' اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے' پس تم حج کرو۔ ایک آدمی نے کہا' یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج کرنا (فرض) ہے؟ آپ خاموش رہے' یہاں تک کہ اس نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر میں (جواب میں) ہاں کہہ دیتا تو یقیناً (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ پھر آپ نے فرمایا' تم مجھے (میرے حال پر) چھوڑ دو' جب تک میں تمہیں (تمہارے حال پر) چھوڑے رکھوں' اس لئے کہ تم سے پہلے لوگ اپنے کثرت سوال اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے۔ پس میں جب تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق بجا لاؤ اور جب تمہیں کسی چیز سے روک دوں' تو اسے چھوڑ دو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر.

فوائد: صاحب استطاعت پر حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ غیر ضروری سوال کرنا ناپسندیدہ ہے۔ اللہ و رسول کو ماننے والوں کا کام یہ ہے کہ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا جائے' انہیں بجا لائیں' جن سے روکا گیا ہے' ان سے دور رہیں' ان کا ارتکاب نہ کریں۔

١٢٧٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيْمَانٌ بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ» قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «حَجٌّ مَبْرُوْرٌ» متفقٌ عليهِ. «الْمَبْرُوْرُ» هُوَ الَّذِي لا يَرْتَكِبُ صَاحِبُهُ فِيهِ مَعْصِيَةً.

۳ / ۱۲۷۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی ﷺ سے پوچھا گیا' کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا' پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا' پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا' حج مبرور۔ (بخاری و مسلم)

مبرور' وہ حج ہے جس میں حاجی اللہ کی کسی نافرمانی کا ارتکاب نہ کرے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب من قال إن الإيمان هو العمل - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال.

فوائد: گویا حج بھی افضل اعمال میں سے ایک افضل عمل ہے' بشرطیکہ اخلاص اور اجتناب معصیت کے ساتھ کیا جائے۔ بعض نے حج مبرور کے معنی کئے ہیں' حج مقبول اور اس کی علامت یہ بتلائی ہے کہ حج کے بعد وہ انسان اللہ کا عبادت گزار بن جائے' جب کہ اس سے پہلے وہ غافل تھا۔

١٢٧٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «مَنْ حَجَّ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَومِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ» متفقٌ عليهِ.

۴ / ۱۲۷۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش اور بے ہودہ بات نہیں کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی' تو وہ اس طرح (پاک ہو کر) لوٹتا ہے' جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور ـ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

فوائد: رفث کے اصل معنی ہیں' جماع کرنا' یہاں مراد فحش گوئی اور بے ہودگی اور بیوی سے زبان سے جنسی خواہش کی آرزو کرنا ہے۔ دوران حج چونکہ بیوی سے ہم بستری ممنوع ہے' اس لئے اس موضوع پر بیوی سے گفتگو اور دل لگی کی باتیں کرنا بھی ناپسندیدہ ہے اور فسق سے مراد اللہ کی نافرمانی اور لوگوں سے لڑائی جھگڑا ہے' ایام حج میں بالخصوص ان سے بھی اجتناب ضروری ہے۔ مذکورہ پابندیوں کے ساتھ کئے گئے حج کی فضیلت یہ ہے کہ انسان گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ پاکیزگی صرف ان صغیرہ گناہوں سے ہوتی ہے جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے' ورنہ حقوق اللہ سے متعلق بڑے بڑے گناہ اور اسی طرح حقوق العباد سے متعلق کوتاہیاں' خالص توبہ اور ادائیگی حقوق کے بغیر معاف نہیں ہوں گی۔

١٢٧٦ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «العُمْرَةُ إِلى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، والحَجُّ المَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجَنَّةَ» متفقٌ عليهِ.

۵ / ۱۲۷۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک عمرہ دوسرے عمرے تک' درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها ـ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

فوائد: اس میں عمرے کی فضیلت یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے' لیکن یہ بھی صغیرہ گناہوں کا ہی کفارہ ہے۔ عمرے کا مطلب ہے۔ احرام باندھ کر خانہ کعبہ کا طواف' صفا مروہ کی سعی اور حلق یا تقصیر (سر مونڈھنا یا بال کترانا)۔ یہ حج کی طرح فرض ہے یا نہیں؟ اس کی بابت علماء میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ فرضیت کا اور ایک گروہ سنت مؤکدہ کا قائل ہے اور بعض نفلی ہونے کا خیال رکھتے ہیں۔ امام بخاریؒ کا رجحان قول اول کی طرف ہے جس کی تائید بعض صحابہ کے اقوال سے ہوتی ہے جن کی بابت بعض محدثین نے موصول ہونے کا دعویٰ بھی

کیا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو' فتح الباری کتاب و باب مذکور) بصورت دیگر عدم وجوب کا قول راجح (زیادہ بہتر) ہے۔

١٢٧٧ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! نَرَى الجِهَادَ أَفْضَلَ العَمَلِ، أَفَلا نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ: «لٰكِنْ أَفْضَلُ الجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ» رواهُ البخاريُّ.

۶ / ۱۲۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا' اے اللہ کے رسول! ہم جہاد کو سب سے افضل عمل سمجھتے ہیں' کیا پس ہم جہاد نہ کریں؟ تو آپ نے فرمایا' تمہارے لئے افضل جہاد حج مبرور ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، وكتاب الجهاد، باب فضل الجهاد.

فوائد: عام حالات میں عورتوں کے لئے حج افضل الجہاد ہے' کیونکہ اسلام میں امور سیاست و جہانبانی' اقتصاد و تجارت اور حرب و ضرب وغیرہ کے بیرونی کاموں کے اصل ذمے دار مرد اور صرف مرد ہیں۔ عورتیں ان تمام کاموں سے مستثنیٰ ہیں۔ تاہم حرب و ضرب کے خاص موقعوں پر اگر ضرورت ہو تو عورتوں سے زخمی فوجیوں کی مرہم پٹی' خوراک وغیرہ کاموں میں اندرونی محاذ پر پردے کے دائرے میں رہتے ہوئے کام لیا جا سکتا ہے۔ لیکن عورتوں کو باقاعدہ فوجی ٹریننگ دینا اور انہیں مردوں کی طرح محاذ جنگ پر بھیجنا' یہ محض مغربی اقوام کی نقالی ہے' اسلامی تعلیمات میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔

١٢٧٨ ـ وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يَعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْداً مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ» رواهُ مسلمٌ.

۷ / ۱۲۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ عرفے کے دن سے زیادہ اپنے بندے کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة ويوم عرفة.

فوائد: عبداً' یہاں بطور جنس کے استعمال ہوا ہے' مراد جمع (بندے) ہیں۔ یعنی عرفے والے دن اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں حج کرنے والے افراد' جو ایام حج میں خالص توبہ کر کے اپنے اللہ کو راضی کر لیتے ہوں گے' یقیناً عرفے والے دن اللہ کی خصوصی مغفرت اور جہنم سے آزادی کے مستحق ٹھہرتے ہوں گے۔ جعلنا الله منهم

١٢٧٩ ـ وعن ابنِ عباسٍ رَضِيَ اللهُ عنهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «عُمْرَةٌ في رَمَضَانَ تَعدِلُ حَجَّةً ـ أَوْ حَجَّةً مَعِي». متفقٌ عليهِ.

۸ / ۱۲۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' رمضان میں عمرہ کرنا' حج کے برابر ہے یا (فرمایا' راوی کو شک ہے) میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العمرة، باب عمرة في رمضان ـ وصحيح مسلم، كتاب

الحج، باب فضل العمرة في رمضان.

فوائد: حج کے برابر ہونے کا مطلب' حج جیسا اجر و ثواب ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے فریضہ حج ادا ہو جائے گا اور اس کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہے گی۔ رمضان میں عمرے کی یہ فضیلت غالباً اس لئے ہے کہ اس طرح ایک وقت میں دو عبادتوں کا اجتماع ہو جاتا ہے۔

١٢٨٠ ـ وَعَنْهُ أَنَّ امرَأَةً قَالَتْ: يا رَسُولَ اللهِ! إنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَلى عِبَادِهِ في الحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبي شَيْخاً كَبِيراً، لا يَثْبُتُ عَلى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَحُجُّ عَنهُ؟ قالَ: «نَعَمْ». متفقٌ عليهِ.

۹ / ۱۲۸۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پوچھا' یا رسول اللہ! اللہ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے' وہ میرے بوڑھے باپ پر اس وقت لازم ہوا ہے جب وہ (بڑھاپے کی وجہ سے) سواری پر ٹھہر نہیں سکتے' کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا' ہاں (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله ـ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما....

فوائد: بڑھاپے میں حج کے لازم ہونے کا مطلب ہے' کہ وہ بڑھاپے میں صاحب استطاعت ہوئے ہیں' لیکن بڑھاپے کے ضعف و انحطاط کی وجہ سے سفر کے قابل نہیں۔ اس صورت میں آپ نے حج بدل کی اجازت مرحمت فرما دی۔ لیکن دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ حج بدل وہی شخص کر سکتا ہے جس نے پہلے خود حج کیا ہوا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی صاحب استطاعت باپ حج کے بغیر فوت ہو گیا ہو' تو اس کی طرف سے بھی حج کرنا بہت ضروری ہے ورنہ اس کے ذمے یہ قرض رہے گا' جس پر وہ عنداللہ ماخوذ ہو سکتا ہے۔ تاہم غربت میں فوت ہونے والے ماں باپ کی طرف سے حج کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ وہ ان پر فرض ہی نہیں تھا۔ اگر کوئی ثواب کی نیت سے کرے گا تو نفلی حج کا ثواب ملنے کی امید ہے۔

١٢٨١ ـ وعن لَقِيطِ بنِ عامرٍ رَضِيَ اللهُ عنهُ، أَنَّهُ أَتى النَّبيَّ ﷺ، فَقَالَ: إنَّ أَبي شَيخٌ كَبِيرٌ لا يَسْتَطِيعُ الحَجَّ، وَلا العُمْرَةَ، وَلا الظَّعَنَ؟ قالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ». رواهُ أبو داوُدَ، والترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۰ / ۱۲۸۱۔ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' میرے باپ بہت بوڑھے ہیں' وہ حج کی طاقت رکھتے ہیں نہ عمرے کی اور نہ سفر کی۔ آپ نے فرمایا' تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔ (ابو داؤد' ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب مناسك الحج، باب الرجل يحج عن غيره، ـ وسنن ترمذي، أبواب الحج، باب ما جاء في الحج عن الشيخ...

فوائد: اس میں بھی بطور نیابت حج کرنے کی تاکید ہے' لیکن نائب کے لئے ضروری ہے کہ پہلے وہ خود حج کر چکا ہو۔

١٢٨٢ ـ وَعَنِ السائبِ بنِ يزيدَ رَضِيَ اللهُ عنهُ قالَ: حُجَّ بي مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ، في حَجةِ الوَداعِ، وَأنَا ابنُ سَبعِ سِنِينَ. رواه البخاريُّ.

۱۱ / ۱۲۸۲۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کرایا گیا' جب کہ میں سات سال کا بچہ تھا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحج، باب حج الصبيان.

فوائد: چھوٹے بچوں کو اس طرح حج کرانا جائز ہے' اس کا اجر ماں باپ کو ملے گا' لیکن کوئی بچہ بلوغت کے بعد اگر صاحب استطاعت ہوا' تو اس کے لئے فریضہ حج کی ادائیگی ضروری ہو گی۔ بچپن کا کیا ہوا حج اس کے لئے کفایت نہیں کرے گا۔

١٢٨٣ ـ وَعَنِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكباً بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: «مَنِ القومُ؟» قَالُوا: المسلِمُونَ. قَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: «رَسُولُ اللهِ» فَرَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِياً فَقَالَتْ: أَلِهٰذا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ» رواهُ مُسلمٌ.

۱۲ / ۱۲۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ روحاء جگہ پر ایک قافلے کو ملے' تو پوچھا' کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتلایا' مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا' آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا' اللہ کا رسول۔ پس ایک عورت نے ایک بچہ (ہاتھوں پر اٹھا کر) بلند کیا اور پوچھا' کیا اس کے لئے بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں اور اس کا اجر تجھے ملے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحج، باب صحة حج الصبي.

١٢٨٤ ـ وَعَنْ أَنسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ رسولَ اللهِ ﷺ حَجَّ عَلى رَحْلٍ، وَكانتْ زامِلتَهُ. رواهُ البخاريُّ.

۱۳ / ۱۲۸۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کجاوہ (پالان) پر حج فرمایا اور یہی آپ کے سامان سفر کی سواری بھی تھی۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحج، باب الحج على الراحل.

فوائد: زاملۃ' ایسی سواری (اونٹ' خچر وغیرہ) کو کہا جاتا ہے جس پر سامان سفر رکھ لیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایسی سواری پر حج فرمایا' کہ اسی پر آپ کے کھانے پینے کا سامان بھی رکھا ہوا تھا' گویا وہی آپ کے سامان سفر کی سواری (زاملہ) بھی تھی۔

١٢٨٥ ـ وَعَنِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: كَانَتْ عُكاظُ وَمجَنَّةُ، وَذو المَجازِ أَسْوَاقاً في الجاهِلِيَّةِ، فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا في المَواسِمِ، فَنَزَلَتْ: ﴿لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ أَن تَبۡتَغُواْ فَضۡلٗا مِّن رَّبِّكُمۡۚ﴾ [البقرة: ١٩٨] في مَوَاسِمِ

۱۴ / ۱۲۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ عکاظ' مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کی منڈیاں تھیں (یہاں میلوں ٹھیلوں کے موقع پر بازار لگتے تھے) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کے مہینوں میں کاروبار کرنے کو گناہ سمجھا' جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو'' یعنی حج کے مہینوں

الحَجِّ. رواهُ البخاريُّ. میں۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الحج، باب التجارة أیام الموسم.

فوائد: مواسم' موسم کی جمع ہے' یہاں یہ مہینوں کے مفہوم میں ہے۔ صحابہ کرام نے حج کے موسم یعنی ایام حج میں' جو دو تین مہینوں کو محیط ہوتے ہیں' زمانہ جاہلیت میں لگنے والے بازاروں سے مشابہت خیال کرتے ہوئے' تجارت و کاروبار کرنے کو گناہ سمجھا' اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں وضاحت فرما کر ان کا شبہ دور فرما دیا۔ اس لئے اس موقعے پر تجارت و کاروبار میں حصہ لینا حج و عمرے کے منافی نہیں۔ تاہم یہ صرف جواز ہی ہے' اگر کوئی ان ایام میں زیادہ سے زیادہ عبادت کر کے اخروی ثواب حاصل کرنے کی آرزو رکھتا ہے تو اس کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ کاروباری مشغولیتوں سے اپنا دامن بچا کر یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ذکر و عبادت میں اپنا وقت صرف کرے۔

١١ـ كِتَابُ الْجِهَادِ

٢٣٤- باب فضل الجهاد

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَقَٰتِلُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَٰتِلُونَكُمْ كَآفَّةً ۚ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلْمُتَّقِينَ ﴾ [التوبة: ٣٦] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّوا۟ شَيْـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾ [البقرة: ٢١٦] وقال تعالى: ﴿ ٱنفِرُوا۟ خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَٰهِدُوا۟ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ﴾ [التوبة: ٤١] وقال تعالى: ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ ٱشْتَرَىٰ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَٰلَهُم بِأَنَّ لَهُمُ ٱلْجَنَّةَ ۚ يُقَٰتِلُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى ٱلتَّوْرَىٰةِ وَٱلْإِنجِيلِ وَٱلْقُرْءَانِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِۦ مِنَ ٱللَّهِ ۚ فَٱسْتَبْشِرُوا۟ بِبَيْعِكُمُ ٱلَّذِى بَايَعْتُم بِهِۦ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴾ [التوبة: ١١١] وقال اللهُ تعالى: ﴿ لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ

۲۳۴۔ جہاد کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم تمام مشرکوں سے لڑو، جیسے وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (سورۂ توبہ، ۳۶) اور فرمایا اللہ نے: تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور وہ تمہارے لئے ناگوار ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور شاید تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (سورۂ بقرہ، ۲۱۶) نیز فرمایا:۔ اللہ کے راستے میں، ہلکے ہو یا بوجھل، نکل کھڑے ہو اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ نیز فرمایا: اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کے لئے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ پس تم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے، خوش ہو جاؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ (سورۂ توبہ، ۱۱۱)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ مسلمان جو غیر معذور ہیں اور (عذر کے بغیر) گھروں میں بیٹھے رہنے والے ہیں اور

غَيْرُ أُوْلِي ٱلضَّرَرِ وَٱلْمُجَٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَٰهِدِينَ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى ٱلْقَٰعِدِينَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ وَفَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَٰهِدِينَ عَلَى ٱلْقَٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجَٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴾ [النساء: ٩٥، ٩٦] وقال تعالى: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ وَمَسَٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّٰتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴾ [الصف: ١٠ ـ ١٣]
والآياتُ في الباب كثيرةٌ مَشْهُورَةٌ.

وہ مومن جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں' یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں' بیٹھ رہنے والوں پر' مرتبے میں فضیلت دی ہے اور ہر ایک کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دی ہے' اپنی طرف سے مرتبوں کی بھی' بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ (سورۂ نساء' ۹۵' ۹۶)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں درد ناک عذاب سے بچا لے' وہ یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو' یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو' وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں اپنے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور عمدہ گھر ہیں جو ہمیشہ رہنے والے باغوں میں ہیں۔ یہ ہے کامیابی بڑی اور ایک اور چیز بھی' جسے تم پسند کرتے ہو' اللہ کی طرف سے مدد اور نزدیکی فتح اور مومنوں کو خوش خبری دے دیجئے۔ (صف' ۱۰' ۱۳)

اور اس باب میں بہت آیات ہیں اور مشہور ہیں۔

فوائد آیات: یہ تمام آیات جہاد سے تعلق رکھتی ہیں' جن میں اہل ایمان کو جہاد کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے اور اس کے دینی و دنیوی فائدے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے جب بھی اور جہاں بھی کفار سے لڑنے کی ضرورت ہو' جہاد سے جی نہیں چرانا چاہئے۔ جہاد ہی میں اسلام کی عظمت اور مسلمانوں کی رفعت کا راز مضمر ہے' مسلمانوں نے جب تک جہاد کا علم بلند کئے رکھا' ان کی عظمت و رفعت کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہراتا رہا اور ان کی تہذیب و ثقافت کا سکہ رواں رہا اور جب سے مسلمانوں نے جہاد کے اس اہم ترین فریضے کو فراموش کیا ہے' وہ قعر مذلت میں گر گئے اور ان کی بے مثال تہذیب بھی دنیا کی نظروں میں بے توقیر ٹھہری۔ آج مسلمان ساری دنیا میں ذلیل و خوار ہیں اور ان کی تہذیب بھی کھوٹا سکہ' جسے وہ خود بھی اپنانے کے لئے تیار نہیں۔ ذلت و ادبار کی یہ گھٹا پوری دنیا کے مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے' لیکن اس کو دور کرنے اور اپنی عظمت رفتہ کے حاصل کرنے کے

لئے ان کے اندر کوئی تڑپ' لگن اور جذبہ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کا صرف ایک ہی راستہ اور ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے جہاد کا راستہ اور طریقہ۔ جسے آج کا سہل پسند اور عیش کوش مسلمان اختیار کرنے کے لئے تیار نہیں اور مسلمان ممالک کی حکومتیں بھی اسلامی جذبات سے عاری بلکہ اسلام کی دشمن ہیں۔ اس لئے کفار دندنا رہے ہیں' انہوں نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے اور ان کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ لیکن پورے عالم اسلام پر سکوت مرگ طاری ہے' صلیبی طاقتیں اور صیہونی سازشیں اپنا کام کر رہی ہیں' لیکن مسلمان ملکوں کے حکمران داد عیش دینے میں میں مصروف ہیں۔ بلکہ اپنے اپنے ملکوں سے رہے سہے اسلامی نقوش کو بھی ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ انفرادی طور پر صرف چند جماعتیں اور تحریکیں ہیں جو اپنے اپنے طور پر اسلام کی عظمت کا اور جہاد کا پرچم اٹھائے ہوئے ہیں۔ لیکن کفر کی عالمی طاقتوں اور ان کے بے پناہ وسائل کے مقابلے میں یہ چند تحریکیں کیا کر سکتی ہیں؟ اور ان کے جہاد سے کیا امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں' یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قوت قاہرہ سے کنجشک فرومایہ کو ہم دوش سلیمان کر سکتا ہے' مور ناتواں کو آہنی چٹانوں سے ٹکرانے کا عزم و حوصلہ بخش سکتا ہے اور اصحاب الفیل کو طیر ابابیل کی چھوٹی چھوٹی کنکریوں کے ذریعے سے عبرت ناک شکست سے دو چار کر سکتا ہے۔ لیکن یہ معجزات اس کی مشیت و مصلحت کے تابع ہیں جن کی بابت کسی کو علم نہیں۔ عام گفتگو ظاہری اسباب کے دائرے میں ہی ہو سکتی ہے اور بالعموم ہوتی ہے۔ ظاہری اسباب کی حد تک فی الحال مایوسی ہی مایوسی ہے۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

وأَمَّا الأَحاديثُ في فضلِ الجهادِ فأكثرُ من أَنْ تُحصَرَ، فمِنْ ذٰلكَ:

جہاد کی فضیلت میں اتنی کثرت سے احادیث ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

١٢٨٦ ـ عَنْ أَبي هُرَيرَةَ رَضيَ اللهُ عَنـهُ قـالَ: سُئِـلَ رسـولُ اللهِ ﷺ: أَيُّ الأعمـالِ أَفضَـلُ؟ قَـالَ: «إيمـانٌ بـالله ورَسولِهِ» قِيلَ: ثمّ مَاذَا؟ قَالَ: «الجِهَادُ في سَبيلِ اللهِ» قِيلَ: ثمَّ ماذا؟ قالَ: «حَجٌّ مَبْرُورٌ» متفقٌ عليهِ.

۱/ ۱۲۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا' کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا' اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا' پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' پوچھا گیا' پھر کون سا؟ آپ نے جواب دیا' حج مبرور۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث رقم ۳/ ۱۲۷۴ میں گزر چکی ہے۔ مختلف احادیث میں مختلف اعمال کو افضل الاعمال بتلایا گیا ہے۔ اس کی توجیہہ میں بعض نے تو کہا ہے کہ ان میں "من" پوشیدہ ہے' یعنی من افضل الاعمال' یعنی یہ بھی کام زیادہ فضیلت والے عملوں میں سے ہیں۔ یا مختلف احوال' اوقات یا جگہوں کے اعتبار سے انہیں بیان کیا گیا ہے' مثلاً کسی وقت یا کسی جگہ یا کسی شخص کے لئے اول وقت نماز پڑھنا افضل ہے یا حج مبرور افضل ہے یا جہاد افضل ہے' وغیرہ۔ بعض کے نزدیک مخاطب کی رو سے مختلف اعمال کی افضلیت کو بیان کیا گیا ہے۔ (۲) حج کے لغوی معنی قصد کرنا ہیں' شرعاً مناسک حج کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا' حج کہلاتا ہے۔ مبرور' بر بمعنی

طاعت کا اسم مفعول ہے' مراد ایسا عمل ہے جو خالص نیت کے ساتھ کیا جائے اور اس میں کسی نافرمانی کا ارتکاب نہ ہو۔

١٢٨٧ ـ وَعَنِ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ العَمَلِ أَحَبُّ إِلى اللهِ تَعَالَى؟ قَالَ: «الصَّلاةُ عَلى وَقْتِهَا» قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «بِرُّ الوَالِدَيْنِ» قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «الجِهَادُ في سَبِيلِ اللهِ» متفقٌ عليهِ.

۲/ ۱۲۸۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا' یارسول اللہ! کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا' اپنے وقت پر نماز پڑھنا' میں نے کہا' پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا' ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا' میں نے کہا' پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب فضل الجهاد والسير ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال.

فوائد: یہ روایت باب برالوالدین وصلة الارحام' رقم ۱/۳۱۴ میں گزر چکی ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ جب بغیر عذر کے اپنے وقت پر نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ اس کا وقت نکل گیا' حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اتنا گراں کام نہیں ہے اور اس کی فضیلت بھی بہت ہے' تو وہ دوسرے اعمال خیر کو بھی ضائع کرنے والا ہو گا اور جو والدین کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ان کا حق مجھ پر سب سے زیادہ فائق ہے' تو وہ دوسروں کے ساتھ کیا حسن سلوک کرے گا؟ اور جو کافروں کے ساتھ جہاد نہیں کرتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ دین اسلام کے شدید دشمن ہیں تو وہ فسق و فجور کے مرتکبین کے خلاف بھی جدوجہد نہیں کر سکتا۔ (ابن علان)

١٢٨٨ ـ وَعَنْ أَبي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عنهُ قَالَ: قُلْتُ يا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ العَمَلِ أَفضَلُ؟ قَالَ: «الإِيمَانُ بِاللهِ، وَالجِهَادُ في سَبِيلِهِ» مُتفقٌ عليهِ.

۳/ ۱۲۸۸۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا' یا رسول اللہ' کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب أي الرقاب أفضل؟ ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال.

١٢٨٩ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عنهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَغَدْوَةٌ في سَبِيلِ اللهِ، أَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِن الدُّنْيَا وَمَا فِيها» متفقٌ عليهِ.

۴/ ۱۲۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام گزارنا' دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الغدوة والروحة في سبيل الله ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله.

فوائد: غدوۃ اور روحۃ یہ غدو اور رواح کے اسم مرۃ ہیں۔ یعنی ایک صبح یا ایک شام کو چلنا۔ دنیا ومافیھا سے بہتر ہے' کیونکہ دنیا اور اس کی ہر چیز فانی ہے' جب کہ آخرت کو بقا و دوام ہے۔ فنا ہو جانے والی چیز کا بھلا ان چیزوں سے کیا مقابلہ جو ہمیشہ رہنے والی ہیں؟

١٢٩٠ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ» قال: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللهَ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ» متفقٌ عليهِ.

۵ / ۱۲۹۰ ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا' کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا' وہ مومن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ اس نے کہا' پھر کون؟ آپ نے فرمایا' وہ مومن' جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب أفضل الناس مؤمن... ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط.

فوائد: یہ روایت باب العزلۃ' رقم ۲ / ۵۹۸ میں گزر چکی ہے۔ شعب (گھاٹی) پہاڑ کے درمیان یا دو پہاڑوں کے درمیان راستے اور پانی کی گزر گاہ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ شہروں میں جب فتنے عام ہو جائیں اور دین کو بچانا مشکل ہو جائے تو ایسے حالات میں اپنے دین و ایمان کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے جنگلوں' پہاڑوں اور بے آباد علاقوں میں جا بسنا' یہ بھی نہایت فضیلت والا عمل ہے۔

١٢٩١ ـ وَعَنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا العَبْدُ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى، أَوِ الغَدْوَةُ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا» متفقٌ عليه.

۶ / ۱۲۹۱ ۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ کے راستے میں ایک دن سرحدی محاذ پر پہرہ دینا' دنیا اور جو کچھ اس پر ہے' سے بہتر ہے اور جنت میں تمہارے کسی ایک کے کوڑے جتنی جگہ کا مل جانا' دنیا اور جو کچھ اس پر ہے' سے بہتر ہے اور اللہ کے راستے (جہاد) میں ایک شام یا ایک صبح کو چلنا' دنیا اور جو کچھ اس پر ہے' سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب فضل رباط يوم في سبيل الله ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الغدوة والروحة...

فوائد: رباط کے معنی ہیں' دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے اور اس کو اپنی سرحدوں سے دھکیلنے کے لئے اپنی سرحد اور مورچے پر اسلحہ بند ہو کر بیٹھنا۔ حدیث میں رباط کی اس فضیلت سے مقصود جہاد کی ترغیب ہے اور جنت

کی تھوڑی سے تھوڑی جگہ کی فضیلت کا بیان کرنے سے مقصود دنیا کی بے ثباتی کا اثبات اور اس سے بے رغبتی کی تعلیم دینا ہے۔

١٢٩٢ ـ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ فِيهِ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ» رواهُ مُسلمٌ.

۷ / ۱۲۹۲۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' سرحد پر ایک رات اور دن کو پہرہ دینا' ایک مہینے کے روزے رکھنے اور اس کی شب بیداری سے بہتر ہے اور اگر اس حال میں اس کو موت آگئی تو اس کا وہ (نیک) عمل جاری رہے گا جو وہ کرتا تھا (یعنی اس کا ثواب برابر ملتا رہے گا) اور اس پر اس کی (جنت کی) روزی جاری رہے گی اور وہ آزمائش میں ڈالنے والے سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الرباط في سبيل الله عزوجل.

فوائد: سرحد پر موت یا شہادت سے ہم کنار ہونے والے مجاہد کے وہ اعمال صالحہ' جو وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا' قیامت تک وہ اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے رہیں گے اور جنت میں بھی شہداء کی طرح انہیں برابر رزق ملتا رہے گا۔ فتّان (آزمائش میں ڈالنے والا) سے مراد' وہ دو فرشتے ہیں جو قبر میں مردے سے سوال کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے جس سے ہر مرنے والے کو دوچار ہونا پڑتا ہے' تاہم مومن اس مرحلے سے آسانی سے گزر جاتا ہے' کیونکہ اللہ کی توفیق سے وہ صحیح جواب دے دیتا ہے۔

١٢٩٣ ـ وعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطَ فِي سَبِيلِ اللهِ؛ فَإِنَّهُ يُنْمى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيُؤَمَّنُ مِن فِتْنَةِ الْقَبْرِ» رواهُ أبو داود، والترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ.

۸ / ۱۲۹۳۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر مرنے والے کا عمل' اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے' سوائے اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دیتا ہے' یقیناً اس کے عمل کو قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا ہے اور قبر کی آزمائش سے بھی اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ (ابو داود' ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب فضل الرباط ـ وسنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط.

فوائد: اس میں بھی جہاد کی اور بالخصوص سرحدی محاذ کی حفاظت اور پہرہ داری کی فضیلت کا بیان ہے' جیسا کہ اس سے ماقبل حدیث میں یہ بیان تھا۔

١٢٩٤ ـ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «رِبَاطُ

۹ / ۱۲۹۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' اللہ کے راستے

يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيما سِوَاهُ مِنَ المَنَازِلِ» رواهُ الترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا' دوسری جگہوں کے ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔

(ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط.

١٢٩٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيرةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «تَضَمَّنَ اللهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، : لا يُخْرِجُهُ إلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِي، وَإِيمانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي؛ فهوَ ضامِنٌ عليَّ أن أُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، أَوْ أُرْجِعَهُ إِلى مَنْزِلِهِ الَّذي خَرَجَ مِنْهُ بما نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ. وَالَّذي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ما مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللهِ إلَّا جاءَ يَوْمَ القِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كُلِمَ: لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيحُهُ رِيحُ مِسْكٍ. وَالَّذي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلى المُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللهِ أَبَداً، وَلكِنْ لا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ وَلا يَجِدُونَ سَعَةً، وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفوا عَنِّي. وَالَّذي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوَدِدْتُ أَن أَغْزُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوَ، فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوَ فَأُقْتَلَ» رواهُ مُسلمٌ وروى البخاريُّ بَعْضَهُ. «الكَلْمُ»: الجَرْحُ.

۱۰ / ۱۲۹۵ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمے داری لیتا ہے جو اس کے راستے میں نکلے (اللہ فرماتا ہے) اس کو گھر سے نکالنے والی چیز' میرے راستے میں جہاد کرنے' مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کے سوا اور کوئی نہ ہو تو (اللہ کہتا ہے) میں اس بات کا ضامن ہوں کہ میں اسے جنت میں داخل کروں یا اس گھر کی طرف اجر یا غنیمت کے ساتھ واپس لوٹاؤں جس سے نکل کر وہ گیا۔ قسم ہے اس ذات کی' جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' اللہ کی راہ میں جو زخم لگتا ہے تو قیامت کے دن مجاہد اس حالت میں آئے گا کہ گویا آج زخم لگا ہے (زخم تازہ اور خون رستا ہو گا) اس کا رنگ تو خون کا رنگ ہو گا اور اس کی مہک کستوری کی مہک ہو گی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' اگر مسلمانوں پر شاق ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں کبھی ایسے لشکر سے پیچھے نہ بیٹھ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے روانہ ہوتا' لیکن میں اس بات کی گنجائش نہیں پاتا کہ تمام لوگوں کے لئے سواری کا انتظام کروں اور نہ وہ خود اس کی گنجائش پاتے ہیں اور ان پر یہ بات بڑی گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں (کہ میں تو چلا جاؤں اور وہ گھروں میں رہیں) اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے' میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں' پھر جہاد کروں' پھر قتل کر دیا

جاوں، پھر جہاد کروں اور پھر قتل کر دیا جاوں۔ (مسلم، بخاری نے اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے)

الکلم، کے معنی ہیں، زخم

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من يخرج في سبيل الله عزوجل، وباب تمنى المجاهد أن يرجع إلي الدنيا وتمنى الشهادة وغيرهما من الأبواب ـ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله.

فوائد: اس حدیث میں بھی جہاد کی فضیلت کے علاوہ مومن کی یہ امتیازی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ قیامت کے روز زخمی حالت میں اس طرح اٹھایا جائے گا جیسے وہ آج ہی زخمی ہوا ہے، اس کے جسم سے ایک طرف خون بہہ رہا ہو گا اور دوسری طرف اس خون سے کستوری کی مہک اٹھ رہی ہو گی۔ یہ کیفیت مجاہد کی امتیازی شان اور عظمت کو میدان محشر میں نمایاں کرے گی۔ (۲) اس میں رسول اللہ ﷺ کی اس شفقت و رحمت کا ذکر بھی ہے جو اپنی امت کی بابت آپ کے دل میں تھی۔ (۳) آپ کے جذبہ جہاد کا بیان بھی ہے کہ آپ بار بار اللہ کی راہ میں شہید کئے جانے کی آرزو فرما رہے ہیں۔ جس طرح دوسرے شہداء کی بابت بھی آتا ہے کہ وہ اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج، تاکہ ہم پھر تیری راہ میں شہید ہوں۔

١٢٩٦ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ما مِنْ مَكلوم يُكْلَمُ في سَبيلِ اللهِ إلَّا جَاءَ يَوْمَ القِيامَةِ، وَكَلْمُهُ يَدْمَى: اللَّوْنُ لونُ دَمٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ» متفقٌ عليهِ.

۱۱/ ۱۲۹۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ زخم خوردہ، جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے، وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہو گا، اس کا رنگ خون کا رنگ ہو گا اور اس کی مہک کستوری کی مہک ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الذبائح، باب المنسك ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله.

یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

١٢٩٧ ـ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبي ﷺ قَالَ: «مَنْ قاتَلَ في سَبيلِ اللهِ مِن رَجلٍ مُسلِمٍ فُواقَ نَاقةٍ وَجَبَتْ له الجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحاً في سَبيلِ اللهِ أَوْ نُكِبَ نَكبَةً؛ فإنَّهَا تجيءُ يَوْمَ القِيامَةِ كَأغزَرِ ما كَانَتْ: لَوْنُها الزَّعفَرانُ، وَرِيحُهَا كالمِسْكِ». رواهُ أبو داودَ، والترمذيُّ

۱۲/ ۱۲۹۷۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس مسلمان آدمی نے اللہ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا، جتنا کسی اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگا یا کوئی خراش آئی تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ وہ زخم یا خراش زیادہ سے زیادہ اس حالت میں ہو گی جس میں وہ تھی۔ اس کا

وقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ.

رنگ زعفران کا اور اس کی مہک کستوری کی طرح ہو گی۔ (ابو داوُد' ترمذی۔ حسن حدیث ہے)

تخريج: سنن أبي داود وسنن ترمذي وقال: حسن صحيح.

فوائد: فواق' اس مدت کو کہتے ہیں جو اونٹنی کو ایک مرتبہ دوھ کر دوبارہ دوہنے کے درمیان وقفہ ہوتا ہے' یہ ایک نہایت قلیل وقفہ ہوتا ہے' یہ کنایہ ہے جہاد کی تھوڑی سی مدت سے۔ اتنی سی دیر کے جہاد کی بھی یہ فضیلت ہے کہ مجاہد کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ مجاہد اخلاص نیت سے بہرہ ور ہو اور اس کا دامن عمل کبیرہ گناہوں سے اور بندوں کی حق تلفیوں سے پاک ہو اور جس کی زندگی کا کثیر حصہ جہاد میں گزرا ہو اس کا کیا مقام ہو گا؟

١٢٩٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُريرةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، بِشِعْبٍ فيهِ عُيَيْنَةٌ مِن مَاءٍ عَذْبَةٍ؛ فَأَعْجَبَتْهُ، فَقَالَ: لو اعتزَلتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ في هذا الشِّعْبِ، ولَنْ أَفعلَ حتى أَستأذِنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذلكَ لِرسُولِ اللهِ ﷺ: فَقَالَ: «لا تفعلْ، فإنَّ مُقامَ أَحدِكُمْ في سَبيلِ اللهِ أَفضلُ مِنْ صَلاتِهِ في بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَاماً، أَلا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الجَنَّةَ؟ اغزُوا في سَبيلِ اللهِ، مَنْ قَاتَلَ في سَبيلِ اللهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ له الجَنَّةُ» رواهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ. «والفُوَاقُ»: مَا بَيْنَ الحَلْبَتَيْنِ.

١٣ / ١٢٩٨ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے ایک آدمی کا ایک ایسی گھاٹی سے گزر ہوا جس میں پانی کا ایک پاکیزہ چھوٹا سا چشمہ تھا' اس نے اس کے دل کو لبھایا' تو اس نے کہا' کاش میں لوگوں سے کنارہ کشی کر کے اس گھاٹی میں اقامت پذیر ہو جاؤں (تو کیا خوب ہو) لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا یہاں تک کہ (پہلے) رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لوں۔ پس اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا' ایسا نہ کرو' اس لئے کہ تمہارے کسی ایک آدمی کا اللہ کی راہ میں قیام (جہاد) کرنا' اس کے اپنے گھر کی ۷۰ سالہ نماز سے بہتر ہے۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور جنت میں داخل کر دے؟ (اس لئے) تم اللہ کے راستے میں جہاد کرو' جس نے اللہ کے راستے میں اونٹنی کے دوبارہ دوہنے کے درمیانی وقفے جتنی مدت کے لئے بھی جہاد کیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے) الفواق' ایک مرتبہ دوھ کر دوبارہ دوہنے کے درمیان کا وقفہ۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغدو والرواح في

فوائد: اس میں جہاد کو نفلی نماز سے کہیں زیادہ افضل قرار دیا گیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ نماز کا فائدہ صرف نمازی کی ذات تک محدود رہتا ہے' جب کہ جہاد میں کلمۃ اللہ کی بلندی یا دشمن کو اپنے ملک کی سرحدوں سے دور دھکیلنے میں بے شمار لوگوں کا فائدہ ہے۔ (۲) صحابہ کرام' رسول اللہ ﷺ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

١٢٩٩ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يا رَسُولَ اللهِ! ما يَعْدِلُ الجِهَادَ في سَبيلِ اللهِ؟ قَالَ: «لا تَسْتَطِيعُونَهُ» فَأَعادُوا عليهِ

١٤ / ١٢٩٩ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا' تم اس کی

مَـرَّتَيْـنِ أو ثَـلاثـاً كُـلُّ ذلـكَ يقـول: «لا تَستَطِيعُونَه!» ثُمَّ قالَ: «مَثل المُجَاهِدِ في سَبيلِ اللهِ كَمَثَلِ الصَّائمِ القَائمِ القَانِتِ بآياتِ اللهِ لا يَفْتُرُ مِنْ صَلاةٍ، ولا صِيام، حَتى يَرجِعَ المجَاهِدُ في سَبيلِ اللهِ» متفقٌ عليه. وهـذا لفـظ مسلِـم. وفـي روايـةِ البخاريِّ، أنَّ رَجلاً قَالَ: يا رَسُولَ اللهِ! دُلَّني عَلى عَمَلٍ يَعْدِلُ الجِهَادَ؟ قالَ: «لا أَجِدهُ» ثمَّ قال: «هَلْ تَستَطِيعُ إذا خَرَجَ المُجَاهِدُ أن تَدخُلَ مَسجِدَكَ فتَقُومَ وَلا تَفتُرَ، وَتَصُومَ ولا تُفطِرَ؟» فَقالَ: ومَنْ يستَطِيعُ ذٰلكَ؟!

طاقت نہیں رکھتے۔ پس انہوں نے آپ کے سامنے اپنا یہ سوال دو یا تین مرتبہ دہرایا' آپ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے رہے' تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر فرمایا' اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال' اس شخص کی طرح ہے جو روزے دار' شب بیدار' اللہ کی آیات کے ساتھ تلاوت کرنے والا ہو' وہ نماز سے تھکتا ہو نہ روزے سے۔ یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ اپنے گھر لوٹ آئے۔

(بخاری و مسلم یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

اور بخاری کی روایت میں ہے' ایک آدمی نے کہا' اے اللہ کے رسول' مجھے ایسا عمل بتلایئے' جو جہاد کے برابر ہو؟ آپ نے فرمایا' میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا' کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس میں ذرا سستی نہ کرے اور روزہ رکھے' کبھی روزہ نہ چھوڑے۔ پس اس آدمی نے کہا' کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟

تخريج: صحيح بخاري، أول كتاب الجهاد ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الشهادة في سبيل الله.

فوائد: القانت' خشوع خضوع سے آیات الٰہی کی تلاوت کرنے والا' یا بمعنی مطیع' احکام الٰہی کی اطاعت کرنے والا۔ مثال کا مطلب یہ ہے کہ مجاہد' جب تک جہاد میں مشغول رہتا ہے' اس شخص کی طرح ہے جو راتوں کو نماز میں مصروف رہتا اور دنوں کو روزے رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا عمل تو مجاہد کے برابر اجر و ثواب کا حامل ہو سکتا ہے۔ مطلب وہی ہے کہ فرائض کے بعد خصوصی حالات میں جہاد سب سے افضل عمل ہے۔ ایک عبادت گزار وہ ثواب حاصل نہیں کر سکتا جو ایک مجاہد میدان جہاد میں حاصل کر لیتا ہے۔

١٣٠٠ ـ وَعَنْـهُ أنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مِنْ خَيرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُم رَجُلٌ مُمسكٌ بعِنَانِ فَرَسِهِ في سَبيلِ اللهِ، يَطِيرُ عَلى مَتنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيعةً، أَوْ فَزعَةً طَارَ عَلى مَتنِهِ، يَبتَغِي القَتلَ أو المَوتَ مَظَانَّهُ،

۱۵ / ۱۳۰۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگوں میں سب سے بہتر زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہو' جب بھی کوئی جنگی آواز یا دھماکہ سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر اڑنے لگتا ہے' (تیزی سے

أَو رَجُلٌ في غُنَيْمَةٍ أَو شَعَفَةٍ مِن هذا الشُّعَفِ أَو بَطنِ وادٍ من هذهِ الأَودِيَةِ يُقيمُ الصَّلاةَ، وَيُؤتي الزَّكاةَ، وَيَعبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأتِيَهُ اليَقِينُ لَيسَ مِنَ النَّاسِ إلَّا في خَيرٍ» رواهُ مسلمٌ.

دوڑتا ہے) گھوڑے کی پشت پر شہادت یا موت کو اس کی جگہوں سے تلاش کرتا ہے یا وہ آدمی ہے جو کچھ بھیڑ بکریاں لے کر' یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں جا ٹھہرتا ہے' نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے' یہاں تک کہ اس کو موت آجائے۔ لوگوں سے سوائے بھلائی کے' اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب الجهاد والرباط.

فوائد: یہ روایت باب استحباب العزلة عند فساد الزمان رقم ۵/ ۶۰۱ میں گزر چکی ہے۔ اس میں مجاہد کی فضیلت کے علاوہ دوسرے اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو فساد عام کے دور میں شہری آبادیوں کو چھوڑ کر کسی پہاڑ کی چوٹی یا وادی کو اپنا مسکن بنا لیتا ہے یا تھوڑی سی بھیڑ بکریوں کے ساتھ کسی جنگل بیابان میں فرائض اسلام کی پابندی اور اپنے رب کی عبادت کر کے اپنے دین و ایمان کا تحفظ کرتا ہے۔ اس کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا' اس کی ذات سے لوگوں کو فائدہ ہی پہنچتا ہے' کوئی نقصان نہیں۔

١٣٠١ ـ وَعَنهُ، أَنَّ رسولَ الله ﷺ قالَ: «إِنَّ في الجَنَّةِ مائةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللهُ لِلمُجَاهِدِينَ في سَبيلِ اللهِ ما بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّماءِ وَالأَرْضِ» رواهُ البخاريُّ.

۱۶/ ۱۳۰۱۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جنت میں سو درجے ہیں' جو اللہ نے' اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب درجات المجاهدين في سبيل الله.

فوائد: اس میں بھی مجاہدین کی اخروی فضیلت اور بلندی درجات کا تذکرہ ہے۔

١٣٠٢ ـ وعَن أَبي سَعيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَضِيَ باللهِ رَبًّا، وَبالإِسْلامِ دِيناً، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولاً، وَجَبَتْ لَهُ الجَنَّةُ» فَعَجِبَ لَهَا أبو سَعيدٍ، فَقالَ أَعِدْها عَلَيَّ يا رَسولَ اللهِ! فَأَعَادَهَا عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: «وَأُخرَى يَرْفَعُ اللهُ بها العَبْدَ مائةَ دَرَجَةٍ في الجَنَّةِ، ما بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّماءِ وَالأَرْضِ» قالَ: وما هِيَ يا رسولَ اللهِ؟

۱۷/ ۱۳۰۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کے رب ہونے پر' اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا' اس کے لئے جنت واجب ہو گئی' حضرت ابو سعیدؓ (راوی حدیث) نے اس بات پر اظہار تعجب کیا اور کہا' اے اللہ کے رسول! یہ بات میرے سامنے پھر دہرائیے' آپ نے اسے دوبارہ ان کے سامنے بیان فرمایا۔ پھر فرمایا' ایک اور نیکی ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بندے کے جنت میں سو درجے بلند فرماتا

قال: «الجِهادُ في سَبيلِ اللهِ، الجِهادُ في سَبيلِ اللهِ» رواهُ مُسلمٌ.

ہے۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ حضرت ابو سعید ؓ نے پوچھا' یا رسول اللہ! وہ نیکی کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ما أعده الله تعالى للمجاهد في الجنة من الدرجات.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں جنتیوں کے درمیان اعمال کے لحاظ سے درجوں میں تفاوت ہو گا۔ دوسرا' یہ کہ جنت میں اتنے درجات ہوں گے کہ احاطۂ شمار سے باہر ہیں۔ اسی لئے تو مجاہد کو ان درجات میں سے سو درجے حاصل ہوں گے۔

١٣٠٣ ـ وَعَنْ أَبي بَكْرِ بنِ أَبي مُوسى الأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبي رضِيَ اللهُ عَنْه، وَهُو بحَضْرَةِ العَدُوِّ، يقول: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ أَبْوابَ الجَنَّةِ تَحْتَ ظِلالِ السُّيُوفِ» فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الهَيْئَةِ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى! أَأَنْتَ سمِعْتَ رسولَ اللهِ ﷺ يقولُ هذا؟ قالَ: نَعَمْ؟ فَرَجَعَ إلى أَصْحَابِهِ؛ فَقَالَ: «أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلامَ» ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاه، ثُمَّ مَشَى بسَيْفِهِ إلى العَدُوِّ فَضَرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ» رواه مسلمٌ.

١٨ / ١٣٠٣ ۔ حضرت ابو بکر بن ابی موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ ؓ) سے سنا' جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے' وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جنت کے دروازے' تلواروں کے سائے تلے ہیں۔ یہ سن کر ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا' اے ابو موسیٰ! کیا تم نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا' ہاں' پس وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس چلا گیا اور کہا' میں تمہیں (الوداعی) سلام کہتا ہوں' پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ دی اور اسے پھینک دیا' پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف چلا اور اس کے ساتھ دشمن پر وار کیا' یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

فوائد: اس میں جہاں جہاد کی فضیلت کا بیان ہے' وہاں اس میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور اللہ کی باتوں پر ان کے یقین و اعتماد کا تذکرہ بھی ہے۔ اسی یقین نے انہیں آخرت کے مقابلے میں دنیا سے بے رغبت کر دیا تھا۔

١٣٠٤ ـ وَعَنْ أَبي عَبْسٍ عبدِ الرَّحمٰنِ بنِ جَبْرٍ رَضِيَ اللهُ عنهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ما اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ في سَبِيلِ اللهِ فَتَمَسَّه النَّارُ» رواهُ البخاريُّ.

١٩ / ١٣٠٤ ۔ حضرت ابو عبس عبدالرحمٰن بن جبر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ (جہاد) میں غبار آلود ہوں اور پھر انہیں جہنم کی آگ بھی چھوئے۔

(بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من اغبرّت قدماه في سبيل الله.

فوائد: قدم غبار آلود ہونے سے مراد' جہاد میں حصہ لینا ہے۔ یعنی ایک شخص جہاد میں بھی حصہ لے اور پھر جہنم میں چلا جائے؟ یہ ناممکن ہے' یعنی جہاد گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے جس کے بعد انسان کا جنت میں جانا یقینی ہے۔ بشرطیکہ مجاہد' کبیرہ گناہوں سے پاک ہو۔ جیسا کہ دوسری روایات سے یہ استثناء ثابت ہے۔

١٣٠٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ في الضَّرْعِ، وَلا يَجْتَمِعُ عَلى عَبْدٍ غُبَارٌ في سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ» رواه الترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۲۰ / ۱۳۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' وہ آدمی جہنم میں داخل نہیں ہو گا جو اللہ کے ڈر سے رو پڑا' یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اور کسی آدمی پر اللہ کی راہ کا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھا نہیں ہو گا۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الغبار في سبيل الله.

فوائد: اس میں تعلیق بالمحال کا بیان ہے۔ یعنی جس طرح یہ ممکن نہیں ہے کہ تھنوں سے نکلا ہوا دودھ' تھنوں میں واپس چلا جائے' اسی طرح یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے ڈر سے رونے والا شخص جنت میں نہ جائے اور اسی طرح جہاد کے میدان میں گرد و غبار سے آلود ہونے والا مجاہد جہنم کے دھویں سے محفوظ رہے گا۔ میدان جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

١٣٠٦ ـ وَعَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «عَيْنَانِ لا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، وَعَيْنٌ بَاتَت تَحْرُسُ في سَبِيلِ اللهِ» رواه الترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۲۱ / ۱۳۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' دو آنکھیں ہیں' جنہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی' ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی اور دوسری وہ آنکھ' جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری۔ (ترمذی' حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الحرس في سبيل الله.

فوائد: اس میں اللہ کی عظمت و جلالت کے تصور سے رونے اور جہاد میں پہرہ دینے' دونوں کی فضیلت کا بیان ہے۔

١٣٠٧ ـ وعن زَيدِ بنِ خَالدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَن جَهَّزَ غَازِياً في سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِياً في

۲۲ / ۱۳۰۷۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں تیار کیا (اسے جہاد کا ساز و سامان دیا) تو

أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا» متفقٌ عليه.

یقیناً اس نے خود جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کی اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کی' اس نے بھی یقیناً جہاد کیا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب فضل من جهّز غازيا أو خلفه بخير - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل إعانة الغازي.

فوائد: اس میں مسلمانوں کی باہمی کفالت و تعاون کی صورتوں کا اور اس کے اجر و ثواب کا بیان ہے۔ کسی مجاہد کی جہادی ضروریات کا مہیا کر دینا یا اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی اور ان کی ضروریات کا انتظام کر دینا' ایسا ہی ہے جیسے یہ شخص خود اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے۔ جو اجر اللہ ایک مجاہد کو دے گا' وہی اجر ان معاونین کو بھی ملے گا۔

١٣٠٨ ـ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللهِ وَمَنِيحَةُ خَادِمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ طَرُوقَةُ فَحْلٍ فِي سبيلِ اللهِ» رواه الترمذي وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ.

۲۳ / ۱۳۰۸۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' صدقات میں سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا ہے (جس سے مجاہد فیض یاب ہو) یا اللہ کی راہ میں کسی خادم کا عطیہ دینا ہے (جس سے مجاہد اپنی خدمت لے) یا جوان اونٹنی اللہ کی راہ میں دینا (جس سے مجاہد فائدہ اٹھائے)۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما في فضل الخدمة في سبيل الله.

فوائد: خیمے سے ایسا سایہ دار خیمہ مراد ہے جس کے سائے سے مجاہد کو آرام و سکون حاصل کرنے کا موقعہ ملے۔ خادم سے بھی ایسا خادم مراد ہے جو مجاہد کی خدمت اور اس کی اعانت کرے۔ فحل اونٹ کو کہتے ہیں اور طروقہ اس جوان اونٹنی کو جو جفتی کے قابل ہو۔ مطلب تنو مند جوان اونٹنی' جس سے مجاہد دودھ حاصل کر سکے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا کام کرنا جس سے مجاہد کو راحت' قوت یا سامان خوراک حاصل ہو' وہ بہت افضل ہے' اللہ کے ہاں اس پر بہت اجر ملے گا۔

١٣٠٩ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ قَالَ: يا رسولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ الغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِي ما أَتَجَهَّزُ بِهِ، قَالَ: «ائْتِ فُلاناً، فإنَّه كانَ قَدْ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ» فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلامَ ويقولُ: أَعْطِنِي الذي تجهَّزت بِهِ. قَالَ: يا فُلانَةُ! أَعْطِيهِ الذي كُنْتُ تَجَهَّزْتُ

۲۴ / ۱۳۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم قبیلے کے ایک نوجوان نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس وہ وسائل نہیں جن کے ذریعے سے میں جہاد کا ساز و سامان تیار کروں۔ آپ نے فرمایا' فلاں شخص کے پاس جاؤ' اس نے جہاد کی تیاری کی ہے لیکن وہ بیمار ہو گیا ہے۔ وہ نوجوان اس کے پاس آیا اور اس سے کہا' رسول

بـِهِ، وَلا تَحْبِسِي عَنْهُ شَيْئاً، فَوَاللهِ! لا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئاً فَيُبَارَكَ لَكِ فِيهِ. رواه مسلمٌ.

اللہ ﷺ تجھ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ سامان مجھے دے دے جو تو نے جہاد کے لئے تیار کیا ہے۔ اس نے (اپنی بیوی سے) کہا' اے فلانی! اس کو وہ سامان دے دے جس کے ساتھ میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز مت روکنا۔ اللہ کی قسم' اس میں سے کوئی چیز مت روکنا' تاکہ تیرے لئے اس میں برکت ڈال دی جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب إعانة الغازي.

فوائد: اس میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے کہ انسان خود کسی وجہ سے جہاد میں حصہ نہ لے سکے تو کسی مجاہد کو جہاد کا ساز و سامان مہیا کر دے تو اس کو بھی جہاد کا اجر مل جائے گا۔ علاوہ ازیں یہ چیز خیر و برکت کا بھی باعث ہے۔ اسی سے استدلال کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ انسان اپنا مال کسی نیک جہت میں خرچ کرنے کا ارادہ کرے لیکن اس جہت میں خرچ کرنے کا موقعہ نہ ملے تو اسے کسی اور نیک جہت میں خرچ کر سکتا ہے۔ (شرح مسلم' للنووی ؒ)

١٣١٠ - وَعَنْ أَبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ إِلى بَني لَحْيَانَ، فَقَالَ: «لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُما، وَالأَجْرُ بَيْنَهُمَا» رواهُ مسلمٌ. وفي روايةٍ لهُ: «لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ» ثُمَّ قالَ لِلقاعِدِ: «أَيُّكُمْ خَلَفَ الخارِجَ في أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الخارِجِ».

۲۵/ ۱۳۱۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے بنو لحیان کی طرف (جہاد کے لئے' جب کہ وہ کافر تھے) ایک دستہ بھیجا اور فرمایا' ہر دو آدمیوں سے ایک آدمی جہاد کے لئے جائے' اجر ان کے درمیان ہو گا (اگر پیچھے رہنے والا مجاہد کے گھر میں اس کی جانشینی کرے گا)۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لئے گھر سے نکلے' پھر آپ نے بیٹھنے والے کے لئے فرمایا۔ تم میں سے جو شخص' جہاد میں جانے والے کے گھر والوں اور اس کے مال میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کرے گا تو اس کو جہاد میں جانے والے سے نصف اجر ملے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب إعانة الغازي.

فوائد: اجر ان کے درمیان ہو گا' یا نصف اجر ملے گا۔ دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ صحیح مسلم کی یہ دونوں روایات بظاہر دوسری روایات کے مخالف ہیں جن میں جہاد کرنے والے اور مجاہد کو جہاد کا ساز و سامان دینے یا مجاہد کے گھر کی حفاظت و نگرانی کرنے والے دونوں کے لئے برابر کا اجر ملنے کا ذکر ہے۔ اس لئے بعض لوگوں نے تو نصف کے

لفظ کو زائد قرار دیا ہے کہ شاید کسی راوی نے اس کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ صحت سند اور اس کے ثبوت کے بعد راوی کی طرف زیادتی کا دعویٰ صحیح نہیں۔ اس کی توجیہ اس طرح ممکن ہے کہ دونوں کے مجموعی ثواب کو جب دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا تو ہر ایک کے حصے میں وہی اجر آئے گا جو دوسرے کے حصے میں آئے گا۔ پس دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں رہتا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے' دلیل الفالحین لابن علان' فتح الباری' کتاب الجہاد' باب فضل من جهز غازيا او خلفه بخير ۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عام حالات میں جہاد فرض عین نہیں۔ ہر دو آدمیوں سے ایک ایک آدمی بھی جہاد میں حصے لے لے گا' تو دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہ کافی ہو گا۔ تاہم عمل جہاد میں دیگر لوگوں کو بھی اس طرح شریک ہونا چاہئے کہ جن کے پاس دولت ہے وہ مجاہدین کی اسلحی اور دیگر ضروریات کا انتظام کریں' اسی طرح مجاہدین کے گھروں اور ان کے بال بچوں کی حفاظت کریں اور کوئی مجاہد شہید ہو جائے اور اس کے گھر میں معاشی کفالت کا انتظام نہ ہو' تو اس کے بیوی بچوں کی آبرو مندانہ کفالت کا انتظام کریں' اسی طرح زندگی کے دوسرے شعبوں کے افراد کو بھی جہاد میں ہر ممکن طریقے سے حصہ لینا چاہئے۔

١٣١١ ـ وَعَنِ البَراءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: أَتى النَّبِيَّ ﷺ، رَجلٌ مُقَنَّعٌ بِالحَدِيدِ، فَقَال: يا رَسُولَ اللهِ! أُقاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: «أَسْلِمْ، ثُمَّ قَاتِلْ» فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ. فَقَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «عمِلَ قَلِيلاً وَأُجِرَ كَثِيراً». متفقٌ عليهِ، وهذا لفظ البخاريّ.

۲۶ / ۱۳۱۱ ۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا' جو لوہے کے جنگی آلات میں ڈھکا ہوا تھا' اس نے آکر کہا' یا رسول اللہ! (پہلے) میں جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپ نے فرمایا' پہلے اسلام قبول کر' پھر جہاد کر۔ پس اس نے اسلام قبول کیا اور پھر لڑا اور شہید ہو گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر کا زیادہ مستحق قرار دیا گیا۔

(بخاری و مسلم' یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب عمل صالح قبل القتال ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

فوائد: بعض دفعہ تھوڑے سے عمل پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بہت زیادہ اجر و ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ علاوہ ازیں ایمان کے بعد ہی کوئی انسان اپنے نیک عمل کی جزاء کا مستحق ہو گا۔ ایمان کے بغیر کوئی عمل خیر عنداللہ مقبول نہیں۔

١٣١٢ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلى الدُّنْيَا وَلَه ما عَلى الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إلَّا الشَّهيد، يَتَمَنَّى أَنْ

۲۷ / ۱۳۱۲ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کوئی جنت میں جانے والا شخص ایسا نہیں جو دنیا میں لوٹنے کو پسند کرے گا اور (یہ کہ) اس کے لئے زمین میں کوئی چیز ہو۔ سوائے شہید کے' وہ

يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ؛ لِمَا يَرَى مِنَ الكَرَامَةِ». وفي روايةٍ: «لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ» مُتفقٌ عليهِ.

آرزو کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے' کیونکہ (شہادت کی وجہ سے ملنے والی) بزرگی کو وہ دیکھے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کیونکہ شہادت کی فضیلت کو وہ دیکھے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب تمني المجاهد أن يرجع إلى الدنيا - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الشهادة في سبيل الله تعالى.

فوائد: شہید کو شہادت کی وجہ سے جو رتبہ اور شرف و فضل حاصل ہو گا' اسے دیکھ کر وہ آرزو کرے گا کہ اسے بار بار دنیا میں بھیجا جائے اور بار بار وہ اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے۔ شہید کے سوا کوئی اور جنتی دنیا میں آنے کی اور دنیا کی کسی چیز کی آرزو نہیں کرے گا۔

١٣١٣ - وَعَنْ عَبدِ اللهِ بنِ عَمرِو بنِ العاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَغْفِرُ اللهُ للشَّهِيدِ كُلَّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ» رواه مسلمٌ. وفي روايةٍ له: «القَتْلُ في سَبِيلِ اللهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ».

۲۸ / ۱۳۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ سوائے قرض کے' شہید کی ہر غلطی کو معاف کر دیتا ہے۔ (مسلم)

اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' اللہ کی راہ میں شہادت' ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے' سوائے قرض کے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلاّ الدَّين.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد شہادت سے بھی معاف نہیں ہوں گے۔ اسی طرح کبیرہ گناہ کے لئے بھی خالص توبہ کی ضرورت ہے۔

١٣١٤ - وَعَنْ أَبي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فيهِمْ فَذَكَرَ أَنَّ الجِهَادَ في سَبِيلِ اللهِ، وَالإِيمَانَ بِاللهِ، أَفْضَلُ الأَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيتَ إِنْ قُتِلْتُ في سَبِيلِ اللهِ أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ في سَبِيلِ اللهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقبِلٌ غيرُ مُدْبِرٍ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيفَ قُلْتَ؟»

۲۹ / ۱۳۱۴۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے' تو فرمایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا تمام عملوں میں افضل عمل ہے' پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا' یا رسول اللہ! یہ بتلایئے' اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ اگر تو اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا' جب کہ تو ثابت قدم رہنے والا' ثواب کی نیت رکھنے والا' آگے

قالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَتُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ عليهِ السَّلامُ قالَ لِي ذلكَ» رواهُ مسلمٌ.

بڑھ کر حملہ کرنے والا ہو' نہ کہ پیٹھ دکھانے والا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تونے کیسے کہا تھا؟ اس نے پھر سوال دہرایا' یہ فرمائیے' اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری غلطیاں معاف کر دی جائیں گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ جب کہ تو ثابت قدمی' خالص نیت سے آگے بڑھ کر لڑنے والا ہو' پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا نہ ہو (تو یہ شہادت خطاؤں کا کفارہ ہو گی) مگر قرض (معاف نہیں ہو گا) اس لئے کہ جبریل ؑ نے مجھ سے یہ بات کہی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفرت خطاياه إلاَّ الدَّين.

فوائد: اس میں ایک تو شہادت کا عظیم اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے کہ وہ انسان کی کوتاہیوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی چار شرطیں بھی بیان فرمائی ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں۔ ان کے بغیر کوئی شہادت عنداللہ مقبول نہیں۔ (۲) حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے' جیسے قرض ہے۔ اسی طرح کبیرہ گناہ بھی خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ البتہ قرض کے بارے میں بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ قرض سے مراد وہ قرض ہے جو طاقت رکھنے کے باوجود ادا نہ کیا گیا ہو۔ تاہم جس قرض کی بابت ادائیگی کی صحیح نیت ہو' لیکن عدم استطاعت کی وجہ سے ادائیگی میں تاخیر ہو گئی حتیٰ کہ وہ موت سے ہم کنار ہو گیا' تو اللہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ معاف فرما دے گا اور قرض خواہ کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے راضی فرما لے گا' بعض احادیث سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

١٣١٥ ـ وعَنْ جابرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَجُلٌ: أَيْنَ أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! إِنْ قُتِلتُ؟ قالَ: «فِي الجَنَّةِ» فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، رَواهُ مسلم.

۳۰ / ۱۳۱۵ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا' یا رسول اللہ! اگر میں شہید کر دیا گیا تو میرا ٹھکانہ کہاں ہو گا؟ آپ نے فرمایا' جنت میں۔ تو اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں' پھر جہاد کیا' یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

فوائد: اخلاص نیت کا ثمرہ یقیناً جنت ہے۔ ایسے مخلصین کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

١٣١٦ ـ وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا المشرِكِينَ إِلَى بَدرٍ، وَجَاءَ المُشْرِكُونَ، فقالَ رسُولُ اللهِ ﷺ:

۳۱ / ۱۳۱۶ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ روانہ ہوئے' یہاں تک کہ وہ مشرکین سے پہلے بدر (جگہ) پر پہنچ گئے' (بعد میں) مشرکین بھی آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم

«لا يَقْدُمَنَّ أَحَدٌ مِنكُمْ إِلى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ» فَدَنَا المُشْرِكُونَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُومُوا إِلى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالأَرْضُ» قال: يَقولُ عُمَيْرُ بنُ الحُمَامِ الأَنْصَارِيُّ رضيَ اللهُ عَنْهُ: يا رسولَ اللهِ! جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰواتُ والأرضُ؟ قالَ: «نَعَم» قالَ: بَخٍ بَخٍ! فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ما يَحمِلُكَ على قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟» قالَ: لا وَاللهِ! يا رَسُولَ اللهِ! إِلَّا رَجَاءَ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِها، قال: «فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا» فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ، ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حتى آكُلَ تَمَرَاتِي هذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ! فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمرِ، ثم قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ. رواهُ مسلمٌ. «القَرَنَ» بفتح القاف والراء: هو جَعْبَةُ النَّشَّابِ.

میں سے کوئی شخص بھی کسی معاملے میں پیش قدمی نہ کرے، یہاں تک کہ میں خود اس کی بابت کچھ کہوں یا کروں۔ پس مشرکین (لڑائی کی نیت سے) قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا' اس جنت کی طرف اٹھ کھڑے ہو جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے' حضرت انس نے فرمایا۔ عمیر بن حمام انصاری کہنے لگے' یا رسول اللہ! جنت اس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا' ہاں۔ انہوں نے کہا واہ واہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہیں کیا چیز واہ واہ کہنے پر آمادہ کرتی ہے؟ انہوں نے کہا' اللہ کی قسم' یا رسول اللہ! اس امید کے سوا کوئی بات نہیں کہ میں اس جنت میں جانے والوں میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا' یقیناً تو جنت میں جانے والوں میں سے ہے۔ پس انہوں نے اپنے ترکش میں سے چند کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانا شروع کر دیا' پھر فرمایا' میں اپنی یہ چند کھجوریں کھانے تک زندہ رہا' تو یہ زندگی تو لمبی ہو گی' پس جو کھجوریں ان کے پاس تھیں' پھینک دیں' پھر ان مشرکین سے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم) القرن' قاف اور راء پر زبر۔ ترکش۔ (تیردان' تیر رکھنے کا خول)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

فوائد: اس میں ایک تو میدان جنگ میں اطاعت امیر کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ فوجیوں کو جلد بازی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اپنے کمانڈر اور قائد کے حکم کا انتظار کرنا چاہئے اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی پیش قدمی نہیں کرنی چاہئے۔ دوسرے' فوجیوں میں جہاد کی ترغیب کے لئے جنت کا بیان کیا جائے تاکہ مسلمان حصول جنت کے شوق میں خوب جانبازی اور ولولے سے لڑیں۔ تیسرے' صحابہ کرامؓ کے جذبہ حب آخرت کا بیان ہے' جس نے انہیں دنیا کی نعمتوں اور لذتوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔

١٣١٧ ـ وعنه قال: جَاءَ نَاسٌ إِلى النَّبيِّ ﷺ أَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُونَا القُرْآنَ وَالسُّنَّةَ، فَبَعَثَ إِلَيهِم سَبعِينَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمْ: القُرَّاءُ، فِيهِم خَالِي حَرَامٌ، يَقرَؤُونَ القُرآنَ، وَيَتَدَارَسُونَ

٣٢ / ١٣١٧۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور عرض کیا) کہ ہمارے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھیجیں جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں' پس آپؐ نے انصار میں سے ستر آدمی ان کی طرف بھیجے' جن کو قراء کہا جاتا

بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُونَ، وكانُوا بِالنَّهَارِ يَجِيئُونَ بِالمَاءِ، فَيَضَعُونَه في المَسجِدِ، وَيَحْتَطِبُونَ فَيَبِيعُونَه، ويَشْتَرُونَ بِهِ الطَّعَامَ لأَهلِ الصُّفَّةِ، ولِلفُقَرَاءِ، فَبَعَثَهم النَّبيُّ ﷺ، فَعَرَضُوا لهم فَقَتَلُوهُمْ قبلَ أَنْ يَبلُغُوا المَكَانَ، فَقَالُوا: اللَّهُمَّ! بَلِّغ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قد لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا، وَأَتى رجُلٌ حَرَاماً خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلفِهِ، فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ حتى أَنْفَذَهُ، فَقَالَ حَرَامٌ: فُزْتُ وَرَبِّ الكَعْبَةِ، فقالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ إِخْوَانكم قَد قُتِلُوا وإِنَّهم قَالُوا: اللَّهُمَّ! بَلِّغ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَد لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا». متفقٌ عليه، وهذا لفظ مسلم.

تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے‘ یہ سب حضرات قرآن پڑھتے تھے‘ رات کو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے میں گزارتے اور اسے سیکھتے۔ دن کو یہ لوگ پانی لاتے اور اسے مسجد میں رکھتے‘ لکڑیاں اکٹھی کر کے لاتے اور انہیں فروخت کرتے اور اس سے اہل صفہ اور فقراء کے لئے سامان خوراک خریدتے تھے۔ تو ان کو نبی ﷺ نے بھیج دیا‘ پس ان کو لے جانے والے ان (کی جان) کے در پے ہو گئے اور انہیں منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ پس (شہادت سے پہلے) انہوں نے کہا‘ اے اللہ! ہمارے نبی کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے اور ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے اور حضرت انسؓ کے ماموں حضرت حرامؓ کے پاس ان کے پیچھے سے ایک آدمی آیا اور نیزہ ان کو گھونپ دیا‘ یہاں تک کہ وہ ان کے جسم سے پار ہو گیا‘ پس حضرت حرامؓ نے کہا‘ رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ تمہارے بھائی قتل کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے (بوقت شہادت یہ) کہا‘ اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے اور ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔

(بخاری و مسلم‘ یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من ينكب أو يطعن في سبيل الله - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

فوائد: کافروں نے سازش کر کے اس طرح ستر صحابہ کو‘ جو قرآن کے پڑھنے پڑھانے میں ممتاز تھے‘ اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے علاقے میں لے جا کر انہیں شہید کر دیا‘ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ کبھی بھی اپنے جانثار صحابہ کو نہ بھیجتے۔ پھر جب ان کو یقین ہو گیا کہ ہم نرغۂ کفار میں پھنس گئے ہیں اور ہمارا زندہ بچنا مشکل ہے تو انہوں نے اللہ سے دعاء کی کہ ہمارا پیغام اپنے پیغمبر تک پہنچا دے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور بذریعہ وحی اللہ نے آپ تک ان کا پیغام پہنچا دیا‘ آپ نے

وحی کے ذریعے سے مطلع ہو کر صحابہ کرام کو اس واقعے کی خبر دی۔ (۲) صفہ' چبوترے یا ڈیوڑھی کو کہتے ہیں' مسجد نبوی کے چبوترے پر درس گاہ نبوی تھی' جس میں ۷۰' ۷۵ صحابہ زیر تعلیم تھے' یہ شب و روز نبی ﷺ کی صحبت میں رہ کر آپ کے ارشادات سنتے اور آپ سے دین کا علم حاصل کرتے تھے' ان کی معاش کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں تھا' لنگر خانہ تھا نہ لوگوں کے گھروں میں مستقل انتظام تھا۔ صرف اللہ پر توکل و اعتماد ان کا سب سے بڑا سہارا تھا۔ کبھی کبھار کوئی صدقہ یا ہدیہ آتا تو مل بانٹ کر کھا پی لیتے یا ان ہی میں سے کچھ لوگ ایندھن وغیرہ جمع کر کے بیچتے اور اپنے ساتھیوں کی خوراک کا کچھ بندوبست کر لیتے۔ (۳) دعوت و تبلیغ کی راہ بڑی کٹھن راہ ہے' اس میں اپنوں اور بیگانوں کی کڑوی کسیلی باتیں بھی سننی پڑتی ہیں اور بعض دفعہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں' تاہم یہ انبیاء کا مشن ہے جسے بہرحال پورا کرنا علمائے حق کا شیوہ ہے اور ہونا چاہیے۔

١٣١٨ ـ وَعَنْهُ قَالَ: غَابَ عَمِّي أَنَسُ بنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن قِتَالِ بَدرٍ، فقال: يا رسولَ اللهِ! غِبتُ عن أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلتَ المُشرِكِينَ، لَئِنِ اللهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ المُشرِكِينَ لَيُرِيَنَّ اللهُ ما أَصنَعُ. فَلَمَّا كانَ يَومُ أُحُدٍ انكَشَفَ المُسلِمُونَ، فقالَ: اللَّهُمَّ! إنِّي أَعتَذِرُ إلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلاءِ ـ يَعْنِي أَصْحَابَهُ ـ وَأَبرَأُ إليكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلاءِ ـ يعني المُشرِكِينَ ـ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاستَقبَلَهُ سَعدُ بنُ مُعَاذٍ فقال: يَا سَعدَ بنَ مُعَاذٍ! الجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضرِ، إنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ! قالَ سعدٌ: فَمَا استَطَعْتُ يارسُولَ اللهِ! ماصَنَعَ! قَالَ أَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعاً وَثَمَانِينَ ضَربَةً بالسَّيفِ، أَوْ طَعنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَميَةً بِسَهمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قد قُتِلَ وَمَثَّلَ بِهِ المُشرِكونَ، فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إلَّا أُختُهُ بِبَنَانِهِ. قال أَنَسٌ: كُنَّا نُرَى ـ أَوْ نَظُنُّ ـ أَنَّ هٰذِهِ الآيةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفي أَشْبَاهِهِ: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ﴾ إلى آخرها [الأحزاب: ٢٣] متفقٌ عليه، وقد سَبَقَ

۳۳ / ۱۳۱۸۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میرے چچا حضرت انس رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے غیر حاضر رہے تھے' انہوں نے (ایک مرتبہ) عرض کیا' یا رسول اللہ! پہلی لڑائی' جو آپ نے مشرکین سے لڑی' میں اس میں غیر حاضر رہا' اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا جو میں کروں گا۔ پس جب احد کی لڑائی کا دن آیا' مسلمان منتشر ہو گئے' تو انہوں نے کہا' اے اللہ! میں تیری طرف اس کام سے معذرت کرتا ہوں جو ان حضرات (یعنی ان کے ساتھیوں) نے کیا ہے اور تیرے سامنے اس کام سے برأت کا اظہار کرتا ہوں جو ان مشرکوں نے کیا ہے۔ پھر آگے بڑھے' پس ان کا سامنا حضرت سعد بن معاذؓ سے ہوا' تو فرمایا' اے سعد بن معاذ! نضر کے رب کی قسم' جنت! یقیناً میں احد پہاڑ کے ورے سے اس کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا' اے اللہ کے رسول! جو کچھ انہوں (نضر) نے کیا ہے' میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا' ہم نے ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ تلوار کی چوٹیں' یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے اور ہم نے انہیں شہید ہونے کی حالت میں پایا اور مشرکین نے ان کا مثلہ کر کے ان کی شکل و صورت بگاڑ دی تھی' پس

فِي بابِ المُجاهَدَةِ.

انہیں ان کی بہن کے سوا کوئی پہچان نہیں سکا' انہوں نے بھی اسے انگلیوں کے پورے سے پہچانا' حضرت انس ؓ نے فرمایا' ہم سمجھتے یا خیال کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت نضر اور ان جیسے آدمیوں کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔ "مومنوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے وہ عہد سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر دیا (یعنی موت یا شہادت سے ہم کنار ہو گئے) اور بعض وہ ہیں جو منتظر ہیں آخر آیت تک" (سورۂ احزاب' ۲۳) (بخاری و مسلم) (یہ روایت باب المجاہدہ میں گزر چکی ہے۔)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب قول الله تعالى ﴿من المؤمنين رجال...﴾ ۔ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ثبوت الجنة للشهيد.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل' رقم ۱۵ / ۱۰۹ میں گزر چکی ہے۔ وہاں امام نووی ؒ نے وضاحت کی ہے کہ "لیرین اللہ" دو طرح سے مروی ہے۔ ایک یاء اور راء پر زبر کے ساتھ (لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ) اوپر ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے اور دوسرا' یا پر پیش اور راء کے نیچے زیر۔ "لَيُرِيَنَّ اللّٰهُ" یعنی میں جو کچھ کروں گا' اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے لئے ظاہر فرما دے گا۔ اس میں انہوں نے بڑے محتاط الفاظ میں نہایت شجاعت و پامردی سے لڑنے کا عزم ظاہر کیا ہے اور کسی قسم کے ادعاء سے بھی اجتناب کیا ہے۔ جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر انسان کے دل میں نیکی کا کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو' تو اس کی بابت لمبے چوڑے دعوے نہ کرے' بلکہ وقت آنے پر عزم و ارادہ کے مطابق اپنی پوری قوت اور طاقت سے اسے کر گزرے' اس کے کارنامے کو اللہ تعالیٰ خود لوگوں پر واضح فرما دے گا۔ لیکن اگر پہلے ہی دل میں شہرت و ناموری کی بات آجائے گی تو وہ عمل ہی اکارت ہو جائے گا' کیونکہ اس میں اخلاص کی جگہ ریاء و نمود کے جذبے کی شمولیت ہو گئی۔ دیگر فوائد کے لئے محولہ باب اور رقم ملاحظہ ہو۔

١٣١٩ ـ وعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيانِي، فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ، فَأَدْخَلاني دَاراً هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَل، لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنها، قالا: أَمَّا هٰذِهِ الدَّار فَدَارُ الشُّهَدَاءِ» رواه البخاري وهو بعضٌ من حديثِ طويلٍ فيه أنواع العلم سيأتي في

۱۳۱۹ / ۳۴۔ حضرت سمرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے' وہ مجھے درخت پر لے کر چڑھے اور ایسے گھر میں مجھے داخل کیا جو بہت خوب صورت اور نہایت شان دار تھا' اس سے زیادہ خوب صورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا' ان دونوں نے کہا۔ یہ گھر' شہداء کا گھر ہے۔ (بخاری)

بابِ تحريمِ الكذبِ إنْ شاءَ الله تعالَى.

اور یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے' اس میں علم کی بہت سی قسمیں ہیں' یہ حدیث' اگر اللہ نے چاہا تو' باب تحریم الکذب میں آئے گی۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب رقم٩٢.

فوائد: یہ خواب میں آپ کو شہداء کے مقام و مرتبہ کا مشاہدہ کروایا گیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی سچا ہوتا ہے۔ دو آدمیوں سے مراد دو فرشتے ہیں' جبرئیل و میکائیل۔ فرشتے اللہ کے حکم اور مشیت سے انسانی صورت اختیار کر سکتے ہیں۔

١٣٢٠ ـ وعنْ أنسٍ رَضيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّع بنْتَ البَراءِ وَهيَ أمُّ حارِثَةَ بنِ سُراقَةَ، أَتَتِ النَّبيَّ ﷺ فَقالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلا تُحَدِّثُني عَنْ حارِثَةَ ـ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ ـ فَإِنْ كانَ في الجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَإنْ كانَ غَيْرَ ذلكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ في البُكَاءِ، فقال: «يا أُمَّ حارِثَةَ! إنَّهَا جِنانٌ في الجَنَّةِ، وَإنَّ ابْنَكِ أَصابَ الفِرْدَوْسَ الأَعْلَى». رواه البخاري.

٣٥ / ١٣٢٠ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ام ربیع بنت براء رضی اللہ عنہا' جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ' کیا آپ مجھے حارثہ کی بابت خبر نہیں دیتے؟ اور یہ بدر والے دن شہید ہو گئے تھے۔ اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کروں اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو میں اس پر خوب جی بھر کر روؤں۔ آپ نے فرمایا' اے ام حارثہ' جنت میں متعدد درجے ہیں اور تیرا بیٹا جنت کے اعلیٰ ترین درجے میں پہنچ گیا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من أتاه سهم غرب فقتله.

فوائد: جنت الفردوس' جنت کا اعلیٰ ترین حصہ ہے' شہداء کا اس درجے پر فائز ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد اللہ کو بہت پسند ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جب تم جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔

١٣٢١ ـ وعَنْ جابِرِ بنِ عبدِ اللهِ رضيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: جِيءَ بِأَبي إلى النَّبيِّ ﷺ قَدْ مُثِّلَ بِهِ، فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَنَهاني قَوْمٌ فقالَ النبيُّ ﷺ: «مَا زَالَتِ المَلائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِها» متفقٌ عليه.

٣٦ / ١٣٢١ - حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے جب کہ مثلہ کر کے ان کی شکل و ہیئت بگاڑ دی گئی تھی' پس ان کی لاش آپ کے سامنے رکھ دی گئی' میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو کچھ لوگوں نے مجھے روک دیا' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' فرشتے تیرے والد کو اپنے پروں سے برابر سایہ کرتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب ظل الملائكة على الشهيد ـ وصحيح مسلم،

کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عبداللہ بن عمرو، والد جابر رضی اللہ عنہما.

فوائد: مثلہ' شکل و صورت کے بگڑ جانے کو کہتے ہیں' جیسے دشمنی میں ناک' کان وغیرہ کاٹ کر' آنکھیں نکال کر شکل و صورت بگاڑ دی جائے' یا دوران جنگ اس طرح ہو جائے۔ بہت سے صحابہ کرامؓ کے ساتھ کفار و مشرکین نے بغض و عناد میں اس طرح معاملہ کیا۔ لیکن اسلام نے مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بہرحال اس میں حضرت عبداللہ کی فضیلت کا بیان ہے جو شہادت کی وجہ سے انہیں حاصل ہوئی۔ یہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔

١٣٢٢ ـ وعَنْ سهلِ بنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ قـال: «مَـنْ سَـأَلَ اللهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِن مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ» رواه مسلم.

۳۷ / ۱۳۲۲۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعاء مانگتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مرتبوں پر پہنچا دے گا' اگرچہ اسے موت اپنے بستر پر ہی آئے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة.

فوائد: یہ روایت باب الصدق' رقم ۴ / ۵۷ میں بھی گزر چکی ہے' اس میں شہادت کی آرزو اور اس کی دعاء کرنے کا استحباب ہے۔

١٣٢٣ ـ وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللهِ ﷺ: «مَـنْ طَلَـبَ الشَّهَادَةَ صَادِقاً أُعطِيَهَا وَلو لم تُصِبْهُ» رواه مسلم.

۳۸ / ۱۳۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص سچے دل سے شہادت کا طالب ہو تو اسے یہ مقام عطا کر دیا جاتا ہے' اگرچہ شہادت اسے حاصل نہ ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب استحباب طلب الشهادة.

فوائد: اس میں حسن نیت کا فائدہ اور صلہ بیان کیا گیا ہے' جس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ انسان کو اپنی نیت صحیح اور زیادہ سے زیادہ نیکی کے کاموں کی رکھنی چاہئے' ان میں سے اگر وہ کچھ کر بھی نہیں سکے گا' تب بھی اللہ تعالیٰ اسے ان کا اجر عطا فرما دے گا' اسی طرح شہادت اور اللہ کی راہ میں فداء ہو جانے کی آرزو بھی ہر مسلمان کو کرنی چاہئے۔ تاکہ وہ رتبہ شہادت سے سرفراز ہو سکے۔

١٣٢٤ ـ وعَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ القَتْلِ إلَّا كَما يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ القَرصَةِ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حَسنٌ صحيحٌ.

۳۹ / ۱۳۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' شہید' قتل سے اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی شخص چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط.

فوائد: شہادت کی موت کو اللہ نے جس طرح آسان بنایا ہے' اس میں اس کا بیان ہے تاکہ لوگ شہادت سے نہ گھبرائیں۔

١٣٢٥ ـ وعن عبْدِ اللهِ بنِ أَبِي أَوْفَى رضيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ في بَعضِ أيّامِهِ الَّتي لَقيَ فِيهَا العَدُوَّ انْتَظَرَ حتى مَالَتِ الشَّمسُ، ثُمَّ قامَ في النّاسِ فقال: «أَيُّهَا النَّاسُ! لا تَتَمَنَّوا لِقَاءَ العَدُوِّ، وَسَلُوا اللهَ العَافِيَةَ، فإذا لَقِيتُمُوهُم فَاصْبِرُوا، وَاعلَمُوا أَنَّ الجَنَّةَ تَحتَ ظِلالِ السُّيوفِ» ثم قال: «اللَّهُمَّ! مُنزِلَ الكتابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الأَحْزَابِ اهْزِمهُم وَانصُرنَا عَلَيهم» متفقٌ عليه.

۴۰ / ۱۳۲۵۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بعض ان ایام میں' جب آپ کا مقابلہ دشمن سے ہوا' آپ نے انتظار فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا۔ پھر آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا' اے لوگو' دشمن سے لڑنے کی آرزو مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔ پس جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔ پھر فرمایا' اے اللہ' کتاب کے نازل کرنے والے' بادلوں کو چلانے والے' دشمن کے لشکروں کو شکست دینے والے' ان کو شکست سے دو چار فرما اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاری، كتاب الجهاد، باب لا تمنوا لقاء العدو ـ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب كراهية تمني لقاء العدو.

فوائد: یہ روایت باب الصبر' رقم ۲۹ / ۵۳ میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ کا آغاز' زوال شمس کے بعد کرنا بہتر ہے' کیونکہ نبی ﷺ نے بھی اس کا اہتمام فرمایا ہے۔ (۲) لڑائی کی آرزو کرنا ممنوع ہے۔ تاہم جب لڑائی ناگزیر ہو جائے تو اس سے فرار اختیار نہ کرے بلکہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے اور خوب جم کر لڑے۔ (۳) صبر و استقامت کے ساتھ اللہ سے فتح و نصرت کی دعائیں بھی کی جائیں کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں اور اس کی مشیت کے بغیر فتح حاصل نہیں ہو سکتی۔

١٣٢٦ ـ وعن سَهلِ بنِ سعدٍ رَضيَ اللهُ عَنهُ قال: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثِنْتَانِ لا تُرَدَّانِ، أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِندَ البَأسِ حِينَ يُلحِمُ بَعْضُهُم بَعضاً». رواه أبو داود بإسناد صحيح.

۴۱ / ۱۳۲۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دو دعائیں' رد نہیں کی جاتیں یا (فرمایا) کم ہی رد کی جاتی ہیں۔ اذان کے وقت کی دعاء اور لڑائی کے وقت کی دعاء' جب کہ باہم گھمسان کا رن ہو۔ (ابو داؤد' باسناد صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب الدعاء عند اللقاء.

١٣٢٧ ـ وعَنْ أَنس رَضِيَ اللهُ عَنهُ

۴۲ / ۱۳۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

قالَ: كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إذا غَزَا قال: «اللَّهُمَّ! أَنتَ عَضُدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحُولُ، وَبِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أُقاتِلُ» رواهُ أبو داوُدَ، والترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

رسول اللہ ﷺ جب جہاد کرتے تو یہ دعاء فرماتے' "اے اللہ' توہی میرا بازو اور میرا مددگار ہے' تیری مدد سے ہی میں پھرتا (اپنا دفاع کرتا) اور تیری ہی توفیق سے میں دشمن پر حملہ کرتا اور لڑتا ہوں۔

(ابو داوَد' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب ما يدعى عند اللقاء ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب في الدعاء إذا غزا.

فوائد: ظاہری اسباب و وسائل کی فراہمی کے ساتھ اللہ سے فتح و نصرت کی دعاء بھی ضروری ہے کہ اللہ کی طرف رجوع' اس کی یاد اور اس سے استعانت مومن کے لئے بہت بڑا سہارا اور اس کی قوت کا باعث ہے۔

١٣٢٨ ـ وعَنْ أبي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبيَّ ﷺ كانَ إذا خافَ قَوماً قالَ: «اللَّهُمَّ! إنَّا نَجعَلُكَ في نُحُورِهِم، ونَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِم» رواه أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۴۳ / ۱۳۲۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب دشمن قوم سے خوف محسوس فرماتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے' اے اللہ! ہم تجھ کو ہی ان کے مدمقابل کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ان کی شرارتوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ (ابو داوَد' باسناد صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب يقول الرجل إذا خاف قوما.

فوائد: خوف کے وقت یہ دعاء پڑھی جائے' کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دشمن سے بچانے والا ہے' اس لئے اسی سے دعاء والتجا کی جائے۔

١٣٢٩ ـ وعَن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «الخَيْلُ مَعقُودٌ في نَوَاصِيها الخَيرُ إلى يَوْمِ القِيَامَةِ» متفقٌ عليه.

۴۴ / ۱۳۲۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے بھلائی باندھی گئی ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الخيل معقود. . . ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب الخيل في نواصيها الخير إلي يوم القيامة.

فوائد: یہ خیر انہی گھوڑوں میں ہے جو جہاد کی غرض سے ہوں۔ کیونکہ خیر سے مراد اصلاً تو اجر و ثواب ہے' تاہم غنیمت بھی اس میں شامل ہے۔ اس نقطہ نظر سے گھوڑوں کو رکھنا اور پالنا نہایت پسندیدہ ہے۔ پہلے زمانے میں جنگی اعتبار سے گھوڑوں کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں۔ تاہم آج بھی' جب کہ جنگ کا سارا اسلوب بدل گیا ہے اور متعدد نئے خطرناک ہتھیار تیار کرلئے گئے ہیں۔ گھوڑے جنگ میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

١٣٣٠ ـ وعَنْ عُروَةَ البَارِقِيِّ

۴۵ / ۱۳۳۰۔ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الخَيْرُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ: الأَجرُ، وَالمَغْنَمُ» متفقٌ عليه.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا' گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک کے لئے بھلائی باندھی گئی ہے۔ یعنی اجر اور غنیمت۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الجهاد ماض مع البر والفاجر - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب الخيل في نواصيها الخير.

فوائد: اجر و ثواب' نفع آجل (دیر سے ملنے والا فائدہ) ہے اور مال غنیمت نفع عاجل (فوری حاصل ہونے والا فائدہ) ہے۔

١٣٣١ - وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ احتَبَسَ فَرَساً فِي سَبِيلِ اللهِ، إِيمَاناً بِاللهِ، وَتَصدِيقاً بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِبَعَهُ، وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ، وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ القِيَامَةِ» رواه البخاريُّ.

۴۶/ ۱۳۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے اللہ پر ایمان رکھتے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے' اللہ کی راہ میں گھوڑا پالا' تو یقیناً اس کی گھاس' اس کی سیرابی' اس کی لید اور اس کا پیشاب' قیامت والے دن اس کے پلڑے میں ہو گا (اس کے اعمال میں شامل ہو کر تلیں گے)۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من احتبس فرسا.

فوائد: یعنی گھوڑے کی مذکورہ ساری چیزیں' نیکیاں بن جائیں گی اور گھوڑا پالنے والے کے اعمال میں شامل ہو کر ترازو میں تلیں گی۔ اس میں ترغیب ہے کہ اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی غرض سے گھوڑے پالے جائیں' اس لئے کہ انسان جو کچھ ان پر خرچ کرے گا اور جو کچھ گھوڑوں کے اندر سے نکلے گا' ان سب پر اجر ملے گا۔

١٣٣٢ - وعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِنَاقَةٍ مَخطُومَةٍ فقالَ: هٰذِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، فقالَ رسُولُ اللهِ ﷺ: «لَكَ بِهَا يَومَ القِيَامَةِ سَبعُمِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخطُومَةٌ» رواهُ مسلم.

۴۷/ ۱۳۳۲۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار ڈالی ہوئی ایک اونٹنی رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا اور عرض کیا' یہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تیرے لئے اس کے بدلے قیامت والے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی' سب کی سب مہار والی ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب فضل الصدقة في سبيل الله وتضعيفها.

فوائد: اس میں اس اخروی اجر کا بیان ہے جو نیکیوں پر قیامت کے روز ملے گا' ہر نیکی کا اجر اللہ تعالیٰ کم از کم دس گنا اور زیادہ سات سو گنا تک بلکہ اس سے زیادہ بھی عطا فرمائے گا۔ اس میں سات سو گنا کی خوش خبری ہے۔

١٣٣٣ - وعن أبي حَمَّادٍ - ويُقال: أبو سُعادٍ، ويُقالُ: أبو أَسِيدٍ، ويقال: أبو

۴۸/ ۱۳۳۳۔ حضرت ابو حماد اور بعض کے نزدیک ابو سعاد' یا ابو اسد' یا ابو عامر' یا ابو عمرو' یا ابو الاسود یا ابو

عامِرٍ، ويقالُ: أبو عَمْرٍو، ويقالُ: أَبُو الأَسْوَدِ، ويقالُ: أبو عَبْسٍ - عُقْبَةَ بن عامِرٍ الجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلى المِنْبَرِ يقولُ: «وَأَعِدُّوا لَهُم ما استَطَعْتُم من قُوَّةٍ، أَلا إنَّ القُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلا إنَّ القُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلا إنَّ القُوَّةَ الرَّمْيُ» رواه مسلم.

عبس' عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا' (آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی) ''تم ان کافروں کے مقابلے میں اپنی امکانی قوت تیار کرو'' (پھر فرمایا) سن لو' قوت (سے مراد) تیر اندازی ہے' خبردار' قوت (سے مراد) تیر اندازی ہے' خبردار' قوت (سے مراد) تیر اندازی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الرمی والحث علیه وذم من علمه ونسیه.

فوائد: نبی ﷺ نے اپنے دور اور حالات کے مطابق' اللہ نے دشمن کے لئے جو امکانی قوت فراہم اور تیار کرنے کا حکم دیا ہے' اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد تیر اندازی ہے اور تین مرتبہ دہرا کر اس کی اہمیت اور تاکید کو واضح فرمایا۔ کیونکہ تیراندازی کا فن اس دور میں نہایت بنیادی کردار ادا کرتا تھا۔ آج کل کی جنگوں میں تیر اندازی کی اہمیت ختم ہو گئی ہے اور اس کی جگہ ٹینک' توپیں' میزائل اور ایٹم بم وغیرہ ایجاد ہو گئے ہیں۔ اسی طرح فضائی جنگ کے لئے ائر فورس' جنگی جہاز اور ان کے سامان اور بحری جنگ کے لئے نیوی' بحری بیڑے' آبدوزیں اور اس سے متعلقہ سامان کی اہمیت ہے۔ اب قرآن کے حکم فراہمی قوت کا مطلب' مذکورہ چیزوں کی مکمل تیاری اور فراہمی ہے۔ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام جدید ہتھیاروں کا انتظام کریں اور ان سے غفلت نہ کریں۔ آج کل کے مسلمانوں نے اس میں تغافل اور تساہل سے کام لیا ہے' جس کا نتیجہ ہے کہ جنگ کے جدید ذرائع کا علم کافروں کے پاس زیادہ ہے اور اس کے بل بوتے پر وہ دنیا پر چھائے ہوئے ہیں اور کوس لمن الملک بجا رہے ہیں۔ مسلمان جب تک اس قرآنی حکم کے مطابق کافروں سے زیادہ یا ان کے برابر یا کم از کم ان ہی کی طرح کی جنگی قوت و استعداد بہم نہیں پہنچائیں گے' وہ کفر کی یلغار کا مقابلہ اور کافروں کو شکست سے دوچار نہیں کر سکیں گے' جب کہ اسلام کی سربلندی کے لئے کفر کی قوت و شوکت کا خاتمہ ضروری ہے۔

١٣٣٤ - وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يقولُ: «سَتُفْتَحُ عَلَيْكُم أَرَضُونَ، وَيَكْفِيكُمُ اللهُ، فَلا يَعْجِزْ أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ» رواه مسلم.

۴۹ / ۱۳۳۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم پر بہت سی زمینوں کے فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں (دشمن کے مقابلے میں) کافی ہو جائے گا' پس تم میں سے کوئی شخص اپنے تیروں کے ساتھ (فارغ وقت میں) مشق و تمرین میں کوتاہی نہ کرے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الرمی والحث علیه.

فوائد: اس میں مسلمانوں کو خوش خبری دی گئی ہے کہ مستقبل میں بہت سے علاقوں پر تمہیں فتح و کامرانی نصیب ہو گی اور اللہ کی خاص مدد سے تم نوازے جاؤ گے جس کی وجہ سے دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ظاہری اسباب سے تم بھی غفلت نہ برتو اور دشمن سے مقابلے کے لئے جنگی تیاری اور مشقوں (تیراندازی وغیرہ) میں کوتاہی نہ کرو۔ آج کل تیراندازی کی جگہ جدید جنگی مشقوں اور جدید جنگی ہتھیاروں کی تربیت حاصل کرنی ضروری ہے۔

١٣٣٥ ـ وعَنْـهُ أَنَّـهُ قـالَ: قـالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عُلِّمَ الرَّمْيَ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا، أَوْ فَقَدْ عَصَى» رواه مسلم.

۵۰ / ۱۳۳۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کو تیراندازی کا فن سکھایا گیا' پھر اس نے اسے چھوڑ دیا (یعنی فراموش کر دیا) وہ ہم میں سے نہیں' یا (فرمایا) اس نے یقیناً نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب فضل الرمی والحث علیه.

فوائد: اس میں بھی اس وقت کے اعتبار سے فن تیراندازی کے سیکھنے کی ترغیب اور اس کی اہمیت و تاکید اور اسے بھلا دینے پر سخت وعید ہے۔ یہی تاکید آج کل کے جنگی ہتھیاروں کی تربیت حاصل کرنے کی ہے اور تربیت حاصل کر کے بھلا دینے پر اسی وعید کا مستحق ہو گا۔ کیونکہ یہ تربیت اعلائے کلمۃ اللہ اور مسلمانوں کے دفاع کے لئے نہایت ضروری ہے اور سیکھ کر بھلا دینے کا مطلب ہے کہ وہ ایک نہایت اہم اسلامی فریضے کی ادائیگی میں کوتاہی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

١٣٣٦ ـ وعنهُ، رضيَ اللهُ عَنهُ قالَ: سَمِعْـتُ رَسُـولَ اللهِ ﷺ، يقـولُ: «إنَّ اللهَ يُدخِلُ بالسَّهمِ الوَاحِدِ ثَلاثَةَ نَفَرٍ الجَنَّةَ: صَانِعَهُ يحتَسِبُ في صَنْعَتِهِ الخيرَ، وَالرَّامِيَ بـهِ، وَمُنْبِلَـهُ. وارمُـوا وارْكَبُـوا، وَأَنْ تَـرمُـوا أَحَبُّ إليَّ مِنْ أَنْ تركَبُوا. وَمَنْ تَرَكَ الرَّميَ بَعْدَ ما عُلِّمَهُ رَغبَةً عنه، فَإِنَّها نِعمَةٌ تَرَكَهَا» أَوْ قال: «كَفَرَهَا». رواهُ أبو داودَ.

۵۱ / ۱۳۳۶۔ سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا' اس کے بنانے والے کو' جو اس کے بنانے میں بھلائی (ثواب) کی نیت رکھے' تیرانداز کو اور ترکش سے تیر نکال نکال کر دینے والے کو۔ تم تیراندازی اور سواری کا فن سیکھو اور مجھے تمہارا تیراندازی کا سیکھنا' تمہارے سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے اور جس نے بے رغبتی کی وجہ سے تیراندازی کا فن سکھائے جانے کے بعد' چھوڑ دیا' تو اس نے ایک (حاصل شدہ) نعمت کو چھوڑ دیا' یا فرمایا' اس نے نعمت کی ناشکری کی۔

(ابو داوٗد)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الجهاد، باب في الرمی.

فوائد: اس میں بھی دشمن سے مقابلے کی تیاری کی اہمیت اور اس کی فضیلت کا بیان ہے۔ اس میں تیر کی مثال دی گئی ہے۔ اسی طرح آج کل کے جدید جنگی ہتھیار اس نیت سے بنائے' کہ وہ اس کے ذریعے سے جہاد کرے گا تو اس میں جتنے لوگ بھی جس جس طریقے سے اس کی معاونت کریں گے' سب کو برابر اجر ملے گا' علاوہ ازیں آج کل تیر اندازی اور سواری وغیرہ کی جگہ جدید جنگی تربیت حاصل کرنی چاہئے اور اس کی تربیت حاصل کر کے اسے فراموش نہیں کرنا چاہئے ورنہ وہ بھی اس وعید کا مستحق قرار پائے گا۔

١٣٣٧ ـ وعَن سَلَمَةَ بنِ الأكوَعِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: مَرَّ النَّبيُّ ﷺ، على نَفَرٍ يَنتَضِلُونَ، فقَالَ: «ارمُوا بَنِي إسماعيلَ فإِنَّ أَبَاكم كانَ رامِياً» رواه البخاري.

۵۲ / ١٣٣٧۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایسی جماعت پر سے گزر ہوا جو بطور مقابلہ تیر اندازی کر رہی تھی' آپ نے (انہیں دیکھ کر) فرمایا' اے اولاد اسمٰعیل! تم تیر اندازی کرو' اس لئے کہ تمہارے باپ بھی تیر انداز تھے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب التحريض على الرمى.

فوائد: عربوں کو بنو اسمٰعیل بھی کہا جاتا ہے' کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے' حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہیں' اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی ﷺ کے بھی اجداد میں شمار ہوتے ہیں' کیونکہ آپ بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے سلسلہ نسب سے ہیں۔

١٣٣٨ ـ وَعَنْ عَمْرِو بنِ عَبَسَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَمَى بِسَهمٍ في سَبيلِ اللهِ فَهُوَ لَـهُ عِـدْلُ مُحَـرَّرةٍ». رواهُ أبـو داودَ، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۵۳ / ١٣٣٨۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر چلایا' پس اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ (ابو داؤد' ترمذی' دونوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب العتق، باب أيّ الرقاب أفضل؟ ـ وسنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فى فضل الرمى في سبيل الله.

١٣٣٩ ـ وعَنْ أَبي يحيى خُرَيْم بن فـاتِـكٍ، رَضِـيَ اللهُ عَنـهُ قـالَ: قـالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً في سَبيلِ اللهِ كُتِبَ لَهُ سَبْعُمِائةِ ضِعفٍ» رواهُ الترمذي وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۵۴ / ١٣٣٩۔ حضرت ابو یحیٰی خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لیے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل النفقة في سبيل الله.

١٣٤٠ ـ وعَنْ أَبي سَعيدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ

۵۵ / ١٣٤٠۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو بندہ اللہ کے راستے میں

يَصُومُ يَوماً في سَبيلِ اللهِ إلَّا بَاعَدَ اللهُ بذلكَ اليَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفاً» متفقٌ عليهِ.

ایک دن کا روزہ رکھتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے بدلے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے بقدر) دور کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الصوم' رقم ۴ / ۱۲۱۸ میں گزر چکی ہے۔ ان احادیث میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور کسی طرح کی بھی مشقت برداشت کرنے کا ثواب بتایا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ جہاد کی راہ میں کی گئی کوشش بیکار نہیں جاتی ہر کوشش کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

١٣٤١ ـ وعَنْ أبي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ، قالَ: «مَنْ صَامَ يَوْماً في سَبيلِ اللهِ جَعَلَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقاً كَمَا بَيْنَ السَّماءِ والأَرْضِ» رواهُ الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۵۶ / ۱۳۴۱۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان' آسمان و زمین کے درمیان فاصلے کے بقدر' خندق ڈال دیتا ہے۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء فى فضل الصوم في سبيل الله.

١٣٤٢ ـ وعَنْ أبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ ماتَ ولَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ، ماتَ عَلى شُعْبَةٍ مِنَ النِّفَاقِ» رواهُ مسلمٌ.

۵۷ / ۱۳۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے نفس نے جہاد کی بابت کبھی سوچا' تو اس کی موت نفاق کی ایک خصلت پر ہو گی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ذم من مات ولم يغز...

فوائد: جہاد کا موقع نہ ملنا اور بات ہے۔ لیکن کبھی دل میں اس خیال کا بھی نہ آنا کہ اگر کفار سے مقابلے کی ضرورت پیش آئی تو میں ضرور اللہ کی راہ میں لڑوں گا' یہ منافقانہ خصلت ہے' کیونکہ جہاد سے پیچھے رہنا' انہی کی خصلت تھی۔ امام قرطبیؒ نے اس کی روشنی میں یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ جب انسان کوئی عمل خیر کرنے پر قادر نہ ہو' تو اسے چاہئے کہ وہ یہ عزم کر لے کہ جب بھی مجھے اس کی قدرت حاصل ہو گی' میں اس میں کوتاہی نہیں کروں گا تاکہ اس کی نیت' فعل کے قائم مقام ہو جائے اور انسان عمل خیر کرے نہ اس کی دل میں نیت رکھے' تو یہ منافق کی شان ہے۔ بالخصوص جہاد کی بابت دل میں بھی نیت نہ رکھنے سے' انسان منافقین کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ اللهم احفظنا منه

١٣٤٣ ـ وعَنْ جابرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: كُنَّا مَعَ النَّبيِّ ﷺ في غَزَاةٍ فقالَ: «إنَّ بِالمَدِينَةِ لَرِجَالاً ما سِرتُمْ مَسِيراً وَلا قَطَعْتُمْ

۵۸ / ۱۳۴۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' تو آپ نے فرمایا' مدینے میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو

وَادياً إلَّا كانُوا مَعَكُمْ، حَبَسَهُمُ المَرَضُ». وفي روايةٍ: «حَبَسَهُمُ العُذْرُ». وفي روايةٍ: «إلَّا شَرَكُوكُمْ في الأَجْرِ» رواهُ البخاري من روايةِ أنَسٍ، ورَواهُ مُسلمٌ من روايةِ جابرٍ واللفظ له.

مسافت بھی طے کی اور جو وادی بھی قطع کی' وہ (اجر میں) تمہارے ساتھ رہے' (کیونکہ) انہیں مرض نے روک دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے' عذر نے انہیں روک دیا ہے اور ایک روایت میں ہے' وہ تمہارے ساتھ اجر میں شریک رہے۔

بخاری نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور مسلم نے اسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے اور الفاظ بھی مسلم کے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من حبسه العذر عن الغزو - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب نزول النبي ﷺ الحجر.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب الاخلاص ۴/ ۴ میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جہاد میں جانے کی طاقت نہیں رکھتا' تو اس کی نیت صادقہ ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور جان کا نذرانہ پیش کرنے سے کافی ہو جاتی ہے' کیونکہ وہ اپنی اس نیت کی بدولت عنداللہ' مجاہدین کے ساتھ اجر میں شریک سمجھا جائے گا۔

١٣٤٤ - وعنْ أبي مُوسى، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يا رسولَ اللهِ! الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ؟ وفي روايةٍ: يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً. وفي روايةٍ: وَيُقَاتِلُ غَضَباً، فَمَنْ في سَبِيلِ اللهِ؟ فَقَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ العُلْيَا، فَهُوَ في سَبِيلِ اللهِ» متفقٌ عليهِ.

۵۹ / ۱۳۴۴ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' یا رسول اللہ! ایک آدمی تو مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے' ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا چرچا ہو' ایک اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام پہچانا جائے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے' کوئی قومی و قبائلی عصبیت کے لئے لڑتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کوئی شخص (ذاتی) غصے کے پیش نظر لڑتا ہے۔ پس ان میں کون اللہ کے راستے میں لڑنے والا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو' وہ شخص اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا - وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب من قاتل. . .

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ کسی دنیوی غرض سے لڑنے والا مجاہد نہیں ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑنے والا مجاہد

صرف وہ ہے جو صرف اللہ کے دین کے لئے اللہ کی رضا کی خاطر لڑے۔

١٣٤٥ ـ وعنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمرٍو بنِ العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: قالَ رسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ غَازِيَةٍ، أَوْ سَرِيَّةٍ تَغزُو، فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ، إلَّا كانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلُثَي أُجورِهِم، وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخفِقُ وَتُصَابُ إلَّا تَـمَّ أُجُورُهُمْ». رواهُ مسلمٌ.

۶۰ / ۱۳۴۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو لڑنے والا گروہ یا لشکر جہاد کرے' پس وہ مال غنیمت حاصل کرے اور صحیح سالم واپس آجائے' تو اس نے اپنے اجر کا دو ثلث (دو تہائی' ۲/ ۳) دنیا میں جلد حاصل کر لیا اور جو گروہ یا لشکر لڑے لیکن غنیمت حاصل نہ کر سکے اور شہید یا زخمی ہو جائے تو اس کے لئے ان کا پورا اجر ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب بيان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم يغنم.

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مجاہدین میدان جنگ سے صحیح سلامت واپس آجاتے اور مال غنیمت سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں' وہ اجر میں ان مجاہدین سے کم تر ہوں گے جو شہید یا زخمی ہو جاتے ہیں اور مال غنیمت بھی ان کے حصے میں نہیں آتا۔ جیسے صحابہ کرامؓ فرمایا کرتے تھے "ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے حال میں اللہ کو پیارے ہو گئے کہ انہوں نے اپنے اجر کا کوئی حصہ دنیا میں نہیں لیا اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان کے پھل پک گئے ہیں اور وہ انہیں چن رہے ہیں"۔

١٣٤٦ ـ وعنْ أَبي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ رَجُلاً قالَ: يا رسولَ اللهِ! ائذَنْ لي في السِّيَاحَةِ فَقالَ النَّبيُّ ﷺ: «إنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتي الجِهادُ في سَبيلِ اللهِ، عَزَّ وجلَّ» رواهُ أَبو داود بإسنادٍ جيِّدٍ.

۶۱ / ۱۳۴۶۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا' یا رسول اللہ' مجھے سیاحت (ترک دنیا) کی اجازت عنایت فرمایئے' تو نبی ﷺ نے فرمایا' میری امت کی سیاحت اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔ (ابو داؤد' اس کی سند عمدہ ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب النهي عن السياحة.

فوائد: سیاحت کا عام مفہوم تو زمین میں چلنا پھرنا' گھومنا اور سیر و سفر کرنا ہی لیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں سائل کا مقصد دنیا کی لذات ومالوفات' جمعہ و جماعت اور تعلیم وغیرہ ترک کرنے کی اجازت طلب کرنا ہے تاکہ وہ اپنے نفس پر قابو پانے کے لیے آبادیوں سے دور جنگلوں اور ویرانوں میں جا کر رہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا' دنیا کی لذتوں کو ہی چھوڑنا ہے تو اس کے لیے بہترین عمل جہاد ہے جس میں ہر وقت موت انسان کے تعاقب میں رہتی ہے۔ جب موت ہر وقت انسان کے سامنے رہے تو کون لذتوں میں الجھنا پسند کرتا ہے؟ گویا یہاں سیاحت سے مراد جہاد ہے۔ اسی لیے امام ابوداؤد نے یہ روایت کتاب الجہاد میں ذکر کی ہے۔ اس کی سند میں قاسم راوی ہے جس پر بہت سے محدثین نے کلام کیا ہے۔ (عون المعبود)

١٣٤٧ ـ وعَنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمرٍو بنِ

۶۲ / ۱۳۴۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما

العاص رَضيَ اللهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «قَفلَةٌ كَغَزوَةٍ». رواهُ أبو داود بإسنادٍ جيدٍ. «القَفلَةُ»: الرُّجُوعُ، والمراد: الرُّجُوعُ مِنَ الغزوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ؛ ومعناه: أنه يُثَابُ في رُجُوعِهِ بعدَ فَرَاغِهِ مِنَ الغَزْوِ.

سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جہاد سے لوٹنا' جہاد کرنے کی مثل ہے۔

(ابو داؤد' اس کی سند عمدہ ہے)

قفلة ' کے معنیٰ' لوٹنا ہیں اور مراد' جہاد سے فارغ ہو کر لوٹنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جہاد سے فراغت کے بعد جب مجاہد لوٹتا ہے تو اس رجوع پر بھی اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب فضل القفل في الغزو.

فوائد: مجاہد' جب جہاد سے گھر واپس آتا ہے' تو اس پر بھی اسے جہاد کی طرح اجر ملتا ہے' کیونکہ گھر آکر بھی وہ فرائض ادا کرتا ہے جو اہل و عیال کی طرف سے اس پر عائد ہوتے ہیں۔ نیز واپس آکر دوبارہ جہاد میں جانے کی بھرپور تیاری کرتا ہے' اس کے لئے اسلحہ اور قوت فراہم کرتا ہے' گویا مومن گھر کے اندر بھی' اپنی نیت اور تیاری کے اعتبار سے' حالت جہاد میں رہتا ہے' جس پر اسے جہاد والا اجر ہی دیا جائے گا۔

١٣٤٨ - وعَنِ السَّائِبِ بن يزيدَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: لَمَّا قدمَ النَّبيُّ ﷺ، مِنْ غَزوَةِ تَبوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ، فَتَلَقَّيْتُهُ مع الصِّبيانِ على ثَنِيَّةِ الوَدَاعِ. رواه أبو داود بإسنادٍ صَحيحٍ بهذا اللفظ، وَرَوَاهُ البخاريُّ قالَ: ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رسولَ اللهِ ﷺ، مَعَ الصِّبْيَانِ إلى ثَنِيَّةِ الوَدَاعِ.

۱۳۴۸/۶۴ - حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو لوگ آپ سے ملاقات کے لئے نکلے' پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع مقام پر آپ سے ملاقات کی۔ اسے ان الفاظ کے ساتھ ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اسے اس طرح روایت کیا ہے' حضرت سائبؓ نے بیان کیا' ہم بچوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لئے جانا شروع ہوئے۔

تخريج: صحيح بخاري، أول كتاب النبى ﷺ إلى كسرى وقيصر - وسنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب في التلقى.

فوائد: اس میں جنگ یا سفر سے واپس آنے والوں کا استقبال کرنے کا جواز ہے۔ لیکن بغیر کسی تکلف اور فضول خرچی کے۔ آج کل استقبال کا انداز یہ ہے کہ لوگوں کو خوب ترغیب دی جاتی ہے' آرائش و چراغاں کا اہتمام کیا جاتا ہے' نیز آتش بازی' ہوائی فائرنگ اور دیگر اس قسم کی فضولیات کا اہتمام ہوتا ہے اور ان خرافات پر ملک و قوم کا خزانہ نہایت بے دردی سے برباد کیا جاتا ہے۔ یہ شرعاً بھی ناجائز ہے اور ملک و قوم کے مفادات کے خلاف بھی۔ اس قسم کی فضولیات پر قومی خزانے کو لٹانے کی بجائے' اسے بہتر مصرف پر خرچ کرنا چاہیے جس میں ملک و قوم کا کوئی فائدہ ہو۔

١٣٤٩ ـ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَم يَغْزُ، أَوْ يُجَهِّزْ غَازِياً، أَوْ يَخْلُفْ غَازِياً فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

رواهُ أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

٦٤ / ١٣٤٩ ۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جس شخص نے جہاد نہیں کیا' یا کسی غازی کو جہاد کا سامان دے کر تیار نہیں کیا یا کسی غازی کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بہتر دیکھ بھال نہیں کی' تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی بڑی مصیبت یا حادثے سے دوچار کرے گا۔

(ابو داؤد' اس کی سند صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب كراهية ترك الغزو.

فوائد: اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاد نہ کرنا' نہ کسی مجاہد کو سامان حرب مہیا کرنا اور نہ مجاہدین کے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی کرنا' یہ سارے جرم ایسے ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی سزا دے دیتا ہے۔ اس لئے امت مسلمہ کا فرض ہے کہ وہ فریضہ جہاد اور اس کے تقاضوں اور ضروریات سے غفلت و اعراض نہ کرے' ورنہ وہ دنیا میں بھی اس کی سزا بھگتے گی اور آخرت میں سخت عذاب الگ ہو گا۔

١٣٥٠ ـ وعَنْ أَنسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكم وَأَلْسِنَتِكُم»

رواهُ أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

٦٥ / ١٣٥٠ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' مشرکوں سے اپنے مالوں' اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔

(ابو داؤد' اس کی سند صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب كراهية ترك الغزو.

فوائد: اس میں جہاد کی تین قسموں کا بیان ہے' جہاد بالمال' جہاد بالنفس اور جہاد باللسان۔ جہاں جان کے ساتھ جہاد کرنے کی ضرورت ہو' وہاں جان کے ساتھ' جہاں مال خرچ کرنے کی ضرورت ہو' وہاں مال کے ساتھ اور جہاں زبان سے جہاد کی ضرورت ہو' وہاں زبان کے ساتھ جہاد کیا جائے۔ حسب ضرورت جہاں جس چیز کی ضرورت ہو' وہاں اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے گریز نہ کیا جائے۔

١٣٥١ ـ وعَنْ أَبِي عَمْرٍو ـ ويقالُ: أبو حَكِيمٍ ـ النُّعْمَانِ بن مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، إذا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهارِ أَخَّرَ الْقِتالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ، ويَنزِلَ النَّصْرُ.

رواه أبو داود، والترمذي، وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ.

٦٦ / ١٣٥١ ۔ حضرت ابو عمرو اور بعض کے نزدیک ابو حکیم' نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جنگوں میں) حاضر رہا۔ (آپ کا یہ معمول تھا کہ) جب آپ دن کے ابتدائی حصے میں لڑائی (کا آغاز) نہ کرتے تو لڑائی کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا' ہوائیں چلنے لگ جاتیں اور مدد نازل ہو جاتی۔ (ابوداؤد' حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب أيّ وقت يستحب اللقاء؟ ـ وسنن ترمذي،

أبواب السير، باب ما جاء في الساعة التي يستحب فيها القتال.

فوائد: اس حدیث سے آغاز جنگ کے دو وقت معلوم ہوئے کہ یا تو صبح سویرے ہی جہاد کا آغاز کر دیا جائے' ورنہ پھر زوال شمس کے بعد لڑائی شروع کی جائے۔ صبح سویرے مسلمان تازہ دم اور دشمن (بالعموم) غافل ہوتا ہے اور زوال شمس کے بعد سورج کی روشنی میں ہر قسم کی نقل و حرکت آسان ہوتی ہے' علاوہ ازیں اس وقت اللہ کی مدد بھی نازل ہوتی ہے۔ اس لئے یہ دو وقت لڑائی کے لئے موزوں وقت ہیں۔

١٣٥٢ ـ وعنْ أبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللهَ العَافِيَةَ، فإذا لَقِيتُمُوهُم، فَاصبِرُوا» متفقٌ عليه.

۶۷ / ۱۳۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دشمن سے لڑنے کی آرزو مت کرو اور اللہ سے عافیت کا سوال کیا کرو' لیکن جب تمہارا ان سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب لا تمنوا لقاء العدو ـ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب كراهية تمنى لقاء العدو.

فوائد: یہ حدیث اس باب کے درمیان میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱۳۲۵۔

١٣٥٣ ـ وعَنْهُ وعَنْ جابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أَنَّ النبيَّ ﷺ، قالَ: «الحَرْبُ خَدْعَةٌ» متفقٌ عليهِ.

۶۸ / ۱۳۵۳۔ سابق راوی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' جنگ ایک چال ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الحرب خدعة ـ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب جواز الخداع في الحرب.

فوائد: خدعۃ' کا مطلب ہے ایسی چال چلنا جس سے دشمن مغالطے کا شکار ہو جائے اور اس پر اپنا مقصد یا سمت واضح نہ ہو۔ یہ اسلام میں جائز ہے۔ اس لئے کہ اس کے بغیر بعض دفعہ کافروں کو شکست دینا ممکن نہیں۔ جب کہ کافروں کو شکست دینا ضروری ہے تاکہ اسلام کا بول بالا ہو۔ اس لئے اس طرح کی تدبیریں اور چالیں اختیار کرنا ناگزیر ہے جن سے لڑائی میں دشمن کو ناکام بنایا جا سکتا ہو۔ بہرحال مذکورہ احادیث باب سے واضح ہے کہ اسلام میں جہاد کی کتنی اہمیت اور تاکید ہے اور اس سے اعراض و غفلت کتنا بڑا جرم۔ لیکن بدقسمتی سے اس وقت مسلمان ہر جگہ اس ترک جہاد کا مرتکب ہے۔ فالی اللہ المشتکی۔

٢٣٥ ـ بابُ بيَانِ جَمَاعَةٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ فِي ثَوَابِ الآخِرَةِ وَيُغَسَّلُونَ وَيُصَلَّى عَلَيهِمْ بِخِلَافِ القَتِيلِ

۲۳۵۔ اس جماعت کا بیان جو اخروی اجر کے اعتبار سے شہید ہے' انہیں غسل دیا جائے گا اور ان کی نماز پڑھی جائے گی اس شخص کے برعکس جو کافروں کے ساتھ لڑائی

فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ میں شہید ہو جائے (اس کی نماز ہے نہ غسل)

١٣٥٤ ـ عنْ أبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الشُّهَدَاءُ خَمسَةٌ: المطْعُونُ والمَبْطُونُ، وَالغَرِيقُ، وَصاحِبُ الهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ في سَبيلِ اللهِ» متفقٌ عليهِ.

۱ / ۱۳۵۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (اخروی اجر کے اعتبار سے) شہید پانچ ہیں۔ طاعون سے مرنے والا، پیٹ سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، دب کر مرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الشهادة سبع سوى القتل ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب بيان الشهداء.

فوائد: شہداء، شہید کی جمع ہے یہ یا تو شہادت (گواہی) سے ہے اور شہید کو شہید اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول نے جنت کی گواہی دی ہے۔ یا یہ شہود (حاضری) سے ہے، رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں یا یہ خود معرکہ کار زار میں حاضر ہوتا اور جان کا نذرانہ بارگاہ الٰہی میں پیش کرتا ہے۔ مطعون، وہ ہے جو طاعون کی بیماری سے فوت ہو، مبطون وہ ہے جس کو پیٹ کی کسی بیماری کی وجہ سے موت آئے، صاحب الھدم، وہ ہے جو کسی عمارت یا چٹان کے گرنے سے اس کے نیچے دب کر مرجائے، غریق، جو پانی میں ڈوب کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ یہ چاروں قسم کے افراد وہ ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے قیامت کے روز شہیدوں کی طرح اجر عطا فرمائے گا۔ دوسری احادیث میں کچھ اور لوگوں کا تذکرہ بھی ہے جو رتبہ شہادت سے نوازے جائیں گے، ان احادیث میں تضاد نہیں۔ اس لئے کہ پہلے آپ کو پانچ شہیدوں کی بابت بتلایا گیا، جسے نبی ﷺ نے بیان فرما دیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس فہرست میں کچھ اور لوگوں کو بھی شامل فرما لیا، آپ نے اسے بھی بیان فرما دیا اور شہید فی سبیل اللہ کا درجہ ان سب سے بلند ہے کیونکہ وہ حقیقی شہید ہے، بشرطیکہ اخلاص نیت سے اللہ کی راہ میں لڑا ہو۔

١٣٥٥ ـ وعنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «ما تَعُدُّونَ الشُّهَدَاءَ فِيكُم؟» قالُوا: يا رَسُولَ اللهِ! مَنْ قُتِلَ في سَبيلِ اللهِ، فَهُوَ شهيدٌ. قال: «إنَّ شُهَدَاءَ أُمَّتي إذاً لَقَليلٌ!» قالُوا: فَمَنْ يا رَسُولَ اللهِ؟ قالَ: «مَنْ قُتِلَ في سَبيلِ اللهِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ مَاتَ في سَبيلِ اللهِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ مَاتَ في الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ مَاتَ في البَطْنِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَالغَرِيقُ شَهيدٌ» رواهُ مُسْلمٌ.

۲ / ۱۳۵۵ - سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم اپنے اندر کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے، وہ شہید ہے۔ آپ نے فرمایا، تب تو میری امت میں شہداء کم ہوں گے۔ انہوں نے پوچھا، پھر یا رسول اللہ! کون شہید ہیں؟ آپ نے فرمایا، جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جائے، وہ شہید ہے۔ جو اللہ کے راستے میں طبعی موت مر جائے، وہ شہید ہے۔ جو طاعون کی بیماری میں فوت ہو جائے، وہ شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری سے مرجائے وہ شہید ہے اور جو ڈوب کر

مرجائے' وہ شہید ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب بیان الشهداء.

فوائد: اللہ کے راستے میں طبعی موت مرنے سے مراد یہ ہے کہ لڑتے ہوئے تلوار کے وار سے یا نیزے اور گولی وغیرہ لگنے سے موت نہ آئے' بلکہ کسی اور سبب سے موت آئے' مثلاً جہاد کے لئے جا رہا ہے تو راستے میں گھوڑے سے گر کر مرجائے' یا گاڑی کے حادثے میں موت سے ہمکنار ہو جائے' یا دل کا دورہ پڑنے سے یا اور اسی قسم کی وجہ سے مرجائے۔ یہ بھی عنداللہ شہید ہو گا۔

١٣٥٦ - وعنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بنِ العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مالهِ، فَهُوَ شَهيدٌ» متفقٌ عليهِ.

۳/۱۳۵۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' پس وہ شہید ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب المظالم، باب من قتل دون ماله ـ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من أخذ مال غیره . . .

فوائد: دون کا لفظ' ظرف مکان ہے بمعنی تحت۔ مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا اور اس کا دفاع کرتا ہے' وہ عام طور پر یا تو اس کو اپنے پیچھے رکھتا ہے یا اپنے نیچے اور پھر لڑتا ہے۔ تاہم جو بھی صورت ہو' اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے جو شخص بھی قتل کر دیا جائے گا' اسے اللہ تعالیٰ شہید کا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

١٣٥٧ - وعَنْ أبي الأَعْوَرِ سَعِيدِ بنِ زَيْدِ بنِ عمرِو بنِ نُفَيْلٍ، أَحَدِ العَشَرَةِ المَشْهُودِ لهُمْ بالجَنَّةِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، قالَ: سَمِعْتُ رسُولَ اللهِ ﷺ، يقولُ: «مَنْ قُتِلَ دُونَ مالِهِ فهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهيدٌ». رواهُ أبو داودَ، والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۴/۱۳۵۷۔ حضرت ابو الاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' جو ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کے جنتی ہونے کی گواہی دی گئی ہے رضی اللہ عنہم' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے۔ جو اپنے خون (جان) کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے۔ جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا جائے' وہ شہید ہے۔

(ابو داوٗد' ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب السنة، باب في قتال اللصوص ـ وسنن ترمذي، أبواب الدیات، باب ما جاء فیمن قتل دون ماله فهو شهید.

فوائد: وہ دس صحابہ' جنہیں دنیا میں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی' یعنی عشرۂ مبشرہ۔ ان کے اسمائے گرامی ہیں۔ (۱) ابوبکر صدیق (۱) عمر بن خطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) طلحہ بن عبیداللہ (۶) زبیر بن عوام (۷) عبدالرحمٰن بن عوف (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) ابو عبیدہ بن جراح (۱۰) اور اس حدیث کے راوی سعید بن زید۔ رضی اللہ عنہم ۔ نبی ﷺ نے اور بھی بعض لوگوں کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔ لیکن ان کو اس لئے عشرۂ مبشرہ کہا جاتا ہے کہ ان کو ایک ہی موقعے پر ایک ہی حدیث میں جنت کی بشارت دی گئی۔ (سنن ترمذی) اس حدیث میں مزید کچھ لوگوں کا بیان ہے جن کو شہادت کا اجر ملے گا۔

١٣٥٨ ـ وعنْ أبي هُريرةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، قالَ: جاءَ رَجُلٌ إلى رسولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: يا رسولَ اللهِ أَرَأَيْتَ إنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالي؟ قالَ: «فَلا تُعْطِهِ مَالَكَ» قال: أَرَأَيْتَ إنْ قَاتَلَني؟ قال: «قَاتِلْهُ» قالَ: أَرَأَيْتَ إنْ قَتَلَني؟ قالَ: «فَأَنْتَ شَهيدٌ» قالَ: أَرَأَيْتَ إنْ قَتَلْتُهُ؟ قال: «هُوَ في النَّارِ» رواهُ مسلمٌ.

۵/ ۱۳۵۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! یہ فرمائیے' اگر کوئی آدمی (زبردستی) میرا مال لینے کی نیت سے آئے (تو میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا' اپنا مال اسے مت دے' اس نے کہا' اگر وہ مجھ سے لڑے' آپ نے فرمایا' تو بھی اس سے لڑ۔ اس نے کہا' یہ بتلائیے' اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ تو آپ نے فرمایا' پس تو شہید ہے۔ اس نے کہا' یہ فرمائیے' اگر میں اس کو قتل کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا' وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من قصد أخذ. . .

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہوئے' ڈاکو' چور اور لٹیرے کو قتل کر دیا جائے تو یہ جائز ہے اور قاتل گناہ گار نہیں ہو گا' علاوہ ازیں مقتول بھی جہنم میں جائے گا' تاہم اگر وہ مسلمان ہو گا تو اپنے ظلم و تعدی کی سزا بھگت کر جہنم سے نکل آئے گا اور اگر اپنا دفاع کرتے ہوئے خود قتل ہو گیا' تو شہادت کے مرتبے سے سرفراز ہو گا۔ لیکن اس موت اور اس قسم کی دیگر موتوں سے ہمکنار ہونے والوں کو غسل بھی دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی' کیونکہ یہ حکماً شہید ہے' جب کہ میدان جہاد میں جام شہادت نوش کرنے والے کے لئے غسل ضروری ہے نہ نماز جنازہ۔

٢٣٦ ـ بابُ فَضْلِ العِتقِ

۲۳۶۔ غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت کا بیان

قال اللهُ تعالى: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ﴾ [البلد: ١١ ـ ١٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' پس وہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل نہیں ہوا اور تجھے کیا معلوم' گھاٹی کیا ہے؟ گردن کا آزاد کرنا ہے۔ (سورۂ بلد)

فائدۂ آیت: گردن آزاد کرنے سے مراد غلاموں' باندیوں کا آزاد کرنا ہے' اسے دشوار گزار گھاٹی اس لئے کہا ہے کہ یہ کام نہایت مشکل ہے اور کمال ایمان و تقویٰ کے بغیر انسان اس راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ غلامی کا یہ رواج عہد رسالت میں موجود تھا' جسے اسلام نے حکماً تو ختم نہیں کیا' کیونکہ یہ اس دور کی ایک ناگزیر معاشرتی ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں جنگوں میں بھی اس کی اس طرح ضرورت پیش آتی تھی کہ کافر قیدی مردوں اور عورتوں کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور وہ ان کے پاس غلام اور باندی بن کر رہتے تھے' کیونکہ اس زمانے میں جنگی قیدیوں کے باہمی تبادلے کا یا وسیع پیمانے پر جیلوں میں محبوس رکھنے کا سلسلہ نہیں تھا۔ تاہم شریعت نے ایسی ہدایات ضرور دیں جن سے موجود غلاموں کو زیادہ سے زیادہ آزادی ملے اور غلامی کی حوصلہ شکنی ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

١٣٥٩ ـ وعَنْ أبي هُريرةَ، رَضِيَ اللهُ عنهُ قَالَ: قَالَ لي رَسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْواً مِنْهُ مِنَ النَّارِ حتى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ» متفقٌ عليهِ.

۱/ ۱۳۵۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے ایک مسلمان گردن کو آزاد کیا' اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا' یہاں تک کہ اس کی شرم گاہ کے بدلے اس کی شرم گاہ کو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الكفارات، باب قول الله تعالى: ﴿أو تحرير رقبة﴾ - وصحيح مسلم، كتاب العتق، باب فضل العتق.

فوائد: اسلام کی ان ہدایات ہی کا نتیجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنی اپنی طاقت کے مطابق غلاموں کو آزاد کرنے کرانے میں خوب حصہ لیتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متعدد غلاموں کو ان کی قیمت ان کے مالکوں کو ادا کر کے' آزاد کرایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ۳۰ ہزار غلاموں کو اور حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک ہزار سے اوپر غلاموں کو آزاد کرایا اور بعض صحابہؓ کی بابت آتا ہے کہ انہوں نے ایک دن میں ۸ ہزار غلام آزاد کئے۔ رضی اللہ عنہم (ابن علان' ونزهة المتقين)

١٣٦٠ ـ وَعَنْ أبي ذَرٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الإِيمَانُ باللهِ، وَالجِهَادُ في سَبيلِ اللهِ» قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ: «أَنْفَسُها عِنْدَ أَهْلِهَا، وَأَكْثَرُها ثَمَناً» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۲/ ۱۳۶۰۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ' کون سے اعمال افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا' اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا' حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں' میں نے کہا۔ کون سی گردنیں (آزاد کرنا) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا' جو ان کے مالکوں کے نزدیک زیادہ عمدہ اور زیادہ قیمتی ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب أيّ الرقاب أفضل؟ - وصحيح مسلم، كتاب

الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال.

فوائد: ظاہر بات ہے کہ جو غلام مالکوں کی نظر میں نفیس و عمدہ بھی ہو گا اور بیش قیمت بھی' اس کو خرید کر یا اپنے طور پر آزاد کرنا بھی مشکل ہو گا۔ اس لئے اس کی فضیلت بھی دوسرے عام غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ ہو گی۔ جس سے یہ اصول معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں جتنی زیادہ قیمتی چیز خرچ کی جائے گی' اس کا اجر و ثواب بھی اسی حساب سے فزوں تر ہو گا۔ جیسے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون (آل عمران' ۹۲) "جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو' نیکی کا درجہ ہرگز نہیں پا سکو گے" بہرحال اب غلامی کا یہ سلسلہ تو ختم ہو گیا ہے۔ البتہ جہاد کی صورت میں لونڈی غلام بنانے کا حکم قیامت تک باقی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی بعض اور صورتیں بھی موجود ہیں' جیسے مقروض' ضامن اور قیدی وغیرہ۔ ان کی مدد کر کے ان کو ان بوجھوں سے نجات دلانا بھی نہایت فضیلت والا عمل ہے اور ان صورتوں میں بھی فك رقبة (گردن آزاد کرنا) کا مفہوم کسی نہ کسی انداز میں پایا جاتا ہے۔ گو اس کا اصل مصداق غلام آزاد کرنا ہی ہے۔

۲۳۷ - بَابُ فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْمَمْلُوكِ

۲۳۷۔ غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت کا بیان

قالَ الله تَعالى: ﴿ وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ﴾ [النساء: ٣٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ' والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتے داروں' یتیموں' مسکینوں' رشتے دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی' پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے' یعنی غلاموں کے ساتھ (ان سب سے حسن سلوک کرو)۔ (سورۂ نساء' ۳۶)

فائدۂ آیت: آیت میں مذکور تمام لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے' ان ہی میں غلام باندی بھی ہیں جنہیں قرآن نے ما ملكت ايمانكم (جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے) سے تعبیر کیا ہے اور امام صاحب نے اسی مناسبت سے اس آیت کو یہاں بیان کیا ہے۔

١٣٦١ - وَعَنِ المَعْرُورِ بن سُوَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، وعليهِ حُلَّةٌ، وَعلى غُلامِهِ مِثْلُها، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذلكَ، فَذَكَرَ أَنَّهُ سَابَّ رَجُلاً عَلى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَعَيَّرَهُ بِأُمِّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جاهِلِيَّةٌ هُمْ

۱/ ۱۳۶۱۔ حضرت معرور بن سوید ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا' آپ نے ایک جوڑا پہنا ہوا تھا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ویسا ہی جوڑا تھا' میں نے اس کی بابت ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص (غلام) کو برا بھلا کہا اور اس کو اس کی ماں کی

إِخْوَانُكُمْ، وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تحتَ يَدِهِ؛ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُم، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُم فأعينوهم». متفقٌ عليهِ.

نسبت سے عار دلائی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا' تم ایسے آدمی ہو کہ تمہارے اندر (ابھی) جاہلیت (کا اثر) ہے' وہ تمہارے (انسانیت یا دین کے اعتبار سے) بھائی اور تمہارے خدمت گزار ہیں جن کو اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اس کو اسی میں سے کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسی میں سے اسے پہنائے جو خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ کاموں کا بوجھ نہ ڈالو۔ اگر تم انہیں ایسے کام سپرد کرو تو ان کی مدد کرو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب قول النبي ﷺ العبيد إخوانكم - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل.

فوائد: اس میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی وضاحت فرما دی کہ یہ سلوک اس طرح کیا جائے کہ جو خود کھاؤ پہنو' ویسا ہی انہیں بھی کھلاؤ اور پہناؤ۔ یا انہیں بھی ان کی خدمت کا اتنا معاوضہ دو کہ وہ بھی تمہاری طرح معقول خوراک اور لباس کا انتظام کر سکیں' کیونکہ بہ حیثیت انسان یا دین کے' وہ تمہارے ہی بھائی بند ہیں' ان کی انسانی ضروریات بھی تم سے مختلف نہیں۔ غلاموں کی بابت اسلام کی اس ہدایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے مجبور انسانوں کی ہمدردی پر بہت زور دیا ہے۔ اس کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ عام ملازمین اور نوکر چاکروں کے ساتھ بھی ہمدردی و اخوت کا معاملہ کرنا چاہیے۔ ان کی حیثیت اگرچہ غلاموں سے مختلف ہے' تاہم مجبوری و ماتحتی میں یہ غلاموں سے ایک گونہ مشابہت رکھتے ہیں۔ (۲) ملازمین اور مزدوروں پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈالا جائے جسے وہ برداشت نہ کر سکیں' اگر کبھی ایسا کوئی کام ان سے لیا جائے تو ضروری ہے کہ اس میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔ (۳) حسب و نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کو اس کی بنیاد پر طعن و تشنیع کا ہدف بنانا' یہ زمانہ جاہلیت کا اخلاق و کردار ہے جسے اسلام نے آکر ختم کیا۔ مسلمانوں کو اب اس جاہلیت سے بچ کر رہنا چاہئے۔ افسوس ہے کہ جاہلیت والا یہ کردار مسلمانوں نے پھر اپنا لیا ہے اور ان میں بھی نسبی غرور عام ہے اور اس کی بنیاد پر دوسروں کو حقارت و نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے فالی اللہ المشتکی (۴) اسلام نے مذکورہ ہدایات دے کر صحیح معنوں میں انسانی مساوات کا اہتمام کیا ہے' وہ صرف مزدوروں اور کمزور طبقات کو متحد ہونے اور سرمایہ داروں کے خلاف محاذ بنانے کا داعی نہیں ہے' کیونکہ اس طرز عمل سے طبقاتی نفرت پھیلتی ہے جو معاشرے کے امن و سکون کو برباد کر دیتی ہے۔ بلکہ اسلام آجر اور اجیر' آقا و غلام اور مالک و مملوک دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی' ہمدرد اور معاون و غم گسار بننے کی تلقین کرتا اور آپس میں ایک دوسرے کے انسانی حقوق کی ادائیگی کی تلقین کر کے دونوں طبقوں کو پیار و محبت کے ساتھ رہنے کا سبق دیتا ہے۔ اسی لئے اسلام میں شرف و فضل کا معیار دولت اور دنیاوی وسائل کی فراوانی نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف ایمان و

تقویٰ ہے۔ جس سے ایک غریب سے غریب آدمی بھی بہرہ ور ہو سکتا ہے اور ایک امیر سے امیر تر آدمی محروم رہ سکتا ہے۔

١٣٦٢ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «إذا أتى أَحَدَكم خادِمُهُ بطَعامِهِ، فَإنْ لم يُجلِسْهُ مَعَهُ، فَلْيُناوِلْهُ لُقمَةً أَوْ لُقمَتَيْنِ أَوْ أُكلَةً أَوْ أُكلَتَيْنِ؛ فَإنَّهُ وَلِيَ عِلاجَهُ» رواه البخاري.

«الأُكْلَةُ» بضم الهمزة: هِيَ اللُّقمَةُ.

٢ / ١٣٦٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا (تیار کر کے) لائے' پس اگر وہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو اسے ایک یا دو لقمے ضرور دے دے (لقمہ اور اکلہ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں) اس لئے کہ اس نے اس (کے پکانے وغیرہ) کی تکلیف کو برداشت کیا ہے۔ (بخاری)

اکلۃ ' ہمزہ پر پیش' بمعنی لقمہ

تخريج: صحيح بخاري.

فوائد: انسانی مساوات کے اعتبار سے' کھانا تیار کر کے لانے والے خادم کو ساتھ بٹھا کر کھلانا بہتر ہے۔ تاہم ایسا ممکن نہ ہو تو اس کھانے میں سے کچھ حصہ اسے ضرور دیا جائے۔ یہ نہیں کہ سارا خود ہی چٹ کر جائے' یا صرف بچ جانے کی صورت میں اسے دے۔ کاش مسلمان اپنے مذہب کی ان تعلیمات کو اپنا سکیں۔

٢٣٨ ـ بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ

٢٣٨۔ اس غلام کی فضیلت کا بیان جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالک کا حق بھی

١٣٦٣ ـ عَنِ ابنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُما، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «إنَّ العَبْدَ إذا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَأَحْسَنَ عِبادَةَ اللهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

١ / ١٣٦٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرے تو اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العتق، باب العبد إذا أحسن عبادة ربه ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب ثواب العبد وأجره إذا نصح لسيده.

فوائد: آقا کی خیر خواہی کا مطلب' دیانت داری سے آقا کے کام کرنے اور اس کے مال و اسباب کی حفاظت ہے اور اللہ کی عبادت سے مراد اسلام کے احکام و فرائض کی پابندی ہے۔ ایسے غلام کے لئے دوگنا اجر ہے۔

١٣٦٤ ـ وَعَنْ أبي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِلْعَبْدِ المَمْلُوكِ المُصْلِحِ أَجْرانِ» وَالَّذي نَفْسُ

٢ / ١٣٦٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مملوک غلام کے لئے جو اپنے آقا کی خیر خواہی اور اپنے رب کی عبادت کرنے والا ہے'

أبي هُرَيرَةَ بِيَدِهِ لَوْلا الجِهَادُ في سَبيلِ اللهِ، وَالحَجُّ، وَبِرُّ أُمِّي، لأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلوكٌ. مُتَّفَقٌ عليهِ.

دوگنا اجر ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے' اگر اللہ کی راہ میں جہاد' حج اور والدہ کے ساتھ نیکی کرنے کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں غلام ہونے کی حالت میں مرنے کو پسند کرتا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب العتق، باب العبد إذا أحسن... ۔ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب ثواب العبد وأجره...

فوائد: مصلح' وہ غلام ہے جو آقا کا بھی خیر خواہ ہو اور رب کا بھی عبادت گزار ہو۔ انسان جب غلام ہو تو وہ اپنی مرضی سے جہاد میں حصہ لے سکتا ہے' نہ فریضہ حج ادا کر سکتا ہے اور نہ ماں باپ کی خدمت کر سکتا ہے' کیونکہ غلامی میں وہ اپنے آقا کی مرضی اور اجازت کا پابند ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ غلامی کی وجہ سے مذکورہ اعمال کی فضیلت حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ غلام ہونے کی حالت میں مجھے موت آئے' تاکہ میں دوہرے اجر کا مستحق ہو سکتا۔

١٣٦٥ ـ وَعَنْ أَبي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «المَمْلُوكُ الَّذي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إلى سَيِّدِهِ الذي عليهِ مِنَ الحَقِّ، وَالنَّصيحَةِ، وَالطَّاعَةِ، لَهُ أَجْرَانِ» رواهُ البخاريُّ.

۳/ ۱۳۶۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے اور اپنے مالک کا وہ حق بھی ادا کرتا ہے جو اس کے ذمے ہے اور اس کی خیر خواہی و اطاعت بھی کرتا ہے' تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب العتق، باب کراهیة التطاول علی الرقیق.

فوائد: یعنی مالک کی خدمت' اطاعت اور خیر خواہی کا حق ادا کرتا ہے۔ لیکن یہ اطاعت مشروط ہے۔ رب کی عدم معصیت کے ساتھ۔ یعنی مالک کے ایسے حکموں کی اطاعت کرتا ہے جن میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ کی نافرمانی کی صورت میں کسی بھی انسان کی اطاعت ضروری نہیں۔ بلکہ عدم اطاعت ضروری ہے۔

١٣٦٦ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ، وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالعَبْدُ المَمْلُوكُ إذا أَدَّى حَقَّ اللهِ، وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَها فَأَحْسَنَ تَأْديبَهَا، وَعَلَّمَها فَأَحْسَنَ تَعْليمَها، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۴/ ۱۳۶۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تین آدمی ہیں جن کے لئے دوہرا اجر ہے' ایک وہ آدمی' جو اہل کتاب میں سے ہے' اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور (پھر) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا۔ (دوسرا) مملوک غلام ہے' جب وہ اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی۔ (تیسرا) وہ آدمی ہے جس کی ایک باندی ہو' پس اس نے اسے ادب سکھایا اور اس کی

خوب اچھی تربیت کی' اسے علم سکھایا اور اسے خوب اچھی تعلیم سے آراستہ کیا' پھر اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لی' پس اس کے لئے بھی دہرا اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب تعليم الرجل أمته وأهله - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبيِّنا. . .

فوائد: اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اس حدیث میں ان کے لئے ترغیب ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیں گے تو دہرے اجر کے مستحق ہوں گے۔ (۲) اسی طرح مخلص اور خیر خواہ غلام بھی دوہرے اجر کا مستحق ہو گا' کیونکہ ایک طرف وہ اپنے آقا کی اطاعت کرتا اور اس میں جو تکلیف و مشقت ہوتی ہے' اسے برداشت کرتا ہے اور دوسری طرف اپنے رب کی بندگی کا حق بھی صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے۔ (۳) مسلمانوں کو اس امر کی بھی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے غلاموں اور خاص طور پر کنیزوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں اور انہیں آزاد کر کے شرعی طریقے پر ان سے شادی کر لیں یعنی انہیں حق مہر بھی دیں اور آزاد عورتوں والے حقوق ان کے لئے تسلیم کریں۔ ان سب کے لئے دہرا اجر ہے۔

٢٣٩ - بَابُ فَضْلِ العِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ وَهُوَ الاخْتِلاَطُ وَالْفِتَنُ وَنَحْوُهَا

۲۳۹۔ فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت کرنے کی فضیلت کا بیان

١٣٦٧ - عَنْ مَعقِلِ بنِ يَسَارٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «العِبَادَةُ فِي الهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ». رواهُ مُسْلِمٌ.

۱/ ۱۳۶۷۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فتنہ و فساد کے دور میں عبادت کرنا' میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب فضل العبادة في الهرج.

فوائد: جب فتنے عام ہو جاتے اور بگاڑ پھیل جاتا ہے تو اللہ کی عبادت و اطاعت بڑی مشکل ہو جاتی ہے' کیونکہ ہر طرف برائی نے ڈیرے جمائے ہوئے ہوتے ہیں' اس لئے ہر شخص برائی ہی کی طرف راغب ہوتا اور دھڑلے سے اسے اختیار کر لیتا ہے۔ ایسے حالات میں اللہ کی عبادت کا بجا لانا اور اس کے حکموں کی اطاعت کرنا' نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ اسے ہجرت مدینہ کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت ہجرت واجب تھی اور گھربار' جائیداد و کاروبار اور وطن مالوف چھوڑ کر ایک نئی جگہ پر جا کر آباد ہونا نہایت مشکل تھا' لیکن یہ عمل جتنا مشکل تھا' اتنا ہی اجر و ثواب کا باعث بھی تھا۔ یہی ثواب فتنے کے زمانے میں اللہ کی عبادت و اطاعت کرنے والے کو ملے گا۔

٢٤٠ - بَابُ فَضْلِ السَّمَاحَةِ فِي الْبَيْعِ

۲۴۰۔ خرید و فروخت اور لین دین میں

وَالشِّرَاءِ وَالأَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِي وَإِرْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ، وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ، وَفَضْلِ إِنْظَارِ الْمُوسِرِ الْمُعْسِرَ، وَالْوَضْعِ عَنْهُ

نرمی اور ادائیگی اور تقاضا کرنے میں اچھا رویہ اختیار کرنے، جھکتا تولنے اور ناپنے کی فضیلت اور کم تولنے اور ناپنے کی ممانعت اور مال دار کے تنگ دست کو مہلت دینے اور اس سے قرض کو معاف کر دینے کی فضیلت

قَالَ اللهُ تَعالى: ﴿ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴾ [البقرة: ٢١٥] وقَالَ تَعالى ﴿ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ ﴾ [هود: ٨٥] وقَالَ تَعالى: ﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ [المطففين: ١ ـ ٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جو بھی بھلائی کرو گے، یقیناً اللہ اسے جاننے والا ہے۔ (سورۂ بقرہ، ۲۱۵)

نیز فرمایا: اے میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ (سورۂ ہود، ۸۵)

اور فرمایا: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے جو لوگوں سے خود ناپ کر پورا لیتے ہیں، مگر جب ناپ یا تول کر دوسروں کو دیتے ہیں، تو کم کر دیتے ہیں۔ کیا ان کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے، جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (سورۂ مطففین۔ ۱، ۶)

١٣٦٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلاً أَتى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الحَقِّ مَقالًا» ثُمَّ قَالَ: «أَعْطُوهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ» قالوا: يا رسولَ اللهِ! لا نَجِدُ إِلَّا أَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ، قال: «أَعْطُوهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً». مُتَّفَقٌ عَلَيهِ.

۱/ ۱۳۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے تقاضا کرنے لگا اور اس نے آپ سے درشت رویہ اختیار کیا، تو صحابہؓ نے اسے زد و کوب کرنے کا ارادہ کیا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ حق دار کو کہنے کا حق ہے۔ پھر آپ نے فرمایا، اسے اتنی عمر کا جانور دے دو، جتنی عمر کا جانور اس کا تھا، صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس جیسا تو ہم نہیں پاتے البتہ اس سے بہتر اور زیادہ عمر والا ہے۔ آپ نے فرمایا، وہی اسے دے دو، اس لئے کہ تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی

میں سب سے اچھا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الوکالة، باب الوکالة في قضاء الدیون ۔ وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب من استسلف شیئا فقضی خیرا منه...

فوائد: کہا جاتا ہے کہ قرض خواہ حضرت زید بن شعبہ کنانی تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے' بعد میں مسلمان ہوئے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کے ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھا اور مطالبہ کرنے میں سخت رویہ اختیار کیا۔ نبی ﷺ نے صحابہ کو سمجھایا کہ صاحب مال کے لئے بہتر تو یہی ہے کہ وہ تقاضا کرتے وقت اچھا رویہ اختیار کرے' تاہم اگر کوئی اس میں سختی کرتا ہے تو اسے نظرانداز کر دیا جائے' کیونکہ حق دار کو بہرحال کہنے کا حق ہے۔ تاہم اس میں شرعی حدود و آداب سے تجاوز نہیں ہونا چاہئے۔ (۲) مقروض اگر اپنی مرضی سے ادائیگی کے وقت قرض اور حق سے زیادہ ادا کر دے تو مستحب ہے اور صاحب مال (قرض خواہ) کی طرف سے زیادتی کا مطالبہ ہو گا تو یہ سود ہو گا' جس کا لینا جائز ہے نہ دینا۔

١٣٦٩ ـ وَعَنْ جَابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رَحِمَ اللهُ رَجُلاً سَمْحاً إذا بَاعَ، وَإذا اشْتَرَى، وَإذا اقْتَضَى» رواهُ البخاريُّ.

۲/ ۱۳۶۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو بیچتے وقت' خریدتے وقت اور قرض کی وصولی کا مطالبہ کرتے وقت نرمی کرتا ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب البیوع، باب السهولة في الشراء والبیع.

فوائد: خرید و فروخت کے وقت نرمی کا مطلب یہ ہے کہ خریدتے وقت ایسا رویہ اختیار کرے جس سے بیچنے والے کو کوئی نقصان نہ ہو' اسی طرح بیچتے وقت ایسا انداز اپنائے جس سے گاہک کو تکلیف نہ ہو' حتیٰ کہ خریدار سودا واپس کرنا چاہے تو اسے واپس کر لے۔ ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ خریدتے وقت قیمت اصل سے زیادہ دے اور بیچتے وقت قیمت کے مقابلے میں سودا زیادہ دے۔ علاوہ ازیں کسی سے اپنا حق لینا ہو تو اس کے مطالبے میں بھی سختی کی بجائے نرمی سے کام لیا جائے' ادب و احترام کے دائرے سے تجاوز نہ کیا جائے' غریب ہو تو اس کو مہلت دے یا پھر قرض معاف ہی کر دیا جائے۔ وان تصدقوا خیرلکم (البقرہ' ۲۸۰)

١٣٧٠ ـ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيَهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ القِيَامَةِ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ». رواهُ مسلمٌ.

۳/ ۱۳۷۰۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی بے چینیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس سے (قرض) معاف ہی کر دے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل إنظار المعسر.

فوائد: فلینفس' کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ قرض کی ادائیگی میں مزید مہلت دے دے یعنی یوخر مطالبے

کو مؤخر کر دے۔ دوسرے معنی ہیں اس کی تکلیف کو دور کر دے بایں طور کہ اپنے پاس سے اسے اتنی رقم دے دے کہ جس سے وہ اپنا قرض ادا کر دے۔ یعنی یفرج عنہ بہرحال یہ ہمدردانہ رویہ قیامت کے روز انسان کو قیامت کی بے چینیوں سے بچائے گا' جہاں ہر شخص بے چین اور مضطرب ہو گا۔

١٣٧١ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ: إذا أَتَيْتَ مُعسِراً فتجاوزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَتَجاوَزَ عَنَّا، فَلَقِيَ اللهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ» مُتَّفَقٌ عَليهِ.

۴/ ۱۳۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے ملازم سے کہا کرتا تھا' جب تو (رقم کی وصولی کے لئے) کسی تنگ دست کے پاس آئے تو اس سے نرمی اور درگزر کا معاملہ کیا کر' شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگزر سے کام لے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا (یعنی مر گیا) تو اللہ نے اسے معاف فرما دیا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب من أنظر معسرا ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر.

فوائد: درگزر کرنے' کے مفہوم میں حسن مطالبہ' مزید مہلت یا قرض کی معافی' تینوں صورتیں شامل ہیں اور تینوں ہی شرعاً مطلوب و محمود ہیں۔ یہ واقعہ سابقہ امتوں میں سے کسی آدمی کا ہے لیکن اس نے ایسا مثالی کردار پیش کیا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھی پسند فرمایا' کیونکہ آپؐ نے بھی اپنے قول و عمل سے اسی بات کی تلقین اپنی امت کو فرمائی ہے اور یہ عمل یقیناً اللہ کی رضا مندی کا بھی باعث ہے۔

١٣٧٢ ـ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ البَدْرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُوسِبَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مِنَ الخَيْرِ شَيْءٌ، إلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ، وَكَانَ مُوسِراً، وَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ المُعْسِرِ. قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: نَحْنُ أَحَقُّ بِذلكَ مِنْهُ، تَجَاوَزُوا عَنْهُ» رواهُ مسلمٌ.

۵/ ۱۳۷۲۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم سے پہلے لوگوں میں سے (مرنے کے بعد) ایک شخص کا حساب کیا گیا تو اس کے پاس اس کے سوا کوئی نیکی نہیں پائی گئی کہ وہ لوگوں سے لین دین کا معاملہ کرتا تھا اور خوش حال تھا اور اپنے غلاموں سے کہتا تھا کہ تنگ دست سے درگزر کیا کرو (جب وہ مر گیا تو فرشتوں سے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا' ہم درگزر کرنے کے اس سے زیادہ حق دار ہیں' تم اس سے درگزر کرو۔ (یعنی اسے معاف کر دو) (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر.

فوائد: حساب کیا گیا' یہ قیامت کے حالات کی خبر ہے جو نبی ﷺ نے اللہ سے اطلاع پا کر تمثیل کے طور پر بیان فرمائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ حساب کتاب میں اللہ تعالیٰ عفو و درگزر کا معاملہ فرمائے گا'

اس لئے کہ جزاء بھی عمل کی جنس سے ہی ہو گی۔

۱۳۷۳ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «أُتِيَ اللهُ تَعَالَى، بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِهِ آتَاهُ اللهُ مَالًا، فَقَالَ لَهُ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: ـ وَلَا يَكْتُمُونَ اللهَ حَدِيثاً ـ قَالَ: يَا رَبِّ! آتَيْتَنِي مالَكَ، فَكُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الجَوَازُ، فَكُنْتُ أَتَيَسَّرُ عَلَى المُوسِرِ، وَأُنْظِرُ المُعْسِرَ. فَقَالَ تَعَالَى: أَنَا أَحَقُّ بِذا مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي» فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ، وَأَبُو مَسْعُودٍ الأنصارِيُّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: هكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ ﷺ. رواهُ مسلمٌ.

۶ / ۱۳۷۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ' جسے اللہ نے مال و دولت سے نوازا تھا' اللہ کے سامنے پیش کیا گیا' اللہ نے اس سے پوچھا' تو نے دنیا میں کیا کیا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (جملہ معترضہ کے طور پر) قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور وہ اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔ اس نے جواب دیا' اے رب! تو نے اپنے پاس سے مجھے مال دیا تھا' پس میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا اور (اس میں) میری عادت درگزر کرنے کی تھی' پس میں خوش حال پر آسانی کرتا (اس سے عیب والی چیز بھی قبول کر لیتا) اور تنگ دست کو میں مہلت دے دیتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں اس درگزر کرنے کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں۔ میرے بندے سے درگزر کرو۔ حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' کہ ہم نے بھی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے اسی طرح سنی ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب فضل إنظار المعسر.

فوائد: یہ روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے' لیکن حکماً مرفوع ہے' اس لئے کہ اس قسم کی بات اپنی رائے سے بیان نہیں کی جا سکتی۔ علاوہ ازیں دوسرے صحابی حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت مرفوعاً صحیح مسلم میں موجود ہے۔ یہاں امام نووی رحمہ اللہ نے ابو مسعود انصاری کے ساتھ' حضرت عقبہ بن عامر کی روایت کا بھی ذکر کیا ہے اور صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں بھی اسی طرح ہے۔ لیکن اسے حفاظ حدیث نے ایک راوی (خالد احمر) کا وہم قرار دیا ہے' حضرت عقبہ بن عامر سے اس موضوع پر کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ اصل میں حضرت ابو مسعود کا نام عقبہ بن عمرو ہے اور یہ روایت صرف انہی سے مروی ہے یعنی عقبہ بن عمرو ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے۔ مذکورہ راوی کو وہم ہوا اور عقبہ بن عمرو کو عقبہ بن عامر بنا دیا اور دوسرے' حضرت ابو مسعود کو الگ ایک روایت کا راوی۔ جب کہ یہ ایک ہی راوی سے مروی ہے اور یہ دونوں حقیقت میں ایک ہی راوی ہے۔ (ابن علان)

۱۳۷۴ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ

۷ / ۱۳۷۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو کسی تنگ دست کو مہلت

أَنْظَرَ مُعْسِراً، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَظَلَّهُ اللهُ يَوْمَ القِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ». رواهُ الترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

دے یا اس کو معاف کر دے‘ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے روز اپنے عرش کے سائے تلے جگہ دے گا‘ اس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ (ترمذی‘ حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب البيوع، باب ما جاء في إنظار المعسر والرفق به.

فوائد: قیامت کے روز‘ میدان محشر میں سورج بالکل قریب ہو گا اور لوگ پسینے میں ڈوبے ہوئے اور شدت حرارت سے نڈھال ہوں گے۔ اس وقت جن لوگوں کو عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہو گا‘ بڑے ہی خوش نصیب ہوں گے۔ ان ہی خوش نصیبوں میں سے ایک وہ شخص ہو گا جو تنگ دستوں کو نہ صرف قرض دیا کرتا تھا‘ بلکہ انہیں مہلت بھی دیتا یا پھر کچھ یا کل کا کل معاف کر دیتا۔ اس میں خوش حال لوگوں کے لئے غور و فکر اور عمل کی دعوت ہے۔ آج کل لوگ اپنے ہم حیثیت لوگوں کو تو قرض دے دیتے ہیں‘ لیکن کسی غریب کو قرض دینا پسند نہیں کرتے‘ وہ سوچتے ہیں کہ اس سے وصولی مشکل ہو گی‘ کیونکہ کسی تنگ دست کو معاف کر دینے کا سبق ہم نے بالکل بھلا دیا ہے۔ بہرحال کسی ضرورت مند غریب کو وسعت کے باوجود قرض دینے سے گریز کرنا ناپسندیدہ ہے اور اسے قرض دے کر اسے مہلت دینا یا معاف کر دینا نہایت پسندیدہ عمل ہے جس کی بہترین جزاء قیامت کے روز ملے گی۔ جعلنا الله منهم۔

١٣٧٥ ـ وَعَنْ جابِرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، اشْتَرَى مِنْهُ بَعِيراً فَوَزَنَ لَهُ، فَأَرْجَحَ. مُتفقٌ عليهِ.

۸/ ۱۳۷۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو اس کی قیمت جھکتی ہوئی تول کر دی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب شراء الدواب والحمير - وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه.

فوائد: عہد رسالت اور اس کے بہت بعد تک دینار و درہم کے ذریعے سے خرید و فروخت ہوتی تھی۔ دینار سونے کا اور درہم چاندی کا ہوتا تھا‘ اونٹ کی جو قیمت سونے یا چاندی میں طے ہوئی تھی‘ نبی ﷺ نے وہ تول کر دی اور طے شدہ وزن سے زیادہ دی۔

١٣٧٦ ـ وَعَنْ أَبِي صَفْوَانَ سُوَيْدِ بنِ قَيْسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزّاً مِنْ هَجَرَ، فَجَاءَنَا النَّبِيُّ ﷺ، فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ، وَعِنْدِي وَزَّانٌ يَزِنُ بِالأَجْرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ، لِلْوَزَّانِ: «زِنْ وَأَرْجِحْ» رواهُ أَبو داود، والترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۹/ ۱۳۷۶۔ حضرت ابو صفوان سوید بن قیس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور مخرمہ عبدی ہجر جگہ سے کچھ کپڑا (فروخت کرنے کے لئے) لے کر آئے تو نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پائجامہ کا بھاؤ کیا‘ میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے کا وزن کرتا تھا‘ تو نبی ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا‘ تول اور جھکتا ہوا تول۔ (ابو داؤد‘ ترمذی‘ امام ترمذی

نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في الرجحان ـ وسنن ترمذي، أبواب البيوع، باب ما جاء في الرجحان في الوزن.

فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ خریدنے والا طے شدہ قیمت سے زیادہ دے اور اسی طرح بیچنے والا' سودا زیادہ دے۔ یہ انصاف سے بڑھ کر احسان کی صورت ہے' جس سے معاشرے میں نہایت خوش گوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ایک دوسرے کے حق میں کمی کرنے سے بغض و عداوت کے جذبات نشوونما پاتے ہیں جو معاشرے کے لئے نہایت مہلک ہیں۔
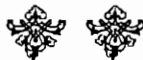
۱۲ - كِتَابُ الْعِلْمِ

۲۴۱ - باب فضل العلم

۲۴۱- علم کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ [طه: ١١٤] وقَالَ تعَالَى: ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر: ٩] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَٰتٍ﴾ [المجادلة: ١١] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُاْ﴾ [فاطر: ٢٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے پیغمبر! کہہ' اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ کر۔ (سورۂ طہٰ' ۱۱۴)

نیز فرمایا: کہہ دے' کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ (سورۂ زمر' ۹)

اور فرمایا: اللہ تم میں سے اہل ایمان کو اور ان لوگوں کو جن کو علم سے نوازا گیا' درجات میں بلند فرماتا ہے۔ (مجادلہ' ۱۱)

اور فرمایا: اللہ سے' اس کے بندوں میں سے' صرف علما ہی ڈرتے ہیں۔ (فاطر' ۲۸)

فوائد آیات: پہلی آیت میں نبی ﷺ کو اضافہ علم کے لئے دعاء بتلائی گئی ہے جس سے ایک تو علم کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ دوسرے' یہ کہ علم کا منبع صرف اللہ کی ذات ہے' وہی سب کو علم عطا کرنے والا ہے' جس کو جتنا چاہے دے۔ اس لئے اسی سے علم طلب کیا جائے۔ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی اسی سے علم کا مطالبہ کرتے ہیں۔ دوسری آیت میں استفہام انکاری ہے جو نفی کا معنی دیتا ہے یعنی عالم اور غیر عالم برابر نہیں۔ تیسری آیت میں اہل ایمان اور اہل علم کے رفع درجات کا ذکر ہے۔ چوتھی آیت میں اس حقیقت کا بیان ہے کہ اللہ کا خوف صرف علماء کے دلوں میں ہی ہوتا ہے' کیونکہ وہ علم کی بدولت اللہ کی عظیم قدرت و عظمت اور اس کی صفات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں۔

١٣٧٧ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ

۱/۱۳۷۷- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا

بِهِ خَيراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ». مُتَّفَقٌ عَلَيهِ.

ارادہ فرماتا ہے' اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا... - وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب النهي عن المسألة.

فوائد: دین کی سمجھ (فقاہت) سے مراد' قرآن و حدیث کا فہم' دین کے احکام و مسائل کا علم اور حلال و حرام کی تمیز ہے' وہ فقاہت مراد نہیں ہے جسے آج کل عام طور پر سمجھا' یا سمجھایا جاتا ہے کہ ائمہ کے اقوال اور ان پر مبنی استنباطات و استخراجات کو سمجھنا فقاہت ہے اور مدونہ کتب فقہ کے ماہر کو ہی فقیہ باور کیا اور کرایا جاتا ہے اور ستم ظریفی کی انتہاء ہے کہ اسی نقطہ نظر کے مطابق ایسے لوگ محدثین کو بھی (نعوذ باللہ) فقاہت سے عاری سمجھتے اور انہیں صرف عطار قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اصل فقیہ یہی لوگ ہیں' انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں زندگی کے تمام مسائل پر مجموعے مرتب کئے اور الگ الگ ابواب و فصول کے مطابق احادیث رسول ؐ درج کیں۔ تاہم اپنی رائے سے اجتناب کیا' جو غایت درجہ تقویٰ اور احتیاط کی بات ہے۔ لیکن یاران سرپل نے اسی احتیاط و تقویٰ کی وجہ سے انہیں فقہاء کی فہرست سے ہی خارج کر دیا اور فقہاء صرف انہیں قرار دیا جو قرآن و حدیث کی تصریحات سے صرف نظر کر کے صرف اقوال ائمہ اور ان پر مبنی تفریع در تفریع مسائل کا علم رکھتے ہوں۔ ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

١٣٧٨ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الحَقِّ. ورَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا، وَيُعَلِّمُهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيهِ. والمرادُ بالحَسَدِ الغِبْطَةُ، وَهُوَ أَنْ يَتَمَنَّى مِثْلَهُ.

۲/ ۱۳۷۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' رشک کے قابل صرف دو آدمی ہیں۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا' پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی' جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا' پس وہ اس کے ساتھ (لوگوں کے معاملات کے) فیصلے کرتا اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

یہاں حسد سے مراد' رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس جیسی چیز کی آرزو کرے (جب کہ حسد میں یہ جذبہ کار فرما ہوتا ہے کہ فلاں کو جو فلاں نعمت حاصل ہے' وہ اس سے محروم ہو جائے)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة - وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه.

فوائد: یہاں حسد' غبطہ (رشک) کے معنی میں ہے' جیسا کہ خود امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وضاحت فرمائی

ہے۔ حسد کرنا ممنوع اور حرام ہے' کیونکہ اس میں حاسد کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ فلاں کو جو نعمت حاصل ہے' وہ چھن جائے۔ جب کہ رشک کرنا جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان یہ دیکھے کہ فلاں پر اللہ کا انعام و اکرام ہو رہا ہے تو یہ آرزو کرے' کاش مجھے بھی اللہ کی طرف سے یہ نعمتیں حاصل ہوں۔ وہ حاسد کی طرح جلے کڑھے نہیں' بلکہ خوش ہو کر اللہ سے دعاء کرے۔ حکمت سے مراد قرآن و حدیث کا علم ہے' کیونکہ یہی انسان کے لئے نافع ہے اور اس کے ذریعے سے ہی لوگوں کے درمیان صحیح فیصلے کئے جا سکتے ہیں۔ اس میں مال کے ساتھ علم نافع کے حاصل کرنے کی بھی ترغیب ہے۔

١٣٧٩ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى والْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضاً؛ فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلأَ، وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللهُ بِهَا النَّاسَ؛ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ، لَا تُمْسِكُ مَاءً، وَلا تُنْبِتُ كَلأً، فَذلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللهِ، وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللهُ بِهِ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْساً، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ» مُتفقٌ عليهِ.

٣ / ١٣٧٩۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' اس ہدایت اور علم کی مثال' جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا' اس بارش کی مانند ہے جو کسی زمین پر برسی۔ پس اس کا ایک حصہ عمدہ تھا' اس نے پانی کو اپنے اندر جذب کیا اور گھاس اور دیگر جڑی بوٹیاں اگائیں اور اس کا ایک حصہ سخت تھا (جو پانی کو فوری طور پر جذب نہیں کرتا) اس نے پانی کو اکٹھا کر لیا' تو اس کے ذریعے سے اللہ نے لوگوں کو نفع دیا' انہوں نے خود بھی پیا' جانوروں کو بھی پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا اور وہ بارش زمین کے ایک اور حصے کو بھی پہنچی جو چٹیل تھا (ایسا ہموار اور صاف جہاں پانی ہی نہ ٹھہرے) جس نے پانی اکٹھا کیا اور نہ کوئی گھاس اگائی۔ پس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے دین میں سمجھ حاصل کی اور اس ہدایت سے اللہ نے اسے نفع پہنچایا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا' پس اس نے خود بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھلایا اور اس شخص کی مثال' جس نے اس کی طرف سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا (اعراض و گریز کیا) اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب الامر بالمحافظة على السنة' رقم ۷ / ۱۶۲ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اسے علم کی فضیلت اور ترغیب کے بیان کے لئے دوبارہ ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو قرآن و حدیث کا علم حاصل کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے

اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دینے کے علاوہ اس علم سے مزید استنباط و استخراج کر کے قرآن و حدیث کے فیض کو زیادہ سے زیادہ عام کرتے ہیں' یہ سب سے بہتر لوگ ہیں۔ دوسرے' وہ لوگ ہیں جو علم تو حاصل کرتے ہیں لیکن اس سے استنباط و استخراج کی استعداد نہیں رکھتے' اس علم سے اگرچہ ان کو خود بھی اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے' تاہم ان کا فیض پہلی قسم کی بہ نسبت کم ہے۔ اس اعتبار سے یہ دونوں قسمیں محمود ہیں۔ (جیسا کہ مثال کا بھی فحویٰ ہے) تیسرے وہ لوگ ہیں جو قرآن و حدیث کے علم سے اعراض و گریز کا راستہ اپناتے ہیں' نہ خود اسے سنتے اور پڑھتے ہیں جس سے انہیں فائدہ ہو اور نہ اسے سیکھ کر دوسروں تک پہنچاتے ہیں کہ وہ فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ لوگوں کی بدترین قسم ہے۔ ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس کا شمار پہلی دو قسموں میں سے کسی ایک قسم میں ہو۔

١٣٨٠ ـ وَعَنْ سَهْلِ بنِ سَعْدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ لِعَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ: «فَوَاللهِ لأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِداً خَيْرٌ لَكَ مِن حُمْرِ النَّعَمِ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۴/ ۱۳۸۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اللہ کی قسم' تیرے ذریعے سے کسی ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کا ہدایت دے دینا' تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر - وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل على بن أبى طالب رضى الله عنه.

فوائد: سرخ اونٹوں سے بہتر ہے' یہ ایک تمثیل ہے' ہر بہتر چیز کے لئے۔ سرخ اونٹ عرب میں بہت بیش قیمت ہوتا تھا۔ اس میں دعوت الی اللہ کی فضیلت اور لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے کی ترغیب ہے۔ تاہم اس کے لئے پہلے ضروری ہے کہ انسان خود بھی ہدایت کے راستے سے آگاہ اور واقف ہو' اس لئے قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے کہ اس کے بغیر ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام ہی نہیں دیا جا سکتا۔

١٣٨١ ـ وَعَنْ عبدِ اللهِ بنِ عمرِو بنِ العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» رواه البخاريُّ.

۵/ ۱۳۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میری طرف سے لوگوں کو (احکام الٰہی) پہنچا دو' اگرچہ ایک آیت ہی ہو اور بنی اسرائیل سے بیان کرو' اس میں کوئی حرج نہیں اور جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے' وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب أحاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بنى إسرائيل.

فوائد: اس میں ایک تو قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنے اور پھر اسے آگے پھیلانے کی تاکید ہے' جس کو تھوڑا یا زیادہ جتنا بھی علم ہو' وہ اس کی تبلیغ ضرور کرے اور لوگوں تک احکام الٰہی پہنچائے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ تبلیغ و دعوت تو صرف علماء اور سند یافتہ لوگوں کا ہی کام ہے' بلکہ ہر شخص اپنے علم کی حد تک اس کا مکلف ہے' حتیٰ کہ

کسی کو کسی ایک آیت کا ہی علم ہے یعنی کسی ایک ہی حکم الٰہی سے وہ آگاہ ہے تو اس کی ذمے داری ہے کہ لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کرے۔ دوسرے' اس میں بنو اسرائیل سے بیان کرنے کی جو اجازت ہے' اس سے مراد صرف بعض وہ واقعات اور قصے ہیں جو نبی ﷺ نے بیان فرمائے ہیں اور وہ صحیح احادیث میں موجود ہیں۔ اس کا مقصد ہر قسم کی اسرائیلی روایات بیان کرنے کی عام اجازت دینا نہیں ہے' جیسا کہ عام طور پر اس سے یہ مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔ تیسرے' نبی ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے پر سخت وعید ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ احادیث کی تحقیق اور چھان پھٹک نہایت ضروری ہے اور جو حدیث بے سند ہو یا اس کے سلسلہ سند میں متہم یا کاذب راوی ہوں یعنی شدید ضعف کی حامل ہو' تو ایسی روایت کو' حدیث رسول کے طور پر پیش کرنا' سخت جرم ہے۔ ضُعفِ روایات کے مختلف درجے ہیں۔ لیکن ان درجات کا علم اسماء رجال اور اصول حدیث پر گہری اور وسیع نظر کے بغیر ممکن نہیں اور ایسے اصحاب علم' جو علوم حدیث پر ماہرانہ نظر رکھتے ہوں' بہت ہی قلیل ہوتے ہیں۔ اس لئے عام علماء کے لئے احوط اور اسلم (زیادہ بہتر اور محتاط) راستہ یہی ہے کہ وہ ضعیف حدیث بیان کرنے سے گریز کریں' چاہے ضعف شدید ہو یا خفیف' کیونکہ خفیف ضعف والی روایات کو اگرچہ محدثین کی اکثریت قابل عمل سمجھتی ہے' لیکن اس کی پہچان ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ جس روایت پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہو' اسے بیان نہ کیا جائے۔ ہمارے اس دور میں شیخ ناصر الدین البانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس میدان میں ایک بڑا وقیع کام یہ کیا ہے کہ سنن اربعہ (سنن ابو داؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ) میں جو ضعیف روایات تھیں' ان کو صحیح روایات سے الگ کر دیا ہے اور صحیح اور ضعیف دونوں کے الگ الگ مجموعے بنا دئے ہیں' جس سے عام علماء کے لیے ضعیف روایات کا پہچاننا آسان ہو گیا ہے' فجزاہ اللہ احسن الجزاء' ان کے اس کام میں اگرچہ یہ احتمال ہے کہ کسی صحیح روایت کو انہوں نے ضعیف اور کسی ضعیف کو صحیح قرار دے دیا ہو۔ لیکن یہ تحقیق صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو شیخ البانی ہی کی طرح علل حدیث (حدیث کی کمزوریوں) پر گہری' وسیع اور ماہرانہ نظر رکھتا ہو۔ لیکن دنیائے اسلام کے عام علماء پر ان کا یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے علم اور مطالعے کی حد تک تحقیق کر کے سنن اربعہ کے ان مجموعوں سے' جو متداول (مروج) ہیں' ضعیف روایات کو صحیح روایات سے الگ (جدا) کر کے صحیح روایات اور ضعیف روایات کے الگ الگ مجموعے بنا دیئے ہیں' علماء کو چاہئے کہ وہ ان کتابوں کو سامنے رکھیں اور ان کے مطابق صرف صحیح روایات کو بیان کریں اور ضعیف روایات کو بیان کرنے سے گریز کریں۔ محض یہ کہہ کر کہ البانی کی رائے حرف آخر نہیں ہے' ان کی خدمات کو نظرانداز کر دینا اور اس سے استفادہ نہ کرنا غیر صحیح بات ہے۔ بلاشبہ' ان کی رائے غلط ہو سکتی ہے' ان کا فیصلہ خطاء و زلل (ٹھوکر' لغزش) سے محفوظ نہیں' کیونکہ بہرحال وہ ایک انسانی کاوش ہے۔ لیکن اس امکان خطا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کی کاوش بے کار اور بے حیثیت ہے۔ اسی امکانی غلطیوں کے دعوے پر بہت سے لوگ تو صحیحین کی احادیث کی اصحیت (سب سے زیادہ صحیح ہونے) سے بھی انکار کرتے ہیں۔ کیا ان کی بات بھی صحیح مان لی جائے؟ نہیں' یقیناً نہیں۔ اسی طرح شیخ البانی کی بے نظیر خدمات سے عدم استفادہ کی بھی کوئی دلیل نہیں' جس طرح محدثین نے احادیث کی جمع و تدوین کا کام سرانجام دے کر امت پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے' اسی طرح محدثین ہی کے طرز اور اصول پر انہی کے مجموعوں کی چھان پھٹک اور نقد و تحقیق کر کے صحیح و ضعیف روایات کو

ممتاز کر دینا بھی محدثین ہی کے مشن کی تکمیل ہے' جس کی توفیق اللہ نے اس دور میں شیخ ناصرالدین البانی کو عطا فرمائی ہے۔ حفظہ اللہ تعالی واجزل جزاءہ وبارک فی عمرہ

بہرحال یہ بات تو ضمناً آگئی' بات یہ ہو رہی تھی کہ نبی ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب نہ کی جائے جس کی نسبت آپ کی طرف مشکوک ہو' اسی لئے ضعیف احادیث بھی بیان نہیں کرنی چاہئیں۔ لیکن بدقسمتی سے اتنی سخت وعید کے باوجود بہت سے علماء اس معاملے میں غیر محتاط ہیں' وہ ضعیف تو کجا' موضوع احادیث تک زیب داستان اور گرمی محفل کے لئے بیان کرنے سے نہیں چوکتے۔ اللہ تعالیٰ ان علماء کو ہدایت دے جو ایسا کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر علماء کی ایک جماعت ایسی ہے جو اپنے فقہی مذہب کی حمایت میں مستند اور قوی روایات کی تو تغلیط و تردید اور اس کے برعکس ضعیف و بے سروپا روایات کی تصحیح و تثبیت (درست اور صحیح ثابت کرنے) کی مذموم سعی کرتی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

١٣٨٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْماً، سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقاً إِلَى الجَنَّةِ» رواهُ مسلمٌ.

۶ / ۱۳۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو علم (دین) کی تلاش کے لئے کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل اس سے زیادہ مفصل باب قضاء حوائج المسلمین' رقم ۲/ ۲۴۵ میں گزر چکی ہے۔ یہاں علم کی فضیلت سے متعلق اس کا حصہ نقل کیا گیا ہے' علم سے مراد' دین کا یعنی قرآن و حدیث کا صحیح علم ہے جو فقہی عینک کے بغیر حاصل کیا جائے' ورنہ فقہی تعصب علم کو بھی حجاب اکبر بنا دیتا ہے۔ الا من رحمہ اللہ تعالی وعصمہ

١٣٨٣ ـ وَعَنهُ، أَيضاً، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قال: «مَنْ دَعَا إِلى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئاً» رواهُ مسلمٌ.

۷ / ۱۳۸۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو ہدایت کی طرف بلائے گا' اس کو ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اس ہدایت کی پیروی کریں گے اور یہ پیروی کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب الدلالۃ علی خیر' رقم ۱/ ۱۷۴ میں گزر چکی ہے۔ اس کا اگلا حصہ یہ ہے کہ "جو گمراہی کی دعوت دے گا تو اس کو ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہو گا جو اس گمراہی کی پیروی کریں گے اور یہ ان گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں کرے گا"۔ اس میں خیر کی دعوت دینے والوں کے لئے بڑی خوش خبری اور شر کی دعوت دینے والوں کے لئے سخت وعید ہے۔

١٣٨٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ

۸ / ۱۳۸۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إلَّا مِنْ ثَلاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ» رواهُ مسلمٌ.

اللہ ﷺ نے فرمایا' جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے' مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے' ایک صدقہ جاریہ' یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته.

فوائد: عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے' کا مطلب ہے کہ اس پر اجر و ثواب ملنا بند ہو جاتا ہے۔ تاہم تین عمل ایسے ہیں کہ موت کے بعد بھی ان کا ثواب میت کو پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ' جیسے مرنے والا مسجد و مدرسہ' ہسپتال اور سرائے وغیرہ بنا جائے تو جب تک لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے' میت کو ثواب پہنچتا رہے گا۔ علم' جس سے فائدہ اٹھایا جائے' کا مطلب ہے' دوسروں کو علم سکھانا' یا تالیفات و تصنیفات کے ذریعے سے علم پھیلانا۔ جب تک اس کا سلسلہ تلمذ قائم اور کتابیں محفوظ و موجود رہیں گی اور لوگ ان سے برابر فائدہ اٹھاتے رہیں گے تو ان کا اجر بھی استاذ یا مصنف کتاب کو ملتا رہے گا۔ اولاد کی نیک تربیت بڑی ضروری ہے تاکہ وہ مرنے کے بعد صحیح طریقے سے اپنے والدین کے حق میں دعائے خیر کرتی رہے' کیونکہ اولاد کی دعاء والدین کے حق میں مفید ہے۔

١٣٨٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا فِيهَا، إلَّا ذِكْرَ اللهِ تَعَالى، وَمَا وَالاهُ، وَعَالِماً، أَوْ مُتَعَلِّماً» رواهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ. قولهُ «وَمَا وَالاهُ» أي: طَاعَةُ اللهِ.

٩/ ١٣٨٥۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' دنیا ملعون ہے اور جو کچھ سامان اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے' سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے متعلقات کے اور عالم یا متعلم کے۔ (ترمذی' حدیث حسن)

قولہ وما والاہ' کا مطلب ہے' اللہ کی اطاعت (یعنی ایسے امور بجا لانا جن میں اللہ کی اطاعت و فرماں برداری اور اس کی قربت کا پہلو ہو)

تخریج: سنن ترمذي وقال: حديث حسن

فوائد: یہ حدیث باب فضل الزهد فی الدنیا' رقم ٢٢/ ٤٧٨ میں بھی گزر چکی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ واقعی دنیا اور اس کا ساز و سامان ملعون ہے' بلکہ دنیا کا وہ مال و متاع ملعون ہے جو انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کر دے۔ یا اس کے لئے ملعون ہے جس کو دنیا میں اللہ یاد ہی نہ آئے۔ اسے کتاب العلم میں اس لئے بیان کیا ہے کہ علم دین کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ انسان کو علم ہو کہ فلاں بات یا کام اللہ کی رضا کا اور فلاں اس کی ناراضی کا باعث ہے' اسی لئے اس میں عالم اور متعلم کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

١٣٨٦ ـ وَعَنْ أنسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ١٠/ ١٣٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ العِلمِ، فَهو فِي سَبِيلِ اللهِ حتى يَرجِعَ» رواهُ التِّرمِذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص علم کی جستجو میں نکلتا ہے تو وہ لوٹنے تک اللہ کی راہ میں (شمار) ہو گا۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب العلم، باب فضل طلب العلم.

فوائد: اس میں طلب علم کو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ لیکن شیخ البانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے جسے انہوں نے "تخریج فقہ السیرۃ" میں بیان کیا ہے۔ (دیکھئے ریاض الصالحین بہ تحقیق شیخ البانی حفظہ اللہ)

١٣٨٧ ـ وَعَنْ أَبي سَعِيدٍ الخدْرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَنْ يَشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيرٍ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الجَنَّةَ» رواهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۱۱ / ۱۳۸۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مومن بھلائی سے ہرگز سیر نہیں ہوتا' یہاں تک کہ وہ اپنے آخری انجام جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة.

فوائد: اس میں مومن کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ نیکی کے کاموں کا بڑا حریص ہوتا ہے اور ان سے اس کی طبیعت نہیں اکتاتی' حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے اور جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ اسے کتاب العلم میں بیان کر کے واضح کر دیا کہ نیکی کے کاموں میں سب سے افضل کام علم دین کا سیکھنا اور سکھانا ہے' اس لئے کہ یہ علم ہی انسان کو خیر اور شر کے درمیان تمیز کرنا سکھاتا ہے۔

١٣٨٨ ـ وَعَنْ أَبي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلى أَدْنَاكُمْ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ اللهَ وَمَلائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرَ» رواهُ الترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۲ / ۱۳۸۸۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتے اور آسمان و زمین کی مخلوق' حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی تک (پانی میں)' لوگوں کو بھلائی سکھلانے والوں پر (اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے) (کتاب و باب مذکور)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة.

فوائد: عالم سے مراد قرآن و حدیث کا عالم ہے جو فرائض و سنن کی پابندی کے ساتھ تعلیم و تعلم میں مصروف رہتا ہے اور عابد سے مراد وہ شخص ہے جو اپنا زیادہ وقت عبادت الٰہی میں گزارتا ہے۔ اس کے نوافل اور کثرت ذکر کا فائدہ چونکہ اس کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے' جب کہ عالم کے علم کا فیض دوسرے لوگوں تک بھی پہنچتا

ہے' اس لئے وہ عابد پر بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ صلوٰۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو معنی ہوتے ہیں رحمت بھیجنا' فرشتوں کی طرف ہو تو معنی ہیں' مغفرت کی دعاء کرنا اور دوسری مخلوق' انسان و حیوان کی طرف ہو تو معنی ہیں دعاء و التجا کرنا۔ گویا معلم خیر پر اللہ تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے' فرشتے اس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں اور دوسری مخلوق اس کے حق میں خیر کی دعائیں کرتی ہے۔ اس میں عالم کی فضیلت اور علماء کی توقیر و تکریم کا بیان ہے۔

١٣٨٩ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَبْتَغِي فِيهِ عِلْماً سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقاً إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ المَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ العِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ، وَإِنَّ العَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ حَتَّى الحِيتَانُ فِي المَاءِ، وَفَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِ القَمَرِ عَلَى سَائِرِ الكَوَاكِبِ، وَإِنَّ العُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَاراً وَلا دِرْهَماً وَإِنَّمَا وَرَّثُوا العِلْمَ. فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

١٣/ ١٣٨٩۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جو شخص ایسے راستے پر چلے جس میں وہ (دین کا) علم تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کے لئے اس کے اس عمل سے خوش ہو کر اپنے پر رکھ دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان و زمین کی ہر مخلوق' حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعاء کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے' وہ تو (دین کا) علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں' پس جس نے وہ علم حاصل کیا' اس نے (شرف و فضل کا) ایک بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ (ابو داؤد' ترمذی)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب العلم، باب الحث على طلب العلم - وسنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة.

فوائد: اس میں بھی گزشتہ حدیث کی طرح علم دین حاصل کرنے کی فضیلت اور علماء کے شرف و احترام کا بیان ہے۔ فرشتوں کے پر رکھ دینے کا مطلب ہے کہ وہ اپنے پروں کو بند کر کے بیٹھ جاتے ہیں' جیسے علم و ذکر کی دوسری محفلوں کو وہ گھیر لیتے ہیں۔

١٣٩٠ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «نَضَّرَ اللهُ امْرَءاً سَمِعَ مِنَّا شَيْئاً، فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ». رواهُ الترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ

١٤/ ١٣٩٠۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تر و تازہ رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے' پھر اسے اسی طرح دوسروں تک پہنچا دے جس طرح اس نے سنا۔ اس لئے کہ بہت سے ایسے لوگ'

حَسَنٌ صحيحٌ.

جن کو بات پہنچائی جائے' سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع.

فوائد: اس میں جہاں علم کی فضیلت کا بیان ہے' وہاں دعوت و تبلیغ کی ترغیب بھی ہے۔

١٣٩١ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أُلْجِمَ يَوْمَ القِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ» رَوَاهُ أَبُو داودَ والترمذيُّ وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۱۵ / ۱۳۹۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس سے علم دین کی کوئی بات پوچھی جائے' پھر وہ اسے چھپائے تو قیامت والے دن اس کو آگ کی لگام دی جائے گی۔

(ابو داؤد' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب العلم، باب كراهية منع العلم ـ وسنن ترمذي، أبواب العلم، باب ما جاء في كتمان العلم.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ سائل کو دین کی صحیح بات نہ بتلانا' سخت کبیرہ گناہ ہے جس پر جہنم کی شدید وعید ہے۔ بدقسمتی سے فقہی جمود اور حزبی تعصب میں مبتلا حضرات اور اہل علم' کتمان علم کے اس جرم عظیم کا عام ارتکاب کرتے ہیں۔ هداهم الله تعالى

١٣٩٢ ـ وعنهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلماً مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضاً مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الجَنَّةِ يَوْمَ القِيَامَةِ» يَعْنِي: رِيحَهَا. رواهُ أبو داودَ بإسنادٍ صَحيحٍ.

۱۶ / ۱۳۹۲ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وہ علم' جس سے اللہ کی رضا مندی طلب کی جاتی ہے' اس لئے حاصل کرے تا کہ اس کے ذریعے سے دنیا کا ساز و سامان حاصل کیا جائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

(اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب العلم، باب طلب العلم لغير الله تعالى.

فوائد: اس میں اس امر کی ترغیب ہے کہ علم دین صرف اللہ کی رضا کے لئے حاصل کیا جائے۔ اگر دنیا حاصل کرنے کا مقصد پیش نظر ہو گا' تو یہ بڑا جرم ہے کہ دین کا عالم جنت کی خوشبو تک سے محروم رہے گا۔ اعاذنا الله منه۔ ہاں بغیر قصد و نیت کے دنیا مل جائے تو اور بات ہے' وہ انسان کے لئے نقصان دہ نہیں۔

١٣٩٣ ـ وَعَنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بنِ العاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ لا يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعاً يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلكِنْ

۱۷ / ۱۳۹۳ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے' لیکن وہ علم کو علماء

يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ حَتَّى إِذا لَمْ يُبْقِ عالماً، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوساً جُهَّالاً، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا»

کی وفات کے ذریعے سے اٹھائے گا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے، پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور (یوں) خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب كيف يقبض العلم؟ - وصحيح مسلم، كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه.

فوائد: یہ قرب قیامت کی ایک علامت کا بیان ہے کہ علمائے دین ناپید ہو جائیں گے اور جاہل لوگ سردار، پیشوا اور امام بن جائیں گے، جن کو قرآن و حدیث کا علم ہی نہیں ہو گا، اس کے باوجود وہ مفتی اور مجتہد بنے ہوں گے اور اپنے فتوؤں اور خود ساختہ مسئلوں سے، اپنے ساتھ، دوسرے لوگوں کی بھی گمراہی کا باعث بنیں گے۔ اس میں جہاں اس امر کی ترغیب ہے کہ علمائے دین زیادہ سے زیادہ تیار کیے جائیں، وہاں اس کی بھی تاکید ہے کہ جاہلوں کو دین کا پیشوا بنانے سے اجتناب کیا جائے۔
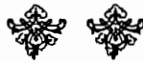
۱۳۔ كِتَابُ حَمْدِ اللهِ تَعَالٰى وَشُكْرِهِ

۲٤۲- باب فضل الحمد والشكر

قال الله تعالى: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ﴾ [البقرة: ١٥٢] قال الله تعالى: ﴿لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ [إبراهيم: ٧] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ [الإسراء: ١١١] وقَالَ تَعَالى: ﴿وَءَاخِرُ دَعْوَىٰهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [يونس: ١٠].

۲۴۲۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر کرنے کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد کروں گا' تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (سورۂ بقرہ' ۱۵۲)

نیز فرمایا: اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمہیں اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا (سورۂ ابراہیم' ۷)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے پیغمبر کہہ دیجئے! تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۱۱۱)

نیز فرمایا: اور ان کی آخری پکار یہی ہو گی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔ (سورۂ یونس' ۱۰)

فوائد آیات: اللہ کو یاد کرنے کا مطلب' اس کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اسی طرح خوش حالی میں بھی اسے یاد رکھنا اور حالات کی شدتوں میں بھی کسی اور کے در پر جبہ سائی کرنے سے گریز کرنا ہے۔ اور اللہ کے یاد کرنے کا مطلب' انسان کی قدر افزائی اور اسے اپنی مغفرت و رحمت سے شاد کام فرمانا اور سختیوں میں اس کی چارہ سازی کرنا ہے۔ شکر' یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ سب کچھ دینے والا صرف ایک اللہ ہے' پھر اللہ کی نعمتوں پر زبان سے اللہ کی حمد کرنا قولی شکر ہے اور اس کے حکموں کی اطاعت کرنا عملی شکر ہے۔ اور عدم شکر' کفران نعمت ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ حمد کا مطلب ہے' زبان سے تعظیم کے طور پر منعم کی ثناء و تعریف کرنا۔ اہل ایمان کی زبانوں پر جنت میں بھی اللہ کی حمد کے ترانے ہوں گے۔ جعلنا الله منهم۔

١٣٩٤ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ جبريلُ ﷺ: «الحَمْدُ للهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ» رواهُ مسلم.

۱/ ۱۳۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس' جس رات آپ کو معراج کرائی گئی' شراب اور دودھ کے دو پیالے لائے گئے' پس آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور دودھ (والا پیالہ) پکڑ لیا' تو جبرئیل نے کہا' تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آپ کی رہنمائی فطرت کی طرف فرمائی' اگر آپ شراب (والا پیالہ) لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ.

فوائد: اسلام دین فطرت ہے جسے ہر وہ نفس قبول کر لیتا ہے جو فطرت سلیمہ پر قائم اور اس کی فہم صحیح ہو۔ (۲) اللہ تعالیٰ جس کو خیر اور فضل کی توفیق دے' اسے اللہ کی حمد کرنی چاہئے۔ (۳) شراب' تمام خرابیوں کی جڑ ہے' اسی لئے اسے ام الخبائث کہا جاتا ہے۔ (۴) اچھی علامات سے تفاؤل پکڑنا مستحب ہے۔

١٣٩٥ ـ وعَنْهُ عَنْ رسولِ اللهِ ﷺ قالَ: «كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لا يُبْدَأُ فِيهِ بِـ: الحَمْدُ للهِ فَهُوَ أَقْطَعُ» حديثٌ حَسَنٌ، رواهُ أَبو داود وغيرُهُ.

۲/ ۱۳۹۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر اہم کام' جو اللہ کی حمد و ثناء سے شروع نہ کیا جائے' وہ ناقص اور بے برکت ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

(ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب الهدى في الكلام ـ وسنن ابن ماجة، كتاب النكاح، باب خطبة النكاح.

فوائد: ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس اہم کام کی ابتداء بسم اللہ سے نہ کی جائے' وہ بے برکت ہے۔ شیخ البانی نے ان دونوں حدیثوں کو متناً مضطرب اور سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ البتہ مرسلاً اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔ دیکھئے۔ ارواء الغلیل' رقم ۱' ۲ جلد اول۔ بہرحال ہر کام کے آغاز میں اللہ کا نام لینا یا اس کی حمد کرنا مستحب ہے۔

١٣٩٦ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ وَلَدُ العَبْدِ قَالَ اللهُ تَعَالَى لِمَلائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُولُ اللهُ

۳/ ۱۳۹۶۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب کسی بندے کی اولاد فوت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے' تم نے میرے بندے کی اولاد (کی روح) کو قبض کیا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں' ہاں۔ پس اللہ فرماتا ہے' تم نے اس کے دل کا پھل قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں' ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پس میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے

تَعَالى: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتاً في الجَنَّةِ، وَسَمُّوهُ بَيْتَ الحَمْدِ» رواهُ الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

ہیں' اس نے تیری حمد بیان کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' تم میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

(ترمذی' امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذی، أبواب الجنائز، باب فضل المصيبة إذا احتسب.

فوائد: اس میں مصیبت کے وقت صبر کرنے اور اللہ کی حمد کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ خاص طور پر اولاد کی دائمی جدائی کے صدمے پر جزع فزع اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اللہ کی رضاء و تقدیر پر صبر و شکر کرنا' بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

١٣٩٧ - وعنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ لَيَرْضَى عَنِ العَبْدِ يَأْكُلُ الأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا» رواهُ مسلم.

۴/ ۱۳۹۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھاتا ہے تو اس پر اللہ کی حمد کرتا ہے اور کچھ پیتا ہے تو اس پر بھی حمد کرتا ہے۔ (مسلم)

فوائد: یہ حدیث باب بیان کثرۃ طرق الخیر' رقم ۱۴۴/ ۱۴۰ میں گزر چکی ہے۔ اکلۃ کے معنی ہیں ایک مرتبہ کھانا' یعنی صبح یا شام یا کسی اور وقت کھانا۔ اسی طرح شربۃ کے معنی ہیں ایک مرتبہ پینا۔ مطلب ہوا' ہر کھانے اور پینے پر اللہ کی حمد کرنا' اللہ کی رضا مندی کا باعث ہے چاہے کھانا پینا تھوڑا ہو یا زیادہ۔

١٤- كِتَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

٢٤٣- باب فضل الصلاة على رسول الله ﷺ

۲۴۳- نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا﴾ [الأحزاب: ٥٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں' اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔ (سورۂ احزاب' ۵۶)

فائدۂ آیت: یہ پہلے گزر چکا ہے کہ صلاۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو معنی ہیں رحمت و کرم گستری' فرشتوں کی طرف ہو تو استغفار اور انسانوں کی طرف ہو تو دعاء کرنا۔ اس میں مسلمانوں کو صلاۃ اور سلام دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت آگے حدیث ۱۴۰۶ میں آئے گی۔

١٣٩٨ ـ وعنْ عَبْدِ اللهِ بن عَمرِو بن العاص، رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقُولُ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاةً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْراً» مسلم

۱/ ۱۳۹۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ.

فوائد: درود پڑھنے کا مطلب' اللھم صل علی محمد آخر تک پڑھنا ہے۔ یہ نبی ﷺ کے لئے رحمت اور رفع درجات کی دعاء ہے۔ جس کی بڑی فضیلت ہے۔ اس حدیث سے بھی اس کی فضیلت واضح ہے۔

١٣٩٩ ـ وعَن ابن مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ القِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلاةً» رواه الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۲/ ۱۳۹۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جو لوگوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھنے والا ہو گا۔

(ترمذی' حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ.

فوائد: سب سے زیادہ قریب کا مطلب' میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اس میں بھی کثرت سے درود پڑھنے کی ترغیب ہے۔

١٤٠٠ ـ وعن أوس بن أوس رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الجُمُعَةِ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» فقالوا: يا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟! ـ قَالَ: يَقُولُ: بَلِيتَ ـ قَالَ: «إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ». رواهُ أبو داود بإسنادٍ صَحيحٍ.

۳/ ۱۴۰۰۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے' پس تم اس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو' اس لئے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ نے پوچھا' یا رسول اللہ! آپ پر ہمارا درود کس طرح پیش کیا جائے گا' جب کہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہو گا' آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے مبارک جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (ابو داؤد' باسناد صحیح۔)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة.

فوائد: ارمت اور بلیت' دونوں کے معنی بوسیدہ ہونے کے ہیں۔ جسموں کے زمین پر حرام ہونے کا مطلب ہے کہ زمین ان کو نہیں کھاتی اور ان کے جسم بوسیدہ نہیں ہوتے۔ درود پیش کئے جانے کا مطلب ہے کہ فرشتے آپ تک درود پہنچاتے ہیں' جیسا کہ دوسری احادیث میں صراحت ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت آپ پر آپ کی روح بھی لوٹائی جاتی ہے اور آپ اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ (محدثین کے نزدیک ردِّ روح والی روایت حسن درجے کی یعنی قابل قبول ہے) اس روایت کا پہلا حصہ' باب فضل یوم الجمعہ' رقم ۱۱۵۹ میں بھی گزر چکا ہے۔

١٤٠١ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَغِمَ أَنفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِندَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ» رواه الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۴/ ۱۴۰۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب قول رسول الله ﷺ رغم أنف رجل...

فوائد: ناک خاک آلود ہو' کنایہ ہے ذلت و حقارت سے۔ یعنی ایسا شخص ذلیل و خوار ہو کہ میرا نام سنے اور پھر درود نہ پڑھے۔ جو لوگ نام سن کر صرف انگوٹھا چوم لیتے ہیں' وہ بھی اس کی زد میں آسکتے ہیں' کیونکہ وہ درود نہیں پڑھتے' جب کہ حکم درود پڑھنے کا ہے اور انگوٹھا چومنے کا حکم کسی صحیح حدیث میں بیان نہیں ہوا۔ بعض علماء کے نزدیک درود پڑھنے کا یہ حکم وجوب پر محمول ہے اور بعض کے نزدیک استحباب پر۔

١٤٠٢ ـ وعَنهُ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ

۵/ ۱۴۰۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيداً، وَصَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ» رواهُ أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میری قبر کو عید مت بناؤ' اور مجھ پر درود پڑھو' اس لئے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو' تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔ (ابو داوٗد' باسناد صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب زيارة القبور.

فوائد: عید مت بناؤ' کا مطلب' عید کی طرح میری قبر پر اجتماع نہ کرو' جیسے بدقسمتی سے ایک بدعت پسند گروہ بزرگوں کی قبروں پر سالانہ میلوں ٹھیلوں کو بہت اچھا سمجھتا ہے۔ حالانکہ جب نبی ﷺ نے اپنی قبر مبارک پر جمگھٹا کرنے کو پسند نہیں فرمایا ہے تو کسی اور کی قبر پر سالانہ عرس کے نام پر لوگوں کا اجتماع کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ بعض لوگ اس حدیث میں معنوی تحریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ تم عید کی طرح میری قبر پر نہ آیا کرو' بلکہ جلدی جلدی اور ہر وقت آیا کرو۔ حالانکہ اس کا اصل مفہوم وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ میری قبر پر جمع ہونے کی ضرورت نہیں ہے' جیسے تم عید کے موقعے پر جمع ہوتے ہو۔ اگلے جملے سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ جمع ہونے کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ تم جہاں کہیں سے بھی درود پڑھو گے' مجھے فرشتوں کے ذریعے سے پہنچ جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کا شوق ہر مسلمان کو ہوتا ہے اور اس کے استحباب میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن صرف قبر کی زیارت یا وہاں جا کر درود پڑھنے کی نیت سے سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ مدینہ جاتے وقت اصل نیت مسجد نبوی کی زیارت کی ہونی چاہئے۔ مسجد نبوی کی زیارت میں ہی روضہ مبارک کی زیارت بھی بالتبع آجائے گی اور یہی اس حدیث اور حدیث لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد کا مفاد و مطلب ہے۔

١٤٠٣ - وعنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ» رواهُ أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۶/ ۱۴۰۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے جواب دیتا ہوں۔ (ابو داوٗد' باسناد صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب زيارة القبور.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ہر سلام بھیجنے والے کو جواب دیتے ہیں۔ لیکن یہ زندگی برزخ کی زندگی ہے' جس کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں۔ اس لئے حیات الانبیاء کا مسئلہ تو اپنی جگہ صحیح ہے' لیکن اس کی بابت یہ دعویٰ کرنا غیر صحیح ہے کہ یہ حیات' دنیوی حیات ہی کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ قوی ہے۔ یہ بے بنیاد دعویٰ ہے جو قرآن و حدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اگر آپ دنیا کی طرح ہی زندہ ہوتے تو پھر ردّ روح کی ضرورت ہی پیش نہ آتی' اس کے بغیر ہی آپ جواب دینے پر قادر ہوتے۔ باقی رہا یہ اشکال کہ کروڑوں مسلمانوں میں سے بے شمار مسلمان ہر وقت ہی آپ پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں تو وقفے وقفے سے یہ ردّ روح کس طرح ممکن ہے؟ تو یہ اشکال اللہ کی قدرت پر عدم یقین کا نتیجہ ہے۔ جب آپ کا یہ فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے تو ہمیں صرف اس حقیقت پر ایمان رکھنا چاہئے' کیونکہ اللہ

ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی کیفیت و نوعیت کیا ہے؟ ہمیں اس کا علم نہیں ہے نہ ہو ہی سکتا ہے۔ اس ردِّ روح کو بھی ان متشابہات میں سے سمجھنا چاہئے جن پر ایمان رکھنا تو ضروری ہے لیکن ان کی پوری حقیقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ بہرحال اس حدیث میں کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی ترغیب ہے تاکہ مسلمان نبی کریم ﷺ کے جواب سے زیادہ سے زیادہ بہرہ ور ہو۔ یہ یقیناً ایک بہت بڑی سعادت ہے جو ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

١٤٠٤ ـ وعن عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ». رواهُ الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۷/ ۱۴۰۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب قول رسول الله ﷺ رغم أنف رجل.

فوائد: بخل' کا مطلب ہے کہ مستحق کو اس کا حق نہ دیا جائے۔ جب نبی کریم ﷺ مسلمانوں کے لئے دین و دنیا کی سعادت کا ذریعہ ہیں تو ضروری ہے کہ ہر مسلمان آپ کی خدمت میں درود و سلام کی سوغات بھیجتا رہے۔ بالخصوص جب کہ ایسا کرنے میں کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا' نہ زیادہ محنت و مشقت ہی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی مسلمان آپ کا نام سن کر درود نہیں پڑھتا' تو یہ شخص یقیناً بخیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا اسم گرامی سن کر درود پڑھنا چاہئے اور اس کے لئے "ﷺ" کہہ لینا بھی کافی ہے۔ کیونکہ اس مختصر سے جملے میں درود اور سلام دونوں موجود ہیں۔

١٤٠٥ ـ وَعَنْ فَضَالَةَ بنِ عُبَيْدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَجُلاً يَدْعُو فِي صَلاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللهَ تَعَالى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلى النَّبِيِّ ﷺ، فقَالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «عَجِلَ هذا» ثُمَّ دَعَاهُ فقالَ لَهُ ـ أَوْ لِغَيْرِهِ ـ: «إِذا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ، وَالثَّناءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدُ بِمَا شَاءَ». رواهُ أَبو داوُدَ والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۸/ ۱۴۰۵۔ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے سنا جب کہ اس نے اللہ کی حمد بیان کی اور نہ نبی ﷺ پر درود پڑھا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس نے جلد بازی کی ہے' پھر آپ نے اسے بلایا اور اس سے یا کسی اور شخص سے (راوی کو شک ہے) فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے (پھر اس کے بعد دعا مانگے) تو اسے چاہئے کہ پہلے اپنے رب کی حمد و ثناء کرے' پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے' پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔

(ابو داوٗد' ترمذی' دونوں کے نزدیک حدیث صحیح ہے۔)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ادع تجب.

فوائد: فی صلاتہ (نماز میں دعاء مانگتے ہوئے) کا مطلب ہے کہ نماز کے بعد یا نماز کے آخر میں دعاء مانگتے ہوئے سنا۔ اسی طرح اذا صلی احدکم کا مطلب ہے اذا صلی وفرغ وقعد للدعاء جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے اور دعاء مانگنے لگے' یا نماز کے آخری تشہد میں بیٹھ جائے۔ کیونکہ سلام پھیرنے سے قبل تشہد و درود کے بعد بھی دعاء مانگنی جائز ہے بلکہ دعائیں پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے۔ بہرحال دعاء مانگنے سے پہلے حمد و ثناء اور درود پڑھنا ضروری ہے۔

١٤٠٦ ـ وعَنْ أَبي محمدٍ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسولَ اللهِ! قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا اللَّهُمَّ! صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلى آلِ إبْرَاهِيمَ، إنَّكَ حَمِيدٌ مَجيدٌ. اللَّهُمَّ! بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إبْرَاهِيمَ، إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» متفقٌ عليهِ.

٩ / ١٤٠٦ ۔ حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ہم نے آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ جان لیا ہے' پس ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما' جس طرح تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل کی' بے شک تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ' محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما' جیسے تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف کے قابل اور شرف و مجد کا مالک ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قوله تعالى ﴿إن الله وملائكته..﴾ الاية ـ وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد.

فوائد: اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جس سلام کے پڑھنے کا ذکر ہے' اس سے مراد وہ سلام ہے جو التحیات میں السلام علیک ایھا النبی پڑھا جاتا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کی تعلیم اور حکم سے ہی صحابہ نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ جب اللہ نے قرآن کریم میں اہل ایمان کو حکم فرمایا' کہ تم نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام پڑھو۔ تو ان کے ذہن میں آیا' سلام تو ہم پڑھ لیتے ہیں لیکن درود' کون سا پڑھیں؟ تو آپ نے اس حدیث میں اس کی وضاحت فرمادی۔ گویا حکم قرآنی پر نماز میں مکمل عمل ہو جاتا ہے اور ایک مسلمان نبی کریم ﷺ پر درود اور سلام دونوں پڑھ لیتا ہے۔ اس لئے اہل بدعت کا یہ کہنا کہ ہم الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ! اس لئے پڑھتے ہیں کہ درود ابراہیمی میں صرف درود ہے' سلام نہیں ہے۔ جب کہ ہمارے خود ساختہ الفاظ میں دونوں چیزیں موجود ہیں اور اس کے لئے انہوں نے طریقہ اور وقت بھی خود ایجاد کیا ہے اور وہ ہے اذان سے قبل۔ گویا ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے ارشاد فرمودہ الفاظ بھی ناکافی ہیں اور آپ کا طریقہ بھی انہیں ناپسند ہے۔ جب کہ خیر' برکت اور ثواب سنت نبوی کی پیروی میں ہے نہ کہ اپنی طرف سے بدعات گھڑنے میں۔ اللہ تعالیٰ اتباع کی توفیق دے اور ابتداع (بدعت سازی) سے محفوظ رکھے' کیونکہ بدعت کو آپ ؐ نے بدترین کام اور

مردود قرار دیا ہے۔

١٤٠٧ ـ وعَنْ أَبي مَسْعُودٍ البَدْرِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ، قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ في مَجْلِسِ سعدِ بن عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ، فقالَ لَهُ بَشِيرُ بنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رسولَ الله ﷺ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّه لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رسولُ الله ﷺ: «قولُوا: اللَّهمَّ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ، وَعلى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلى إبْرَاهِيمَ، وبَارِكْ عَلى مُحَمَّدٍ، وَعَلى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلى إبْرَاهِيمَ، إنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ؛ وَالسَّلامُ كَمَا قَدْ عَلِمتم» رواهُ مسلمٌ.

۱۰/ ۱۴۰۷۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' جبکہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے' تو آپ سے بشیر بن سعد نے پوچھا' یا رسول اللہ! اللہ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے' تو ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے' یہاں تک کہ ہم نے آرزو کی کہ بشیر بن سعد آپ سے سوال ہی نہ کرتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما' جیسے تو نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما' جیسے تو نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی' بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگی والا ہے اور سلام (اسی طرح پڑھنا ہے) جیسے تم جانتے ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد.

فوائد: اس میں بھی نبی ﷺ نے وضاحت فرما دی ہے کہ سلام کا طریقہ وہی ہے جو تم پہلے ہی جانتے ہو' کیونکہ وہ میرا ہی بتلایا اور سکھلایا ہوا ہے اور وہ ہے التحیات میں السلام علیک ایھا النبی۔ آل سے مراد ازواج مطہرات اور وہ اہل قرابت ہیں جو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب میں سے مسلمان ہوئے اور بعض کے نزدیک یہ عام ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کے تمام پیروکار شامل ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس بات کا علم نہ ہو' وہ اہل علم سے پوچھ لی جائے۔ اپنی طرف سے کوئی بات اور طریقہ نہ گھڑا جائے۔ اور اہل علم سے مراد بھی وہ اہل علم ہیں جو قرآن و حدیث کے علوم سے بہرہ ور ہوں اور وہ دین سے متعلق سوالات کا جواب قرآن و حدیث سے دیں' نہ کہ محض اپنی سمجھ یا دوسروں کے اقوال سے۔

١٤٠٨ ـ وعَنْ أَبي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالُوا يَا رَسولَ الله! كَيفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قولُوا: اللَّهُمَّ! صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ، وَعلى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ على إبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعلى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلى إبْرَاهِيمَ، إنَّكَ

۱۱/ ۱۴۰۸۔ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ نے پوچھا' یا رسول اللہ! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواج اور اولاد پر رحمت نازل فرما' جیسے تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد اور آپ کی ازواج اور اولاد پر برکت نازل فرما' جیسے تو نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی' بے شک تو تعریف کے قابل اور

حَمِيدٌ مَجِيدٌ» متفقٌ عليهِ. بزرگی والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب يزفّون: النسلان في المشى - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد.

فوائد: ازواج' زوج کی جمع ہے بمعنی جوڑا۔ اسی لئے عربی میں مذکر اور مؤنث دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے' کیونکہ مرد' عورت کا زوج ہے اور عورت' مرد کا زوج ہے۔ بہرحال یہاں اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہیں' جن کی تعداد گیارہ ہے۔ دو کا انتقال آپ کی زندگی میں ہو گیا تھا اور آپ کی وفات کے وقت نو بیویاں زندہ تھیں۔ اسلام میں ایک مرد کے لئے بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے بیک وقت گیارہ عورتوں کو اپنے حرم کی زینت بنایا' تو یہ آپ کی امتیازی خصوصیت تھی جس کی اللہ نے آپ کو اجازت دی تھی اور اس اجازت میں متعدد حکمتیں تھیں جو علمائے اسلام نے تفصیل سے بیان فرمائی ہیں (دیکھئے فتح الباری' کتاب النکاح' باب کثرۃ النساء میں حدیث ثالث کی شرح) اس حدیث سے ان لوگوں کی بھی واضح تردید ہو گئی جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو آل میں شامل نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآنی نصوص سے بیویوں کا انسان کی آل میں سے ہونا ثابت ہے۔ نبی ﷺ کی ذریت میں آپ کی اولاد ذکور و اناث اور پھر ان کی اولاد شامل ہے۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ بہرحال آپ کی ازواج اور ذریت بھی آپ کی آل میں شامل ہے۔

١٥ـ كِتَابُ الأَذْكَارِ

٢٤٤ ـ بابُ فَضْلِ الذِّكْرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ ٢٤٤ـ ذکر کی فضیلت اور اس کی ترغیب کا بیان

قال الله تعالى: ﴿وَلَذِكْرُ ٱللَّهِ أَكْبَرُ﴾ [العنكبوت: ٤٥] وقال تعالى: ﴿فَٱذْكُرُونِىٓ أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة: ١٥٢] وقال تعالى: ﴿وَٱذْكُر رَّبَّكَ فِى نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ ٱلْجَهْرِ مِنَ ٱلْقَوْلِ بِٱلْغُدُوِّ وَٱلْـَٔاصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ ٱلْغَٰفِلِينَ﴾ [الأعراف: ٢٠٥] وقال تعالى: ﴿وَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الجمعة: ١٠]، وقال تعالى: ﴿إِنَّ ٱلْمُسْلِمِينَ وَٱلْمُسْلِمَٰتِ﴾ إلى قوله تعالى: ﴿وَٱلذَّٰكِرِينَ ٱللَّهَ كَثِيرًا وَٱلذَّٰكِرَٰتِ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ٣٥]. وقال تعالى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝٤١ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ [الأحزاب: ٤١، ٤٢] والآيات في الباب كثيرة معلومة.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اللہ کا ذکر ہر چیز سے بڑا (افضل) ہے۔ (سورۂ عنکبوت' ۴۵)

نیز فرمایا: پس تم مجھے یاد کرو' میں تمہیں یاد کروں گا۔ (سورۂ بقرہ' ۱۵۲)

اور فرمایا: اپنے رب کو اپنے جی میں صبح و شام گڑ گڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے یاد کرو' نہ کہ اونچی آواز سے' اور غافلوں سے مت ہوؤ۔ (الاعراف' ۲۰۵)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اللہ کو کثرت سے یاد کرو' تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۂ جمعہ' ۱۰)

اور فرمایا: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں...... اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ' اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں' اللہ نے ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (سورۂ احزاب' ۳۵)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو' اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔ (احزاب' ۴۱' ۴۲)

اس باب میں آیات بہت ہیں اور مشہور ہیں۔

فوائد آیات: ان تمام مذکورہ آیات میں اللہ کے ذکر کی تاکید اور حکم ہے۔ ذکر سے مراد ایسے اعمال کی پابندی ہے' جن کو اللہ نے انسان کے لئے ضروری قرار دیا ہے یا جن سے اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ ذکر زبانی بھی ہے' جیسے اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس کی جلالت و عظمت کا ذکر۔ یہ ذکر دل سے بھی ہوتا ہے یعنی انسان کائنات کے ذرے ذرے میں پھیلی ہوئی ان نشانیوں اور دلائل پر غور و فکر کرے جن سے اللہ کی ذات و صفات کی معرفت اور ان کا ادراک حاصل ہوتا ہے اور یہ ذکر اعضاء کے ذریعے سے بھی ہوتا ہے' جیسے انسان اللہ کی طاعت میں اپنے کو مشغول رکھے' نماز پڑھے' روزے رکھے' حج کرے' زکوۃ دے' صدقہ و خیرات کرے وغیرہ۔ اللہ کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنی زبان' قلب اور اعضاء و جوارح سے اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرماتا' مشکلات میں اس کی چارہ سازی کرتا اور اس کی کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے۔

١٤٠٩ ـ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي المِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ العَظِيمِ» متفقٌ عليهِ.

۱/ ۱۴۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دو کلمے ہیں' زبان پر ہلکے' میزان میں بھاری اور رحمٰن کو بہت پیارے ' (اور وہ ہیں) سبحان اللہ وبحمدہ' سبحان اللہ العظیم۔ اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں اور خوبیوں کے ساتھ۔ اللہ پاک ہے' عظمتوں والا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب إذا قال: والله أتكلم اليوم، وكتاب الدعوات، باب فضل التسبيح ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

فوائد: اس میں وزن اعمال کا اثبات ہے۔ قیامت والے دن جب انسان کے اعمال تولے جائیں گے' جن کو اللہ تعالیٰ جسم عطا فرمائے گا یا بقول بعض ان صحیفوں کو تولا جائے گا جن میں اعمال درج ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تو اجسام کے بغیر اعراض کو بھی تولنے پر قادر ہے' بہرحال ان مباحث سے قطع نظر وزن اعمال کے وقت مذکورہ جملے' جن کی ادائیگی نہایت آسان ہے' بڑے وزنی ثابت ہوں گے۔ اس لئے ہر مسلمان کو کثرت سے ان کا ورد کرتے رہنا چاہیے۔

١٤١٠ ـ وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لأَنْ أَقُولَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالحَمْدُ للهِ، وَلا إلٰهَ إلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ؛ أَحَبُّ إلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ» رواه مسلم.

۲/ ۱۴۱۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے سبحان اللہ' والحمدللہ' ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر' کہنا' ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ یہ کلمات' جن میں اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس کی عظمت و توحید کا بیان ہے' دنیا بھر کی چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں' کیونکہ یہ باقیات صالحات میں سے ہیں' ان کا اجر و ثواب ملے گا' جب کہ دنیا اپنے تمام ساز و سامان سمیت فنا سے دوچار ہو جائے گی۔ اس لئے باقی رہنے والی چیز ہی اس لائق ہے کہ انسان اس سے محبت کرے اور اس کو فانی چیزوں پر ترجیح دے۔

١٤١١ ـ وعنـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ قَـالَ: «مَـنْ قَـالَ لا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَحْـدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، في يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزاً مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتَّى يُمسِيَ، وَلم يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ» وقال: «من قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، في يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ البَحْرِ» متفقٌ عليه.

۳/۱۴۱۱۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ کلمات کہے' لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ' لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر ' اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا' اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی۔ اور یہ کلمات اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گے۔ اور (قیامت والے دن) کوئی شخص اس سے زیادہ فضیلت والا عمل لے کر حاضر نہیں ہو گا' سوائے اس شخص کے جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا ہو گا۔ اور (ایک اور حدیث میں) آپ نے فرمایا' جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ ' تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے' اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب فضل التهليل، وباب فضل التسبيح، وكتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

فوائد: گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ نیز ان کا تعلق حقوق العباد سے بھی نہ ہو جیسا کہ پہلے کئی جگہ وضاحت کی جا چکی ہے۔

١٤١٢ ـ وعَنْ أَبِي أَيوبَ الأَنصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَنْ قَالَ لا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ وَحْـدَهُ لا شَـرِيـكَ لَـهُ، لَـهُ

۴/۱۴۱۲۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے دس مرتبہ یہ کلمات کہے' لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک

الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ: كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ» متفقٌ عليهِ.

له' له الملك وله الحمد وهو على كل شئى قدير' تو اس کا یہ عمل اس شخص کی طرح ہے جس نے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کئے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب فضل التهليل ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعا، باب فضل التسبيح والتهليل والدعاء.

فوائد: حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے غلام' بطور تمثیل کے ہے' یعنی نہایت بیش قیمت غلام آزاد کرنے کا ثواب۔

١٤١٣ ـ وعنْ أَبي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلامِ إلى اللهِ؟ إنَّ أَحَبَّ الْكَلامِ إِلَى اللهِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ» رواه مسلم.

۵ / ۱۴۱۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتلاؤں جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ بے شک اللہ کو سب سے زیادہ محبوب کلام سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل سبحان الله وبحمده.

١٤١٤ ـ وعَنْ أَبي مالكٍ الأشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الإيمَانِ، وَالْحَمْدُ للهِ تَمْلأُ المِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ للهِ تَمْلآنِ ـ أَوْ تَمْلأُ ـ مَا بَيْنَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ» رواهُ مسلم.

۶ / ۱۴۱۴۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پاکیزگی آدھا ایمان ہے اور الحمدللہ' ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ' والحمدللہ' ترازو کو بھر دیتے ہیں یا (فرمایا) آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصے کو بھر دیتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء.

فوائد: طہور (طاء پر پیش کے ساتھ) پاکیزگی یا وضوء کو کہتے ہیں اور طہور (طاء پر زبر کے ساتھ) اس پانی یا شے کو کہا جاتا ہے جس سے طہارت حاصل کی جائے۔ ایمان سے مراد بعض کے نزدیک نماز ہے۔ جیسے قرآن کریم میں بھی نماز کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وما كان الله ليضيع ايمانكم (البقرة ' ۱۴۳) "اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان یعنی نماز کو ضائع کرنے والا نہیں ہے"۔ جب نماز' ایمان ہے تو پاکیزگی اور وضوء آدھا ایمان ہوا' کیونکہ طہارت نماز کے لئے شرط ہے' طہارت کے بغیر نماز ہی نہیں ہو گی۔ اور بعض کے نزدیک ایمان سے مراد عرفی اور شرعی ایمان ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کو دل سے ماننا' اور طہارت کے نصف ایمان ہونے کا مطلب' طہارت کا ایمان کے ارکان میں سے اہم ترین رکن ہونا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ الحج' عرفة ' حج عرفے کا نام ہے۔ یعنی عرفات میں وقوف حج کا اہم ترین رکن ہے۔ بہرحال اس

حدیث میں طہارت و پاکیزگی کی فضیلت اور اس کی ترغیب ہے۔ نیز مذکورہ اذکار کی فضیلت اور اجر کا بیان ہے کہ ان کلمات کو اگر جسم عطا کیا جائے تو ترازو اور آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے کو بھر دیں۔ یہ گویا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وسعت اور اس کی بے پایاں رحمت کا بیان ہے۔

١٤١٥ ـ وعَنْ سَعْدِ بنِ أَبي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: جاءَ أَعْرَابيٌّ إلى رَسُولِ اللهِ ﷺ فقالَ: عَلِّمْني كلاماً أَقُولُهُ. قالَ: «قُلْ: لا إلٰهَ إلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، اللهُ أَكْبَرُ كَبِيراً، وَالحَمْدُ للهِ كَثِيراً، وَسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ العَالَمِينَ، وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إلَّا باللهِ العَزِيزِ الحَكِيمِ» قَالَ: فَهٰؤُلاءِ لِرَبِّي، فَمَا لِي؟ قَالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي» رواهُ مسلم.

۷/ ۱۴۱۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' مجھے ایسی بات سکھلا دیں' جسے میں کہتا رہوں' آپ نے فرمایا' یہ کہا کر۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اللہ سب سے بڑا ہے' اس کی کبریائی ہے' اللہ کیلئے سب سے زیادہ تعریفیں ہیں' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے جو جہانوں کا رب ہے' گناہ سے پھرنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے جو غالب' حکمتوں والا ہے۔ اس نے کہا' یہ سب باتیں تو میرے رب کے لئے ہیں' میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' یہ کہا کر۔ اے اللہ مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے ہدایت سے نواز اور مجھے اپنی عطا سے سرفراز فرما۔ (مسلم)۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التسبيح والتهليل والدعاء.

١٤١٦ ـ وعَنْ ثَوبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلاثاً، وقال: «اللَّهُمَّ! أَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الجَلالِ وَالإِكْرَامِ» قِيلَ لِلأَوْزَاعِيِّ، وَهُوَ أَحَدُ رُواة الحديث: كَيْفَ الاسْتِغْفَارُ؟ قال: تقول: أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ. رواهُ مسلمٌ.

۸/ ۱۴۱۶۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار کرتے اور اس کے بعد پڑھتے' اللھم انت السلام ومنک السلام' تبارکت یا ذاالجلال والاکرام امام اوزاعی' حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی۔ سے پوچھا گیا' استغفار کیسے فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا' آپ استغفراللہ' استغفراللہ' پڑھتے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته.

١٤١٧ ـ وعَنِ المُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ

۹/ ۱۴۱۷۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلاةِ وَسَلَّمَ قال: «لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ! لا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلا يَنْفَعُ ذَا الجَدِّ مِنْكَ الجَدُّ» متفقٌ عليهِ.

کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو جاتے اور سلام پھیر لیتے' تو فرماتے تھے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے' اے اللہ! تو جو عطا کرے' اس کو کوئی روکنے والا نہیں' اور جس کو تو روک لے' اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور تجھ سے بچا نہیں سکتی۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاة ـ وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة.

فوائد: الجد' کے معنی ہیں' خوش بختی اور تونگری' یعنی دنیاوی خوش بختی اور تونگری اللہ کے ہاں انسان کے کام نہیں آئے گی بلکہ وہاں تو صرف ایمان اور عمل صالح کام آئے گا' اس دعاء میں اللہ کی توحید کا خصوصی بیان ہے۔

١٤١٨ ـ وعَنْ عبدِ اللهِ بن الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عنهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ، حِينَ يُسَلِّمُ: «لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا باللهِ، لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَلا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الحَسَنُ. لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الكَافِرُونَ». قَالَ ابنُ الزُّبَيْرِ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ. رواه مسلم.

۱۰ / ۱۴۱۸ ۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' ہر نماز کے بعد' جس وقت سلام پھیر دیتے' یہ پڑھا کرتے تھے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے' گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم صرف اسی ایک کی عبادت کرتے ہیں' اسی کے لئے نعمت' اسی کے لئے فضل اور اسی کے لئے اچھی حمد و ثناء سزاوار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم اس کے لئے اپنی اطاعت کو خالص کرنے والے ہیں' اگرچہ کافروں کو ناگوار گزرے۔ حضرت ابن زبیرؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ذریعے سے ہر نماز کے بعد اللہ کی توحید و عظمت بیان فرماتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة.

فوائد: نماز کے بعد یہ ذکر مسنون ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا۔ نماز کے فوراً بعد صرف کلمہ طیبہ کے ورد اور

خود ساختہ صلاۃ و سلام کا اجتماعی طریقہ' غیر مسنون اور بدعی طریقہ ہے جس میں کوئی ثواب نہیں۔ اس لئے کہ مسلمان اتباع کا پابند ہے' ابتداع (دین میں نئی باتیں ایجاد کرنا) اس کا حق نہیں ہے۔

١٤١٩ ـ وعَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضيَ اللهُ عَنْـهُ أَنَّ فُقَـرَاءَ المُهَـاجِـرِيـنَ أَتَـوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِـالـدَّرَجَـاتِ العُلَى، وَالنَّعِيمِ المُقِيمِ: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ: يَحُجُّونَ، وَيَعْتَمِرُونَ، وَيُجَاهِدُونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ. فقالَ: «أَلا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئاً تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُـمْ، وَتَسْبِقُـونَ بِـهِ مَـنْ بَعْـدَكُـمْ، وَلا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُم؟» قالوا: بَلَى يا رسولَ اللهِ! قَالَ: «تُسَبِّحُونَ، وَتَحْمَدُونَ، وَتُكَبِّرُونَ، خَلْفَ كُلِّ صَلاةٍ ثَلاثاً وَثَلاثِينَ» قَالَ أَبُو صَالِح الرَّاوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِنَّ، قال: يقولُ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالحَمْدُ للهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلاثاً وَثَلاثِينَ. متفقٌ عليه.

وزادَ مُسْلِمٌ في روايتِهِ: فَرَجَعَ فُقَرَاءُ المُهَاجِرِينَ إِلى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالُوا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا، فَفَعَلُوا مِثْلَهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ». «الدُّثُورُ»: جَمْعُ دَثْر، بفتحِ الدّالِ وإسكانِ الثاءِ المثلَّثةِ، وهو المَالُ الكثيرُ.

۱۱ / ۱۴۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقرائے مہاجرین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو مال دار لوگ لے گئے' وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں' ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور ان کے لئے مالوں سے حاصل ہونے والی فضیلت (زیادہ) ہے' وہ حج و عمرہ کرتے' جہاد کرتے اور صدقہ کرتے ہیں (جو ہم نہیں کر سکتے) تو آپ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جس کے ذریعے سے تم اپنے سے پہلوں کو پا لو اور اپنے بعد آنے والوں سے آگے بڑھ جاؤ' اور (پھر) تم سے زیادہ افضل کوئی نہ ہو' مگر وہی شخص جو تمہاری ہی کی طرح کا عمل کرے؟ انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ! (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا' تم ہر نماز کے بعد ۳۳' ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ' الحمدللہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ ابو صالح سے' جو اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرنے والے ہیں' جب اس کے پڑھنے کی کیفیت کی بابت پوچھا گیا' تو انہوں نے جواب دیا' کہ وہ کہے۔ سبحان اللہ' والحمدللہ' واللہ اکبر' یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے تینتیس مرتبہ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ بیان کیا ہے۔ پس فقرائے مہاجرین رسول اللہ ﷺ کے پاس دوبارہ آئے اور عرض کیا' کہ (آپ کا بتلایا ہوا وظیفہ) ہمارے مال دار بھائیوں نے بھی سن لیا جس پر ہم نے عمل شروع کیا' پس انہوں نے بھی اسی طرح عمل کر لیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے وہ دے۔

الدثور' دثر کی جمع ہے۔ دال پر زبر اور ثاء ساکن۔
بہت مال۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاة ـ وصحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة.

فوائد: یہ روایت باب بیان کثرۃ طرق الخیر' رقم ۴/ ۱۲۰ میں صحیح مسلم کے حوالے سے قدرے مختلف الفاظ میں گزر چکی ہے۔ اس میں ابو صالح کی وضاحت سے بظاہر یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ تینوں کلمات کو ملا کر پڑھا جائے۔ تاہم دوسرے اہل علم نے انہیں علیحدہ علیحدہ پڑھنے کو زیادہ پسند کیا ہے۔ اصل مقصود دونوں طرح حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان میں سے ہر کلمے کو ۳۳' ۳۳ مرتبہ پڑھا جائے یا کل تعداد ۳۳ کافی ہے؟ حدیث کے الفاظ کسی ایک مفہوم کے لئے واضح نہیں ہیں۔ تاہم دوسری روایات کی رو سے (جو آگے آرہی ہیں) ہر ایک کو ۳۳' ۳۳ مرتبہ پڑھنا چاہئے۔ اس طرح کل تعداد ۹۹ مرتبہ ہو جائے گی۔ ذیل کی حدیث سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

١٤٢٠ ـ وعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَبَّحَ اللهَ في دُبُرِ كُلِّ صلاةٍ ثلاثاً وَثَلاثِينَ، وَحَمِدَ اللهَ ثَلاثاً وَثَلاثِينَ، وَكَبَّرَ اللهَ ثَلاثاً وَثَلاثِينَ، وقالَ تَمَامَ المِائَةِ: لا إلـهَ إلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ المُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَت خَطَايَاهُ وَإِن كَانَتْ مِثلَ زَبَدِ البَحْرِ» رواه مسلم.

۱۲/ ۱۴۲۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہے اور پھر سو کی گنتی پوری کرتے ہوئے پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ' لہ الملک ولہ الحمد' وھو علی کل شئی قدیر۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' اگرچہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التسبیح والتھلیل.

١٤٢١ ـ وعنْ كَعْبِ بنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ عَـنْ رَسُـولِ اللهِ ﷺ قَـالَ: «مُعَقِّبَـاتٌ لا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ ـ أَوْ فَاعِلُهُنَّ ـ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ: ثَلاثاً وَثَلاثِينَ تَسْبِيحَةً، وَثَلاثاً وَثَلاثِينَ تَحْمِيدَةً، وَأَرْبعاً وَثَلاثِينَ تَكْبِيرَةً» رواه مسلم.

۱۳/ ۱۴۲۱۔ حضرت کعب بن مالک بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ایسے ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا ان کو کرنے والا نامراد نہیں ہوتا' وہ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ' تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر' کہنا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة.

فوائد: معقبات کے معنی ہیں تسبیحات تقال اعقاب الصلاۃ ' اللہ کی حمد و تسبیح کے وہ کلمات جو نماز کے بعد پڑھے جائیں۔ اس میں اللہ اکبر کو چونتیس مرتبہ پڑھنے کی صراحت ہے۔

١٤٢٢ ـ وعنْ سعدِ بن أبي وقاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِهٰؤُلاءِ الكَلِمَاتِ: «اللَّهُمَّ! إنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الجُبْنِ وَالبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إلى أَرْذَلِ العُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ القَبْرِ» رواه البخاري.

۱۴ / ۱۴۲۲ ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد ان کلمات کے ذریعے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں بزدلی اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ میں ناکارہ عمر کی طرف لوٹایا جاؤں اور دنیا کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ من البخل، وكتاب الجهاد، باب ما يتعوذ من الجن.

فوائد: بعض علماء کے نزدیک ہر فرض نماز کے بعد مذکورہ تسبیحات کے ساتھ یہ دعاء بھی پڑھی جائے' جس میں کئی چیزوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مذکورہ تسبیحات تو سلام پھیرنے کے بعد پڑھی جائیں اور یہ دعائے استعاذہ نماز کے آخر میں سلام پھیرنے سے قبل پڑھی جائے۔ نبی ﷺ کا معمول یہی تھا۔ (نزھۃ المتقین) واللہ اعلم۔

١٤٢٣ ـ وعنْ معاذٍ رضيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وقَالَ: «يَا مُعَاذُ! واللهِ إنِّي لأُحِبُّكَ» فقَالَ: «أُوصِيكَ يَا مُعَاذُ لا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ تَقُولُ: اللَّهُمَّ! أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ» رواهُ أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ.

۱۵ / ۱۴۲۳ ۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ اے معاذ' اللہ کی قسم' میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ پھر فرمایا' اے معاذ' میں تجھ کو وصیت (تلقین) کرتا ہوں' تو ہر نماز کے بعد ان کلمات کا کہنا ترک نہ کرنا۔ اے اللہ' تو اپنے ذکر' شکر اور اچھے طریقے سے اپنی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔ (ابو داؤد' باسناد صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الوتر، باب الاستغفار.

فوائد: اس میں ذکر و شکر اور عبادت کے لئے اللہ کی مدد حاصل کرنے کی تاکید ہے' کیونکہ اس کی مدد اور توفیق کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا۔

١٤٢٤ ـ عَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إذا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ باللهِ من أَرْبَعٍ؛ يقولُ: اللَّهُمَّ! إنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ،

۱۶ / ۱۴۲۴ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص تشہد پڑھ چکے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے' وہ کہے۔ اے اللہ' میں تجھ سے جہنم کے عذاب

وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ». رواه مسلم.

سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر الفتن.

فوائد: زندگی کے فتنے سے مراد' زندگی میں پیش آنے والی آزمائشیں ہیں جن سے انسان کے دین یا جسم کو نقصان پہنچے اور موت کے فتنے سے وہ تکلیفیں مراد ہیں' جو وفات سے قبل موت کے وقت انسانوں کو پیش آتی یا آسکتی ہیں۔ مسیح' ممسوح العین کے معنی میں ہے (بھینگی آنکھ والا) قیامت کے قریب جس دجال کا ظہور ہو گا' اس کی ایک آنکھ کانی ہو گی' اس لئے اسے مسیح الدجال کہا گیا ہے۔ یہ شخص الوہیت کا مدعی ہو گا اور لوگوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ اس سے کچھ خرق عادت کام بھی کروائے گا' جس سے بہت سے لوگ فتنوں میں پڑ جائیں گے' تاہم نیک لوگ اللہ کی توفیق سے اسے پہچان لیں گے' اس لئے اس کے دام میں پھنسنے سے بچ جائیں گے' بہرحال یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہو گا' جس سے پناہ طلب کرنا ضروری ہے۔

١٤٢٥ ـ وعنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ إذا قَامَ إلى الصَّلاةِ يكونُ مِنْ آخِرِ ما يقولُ بينَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْليمِ: «اللَّهُمَّ! اغفِرْ لِي مَا قَدَّمتُ وَمَا أَخَّرتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وما أَسْرَفْتُ، وما أنتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لا إلهَ إلَّا أَنْتَ» رواه مسلم.

۱۷ / ۱۴۲۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تشہد اور سلام کے مابین آخر میں یہ کلمات پڑھتے تھے۔ اے اللہ! میرے وہ گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کئے اور وہ بھی جو بعد میں کئے' جو چھپ کر کئے اور جو علانیہ کئے اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے' توہی آگے بڑھانے والا اور توہی پیچھے کرنے والا ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه.

١٤٢٦ ـ وعَنْ عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يقولَ في رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغفِرْ لي» متفقٌ عليه.

۱۸ / ۱۴۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ کلمات پڑھتے تھے' اے اللہ! تو پاک ہے' اے ہمارے رب! تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں' اے اللہ! مجھے بخش دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب التسبيح والدعاء في السجود - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع...

١٤٢٧ ـ وعَنْها أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ في رُكُوعِهِ وَسُجودِهِ: «سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الملائِكَةِ وَالرُّوحِ» رواه

۱۹ / ۱۴۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ پڑھا کرتے تھے۔ (میرا رکوع اور سجدہ) اس ذات کے

مسلم.

لئے ہے جو بہت پاک اور بڑا مقدس ہے' فرشتوں اور جبرئیل کا رب ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال في الرکوع والسجود.

فوائد: سبوح اور قدوس' دونوں اللہ کے صفاتی نام ہیں جو اس کی پاکیزگی اور طہارت کو بیان کرنے والے ہیں۔ روح سے مراد حضرت جبرئیل ہیں۔ فرشتوں میں اگرچہ وہ بھی آجاتے ہیں۔ لیکن عموم کے بعد خصوصی طور پر ان کے نام کی صراحت ان کی عظمت و توقیر کے لئے ہے۔ بہرحال رکوع اور سجدے میں یہ دعائیں پڑھنی بھی مسنون ہیں۔

١٤٢٨ ـ وَعَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُم» رواه مسلم.

۲۰ / ۱۴۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پس لیکن رکوع' اس میں اپنے رب کی عظمت بیان کرو اور لیکن سجدہ' پس اس میں پوری کوشش سے (خوب گڑگڑا کر) دعاء کرو۔ تو زیادہ امید ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب النهی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود.

١٤٢٩ ـ وعن أَبي هريرةَ رضيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَقْرَبُ مَا يَكُونُ العَبْدُ مِن رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ؛ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ» رواهُ مسلم.

۲۱ / ۱۴۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے پس تم (سجدے میں) خوب دعاء کیا کرو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال في الرکوع والسجود.

فوائد: دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ حالت سجدہ میں قبولیت دعاء کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ نفلی نماز میں اس کا اہتمام کیا جائے۔

١٤٣٠ ـ وعنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: «اللَّهُمَّ اغفِرْ لِي ذَنبِي كُلَّهُ: دِقَّهُ وَجِلَّهُ، وأَوَّلَه وَآخِرَهُ، وَعَلانِيَتَهُ وَسِرَّهُ» رواهُ مسلم.

۲۲ / ۱۴۳۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ سجدے میں یہ دعاء پڑھا کرتے تھے' اے اللہ! میرے تمام گناہ' چھوٹے اور بڑے' پہلے اور پچھلے' علانیہ اور پوشیدہ معاف فرما دے۔ (مسلم۔ باب مذکور)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال في الرکوع والسجود.

فوائد: نبی کریم ﷺ کے اللہ نے اگرچہ اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے تھے۔ لیکن پھر بھی اللہ کی عظمت و

جلالت کے پیش نظر اس سے اپنی کوتاہیوں کی مغفرت طلب فرماتے رہتے تھے۔ اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے۔ وہ پاک ہونے کے باوجود اللہ کے عذاب سے خوف زدہ تھے اور ہم سر تا پا گناہوں میں غرق ہیں لیکن اللہ کے خوف اور اس کی گرفت سے بے خوف ہیں۔

١٤٣١ ـ وعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: افتقدْتُ النَّبيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَتَحَسَّسْتُ، فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ ـ أَوْ سَاجِدٌ ـ يقولُ: «سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ» وفي روايةٍ: فَوَقَعَتْ يَدِي عَلى بَطْنِ قَدَمَيهِ، وَهُوَ فِي المَسْجِدِ، وَهمَا مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلى نَفْسِكَ» رواه مسلم.

۲۳ / ۱۴۳۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں، ایک رات میں نے نبی ﷺ کو (بستر سے) گم پایا، پس میں نے تلاش کیا تو (دیکھا) کہ آپ رکوع یا سجدے کی حالت میں یہ فرما رہے ہیں۔ اے اللہ! تو پاک ہے اپنی خوبیوں کے ساتھ، تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور ایک اور روایت میں ہے کہ (تلاش کرتے ہوئے) میرا ہاتھ آپ کے پیروں کے تلووں میں جا لگا، جب کہ آپ سجدے میں تھے، آپ کے دونوں پیر کھڑے تھے اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے، اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے سے تیری ناراضی سے اور تیری عافیت کے ذریعے سے تیری سزا سے اور تیری ذات کے ذریعے سے تیرے قہر و غضب سے پناہ مانگتا ہوں، میں تیری تعریف کا شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

١٤٣٢ ـ وعَنْ سعدِ بن أبي وقاص رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَيعجزُ أَحَدُكمْ أَنْ يَكْسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ!» فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: «يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ» رواه مسلم. قالَ الحُمَيْدِيُّ: كذا هُوَ في كِتَابِ مسلِمٍ: «أَوْ يُحَطُّ» قَالَ البَرْقَانِيُّ: ورواه شُعْبَةُ، وأبو عَوَانَةَ، وَيَحيى القَطَّانُ، عَنْ مُوسى الذي رواه مسلم مِنْ جِهَتِهِ فقالُوا:

۲۴ / ۱۴۳۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارا ایک آدمی روزانہ ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہے؟ تو آپ کے ہم نشینوں میں ایک سائل نے پوچھا، وہ ایک ہزار نیکیاں کیسے کمائے؟ آپ نے فرمایا، سو دفعہ سبحان اللہ کی تسبیح پڑھے تو اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں یا ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔ (مسلم)

امام حمیدی نے فرمایا، مسلم کی کتاب میں اسی طرح ہے اویحط۔ امام برقانی کہتے ہیں کہ اس کو شعبہ، ابو عوانہ اور یحییٰ قطان نے موسیٰ (راوی) سے جس سے امام

«وَيحطُّ» بِغَيْرِ أَلِفٍ.

مسلم نے روایت کیا ہے' بغیر الف کے ویحط بیان کیا ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء.

فوائد: سو مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بدلے میں ہزار نیکیاں ملنا' یہ الحسنۃ بعشر امثالھا کے تحت کم از کم بدلہ ہے اور اویحط کے بیان میں راویوں کا اختلاف ہے' کسی نے اسے او (الف اور واؤ کے ساتھ) روایت کیا ہے۔ یعنی ہزار نیکیاں ملتی ہیں یا ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں اور بعض راویوں نے اسے ویحط بیان کیا ہے۔ یعنی ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ہزار غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔

١٤٣٣ ـ وعَنْ أَبي ذَرٍّ رضيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُصْبِحُ عَلى كُلِّ سُلامَى مِنْ أَحدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ المُنكَرِ صَدَقَةٌ. وَيُجْزِىءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى» رواه مسلم.

۲۵ / ۱۴۳۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے ہر شخص کے ہر عضو پر صدقہ (واجب) ہے۔ پس ہر مرتبہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ الحمدللہ کہنا صدقہ ہے' ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جائیں گی جو کوئی شخص ان کو چاشت کے وقت ادا کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحی وکتاب الزکوۃ.

فوائد: یہ روایت باب بیان کثرۃ طرق الخیر' رقم ۲ / ۱۱۸ میں بھی گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے چاشت (اشراق) کی دو رکعتوں کی فضیلت واضح ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان کے اندر تین سو ساٹھ جوڑوں کی سلامتی و عافیت کا شکر ادا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر کے کلمات اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی اعضائے انسانی کا صدقہ بن جاتے ہیں۔

١٤٣٤ ـ وَعَنْ أُمِّ المُؤْمِنينَ جُوَيْرِيَةَ بنتِ الحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّ النَّبيَّ ﷺ خَرجَ مِنْ عِندِهَا بُكرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبحَ وَهِيَ في مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضحى وَهِيَ جَالِسَةٌ فقالَ: «مَا زِلْتِ عَلى الحَالِ الَّتي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟» قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبيُّ ﷺ: «لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ

۲۶ / ۱۴۳۴۔ حضرت ام المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح سویرے ہی صبح کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے چلے گئے' جب کہ ابھی وہ اپنی جائے نماز میں ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر آپ چاشت کا وقت ہو جانے کے بعد واپس آئے تو وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا' تم اسی حالت میں ہو جس پر میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ تو

كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَاءَ نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ» رواه مسلم. وفي روايةٍ لَهُ: «سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَاءَ نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ». وفي روايةِ الترمذي: «أَلا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهَا؟ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

نبی ﷺ نے فرمایا' میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے' اگر ان کا وزن ان کلمات سے کیا جائے جو تم شروع دن سے کہہ رہی ہو' تو وہ ان پر وزن میں بھاری ہوں گے۔ (اور وہ یہ ہیں)
سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضی نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته (ہم اللہ کی پاکیزگی اور حمد کرتے ہیں' اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کے نفس کی رضا مندی کے موافق' اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلمات کی سیاہی یا کثرت کے برابر)۔

(مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک اور روایت ہے۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں' اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے نفس کی رضاء کے مطابق' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے مطابق' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی کثرت (یا سیاہی) کے برابر۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے' کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جنہیں تم پڑھتی رہو؟' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر' اللہ کی پاکیزگی ہے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے نفس کی رضاء کے مطابق' اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے نفس کی رضاء کے مطابق' اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے نفس کی رضاء کے مطابق۔ اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش کے وزن کے برابر' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے عرش

کے وزن کے برابر۔ اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی کثرت کے مطابق' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی کثرت کے مطابق' اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس کے کلمات کی کثرت کے مطابق۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب من أدعية المغفرة.

فوائد: یہ کلمات ذکر بھی بڑے اجر و ثواب والے ہیں' کیونکہ ان میں خوب اللہ کی تسبیح اور تحمید ہے۔

١٤٣٥ ـ وعَنْ أَبي مُوسَى الأشعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عنهُ عنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذي لَا يَذْكُرُهُ، مَثَلُ الحَيِّ وَالمَيِّتِ» رواهُ البخاري. ورواه مسلم فقالَ: «مَثَلُ البَيْتِ الَّذي يُذْكَرُ اللهُ فِيهِ، والبَيْتِ الَّذي لَا يُذْكَرُ اللهُ فِيهِ، مَثَلُ الحَيِّ وَالمَيِّتِ».

۲۷ / ۱۴۳۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا' زندہ اور مردہ شخص کی مثال ہے۔ (بخاری)

اور مسلم نے اسے اس طرح روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا' اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کی جس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا' زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب فضل ذكر الله عزوجل ـ وصحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته.

فوائد: اللہ کے ذکر کا ترک' موت کی طرح ہے۔ جس طرح انسان پر موت طاری ہو جائے تو اس کے بعد وہ کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اللہ کی یاد سے غفلت برتنے والا' اللہ سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ وہ ایسا کوئی کام نہیں کرپاتا جس سے اسے نفع ہو اور اللہ اس سے خوش ہو جائے۔

١٤٣٦ ـ وعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَقُولُ اللهُ تَعالَى: أَنا عِنْدَ ظَنِّ عَبدي بي، وَأَنا مَعَهُ إذا ذَكَرَني، فَإنْ ذَكَرَني في نَفْسِهِ، ذَكَرْتُهُ في نَفْسي، وَإنْ ذَكَرَني فِي مَلَإٍ، ذَكَرْتُهُ في مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ» متفقٌ عليهِ.

۲۸ / ۱۴۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث قدسی بیان فرمائی' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا وہ مجھ سے گمان رکھے' اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں' اگر وہ اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں ایسی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہوتی ہے (یعنی فرشتوں کی مجلس میں)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التوحيد، باب ذكر النبي ﷺ وروايته عن ربه - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب الحث على ذكر الله تعالى.

فوائد: اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی بابت یہ یقین رکھا جائے کہ وہ توبہ قبول فرماتا ہے' مغفرت فرماتا' پریشان حال لوگوں کی چارہ سازی فرماتا اور مصیبتوں سے نجات عطا فرماتا ہے۔ اس یقین کے ساتھ انسان ایسے کام بھی کرے جن سے اللہ خوش ہوتا ہے اور ان کاموں سے اجتناب کرے جن سے اس نے منع فرمایا ہے' اس کے بعد انسان اللہ سے حسن ظن اور اچھی امید رکھے۔ جس طرح ایک کاشت کار زمین میں ہل چلا کر' اس میں بیج ڈالے' اسے پانی دے اور اس کی نگہداشت کرے اور اس کے بعد اچھی فصل کی امید رکھے۔ ایک شخص عالم فاضل بننا چاہے' ڈاکٹر یا انجینئر بننا چاہے تو اس کے لئے پہلے ضروری ہے کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق وہ کتابیں پڑھے جن سے انسان کو علم حاصل ہوتا ہے' ڈاکٹری یا انجینئرنگ میں وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ ہر کام کے لئے پہلے انسان کو ایک بنیاد اور پھر اس کے لوازمات مہیا کرنے پڑتے ہیں' اس کے بعد ہی اس کے بارآور ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح اللہ کے ساتھ حسن ظن اور اچھی امید وابستہ کرنے کا مسئلہ ہے۔ انسان جب تک اس کے لئے بھی ایمان اور عمل صالح کی بنیاد فراہم نہیں کرے گا' اللہ سے محض حسن ظن نادانشی ہی کا مظہر ہو گا۔ ایک غلام' جو اپنے آقا کی خدمت کرنے کی بجائے' بھاگ جائے اور اسے ایذا پہنچائے' اور پھر یہ امید رکھے کہ میرا آقا تو بہت مہربان قسم کا ہے' وہ مجھے کچھ نہیں کہے گا' دنیا ایسے غلام کو بے وقوف ہی کہے گی۔ اسی طرح اللہ کا معاملہ ہے جو یقیناً ارحم الراحمین ہے' بڑا بخشنہار ہے' لیکن کن لوگوں کے لئے؟ اپنے بندوں کے لئے۔ نہ کہ شیطان کے بندوں کے لئے۔ شیطان اور اس کے بندوں کے لئے تو اس کا فرمان ہے کہ "میں تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے جہنم کو بھر دوں گا"۔ (سورۂ ص' ۸۵)

١٤٣٧ - وعَنْـهُ قَـالَ: قَـالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَبَقَ المُفَرِّدُونَ» قالوا: وَمَـا المُفَـرِّدُونَ يَـا رَسُـولَ اللهِ؟ قَـالَ: «الـذَّاكِـرُونَ اللهَ كَثِيـراً والـذَّاكِـرَاتُ» رواه مسلم. روي: «المُفَرِّدُونَ» بتشديد الراءِ وتخفيفهـا، وَالمَشْهُـورُ الَّـذي قَـالَـهُ الجمْهُورُ: التَّشديدُ.

۱۴۳۷/۲۹۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مفردون سبقت لے گئے' صحابہ نے پوچھا' یا رسول اللہ! مفردون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا' اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔

مفرِّدون' راء کی تشدید کے ساتھ اور مفردون' راء کی تخفیف کے ساتھ دونوں طرح روایت کیا گیا ہے اور مشہور راء کی تشدید کے ساتھ ہے اور جمہور اسی کے قائل ہیں۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب الحث على ذكر الله تعالى.

فوائد: اس میں ایک تو کثرت سے اللہ کو یاد کرنے کی فضیلت کا بیان ہے کہ ایسے لوگ قیامت والے دن اجر و ثواب میں سب سے آگے ہوں گے۔ دوسرے' اللہ کو یاد کرنے اور اس کی اطاعت کرنے والا مرد ہو یا عورت

دونوں کو برابر کا اجر ملے گا' ذکر و اطاعت الٰہی کے ثواب میں جنس کی بنیاد پر کمی بیشی نہیں کی جائے گی۔

١٤٣٨ ـ وعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «أَفْضَلُ الذِّكْرِ: لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ». رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۳۰ / ۱۴۳۸ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کہ سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة.

فوائد: یہ کلمہ توحید ہی چونکہ اساس و مدار اسلام ہے۔ اس لئے اس کا ذکر افضل ہے۔ بعض علماء بطور ذکر صرف اسی کلمہ توحید کو افضل مانتے ہیں اور بعض کے نزدیک اس کا دوسرا جملہ محمد رسول اللہ' بھی اس میں شامل ہے اور یوں ان کے نزدیک بطور ذکر دونوں کو ملا کر پڑھا جائے گا۔

١٤٣٩ ـ وعَنْ عبدِ اللهِ بنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ شَرَائِعَ الإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ، فَأَخبِرْني بِشَيءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ قَالَ: «لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْباً مِنْ ذِكْرِ اللهِ». رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۳۱ / ۱۴۳۹ ۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا' یا رسول اللہ' اسلام کے احکام تو میرے لئے بہت ہیں' پس آپ مجھے ایسی بات بتلایئے جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا' تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب فضل الذكر.

فوائد: شرائع' شریعہ کی جمع ہے۔ شریعہ' مشروعہ کے معنی میں ہے یعنی اللہ کی طرف سے مقررہ احکام' جن میں بعض فرض ہیں' بعض مستحب اور بعض کی حیثیت نوافل کی ہے۔ فرائض کی ادائیگی تو بہرصورت ضروری ہے اور رضائے الٰہی کے لئے مستحبات کی بھی بڑی اہمیت ہے' اسی طرح نوافل بھی قرب الٰہی کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔ لیکن ان کی کثرت سے بعض دفعہ عام قسم کے لوگ گھبرا اٹھتے ہیں اور وہ صرف فرائض و سنن کی پابندی کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ اسی قسم کی خواہش کا اظہار اس حدیث میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا کہ تو ہمیشہ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھا کر' زبان کو تر رکھنے کا مطلب ہے' مداومت کرنا' یعنی اللہ کے ذکر کو اپنا مستقل دائمی معمول بنا لے۔ اس طرح نوافل کی کثرت' جس سے تو گھبرا گیا ہے' نہ بھی ہو گی تو ذکر الٰہی کی کثرت سے اس کا ازالہ ہو جائے گا۔

١٤٤٠ ـ وعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ في الجَنَّةِ». رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۳۲ / ۱۴۴۰ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ کہے' اس کے لئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب فضل سبحان الله.

فوائد: اللہ کی جنت اتنی وسیع ہے کہ اس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔ اس لئے اللہ کی تسبیح و تحمید پر درختوں کا لگنا' کوئی مشکل امر نہیں۔ اس لئے اسے حقیقت پر محمول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں۔ البتہ بعض لوگ اسے مجاز پر محمول کرتے ہوئے اس سے مراد اجر کا اثبات اور اس کی کثرت لیتے ہیں۔

١٤٤١ ـ وعن ابنِ مَسْعُودٍ رضيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بي فقالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقرِىء أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخبِرْهُم أنَّ الجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الماءِ؛ وَأَنَّهَا قِيعانٌ وَأَنَّ غِرَاسَها: سُبْحَانَ اللهِ، والحَمْدُ للهِ، ولا إلـهَ إلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۳۳/ ۱۴۴۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس رات مجھے معراج کرائی گئی' میری ملاقات حضرت ابراہیم سے ہوئی تو انہوں نے کہا' اے محمد (ﷺ) اپنی امت کو میری طرف سے سلام پیش کیجئے اور ان کو بتلا دیجئے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور عمدہ ہے' اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ ایک چٹیل میدان ہے. اور سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا' وہاں درخت لگانا ہے۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

فوائد: قیعان' قاع کی جمع ہے' صاف' ہموار زمین' جس پر کوئی درخت نہ ہو۔ اللہ کی تسبیح و تحمید سے جنت کی چٹیل زمین میں درخت لگ جاتے ہیں' جو جتنا زیادہ اللہ کا ذکر کرے گا' اس کا حصہ زمین' جو اسے جنت میں ملے گا' اتنا ہی درختوں سے معمور اور شاداب ہو گا۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب غراس الجنة سبحان الله...

١٤٤٢ ـ وعَنْ أَبي الدَّرْدَاءِ رَضيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُنَبِّئُكُم بِخَيْرِ أَعْمَالِكُم، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكم، وَأَرْفَعِهَا في دَرَجَاتِكم، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُم، فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُم، وَيَضْرِبوا أَعْنَاقَكُم؟» قَالُوا: بَلَى، قَالَ: «ذِكْرُ اللهِ تَعَالى». رواهُ التِّرمذيُّ، قَالَ الحاكمُ أبو عبدِ اللهِ: إسناده صحيح.

۳۴/ ۱۴۴۲۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر' تمہارے آقا و مولیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا اور تمہارے لئے (اللہ کی راہ میں) سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟ صحابہ نے عرض کیا' کیوں نہیں۔ (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا' وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (ترمذی' امام حاکم اور ابو عبداللہ نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب خير الأعمال.

فوائد: اس میں بھی اللہ کے ذکر کی فضیلت کا بیان ہے' کیونکہ ہر عمل خیر کی بنیاد اللہ کا ذکر اور اس کی بارگاہ میں اخلاص و نیاز مندی کا اظہار ہے۔ اس کے بغیر بڑا سے بڑا عمل بھی بیکار ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے اعلیٰ' ارفع اور افضل ہے۔

١٤٤٣ ـ وعن سَعْدِ بنِ أَبي وقاصٍ رضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّهُ دَخلَ مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ علَى امرَأَةٍ وَبيْنَ يَدَيْهَا نَوًى ـ أَوْ حَصىً ـ تُسَبِّحُ بِهِ فَقالَ: «أُخبِرُكِ بِمَا أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذا ـ أَوْ أَفضَلُ» فَقالَ: «سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ في السَّماءِ، وسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ في الأرْضِ، وسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ. واللهُ أَكْبَرُ مِثلَ ذٰلِكَ، وَالحَمْدُ للهِ مِثلَ ذلك، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مِثلَ ذٰلِكَ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا باللهِ مِثلَ ذٰلِكَ». رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۳۵ / ۱۴۴۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس آئے' اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی ہوئی تھیں جس کے ساتھ وہ (شمار کر کے) اللہ کی تسبیح کر رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا' میں تجھے ایسے کلمات نہ بتلاؤں جو تیرے لئے اس سے زیادہ آسان یا افضل ہیں؟ پس آپ نے فرمایا' (یہ پڑھا کر) میں اللہ کی تسبیح کرتا ہوں' ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے آسمان میں پیدا کیں' اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان تمام چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے زمین میں پیدا کیں اور اللہ کے لئے پاکیزگی ہے اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو آسمان و زمین کے مابین ہے اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان چیزوں کی تعداد کے برابر جو وہ (آئندہ) پیدا کرے گا۔ اور اللہ اکبر بھی اس کی مثل' الحمدللہ بھی اس کی مثل' لا الہ الا اللہ بھی اس کی مثل اور لاحول ولا قوۃ بھی اس کی مثل (پڑھنا) ہے۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب في دعاء النبي ﷺ وتعوذه في دبر كل صلاة.

فوائد: شیخ البانی نے اس روایت کو اگرچہ "الضعیفہ" (ج ۱' ص ۱۱۴) میں ضعیف کہا ہے۔ لیکن ریاض الصالحین کی تعلیقات میں اس کی سند میں جہالت کی صراحت کرنے کے باوجود امام ترمذی کی تحسین کو برقرار رکھا ہے' اسی طرح ابن حبان نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے تاہم شیخ البانی نے اس کے ساتھ یہ کہا ہے کہ اصل حدیث گٹھلیوں اور کنکریوں کے ذکر کے بغیر ہے اور وہ صحیح ہے جسے امام مسلم نے اپنی "صحیح" میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو' ریاض الصالحین' بہ تحقیق شیخ البانی و تعلیقہ علی' "الکلم الطیب")

١٤٤٤ ـ وعَنْ أبي مُوسى رضِيَ اللهُ

۳۶ / ۱۴۴۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» فقلتُ: بَلَى يا رسولَ اللهِ! قَالَ: «لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» متفقٌ عليه.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی خبر نہ دوں؟ تو میں نے کہا' کیوں نہیں' یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا' (یہ خزانہ) لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب لا حول ولا قوة... - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر.

فوائد: اس میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو جنت کا ایک خزانہ یعنی وہاں کا ایک نہایت بیش قیمت اور نفیس ذخیرہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کی فضیلت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس میں انسان اپنی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار اور ہر طرح کی قوت و اختیار کا سرچشمہ صرف اللہ کی ذات کو ماننے کا اعلان کرتا ہے' اور یہ بات اللہ کو بہت پسند ہے۔ اس کلمے کا مطلب یہ ہے کہ۔ انسان کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا' وہ کسی شر سے بچ سکتا یا کسی نیکی کی توفیق سے بہرہ ور ہو سکتا ہے تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ارادہ و مشیت سے ہی ہو سکتا ہے۔

٢٤٥ - بَابُ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى قَائِماً وَقَاعِداً وَمُضْطَجِعاً وَمُحْدِثاً وَجُنُباً وَحَائِضاً، إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلَا حَائِضٍ

۲۴۵۔ کھڑے اور بیٹھے' لیٹے ہوئے اور حالت حدث و جنابت اور حیض میں اللہ کا ذکر کرنے کا بیان سوائے جنبی مرد اور حیض والی عورت کے کہ ان کے لئے قرآن پڑھنا جائز نہیں

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿١٩٠﴾ ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾ [آل عمران: ١٩٠، ١٩١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں' وہ جو کھڑے' بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (سوتے ہوئے) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ (سورۂ آل عمران' ۱۹۰' ۱۹۱)

فائدۂ آیات: انسان کی تین ہی حالتیں ہوتی ہیں' یا تو وہ کھڑا ہوتا ہے' چاہے چل رہا ہو یا کسی ایک جگہ کھڑا ہو' یا بیٹھا ہوا ہوتا ہے یا پھر لیٹا ہوا۔ عقل مند آدمی جن کو رب کی معرفت حاصل ہوتی ہے' وہ تینوں حالتوں میں یعنی ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

١٤٤٥ - وعَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْكُرُ اللهَ تَعَالَى عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ. رواه مسلم.

۱/ ۱۴۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة.

فوائد: اس حدیث سے ان علماء نے استدلال کیا ہے جو جنابت اور حیض کی حالت میں بھی قرآن کریم کے پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں' جس میں امام بخاری جیسے لوگ بھی شامل ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ "ہر حالت میں" کا مطلب یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پاک ہوتے یا حدث اصغر یا اکبر کی حالت میں ہوتے' ہر حالت میں ذکر اللہ کا اہتمام فرماتے تھے اور ذکر اللہ میں قرآن کریم بھی شامل ہے۔ اسی لئے شیخ البانی حفظہ اللہ نے امام نووی کے باب میں استثنائے مذکور (کہ جنبی اور حائض کے لئے قرآن پڑھنا جائز نہیں) پر تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس استثناء کے لئے کوئی صحیح حدیث نہیں ہے' بلکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے مخالف ہے (دیکھئے ریاض الصالحین' بہ تحقیق شیخ مذکور) اس مسلک کے حاملین کے نزدیک ممانعت کی حدیثیں سنداً ضعیف یا قابل تاویل ہیں۔ اس لئے ان سے قرأت قرآن کی ممانعت کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ جبکہ دوسرے علماء کے نزدیک وہ روایات ضعف کے باوجود استدلال کے قابل ہیں' کیونکہ ان کے نزدیک ضعف شدید نہیں' بلکہ بعض کے نزدیک وہ روایات حسن درجے کی ہیں۔ دلائل کے اعتبار سے پہلا مسلک قوی ہے تاہم تعظیم قرآن کے نقطہ نظر سے دوسرا مسلک بھی صحت کا متقاضی ہے۔ ان میں تطبیق کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ناگزیر صورتوں میں پہلے مسلک پر عمل کر لیا جائے' تاہم عام حالات میں دوسرے مسلک پر عمل کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

١٤٤٦ ـ وعنِ ابنِ عبَّاسٍ رضيَ اللهُ عَنهما عن النَّبيِّ ﷺ قالَ: «لو أَنَّ أَحَدَكُمْ إذا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ الله، اللَّهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيطَانَ، وَجنِّبِ الشَّيطَانَ ما رزَقْتَنَا فَقُضِيَ بَينَهُمَا وَلَدٌ لم يَضُرَّهُ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۴۴۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تمہارا ایک آدمی اپنی بیوی کے پاس (ہم بستری کے لئے) جائے تو یہ دعا پڑھے۔ شروع اللہ کے نام سے۔ اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور کر دے اور (اس صحبت کے نتیجے میں) جو اولاد ہمیں عطا کرے' اسے بھی شیطان سے دور رکھ۔ پس ان کے درمیان جو اولاد بھی مقدر ہوئی' اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة إبليس ـ وصحيح مسلم، كتاب النكاح، باب ما يستحب أن يقوله عند الجماع.

فوائد: بیوی سے صحبت کرنے سے قبل مذکورہ دعاء پڑھ لینی چاہئے۔ تاکہ انسان خود بھی شیطان کے حملوں سے محفوظ رہے اور اس کی ہونے والی اولاد بھی۔

٢٤٦ ـ بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ نَوْمِهِ وَاسْتِيقَاظِهِ

۲۴۶۔ سوتے وقت کی اور بیداری کے وقت کی دعاء

١٤٤٧ ـ عن حُذَيْفَةَ، وأَبِي ذَرٍّ

۱/ ۱۴۴۷۔ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے

رضيَ اللهُ عَنهُمَا قالا: كانَ رسولُ اللهِ ﷺ إذا أوَى إلى فِرَاشِهِ قال: «باسمِكَ اللَّهُمَّ أَحيَا وَأَمُوتُ» وَإذا استَيقَظَ قالَ: «الحَمْدُ للهِ الـذي أَحيَـانَـا بعـدَ مَـا أَمَـاتَنَـا وَإليهِ النُّشورُ» رواه البخاري.

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر استراحت فرما ہوتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے۔ تیرے نام سے' اے اللہ! میں زندہ ہوتا اور مرتا ہوں۔ اور جب بیدار ہوتے' تو فرماتے' تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب نے اکٹھا ہونا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب ما يقوله إذا نام، وكتاب التوحيد، باب السؤال بأسماء الله تعالى.

فوائد: صبح و شام کے ان وظیفوں کی پابندی کا یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ انسان ہر وقت اللہ کو یاد کرتا اور رکھتا ہے۔

٢٤٧ ـ بَابُ فَضْلِ حِلَقِ الذِّكْرِ وَالنَّدْبِ إلَى مُلازَمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُذْرٍ

۲۴۷۔ ذکر کے حلقوں کی فضیلت اور ان میں شرکت کے استحباب اور بغیر عذر کے ان کو چھوڑ دینے کی ممانعت کا بیان

قالَ اللهُ تَعالى: ﴿وَٱصۡبِرۡ نَفۡسَكَ مَعَ ٱلَّذِينَ يَدۡعُونَ رَبَّهُم بِٱلۡغَدَوٰةِ وَٱلۡعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجۡهَهُۥۖ وَلَا تَعۡدُ عَيۡنَاكَ عَنۡهُمۡ﴾ [الكهف: ٢٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ باندھے رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا مندی کے ارادے سے اور تیری آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں۔ (سورۂ کہف' ۲۸)

فائدۂ آیات: یعنی رب کی رضا مندی کے طالبوں کو نظر انداز کر کے' ان لوگوں کی طرف توجہ نہ کر جو اگرچہ صاحب حیثیت ہوں' لیکن اپنے رب کی یاد سے غافل ہوں۔

١٤٤٨ ـ وعنْ أَبي هُرَيْرَةَ رضيَ اللهُ عَنـهُ قـالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللهِ ﷺ: «إنَّ للهِ تَعالى مَلائِكَةً يَطُوفونَ في الطُّرُق يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإذا وَجَدُوا قَوْماً يَذكُرُونَ اللهَ عَزَّ وَجلَّ، تَنادَوْا: هَلُمُّوا إلى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّونَهم بِأَجْنِحَتِهِم إلى السَّماءِ الدُّنيَا، فَيَسْأَلُهم رَبُّهُم ـ وَهُوَ أَعْلَمُ ـ: ما يقولُ عِبَـادِي؟ قـال: يقـولـون: يُسَبِّحُـونَـكَ وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيحْمَدُونَكَ، وَيُمَجِّدُونَكَ،

۱۴۴۸/۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہوئے راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مصروف ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ ادھر آؤ' یہاں تمہاری حاجت (مطلوبہ چیز) ہے' پس وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر اللہ کے پاس جاتے ہیں تو) ان کا رب ان

فيقولُ: هل رَأَوْني؟ فيقولون: لا وَاللهِ! ما رَأَوْكَ فيقُولُ: كيفَ لو رَأَوْني؟! قالَ: يقُولُونَ لو رَأَوْكَ كانُوا أَشَدَّ لكَ عِبادَةً، وَأَشَدَّ لكَ تَمْجيداً، وَأَكْثَرَ لكَ تَسْبيحاً. فيَقُولُ: فماذا يَسأَلُونَ؟ قالَ: يقُولونَ: يسألُونَكَ الجَنَّةَ. قالَ: يقولُ: وَهلْ رَأَوْهَا؟ قالَ: يقُولُونَ: لا وَاللهِ يَا ربِّ مَا رَأَوْهَا. قالَ: يقُولُ: فَكَيْفَ لو رَأَوْهَا؟! قالَ: يقُولُونَ لو أَنَّهُم رَأَوْهَا كانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرصاً، وَأَشَدَّ لها طَلَباً، وَأَعظَم فِيها رَغْبَةً. قالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قالَ: يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّارِ؛ قالَ: فيَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قالَ: يقولونَ: لا وَاللهِ! مَا رَأَوْها. فيَقُولُ: كَيفَ لو رَأَوْهَا! قالَ: يَقُولُون: لو رأَوْها كانوا أَشَدَّ منها فِراراً، وَأَشَدَّ لها مَخَافَةً. قالَ فيقولُ: فَأُشْهِدُكم أَنّي قد غفَرْتُ لهم، قالَ: يقولُ مَلَكٌ مِنَ المَلائِكَةِ: فِيهم فُلانٌ لَيْسَ مِنهم، إنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قالَ: هُمُ الجُلَسَاءُ لا يَشْقَى بِهِم جَلِيسُهم» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلمٍ عَنْ أَبي هُريرةَ رَضيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النبيِّ ﷺ قالَ: «إنَّ للهِ مَلائكةً سَيَّارَةً فُضُلاً يَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكرِ، فَإذا وجَدُوا مَجلساً فِيهِ ذِكرٌ، قَعَدُوا مَعَهُم، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضاً بِأَجْنِحَتِهِم حَتَّى يَمْلَؤُوا ما بَيْنَهُمْ وبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيا، فَإذا تفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدوا إلى السَّمَاءِ، فَيَسْأَلُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجلَّ ـ وَهُوَ أَعْلَمُ ـ: مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فيَقُولُونَ: جِئْنَا مِنْ عِندِ عِبادٍ لَكَ في

سے پوچھتا ہے' حالانکہ وہ خوب جانتا ہے' میرے بندے کیا کہتے تھے؟ آپ نے فرمایا' فرشتے جواب دیتے ہیں' وہ تیری تسبیح و تکبیر اور تیری تحمید و تمجید کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم' انہوں نے تجھے دیکھا تو نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ آپ نے فرمایا' فرشتے عرض کرتے ہیں' اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ تیری اس سے بھی زیادہ عبادت کرتے' اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی اور اس سے بھی زیادہ تیری پاکیزگی بیان کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' وہ کیا مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' فرشتے جواب دیتے ہیں' وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کہتا ہے' کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ نہیں' اللہ کی قسم' اے رب! انہوں نے جنت تو نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرمایا' فرشتے کہتے ہیں' اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس کے لئے ان کی حرص اور طلب اور زیادہ شدید ہو جائے اور اس میں ان کی رغبت اور زیادہ بڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے۔ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں' وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے؟ فرمایا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں' نہیں' اللہ کی قسم' انہوں نے اسے دیکھا تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرمایا' فرشتے عرض کرتے ہیں' اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے کہیں زیادہ دور بھاگیں اور اس سے کہیں زیادہ ڈریں۔ فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پس میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا' فرمایا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے۔

الأرْض: يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُهَلِّلُونَكَ، وَيَحْمَدُونَكَ، وَيَسْأَلُونَكَ. قالَ: وَمَاذا يَسْأَلُوني؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ جَنَّتَكَ. قالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتي؟ قالوا: لا، أَيْ رَبِّ! قالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتي؟! قالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ. قال: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُوني؟ قالوا: منْ نَارِكَ يَا رَبِّ! قالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَاري؟ قالوا: لا، قال: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَاري؟! قالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ، فيقولُ: قَدْ غَفَرْتُ لهُمْ، وَأَعْطَيْتُهُمْ ما سَأَلُوا، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا. قال: فَيَقُولونَ: ربِّ فيهمْ فُلانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ إنَّمَا مَرَّ، فَجَلَسَ مَعَهُمْ، فيقولُ: ولهُ غَفَرْتُ، هُمُ القَوْمُ لا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ».

ان میں فلاں آدمی جو تھا' وہ ان میں سے نہیں تھا' وہ تو صرف ایک کام کے لئے آیا تھا (کہ ان کے ساتھ مجلس ذکر میں بیٹھ گیا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں' گھومنے پھرنے والے' اور حفاظت کرنے والے فرشتوں سے الگ' وہ ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں' جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو' تو ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کے اور آسمان دنیا کے درمیان فاصلے کو (اپنے وجود سے) بھر دیتے ہیں۔ پس جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں' پس اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں' وہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے' اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں' نہیں اے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اگر وہ میری جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی طلب کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' وہ کس چیز کی بابت مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں' اے پروردگار! تیری آگ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے' کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں' نہیں۔ اللہ فرماتا ہے' اگر وہ میری آگ دیکھ لیں تو کیا

حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں' وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں نے ان کو بخش دیا اور جس چیز کا وہ سوال کر رہے تھے' وہ میں نے ان کو عطا کر دی اور جس سے پناہ طلب کر رہے تھے' اس سے میں نے ان کو پناہ دے دی۔ آپ نے فرمایا' فرشتے عرض کرتے ہیں' پروردگار! ان میں فلاں آدمی بھی تھا جو بہت گناہ گار بندہ ہے' جو صرف وہاں سے گزرتا ہوا ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں نے اس کو بھی بخش دیا' یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والے بھی محروم نہیں ہوتے۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر الله عزوجل - وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل مجالس الذکر.

فوائد: ان مجالس ذکر اور حلقہ ہائے ذکر سے مراد کون سی مجلسیں اور حلقے ہیں؟ ظاہر بات ہے کہ ان سے مراد وہ حلقہ ہائے ذکر تو نہیں ہو سکتے جو خود ساختہ ہیں اور جن میں اپنے گھڑے ہوئے الفاظ یا طریقوں سے ذکر ہوتا ہے۔ جیسے اللہ ہو' یا ہو حق وغیرہ کا ورد۔ جو کسی حدیث میں بیان نہیں ہوئے۔ یا بتیاں بجھا کر اور گردنیں مار مار کر کسی مخصوص لفظ کی ضربیں لگانا وغیرہ۔ یہ طریقہ بھی نبی ﷺ یا صحابہ سے ثابت نہیں۔ اس سے مراد وہ حلقے اور مجلسیں ہیں جن میں کوئی ایجاد بندہ طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا' نہ خانہ ساز الفاظ کا ورد ہوتا ہے' بلکہ مسنون الفاظ میں یعنی سبحان اللہ' الحمدللہ' لا الہ الا اللہ' واللہ اکبر وغیرہ کا ورد سادہ انداز میں کیا جاتا ہے۔ جیسے نماز کے فوراً بعد تسبیح و تحمید اور تکبیر کا حکم ہے' جمعے والے دن مسجد میں بیٹھے لوگ اس طرح ذکر الٰہی و تلاوت قرآن وغیرہ میں مصروف ہوں' یا وعظ اور درس و تذکیر کی مجلس ہو۔ اس حدیث میں ذکر الٰہی اور ذاکرین کی فضیلت کا بیان ہے۔ سیارۃ' سیاحین (گھومنے والے) کے معنی میں ہے اور فضلاً سے مراد وہ فرشتے ہیں جو حفاظت کرنے والے فرشتوں سے زائد اور ان کے علاوہ ہیں۔

١٤٤٩ - وعنه وعن أبي سعيد رضي الله عنهما قالا: قال رسول الله ﷺ: «لا يقعد قوم يذكرون الله إلا حفتهم الملائكة، وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة؛ وذكرهم الله فيمن عنده» رواه مسلم.

۲/ ۱۴۴۹۔ سابق راوی اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو لوگ بھی اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے اور سکینت (اللہ کی خاص مدد) ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن

وعلى الذكر.

فوائد: اس میں بھی اللہ کے ذکر کی فضیلت اور ذکر کرنے والوں کے عنداللہ شرف و مقام کا بیان ہے۔

١٤٥٠ ـ وعن أَبي واقِدٍ الحارثِ بْنِ عَوْفٍ رَضيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَيْنَما هُوَ جَالِسٌ في المَسْجِدِ، وَالنَّاسُ مَعَهُ، إذ أَقْبَلَ ثَلاثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلى رَسولِ الله ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ، فَوَقَفَا على رسولِ الله ﷺ. فَأَمَّا أَحَدُهُما فرأى فُرجَةً في الحَلْقَةِ، فَجَلَسَ فيها وأَمَّا الآخرُ، فَجَلَسَ خَلْفَهُم، وَأَمَّا الثالثُ فَأَدبَرَ ذاهباً. فَلَمَّا فَرَغَ رسُول الله ﷺ قال: «أَلا أُخبِرُكم عَنِ النَّفَرِ الثَّلاثَةِ: أَمَّا أَحدُهم، فَأَوى إِلى اللهِ، فآوَاهُ اللهُ، وأَمَّا الآخرُ فَاسْتَحْيَا فاستحيا اللهُ مِنهُ، وأَمَّا الآخرُ، فَأَعْرَضَ، فَأَعْرَضَ اللهُ عَنهُ» متفقٌ عليه.

٣ / ١٤٥٠۔ حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ بھی آپ کے پاس موجود تھے' اتنے میں تین آدمی آئے' پس دو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک چلا گیا۔ پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہو گئے' ان میں سے ایک نے حلقے میں کشادگی دیکھی تو اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا' کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کی بابت نہ بتلاؤں؟ ان میں سے ایک نے تو اللہ کی طرف ٹھکانا پکڑا' تو اللہ نے اس کو اچھا ٹھکانا عطا کر دیا اور دوسرے نے (بیچ میں گھس کر بیٹھنے میں) شرم محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے شرم کا معاملہ فرمایا اور تیسرے آدمی نے بے رخی برتی' پس اللہ نے بھی اس سے بے رخی اختیار فرمالی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب من قعد حيث ينتهي به المجلس ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب من أتى مجلسا فوجد...

فوائد: اس میں ایک تو مجالس ذکر میں شرکت کرنے کی ترغیب ہے۔ دوسرے' لوگوں کو تنگ نہ کرنے کی اور شرم و حیاء کی فضیلت ہے۔ تیسرے' بغیر عذر کے علم دین اور ذکر الٰہی کی مجلسوں سے اعراض کی مذمت اور اس کے انجام بد کا بیان ہے۔

١٤٥١ ـ وعن أبي سعيدٍ الخُدْرِيِّ رضيَ اللهُ عَنهُ قالَ: خرجَ مُعاوِيَةَ رضيَ اللهُ عنهُ عَلَى حَلْقَةٍ في المَسْجِدِ، فقال: ما أَجْلَسَكُمْ؟ قالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ. قالَ آللهِ ما أَجْلَسَكُم إِلّا ذاكَ؟ قالوا: ما أَجْلَسَنَا إِلَّا ذاكَ، قال: أَمَا إِنّي لم أَسْتَحْلِفكُمْ تُهْمَةً لَكُم، ومَا كانَ أَحدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رسُولِ

٤ / ١٤٥١۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں حاضرین کے ایک حلقے پر آئے۔ اور ان سے پوچھا' تم یہاں کیسے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا' ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ ؓ نے فرمایا' اللہ کی قسم! تم اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم صرف اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ ؓ نے فرمایا' میں نے تم

الله ﷺ أقلَّ عَنْهُ حَدِيثاً مِنّي: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ خَرَجَ عَلى حَلْقَةٍ مِن أصحابه: فقال: «ما أجْلَسَكُمْ؟» قالوا: جَلَسْنا نَذْكُرُ الله، وَنَحْمَدُهُ عَلَى ما هَدَانَا لِلإسْلام؛ وَمَنَّ بِهِ عَلَيْنا. قالَ: «آللهِ ما أَجْلَسَكُمْ إلَّا ذاكَ» قالوا: واللهِ! ما أجْلَسَنَا إلّا ذاكَ. قالَ: «أمَا إنّي لَمْ أَسْتَحْلِفكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، ولكِنَّهُ أتَانِي جبرِيلُ فَأخبرَني أنَّ الله يُبَاهِي بِكُمُ المَلائِكَةَ». رواه مسلم.

سے اس لئے قسم نہیں اٹھوائی کہ میں تمہیں جھوٹ سے متہم سمجھتاہوں' (یاد رکھو) کوئی شخص ایسا نہیں ہے جسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مجھ جیسا قرب حاصل ہو اور پھر وہ مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ایک حلقے پر تشریف لائے تو ان سے پوچھا' تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا' ہم بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر اور اس بات پر اس کی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت سے نوازا اور اس کے ذریعے سے ہم پر احسان فرمایا۔ آپ نے فرمایا' اللہ کی قسم۔ تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے؟ انہوں نے کہا' اللہ کی قسم' اسی مقصد نے ہم کو بٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خبردار' میں نے تم سے قسم اس لئے نہیں اٹھوائی کہ میں تمہیں جھوٹ سے متہم سمجھتا ہوں' لیکن بات یہ ہے کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر.

فوائد: اس میں بھی گزشتہ حدیثوں کی طرح مجالس ذکر اور ذاکرین کی فضیلت اور شرف کا بیان ہے۔

٢٤٨ ـ بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ

۲۴۸۔ صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے کا بیان

قالَ اللهُ تعالى: ﴿ وَٱذْكُر رَّبَّكَ فِى نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ ٱلْجَهْرِ مِنَ ٱلْقَوْلِ بِٱلْغُدُوِّ وَٱلْءَاصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ ٱلْغَٰفِلِينَ ﴾ [الأعراف: ٢٠٥] قال أهلُ اللُّغَةِ: «الآصَالُ»: جَمْعُ أصِيلٍ، وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالمَغْرِبِ. وَقال تعالى: ﴿ وَسَبِّحْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کرو' گڑگڑاتے اور ڈرتے ہوئے' نہ کہ اونچی آواز سے' صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہوؤ۔ (سورۂ اعراف' ۲۰۵)

اہل لغت نے کہا ہے کہ آصال' اصیل کی جمع ہے۔ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔

اور فرمایا: اور اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ

﴿بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ ٱلشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ [طه: ١٣٠] وقال تعالى: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِٱلْعَشِيِّ وَٱلْإِبْكَٰرِ﴾ [غافر: ٥٥] قال أهلُ اللُّغة: «العَشِيُّ»: مَا بَيْنَ زَوَال الشَّمس وغُروبها. وقال تعالى: ﴿فِى بُيُوتٍ أَذِنَ ٱللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا ٱسْمُهُۥ يُسَبِّحُ لَهُۥ فِيهَا بِٱلْغُدُوِّ وَٱلْـَٔاصَالِ ۝٣٦ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَٰرَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ﴾ الآية [النور: ٣٦، ٣٧]. وقال تعالى: ﴿إِنَّا سَخَّرْنَا ٱلْجِبَالَ مَعَهُۥ يُسَبِّحْنَ بِٱلْعَشِىِّ وَٱلْإِشْرَاقِ﴾ [ص: ١٨].

پاکیزگی بیان کرو‘ سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے قبل۔ (سورۂ طہ‘ ۱۳۰)

نیز فرمایا: صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرو۔ (سورۂ غافر‘ ۵۵)

اہل لغت نے کہا ہے کہ عشی‘ سورج کے زوال سے اس کے غروب ہونے تک کا درمیانی وقت ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اللہ کا نور) ایسے گھروں میں ملے گا جن کی بابت اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کا ذکر کیا جائے‘ وہ اس میں صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ ہیں کہ انہیں کاروبار اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔ (سورۂ نور‘ ۳۶‘ ۳۷)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک ہم نے پہاڑوں کو ان کے زیر فرمان کر دیا تھا وہ صبح و شام (حضرت داؤد کے ساتھ) اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے۔

فوائد: ان تمام آیات میں صبح و شام اللہ کا ذکر کرنے کا بیان ہے‘ جس سے اس امر کی ترغیب معلوم ہوتی ہے کہ صبح و شام بالخصوص اللہ کا ذکر کرنا نہایت مستحب ہے۔

١٤٥٢ ـ وعنْ أَبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قالَ حِينَ يُصْبِحُ وحينَ يُمسي: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ، لَم يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ القِيَامَة بأفضَلَ مِمَّا جَاءَ به، إلَّا أَحَدٌ قال مِثْلَ مَا قالَ أَوْ زَادَ» رواهُ مسلم.

۱/ ۱۴۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ جو شخص صبح و شام سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھے‘ قیامت والے دن اس سے افضل کوئی شخص نہیں آئے گا‘ مگروہ شخص جس نے اس کی مثل یا اس سے زیادہ یہ کلمات کہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح.

١٤٥٣ ـ وعنهُ قالَ: جاءَ رَجُلٌ إلى النَّبيِّ ﷺ فقالَ: يارسُولَ اللهِ! مَالَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتني البَارِحَةَ! قال: «أمَا لَو قُلْتَ

۲/ ۱۴۵۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا‘ مجھے گزشتہ رات بچھو کے کاٹنے سے کس قدر

حِينَ أمْسَيتَ: أعوذُ بكَلماتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لم تَضُرَّكَ». رواه مسلم.

تکلیف پہنچی (شدت تکلیف کو تعجب کے طور پر بیان کیا) آپ نے فرمایا' اگر تو شام کے وقت یہ پڑھ لیتا' اعوذ بکلمات الله التامات من شر ما خلق 'تو بچھو تجھے نقصان نہ پہنچاتا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء

فوائد: کلمات سے مراد' الله کا کلام' اس کے فیصلے اور قدرت ہے' تامات سے مراد' ہر نقص اور عیب سے پاک۔ مطلب یہ ہوا۔ میں الله کے بے عیب کلام' فیصلے اور قدرت کے ذریعے سے ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ موذی جانوروں اور انسانوں کے شر سے پناہ مانگنے کے لئے یہ بہترین دعاء ہے۔

١٤٥٤ ـ وعَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ، أنَّهُ كان يقولُ إذَا أصْبَحَ: «اللَّهُمَّ بِكَ أصْبَحْنَا، وَبِكَ أمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإلَيْكَ النُّشُورُ» وإذَا أمْسَى قال: «اللَّهُمَّ بِكَ أمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإلَيْكَ النُّشُورُ». رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث حسن.

۳ / ۱۴۵۴ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول الله ﷺ جب صبح کرتے تو یہ فرمایا کرتے تھے' اے الله! تیری قدرت سے ہم نے صبح اور شام کی' تیری قدرت سے ہی ہم جی رہے ہیں اور تیری قدرت سے ہی مریں گے' اور تیری ہی طرف اکٹھے ہونا ہے۔ (ابو داوٗد' ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح - وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى.

١٤٥٥ ـ وعنهُ أنَّ أبا بكرٍ الصِّدِّيقَ، رضيَ اللهُ عنهُ قال: يارَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِكَلِمَاتٍ أقُولُهُنَّ إذَا أصْبَحْتُ وإذَا أمْسَيتُ، قال: «قُلِ: اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالأرضِ عَالِمَ الغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيءٍ وَمَلِيكَهُ. أشْهَدُ أن لَا إلهَ إلَّا أنتَ، أعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفسي وَشَرِّ الشَّيطَانِ وَشِرْكِهِ» قال: «قُلْها إذا أصْبَحْتَ، وَإذا أمْسَيْتَ، وإذا أخذْتَ مَضْجعَكَ» رواه أبو داود والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۴ / ۱۴۵۵ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول الله! مجھے ایسے کلمات ارشاد فرمائیے جنہیں میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے الله! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے' چھپی اور ظاہر چیزوں کو جاننے والے' اور ہر چیز کے پروردگار اور مالک' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کی دعوت شرک سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا' تم یہ کلمات صبح و شام اور جب اپنے بستر پر لیٹو' پڑھا کرو۔

(ابو داوٗد' ترمذی' یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح - وسنن ترمذي، أبواب

الدعوات، باب رقم ٩٤.

١٤٥٦ ـ وعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي اللهُ عنهُ قالَ: كانَ نَبيُّ اللهِ ﷺ إذا أمْسَى قالَ: «أَمْسَيْنَا وأمْسَى المُلْكُ للهِ، والحَمْدُ للهِ، لَا إلهَ إلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَه» قالَ الراوي: أُرَاهُ قالَ فيهِنَّ: «لهُ المُلْكُ وَلَه الحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا في هذِهِ اللَّيلةِ، وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وأعُوذُ بكَ مِنْ شَرِّ مَا في هذهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ ما بَعْدَهَا، رَبِّ أعُوذُ بكَ منَ الكَسَلِ، وسُوءِ الكِبَرِ، ربِّ أعوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ في النَّار، وَعَذَابٍ في القَبرِ» وَإذَا أصْبحَ قالَ ذلكَ أيضاً: «أصْبَحْنَا وَأصْبحَ المُلْكُ للهِ» رواه مسلم.

۵ / ۱۴۵۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ ' جب شام ہوتی ' تو یہ پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے شام کی اور اس وقت بھی بادشاہی اللہ ہی کی ہے' تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے اگلے کلمات بھی ان کے ساتھ ہی پڑھنے کے لئے ارشاد فرمائے' اسی کے لئے بادشاہی اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے پروردگار' میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس بھلائی کا جو اس کے بعد ہے اور میں اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس رات میں ہے اور اس شر سے جو اس کے بعد ہے' اے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے' بڑھاپے کی تکلیف سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس عذاب سے جو جہنم کی آگ میں ہو گا اور اس عذاب سے جو قبر میں ہو گا اور جب صبح ہوتی' تب بھی آپ یہ کلمات پڑھتے (البتہ' صبح' امسینا کی جگہ) اصبحنا واصبح الملك لله ہم نے صبح کی اور اس وقت بھی بادشاہی اللہ ہی کی ہے' پڑھتے تھے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل.

فوائد: ان کلمات مذکورہ کا صبح و شام اور سوتے جاگتے وقت پڑھنا مستحب ہے تاکہ ایک تو ہر وقت اللہ کی ربوبیت اور الوہیت کا تصور ذہن میں مستحضر رہے۔ دوسرے' اللہ سے خیر و عافیت کا سوال اور دنیا و آخرت میں نقصان پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کی درخواست ہے' جس کی ہر وقت انسان کو ضرورت ہے۔

١٤٥٧ ـ وعنْ عبدِ اللهِ بنِ خُبَيْبٍ ـ بضَمِّ الْخَاءِ المُعْجَمَةِ ـ رضيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ لي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْرَأ: قُلْ

۶ / ۱۴۵۷۔ حضرت عبداللہ بن خبیب (خاء پر پیش) رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ تم صبح و شام تین تین مرتبہ قل ھو اللہ

هُوَ اللهُ أَحَدٌ، والمُعَوِّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ، ثَلاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كلِّ شَيْءٍ» رواهُ أبو داود والترمذي وقال: حديثٌ حسن صحيح.

احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہو جائیں گی۔ (ابو داوٗد' ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح - وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب١١٦.

فوائد: مراد ان تینوں سے سورتوں کا مکمل طور پر پڑھنا ہے۔ ہر صورت تین مرتبہ پڑھی جائے۔ کافی ہو جانے کا مطلب ہے دیگر اذکار و وظائف کی ضرورت نہیں رہے گی' علاوہ ازیں ان کی وجہ سے اللہ موذی چیزوں سے حفاظت فرمائے گا۔ دوسری روایات میں آتا ہے کہ نبی ﷺ رات کو بستر پر لیٹ جانے کے بعد یہ سورتیں پڑھتے اور اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچتے' انہیں اپنے جسم پر پھیرتے۔

١٤٥٨ - وعنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفانَ رضيَ اللهُ عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ في صَبَاحِ كلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللهِ الَّذي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيءٌ في الأرضِ وَلا في السماءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، إلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيءٌ» رواه أبو داود والتِّرمذي وقال: حديث حسن صحيح.

۷ / ۱۴۵۸۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو بندہ ہر روز کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین مرتبہ یہ دعاء پڑھے بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم ' تو اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

(ابو داوٗد' ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح - وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسٰى.

فوائد: اس دعاء کا مطلب ہے۔ میں اس اللہ کے نام کے ذریعے سے پناہ مانگتا ہوں جس کے ذریعے سے ہی ہر چیز کی برائی سے بچا جاتا ہے' وہ کوئی جانور ہو یا انسان' جن ہو یا شیطان۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک کے احوال سے واقف بھی ہے اور ہر ایک کی فریاد سننے پر قادر بھی۔ جو اس کی پناہ میں آجائے' اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا' الاّ یہ کہ اسی کی تقدیر و مشیت ہو۔

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ صبح و شام کے ان وظیفوں کو اپنا معمول بنائے جو اس باب میں مذکور ہوئے۔ انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے وظیفوں اور طریقوں سے یہ ہر لحاظ سے بہتر' بابرکت اور عافیت و نجات کا باعث ہیں۔

٢٤٩ - بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ النَّوْمِ

۲۴۹۔ سونے کے وقت پڑھنے کی دعاؤں کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' بے شک آسمانوں اور زمین کی

ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ لَءَايَٰتٍ لِّأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ ﴿١٩٠﴾ ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِى خَلْقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ﴾ [آل عمران: ١٩٠، ١٩١].

پیدائش میں اور رات اور دن کے ادل بدل کر آنے جانے میں، عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں، وہ جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے (پہلوؤں پر) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (سورۂ آل عمران، ۱۹۰، ۱۹۱)

١٤٥٩ ـ وعنْ حُذيفةَ وأبي ذرٍّ رضي اللهُ عَنهما أنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ كانَ إذَا أوَى إلى فِرَاشِهِ قالَ: «باسْمِكَ اللَّهُمَّ أحْيَا وَأمُوتُ» رواه البخاري.

۱/ ۱۴۵۹۔ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرما ہو جاتے تو پڑھتے تھے، تیرے نام سے اے اللہ، میں زندہ ہوتا اور مرتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب مایقولہ عند نومہ رقم ۱/ ۱۴۴۷ میں گزری ہے۔ انسان ہر رات کو سوتا اور صبح کو بیدار ہوتا ہے، سونا ایک طرح سے موت ہے اور بیدار ہونا، زندہ ہونا ہے اور زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس دعاء میں اسی تصور کو راسخ کیا گیا ہے اور ہر رات کو انسان جب اس کا استحضار کرتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات ہروقت تازہ رہتی ہے کہ یہ زندگی اللہ ہی کی ہے، اسی کی مشیت سے میں جی رہا ہوں، وہ جب چاہے گا میرا چراغ زندگی گل ہو جائے گا۔ اس لئے مجھے زندگی مستعار کے یہ ایام اللہ کی رضا کے مطابق گزارنے چاہئیں اور اس کی نافرمانی میں بسر نہیں کرنے چاہئیں۔

١٤٦٠ ـ وعَنْ عليٍّ رضيَ اللهُ عَنهُ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ لهُ ولِفَاطِمةَ، رَضِيَ اللهُ عنهما: «إذَا أوَيْتُمَا إلَى فِراشِكُمَا ـ أوْ: إذَا أخَذْتُمَا مَضاجعَكُما ـ فَكَبِّرَا ثَلاثاً وثَلاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلاثاً وَثَلاثِين، وَاحْمَدا ثَلاثاً وثَلاثِين» وفي روايةٍ: التَّسْبيحُ أربعاً وَثَلاثِينَ. وفي روايةٍ: التَّكبيرُ أربعاً وثَلاثِينَ. متفقٌ عليه.

۲/ ۱۴۶۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، جب تم اپنے بستروں پر لیٹ جاؤ، تو تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ کہو۔ اور ایک روایت میں سبحان اللہ چونتیس مرتبہ اور ایک روایت میں اللہ اکبر چونتیس مرتبہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب النفقات، باب عمل المرأة في بيت زوجها، وكتاب الدعوات، باب التكبير والتسبيح عند المنام ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم.

فوائد: روایات کے اختلاف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ کلمات کی تعداد سو پوری کرنی ہے، اس کے لئے ایک کلمہ ایک مرتبہ زیادہ پڑھنا چاہئے۔ وہ ایک مرتبہ زائد سبحان اللہ یا الحمدللہ یا اللہ اکبر پڑھ لیا جائے تو ہر ایک کا پڑھنا جائز ہے، کیونکہ روایات میں ہر ایک کے لئے چونتیس مرتبہ کا لفظ آیا ہے، جیسے دو روایات کا ذکر تو

امام صاحب نے فرمایا ہے اور التحمید. اربعا و ثلاثین ۔ کے الفاظ نسائی میں آتے ہیں۔ یہ تسبیح و تحمید اور تکبیرا تنی ہی تعداد میں ہر فرض نماز کے بعد بھی پڑھنے کا حکم ہے اور سونے سے قبل بستر پر لیٹنے کے بعد بھی۔

١٤٦١ ـ وعن أبي هُريرةَ، رَضيَ الله عنهُ قالَ: قالَ رسولُ الله ﷺ: «إذا أَوَى أحدُكُم إلَى فِرَاشِهِ، فَلْيَنْفُض فِرَاشَهُ بداخِلَةِ إزَارِهِ فإنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: باسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي، وَبِكَ أَرْفَعُهُ؛ إنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وإنْ أرْسَلْتَهَا، فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ» متفقٌ عليه.

۳ / ۱۴۶۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر کی طرف قرار پکڑے تو وہ اپنے بستر کو اپنے تہ بند کے اندرونی حصے کے ساتھ جھاڑ لے' اس لئے کہ اسے معلوم نہیں کہ اس پر کون اس کے پیچھے آیا' پھر یہ دعاء پڑھے۔ تیرے نام کے ساتھ ہی اے میرے پروردگار! میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے اور تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاؤں گا' اگر تو نے میری روح (اسی دوران) قبض کر لی تو اس پر رحم فرمانا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے (قبض نہ کرے) تو اس کی اس طریقے سے حفاظت فرما جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الدعوات، باب التعوذ والقراءة عند المنام ـ وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب ما یقول عند النوم وأخذ المضجع.

فوائد: اس میں ایک بڑی اہم بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ رات کو بستر پر لیٹنے سے قبل چادر یا گدے وغیرہ کو جھاڑ لینا چاہئے' کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں وہاں کسی موذی جانور نے بسیرا کر لیا ہو اور سونے کے بعد وہ نقصان پہنچا دے اور اس کے ساتھ ہی دعاء پڑھے' تاکہ وہ اللہ کی حفاظت میں آجائے۔

١٤٦٢ ـ وعَن عائشةَ، رضيَ اللهُ عَنها، أنَّ رسولَ الله ﷺ، كان إذا أخذَ مَضجعَهُ نَفَثَ في يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بالْمُعَوِّذاتِ وَمَسَحَ بهما جَسَدَهُ. متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لَهما: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ إذَا أَوَى إلى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فيهما فَقَرَأَ فِيهِمَا: قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، وقُلْ أعُوذُ بِرَبِّ الفَلَقِ، وَقُلْ أعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِما ما اسْتَطاعَ مِن جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأسِهِ وَوَجهِهِ، وَمَا أقبلَ مِنْ

۴ / ۱۴۶۲ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر آرام فرما ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونکتے اور معوذات پڑھتے اور ان کو اپنے جسم پر پھیر لیتے۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری و مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ہر رات کو جب اپنے بستر کی طرف قرار پکڑتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے' پھر ان میں پھونکتے اور ان میں یہ سورتیں پڑھتے قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ پھر حسب طاقت ان ہتھیلیوں کو جسم

جَسَدِهِ، يَفعَلُ ذلكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ. متفقٌ عَليهِ. قالَ أَهلُ اللُّغَةِ: «النَّفثُ»: نَفخٌ لَطِيفٌ بِلاَ رِيقٍ.

پر پھیر لیتے' اپنے سر' چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے ان کو پھیرنا شروع کرتے' ایسا تین مرتبہ کرتے۔ (بخاری و مسلم)

اہل لغت نے کہا ہے۔ نفث' بغیر تھوک کے لطیف انداز سے پھونک مارنے کو کہتے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب التعوذ والقراءة عند المنام، وكتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوّذتين - وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب رقية المريض بالمعوّذات والنفث.

فوائد: معوذات' (پناہ دینے والی سورتیں) مذکورہ تینوں سورتوں کو کہا جاتا ہے' کیونکہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ کی درخواست کی جاتی ہے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو مُعَوِّذَتَیْن (دو پناہ دینے والی سورتیں) کہا جاتا ہے۔ بہرحال سوتے وقت ان سورتوں کو پڑھنا چاہیئے تاکہ ایک طرف سنت پر عمل ہو جائے اور دوسری طرف انسان کو اللہ کی پناہ حاصل ہو جائے۔

١٤٦٣ - وَعَنِ البَرَاءِ بنِ عَازِبٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهما قَالَ: قَالَ لِي رَسولُ اللهِ ﷺ: «إذا أَتيتَ مَضجَعَكَ فَتَوضَّأ وضُوءَكَ لِلصَّلاةِ، ثُمَّ اضطَجِع عَلى شِقِّكَ الأَيمَنِ، وَقلِ: اللَّهُمَّ أَسلَمتُ نَفسِي إلَيكَ، وَفَوَّضتُ أَمرِي إلَيكَ، وَألجَأتُ ظَهرِي إلَيكَ، رَغبَةً ورَهبَةً إلَيكَ، لا مَلجَأَ ولا مَنجى مِنكَ إلَّا إلَيكَ، آمنتُ بِكِتَابِكَ الذِي أَنزَلتَ، وَبِنَبِيِّكَ الذِي أَرسَلتَ، فإنْ مِتَّ مِتَّ على الفِطرةِ، واجعَلهُنَّ آخِرَ ما تَقُولُ» مُتَّفَقٌ عليهِ.

۵ / ۱۴۶۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تو اپنے بستر کی طرف آنے کا ارادہ کرے تو اس طرح وضو کر' جیسے نماز کے لئے کیا جاتا ہے' پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جا اور یہ دعاء پڑھ۔ اے اللہ! میں نے اپنا نفس تیری طرف سونپ دیا اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنی ٹیک تیری طرف لگا دی' تیری رحمت کی امید رکھتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے' تیری گرفت سے بچنے کے لئے تیرے سوا کوئی ٹھکانہ اور جائے پناہ نہیں' میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔ پس اگر تو (یہ کلمات پڑھ کر) فوت ہوا تو فطرت (اسلام) پر تیری وفات ہو گی اور ان کلمات کو (سوتے وقت) اپنی گفتگو کا آخری حصہ بنا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب الیقین والتوکل' رقم ۷ / ۸۰ میں گزر چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوتے

وقت وضوء کرنا مستحب ہے، اسی طرح پسندیدہ ہے کہ یہ دعاء پڑھنے کے بعد کوئی گفتگو نہ کی جائے۔

١٤٦٤ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إذا أَوَى إلى فِرَاشِهِ قَالَ: «الحَمْدُ للهِ الَّذي أَطْعَمَنَا وسَقَانَا؛ وكفَانَا وآوانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لاكافيَ لَهُ وَلامُؤْوِيَ» رواهُ مسلمٌ.

٦ / ١۴٦۴ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر قرار پکڑتے تو فرماتے، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانہ دیا، پس کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کا کوئی کفایت کرنے والا اور ٹھکانا دینے والا نہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع.

فوائد: اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کے لئے کافی ہے، یعنی وہی لوگوں سے بچانے والا اور روزی دینے والا ہے اور وہی مووی یعنی رہنے سہنے کی سہولتیں مہیا کرنے والا ہے۔

١٤٦٥ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ إذا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ، وَضَعَ يَدَهُ اليُمنَى تَحتَ خَدِّهِ، ثمَّ يَقُولُ: «اللّٰهمَّ قِني عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ» رَوَاهُ التِّرمِذيُّ وقالَ: حَديثٌ حَسَنٌ. وَرَوَاهُ أبو داودَ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنها؛ وَفِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولهُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ.

٧ / ١۴٦۵ ۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیتے، پھر یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ! مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچانا جس دن تو اپنے بندوں کو (زندہ کر کے) اٹھائے گا۔ ترمذی، اور کہا یہ حسن ہے۔ ابو داؤد نے اسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے، کہ یہ کلمات آپ تین مرتبہ پڑھتے۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب من الأدعية عند النوم ـ وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول عند النوم.

فوائد: اس میں تنبیہہ ہے کہ انسان کو اللہ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے اس سے پناہ مانگتا رہے اور ایسے کام بھی کرتا رہے جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، تاکہ روز قیامت عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔

١٦ - كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

٢٥٠ - باب فضل الدعاء

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ٱدْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ٦٠].

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ٱدْعُوا۟ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُعْتَدِينَ﴾ [الأعراف: ٥٥]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِى عَنِّى فَإِنِّى قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ ٱلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ الآيـــــة [البقرة: ١٨٦]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ﴾ الآية [النمل: ٦٢].

٢٥٠۔ دعاء کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور تمہارے رب نے کہا' مجھے پکارو' میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا۔ (سورۂ غافر' ٦٠)

اور فرمایا: تم اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور پوشیدہ طریقے سے پکارو' بے شک اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا (اعراف' ۵۵)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جب تجھ سے میرے بندے میری بابت پوچھیں (تو بتلا دے کہ) میں قریب ہوں' میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔ (سورۂ بقرہ ١٨٦)

اور فرمایا: اور کون ہے' جو لاچار کی پکار کو' جب وہ پکارے' قبول کرتا اور برائی کو دور کرتا ہے؟ (سورۂ نمل' ٦٢)

فوائد آیات: دعاء بھی عبادت کی ایک قسم بلکہ اس کی روح اور مغز ہے' اس لئے دعاء بھی صرف اللہ ہی سے کی جائے۔ مذکورہ آیات میں اسی امر کی تاکید کی گئی ہے کہ دعائیں قبول کرنے والا صرف ایک اللہ ہے' تم اسی سے دعائیں کرو۔ کسی اور سے دعاء کرو گے تو یہ گویا اس کی عبادت ہو گی' جو شرک ہے' علاوہ ازیں وہ بت یا فوت شدہ بزرگ کسی کی فریاد سننے پر بھی قادر نہیں' وہ بھلا مدد کیا کریں گے؟ اس لئے عبادت کی یہ قسم--- دعا--- بھی صرف اللہ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

١٤٦٦ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، ١/ ١٤٦٦۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «الدُّعَاءُ هوَ العِبادَةُ». رَوَاهُ أَبو دَاوُدَ، والترمذيُّ، وَقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ صَحيحٌ.

نبی کریم ﷺ نے فرمایا' دعاء' عبادت ہی ہے۔ (ابو داوٗد' ترمذی۔ امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء ـ وسنن ترمذى، أبواب الدعوات، باب الدعاء مخ العبادة.

فوائد: دعاء کیا ہے؟ اپنی عاجزی و بے چارگی کا اظہار۔ اللہ کی قدرت و طاقت کے سامنے اپنی ناطاقتی' پستی و فروتنی اور ذلت و واماندگی کا اظہار ہی عبادت کی اصل روح ہے۔ اس لئے دعاء کو بھی عین عبادت قرار دیا گیا ہے اور اسی لئے یہ بھی صرف اللہ کا حق ہے' اس کے سوا کسی اور سے دعاء کرنی جائز نہیں۔

١٤٦٧ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَسْتَحِبُّ الجَوامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ، وَيَدَعُ مَا سِوَى ذلكَ. رَوَاهُ أَبو دَاودَ بإسْنادٍ جَيِّدٍ.

۲ / ۱۴۶۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے ماسوا کو چھوڑ دیتے تھے۔

(اسے ابو داوٗد نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الدعاء.

فوائد: جامع دعاء کا مطلب ہے' الفاظ تھوڑے ہوں اور مفہوم بہت وسیع۔ اس لئے اپنے الفاظ میں دعاء کرنے کی بجائے زیادہ پسندیدہ بات یہ ہے کہ مسنون الفاظ میں دعائیں کی جائیں' اس لئے کہ ایک تو وہ نہایت جامع ہیں اور دوسرے' رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جو تاثیر اور برکت کے لحاظ سے بے مثال ہیں۔

١٤٦٨ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: «اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً؛ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ» مُتَّفَقٌ عَلَيهِ. زاد مُسلِمٌ في رِوَايتِهِ قَالَ: وكَانَ أَنَسٌ إذا أَرَادَ أَنْ يَدعُوَ بدَعْوَةٍ دَعَا بهَا، فإذَا أَرَادَ أَن يَدعوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بهَا فِيهِ.

۳ / ۱۴۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی اکثر دعاء یہ ہوتی تھی' اے اللہ! تو ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی' اور ہمیں جہنم کی آگ سے بچا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم نے اپنی روایت میں یہ زیادہ بیان کیا۔ کہ حضرت انس جب کوئی دعاء کرتے تو انہی الفاظ میں دعاء کرتے اور جب کوئی (خاص قسم کی) دعاء فرماتے' تب بھی وہ اس میں اس کو شامل کر کے دعاء کرتے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب قول النبي ﷺ ﴿ربنا آتنا في الدنيا حسنة﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب كراهة الدعاء بتعجيل العقوبة في الدنيا.

فوائد: دنیا میں بھلائی دے' یعنی اعمال خیر کی توفیق دے۔ اس میں گویا یہ ترغیب ہے کہ اہل ایمان کو دنیا میں بھی محض دنیا نہیں' بلکہ بھلائی طلب کرنی چاہیے۔ جس کا مطلب ہے کہ دنیا بھی اس طرح دے کہ وہ بھلائی ثابت ہو۔ اور آخرت میں بھلائی دے کا مطلب ہے' دنیا میں کی گئی نیکیوں کا حسن صلہ۔ یعنی جنت' عطا فرما۔ بڑی ہی

جامع دعاء ہے۔ حج و عمرے میں طواف کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے۔ لوگ طواف کے ہر چکر میں خود ساختہ الگ الگ دعائیں پڑھتے ہیں' جو صحیح نہیں۔ نبی ﷺ سے صرف ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ' کا مذکورہ طریق سے پڑھنا ثابت ہے۔ اس لئے اس کے علاوہ بناوٹی دعائیں نہ پڑھی جائیں۔ البتہ اپنی حاجات کے مطابق اپنی زبان میں اللہ سے دعائیں کریں بالخصوص ملتزم سے چمٹ کر خوب دعائیں کریں۔

١٤٦٩ ـ وَعَـنِ ابْـنِ مَسْعُـودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُـمَّ إِنِّي أَسْـأَلُـكَ الْهُـدَى، وَالتُّقَـى، وَالعَفَافَ، والغِنَى» رَواهُ مُسْلِمٌ.

۴/ ۱۴۶۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے' اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت کا' پرہیزگاری کا' پاک دامنی اور تونگری (بے نیازی) کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم یعمل.

فوائد: ہدایت سے مراد' خیر کی طرف رہنمائی ہے' جس کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ علاوہ ازیں خیر کی توفیق اور اس پر استقامت بھی ہدایت کے مفہوم میں شامل ہے۔ اللہ کے حکموں کو بجا لانا اور اس کی منع کردہ باتوں سے بچنا' تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی ضرورت بھی محتاج وضاحت نہیں۔ عفاف' گناہوں سے بچنے کو بھی کہتے ہیں اور لوگوں سے سوال نہ کرنے کو بھی اور غناء (تونگری) کا مطلب ہے لوگوں سے بے نیاز ہو جانا اور ساری امیدیں صرف ایک اللہ سے وابستہ کرنا۔ اس دعاء میں بھی بڑی جامعیت ہے۔

١٤٧٠ ـ وَعَـنْ طَـارِقِ بْـنِ أَشْيَـمَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: كانَ الرَّجُلُ إذا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ الصَّلاةَ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهٰؤُلاءِ الكَلِمَـاتِ: «اللَّهُـمَّ اغْفِـرْ لـي، وَارْحَمْني، وَاهْدِني، وَعَافِني، وَارْزُقْني» رواهُ مسلمٌ. وفي روايَةٍ لَهُ عَنْ طارقٍ أَنَّهُ سَمِـعَ النَّبِـيَّ ﷺ، وَأَتَـاهُ رَجُـلٌ، فَقَـالَ: يا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ رَبِّي؟ قَالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لي، وَارْحَمْني، وَعَافِني، وَارْزُقْني، فَإِنَّ هٰؤُلاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ».

۵/ ۱۴۷۰۔ حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ آدمی جب اسلام قبول کرتا تو نبی ﷺ اسے نماز سکھلاتے تھے پھر اسے حکم دیتے کہ وہ ان کلمات کے ساتھ دعاء کرے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے ہدایت دے' مجھے عافیت عطا کر اور مجھے روزی دے۔ (مسلم)

اور اسی مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت طارق رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جب کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' یا رسول اللہ! جس وقت میں اپنے رب سے سوال کروں تو کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کر۔ اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' مجھے عافیت دے اور روزی عطا فرما' یقیناً

یہ کلمات تیری دنیا اور آخرت دونوں کو تیرے لئے جمع کرنے والے ہیں۔ (یعنی دونوں کے مقاصد کو جامع ہیں)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء بـ ﴿اللهم ربنا آتنا في الدنيا حسنة﴾.

١٤٧١ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عمرِو بنِ العاصِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ القُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلى طَاعَتِكَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٦/١٤٧١۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی ہے۔ اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے' ہمارے دلوں کو اپنی طاعت کی طرف پھیر دے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب القدر، باب تصريف الله تعالى القلوب كيف شاء.

فوائد: یہ دعاء بڑی اہم ہے' کیونکہ اس میں نیکی پر استقامت کی دعاء ہے۔ انسان کا دل موج حوادث کی زد میں رہتا ہے اور اس کے تھپیڑے اس کو ادھر ادھر پھیرتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ کی توفیق اور اس کی مدد شامل حال نہ ہو تو بہت سے موقعوں پر انسان کا دل کج ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس میں اللہ سے دعاء کی گئی ہے کہ دلوں کو کجی سے اور برائی کی طرف پھرنے سے محفوظ رکھے اور اسے صرف اپنی طرف پھیرے رکھے کہ دلوں کے پھیرنے کی ساری طاقت صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

١٤٧٢ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ جَهْدِ البَلاءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ القَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ» مُتَّفَقٌ عَلَيهِ.

وفي رِوَايةٍ: قالَ سُفيَانُ: أَشُكُّ أَنِّي زِدْتُ وَاحِدَةً مِنها.

٧/١٤٧٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم محنت کی مشقت سے' بدبختی کے آلینے سے' برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگو۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے' حضرت سفیان نے کہا' مجھے شک ہے کہ میں نے ان میں سے ایک بات زیادہ بیان کی ہے (کہ وہ کون سی ہے؟)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب القدر، باب من تعوذ بالله من درك الشقاء... ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء.

فوائد: انسان کو ایسی تکلیف و مشقت پہنچے' جو انسان کے لئے ناقابل برداشت ہو اور وہ اسے ٹالنے پر بھی قادر نہ ہو' وہ جہد البلاء ہے۔ بعض لوگوں نے قلت مال اور کثرت عیال کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ جہد البلاء کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ شقاء' سعادت کی ضد ہے۔ یعنی بدبختی کے لاحق ہونے سے پناہ۔ اللہ کا تو کوئی فیصلہ برا نہیں ہوتا۔ تاہم بعض فیصلوں سے انسان کو نقصان اور بعض سے نفع پہنچتا ہے' گویا انسانوں کے اعتبار سے اللہ کے فیصلوں میں حسن اور برائی کا پہلو آجاتا ہے۔ مطلب یہ ہو گا' اپنے ایسے فیصلوں سے محفوظ رکھ جن میں ہمارے لیے نقصان کے پہلو ہوں۔ شماتت' دشمن کے خوش ہونے

کو کہتے ہیں' یعنی ہمیں ایسے الم ناک حوادث سے دوچار نہ فرمانا کہ جن سے ہمارے دشمن خوشی محسوس کریں۔ کیونکہ مصیبت آئے تو دشمن اس پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ اس میں ایک جملہ راوی حضرت سفیان کا اضافہ ہے' اور آخری عمر میں انہیں یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون سا ہے؟ لیکن دوسری روایات سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ آخری جملہ 'شماتۃ الاعداء ہی ہے۔ (ابن علان) اس میں راویان حدیث کی امانت و دیانت کا بھی بیان ہے کہ حدیث میں ایک دعائیہ جملہ اپنی طرف سے بڑھا دیا تو اس کی بھی وضاحت کر دی۔ بعض لوگوں نے اسے ثقہ راوی کی زیادت قرار دیا ہے جو مقبول ہے۔ لیکن یہ زیادت ثقہ والا مسئلہ نہیں ہے' اس میں جو زیادتی ہوتی ہے' وہ تو قول رسول ؐ ہی ہوتا ہے جسے ایک راوی بیان کرتا ہے اور دوسرا بیان نہیں کرتا۔ لیکن یہاں تو راوی خود اقرار کر رہا ہے کہ یہ اضافہ اس کا اپنا ہے' اسے ادراج اور اضافہ شدہ الفاظ کو مدرج کہا جاتا ہے۔

١٤٧٣ ـ وَعنـــهُ قَـــالَ: كَـــانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يقُولُ: «اللَّهمَّ أَصْلِحْ لي دِيني الَّذي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لي دُنْيَايَ التي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لي آخِرَتي الَّتي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الحَيَاةَ زِيادَةً لي في كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ المَوْتَ رَاحَةً لي مِنْ كُلِّ شَرٍّ» رَوَاهُ مسْلِمٌ.

۸ / ۱۴۷۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء پڑھتے تھے' اے اللہ! میرے دین کی درستی فرما دے جو میرے معاملات زندگی کے تحفظ کا ذریعہ ہے اور میری دنیا کی اصلاح فرما دے جس میں میں نے اپنی زندگی کے ایام گزارنے ہیں اور میری آخرت سنوار دے جس میں دنیا کے بعد میرا دائمی ٹھکانہ ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی کی زیادتی کا ذریعہ بنا دے اور موت کو میرے لئے ہر شر سے آرام کا سبب بنا دے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل.

فوائد: اس دعاء میں بھی بڑی جامعیت ہے جس میں دین' دنیا اور آخرت تینوں کے لئے اصلاح کی دعاء ہے۔

١٤٧٤ ـ وَعَنْ عليٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لي رَسولُ اللهِ ﷺ: «قُلِ: اللَّهُمَّ اهْدِني، وَسدِّدْني». وَفي رِوَايَةٍ: «اللَّهُمَّ إنِّي أَسْأَلُكَ الهُدَى، وَالسَّدَادَ» رَوَاهُ مسلمٌ.

۹ / ۱۴۷۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعاء پڑھا کر۔ اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا رکھ۔

ایک اور روایت میں ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور استقامت و میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔

(مسلم) (کتاب و باب مذکور)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل.

فوائد: سداد کے معنی' درستی کے ہیں' یعنی ہر عمل درست طریقے یعنی سنت کے مطابق کرنے کی توفیق دے اور

شارحین حدیث نے اس کے معنی استقامت اور قصد (میانہ روی) کے کئے ہیں۔ دونوں ہی معنی اپنے مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہیں۔

١٤٧٥ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ». وَفي رِوَايَةٍ: «وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰/ ۱۴۷۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تیرے ذریعے سے پناہ طلب کرتا ہوں (خیر کے کاموں میں) عاجز رہ جانے سے' طاقت کے باوجود سستی سے' بزدلی' زیادہ بڑھاپے اور بخل سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ (میں پناہ مانگتا ہوں) قرض کے بوجھ اور مردوں کے ظلم سے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من العجز والكسل.

١٤٧٦ ـ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي، قَالَ: «قُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْماً كَثِيراً، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ» مُتَّفَقٌ عليهِ. وَفي رِوَايَةٍ: «وَفي بَيْتِي» وَرُوِيَ: «ظُلْماً كَثِيراً» وَرُوِيَ «كَبِيراً» بالثاءِ المثلثة وبالباءِ الموحدة، فَيَنْبَغِي أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا، فَيُقَالُ: كَثِيراً كَبِيراً.

۱۱/ ۱۴۷۶۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعاء بتلائیں جو میں اپنی نماز میں مانگتا رہوں۔ آپ نے فرمایا' یہ پڑھا کرو۔ اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کا تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں' پس تو اپنی خاص مغفرت سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت فرما' بے شک تو بہت بخشنے والا' نہایت مہربان ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے' کہ یہ دعاء میں اپنے گھر میں مانگا کروں اور ظلما کثیرا (ثاء کے ساتھ) کی جگہ ظلما کبیرا (باء کے ساتھ) بھی روایت کیا گیا ہے۔ (امام نووی فرماتے ہیں) پس بہتر ہے کہ دونوں کو جمع کر لیا جائے اور اس طرح کہا جائے' ظلمت نفسی ظلما کثیرا کبیرا

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء في الصلاة ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب الدعاء قبل السلام.

فوائد: یہ دعاء نماز میں درود شریف کے بعد سلام پھیرنے سے قبل پڑھی جائے۔ علاوہ ازیں دیگر اوقات کی

دعاؤں میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

١٤٧٧ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ: «اللَّهُمَّ اغْفِر لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهمَّ اغفِر لِي جِدِّي وَهزْلِي، وَخطَئي وَعَمْدِي، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ المُقَدِّم، وَأَنْتَ المُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلى كلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» متفقٌ عليهِ.

۱۲/ ۱۴۷۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دعاء کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں عرض گزار ہوتے تھے۔ اے اللہ! میری غلطی' میری جہالت اور میرا اپنے معاملے میں حد سے تجاوز اور میری وہ کوتاہی جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے' بخش دے۔ اے اللہ! جو میں نے ارادتاً کیا' یا دل لگی کے طور پر کیا' نادانستہ کیا یا دانستہ کیا' اور یہ سب میری طرف سے ہی ہوئے' سب کو بخش دے۔ اے اللہ! جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے' جو چھپ کر کئے اور جو لوگوں کے سامنے کئے اور وہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے' سب گناہ معاف فرما دے۔ توہی آگے بڑھانے والا اور توہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب قول النبي ﷺ اللهم اغفرلي ما قدّمت ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم يعمل.

فوائد: نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام گناہوں کی معافی کے باوجود بارگاہ الٰہی میں کس طرح اپنی کوتاہیوں کے لئے معافی کی درخواست کرتے تھے۔ اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے کہ ہم توبہ و استغفار سے غفلت نہ برتیں۔ اس میں انتہائی عاجزی سے اپنے ہر قسم کے گناہوں کی معافی کی التجاء ہے۔

١٤٧٨ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعمَلْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳/ ۱۴۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاء میں یہ بھی فرمایا کرتے تھے' اے اللہ! میں اس عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو میں نے کیا اور ایسے عمل کے شر سے جو میں نے نہیں کیا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل. . . .

فوائد: اس دعاء میں بھی بڑی جامعیت ہے۔ انسان بعض دفعہ اچھا عمل کرتا ہے' لیکن اس میں ریا کاری' یا عجب کا جذبہ شامل ہو جاتا ہے' یہ ایک شر ہے جو اچھے سے اچھے نیک عمل کو برباد کر دیتا ہے۔ اس میں اسی شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

١٤٧٩ ـ وَعنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ مِنْ دُعاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ:

۱۴/ ۱۴۷۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعاء یہ بھی تھی۔ اے اللہ! میں

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ؛ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تیری نعمت کے زائل ہونے سے' عافیت کے پھر جانے (یعنی مصیبت کے آنے) سے' تیری ناگہانی گرفت سے اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب أکثر أهل الجنة الفقراء...

فوائد: یہ دعاء بھی بڑی جامع ہے۔ ہر انسان کو اللہ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان نعمتوں کا صحیح احساس انسان کو اس وقت ہوتا ہے' جب وہ کسی نعمت سے محروم ہو جائے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ قدر نعمت بعد زوال۔ آنکھ' کان' زبان' صحت' مال' اولاد اور اس طرح کی ان گنت نعمتیں۔ دعاء کی جا رہی ہے' یا اللہ جتنی بھی نعمتیں تو نے دی ہیں' کسی سے محروم نہ کرنا۔ عافیت کا مطلب ہے' انسان بیماری' غم و حزن اور مصیبتوں سے بچا رہے' اس عافیت سے پھر جانے یا محروم ہو جانے کا مطلب ہے کہ انسان تکلیفوں اور آزمائشوں میں گھر جائے' یہ تحول عافیت ہے جس سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔

١٤٨٠ ـ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵/ ۱۴۸۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے' اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں' عاجزی سے' سستی سے' بخل سے' بڑھاپے سے اور عذاب قبر سے' اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا کر اور اس کو پاک کر دے تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے' تو ہی اس کا کارساز اور اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے' ایسے دل سے جو نہ ڈرے' ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ کی جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل...

فوائد: اس میں دراصل تقویٰ' صحیح علم یعنی قرآن و حدیث کے علم اور صبر و قناعت کی دعاء ہے۔

١٤٨١ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ. فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ،

۱۶/ ۱۴۸۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے' اے اللہ! میں نے اپنے کو تیرے سپرد کر دیا' تجھ پر ایمان لایا' تجھ ہی پر بھروسہ کیا' تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا' تیری مدد کے ساتھ ہی میں (تیرے دشمنوں سے) لڑا اور تیری ہی طرف میں فیصلے کے لئے آیا' پس تو میرے وہ گناہ

أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ». زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: «وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» متَّفَقٌ عليه.

معاف کر دے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے' جو چھپ کر کئے اور جو ظاہری طور پر کئے' توہی بڑھانے والا اور توہی پیچھے کرنے والا ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

بعض راویوں نے یہ زیادہ بیان کیا۔ گناہ سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التهجد، وكتاب الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه من الليل ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب ما يقول عند النوم وأخذ المضجع.

فوائد: اس میں اللہ کی طرف مکمل رجوع اور ہر معاملے میں اس کی رضا اور حکموں کو سامنے رکھنے اور اسی کی وجہ سے لوگوں سے دوستی اور دشمنی رکھنے کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس دعاء اور اعلان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔

١٤٨٢ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَدعو بهؤُلاءِ الكَلِمَاتِ: «اللَّهمَّ إنِّي أَعوذُ بِكَ مِن فِتْنَةِ النَّارِ، وعَذَابِ النَّارِ، وَمِن شَرِّ الغِنى وَالفَقْرِ». رَوَاهُ أَبو داودَ، والترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ صحيحٌ، وهذا لفظ أَبي داودَ.

۱۷/ ۱۴۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب سے اور تونگری اور غربت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(ابو داؤد' ترمذی' امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ الفاظ ابو داؤد کے ہیں)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب الاستعاذة من عذاب القبر والدجال.

فوائد: تونگری کا شر یہ ہے کہ انسان اس کی وجہ سے مال کی ایسی محبت اور حرص میں مبتلا ہو جائے کہ مال حاصل کرنے کی جدوجہد میں حلال و حرام کے درمیان تمیز نہ کرے یا مال کی وجہ سے اس میں تکبر اور رعونت پیدا ہو جائے اور غربت (فقر) کا شر یہ ہے کہ انسان اللہ کے فضل و کرم سے مایوس ہو جائے' یا اللہ کی رضاء و تقدیر پر ناراضی کا اظہار کرے یا امانت و دیانت سے انحراف کرے۔

١٤٨٣ ـ وَعَن زيادِ بْنِ عِلَاقَةَ عن عَمِّه، وهو قُطبَةُ بنُ مالِكٍ، رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، يقولُ: «اللَّهمَّ! إِنِّي أَعوذُ بِكَ مِن مُنكَرَاتِ الأَخلاقِ، وَالأَعمَالِ، وَالأَهوَاءِ» رَوَاهُ الترمذيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۸/ ۱۴۸۳۔ حضرت زیاد بن علاقہ' اپنے چچا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ یہ دعاء مانگتے تھے۔ اے اللہ! میں برے اخلاق' اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب من دعاء داود عليه السلام.

فوائد: اس میں جب برے اخلاق و اعمال سے بچنے کی استدعاء کی جا رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ اخلاق کریمہ اور اعمال صالحہ اختیار کرنے کی دعاء ہے۔

١٤٨٤ ـ وَعَنْ شَكَلِ بنِ حُمَيْدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي دُعَاءً. قَالَ: «قُلِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِن شَرِّ بَصَرِي، وَمِن شَرِّ لِسَانِي، وَمِن شَرِّ قَلْبِي، وَمِن شَرِّ مَنِيِّي» رَوَاهُ أَبو داودَ، والترمذيُّ وقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۱۹/ ۱۴۸۴۔ حضرت شکل بن حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعاء سکھلائیں۔ آپ نے فرمایا' یہ دعا پڑھ۔ اے اللہ! میں اپنے کان' آنکھ' زبان' دل اور شرم گاہ کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(ابو داوٗد' ترمذی اور کہا' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة - وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب الاستعاذة من شر السمع...

فوائد: کانوں سے' جھوٹ' بہتان غیبت اور دیگر حرام کردہ باتوں (ساز و موسیقی وغیرہ) کا سننا' یا حق بات کا نہ سننا' کان کا شر ہے۔ آنکھوں سے لوگوں کے عیبوں کو' نا محرم عورتوں کو اور دیگر محرمات کو دیکھنا' یا کائنات میں بکھرے ہوئے دلائل قدرت کا مشاہدہ نہ کرنا' آنکھوں کا شر ہے' دل کو اللہ کے سوا کسی اور کی محبت میں مشغول کرنا' دل کا شر ہے۔ منی' وہ لیس دار رطوبت ہے جو شہوت پوری کرنے کے بعد مرد کے ذکر سے نکلتی ہے۔ یہاں مراد شرم گاہ ہے۔ اور شرم گاہ کا شر یہ ہے کہ اس کا استعمال غلط جگہ پر کیا جائے۔ مطلب یہ ہوا کہ کانوں' آنکھوں' زبان' دل اور شرم گاہ تمام اعضاء کی اس طرح حفاظت کی جائے کہ ان کا استعمال اللہ کی رضاء کے مطابق ہو۔ کیونکہ ان کا غلط استعمال انسان کو عنداللہ مجرم بنا دیتا ہے۔ قیامت والے دن اس سے ان چیزوں کی باز پرس ہو گی۔

١٤٨٥ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَسَيِّيءِ الأَسْقَامِ» رَوَاهُ أَبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۲۰/ ۱۴۸۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ یہ دعاء بھی کیا کرتے تھے' اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں برص کی بیماری سے' دیوانگی سے' جذام سے اور (دیگر) بری بیماریوں سے۔

(ابو داوٗد' صحیح سند کے ساتھ)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة.

فوائد: برص' جلد پر سفید داغ کو کہتے ہیں۔ جذام' کوڑھ کی بیماری کو کہتے ہیں جس سے انسانی اعضاء ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ جنون' فتور عقل اور خلل دماغ کا نام ہے۔ یہ تمام بیماریاں نہایت خطرناک ہیں۔ یہ اور اس قسم کی دیگر بیماریوں جیسے فالج' لقوہ' شوگر' کینسر اور اندھا پن وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

١٤٨٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ

۲۱/ ۱۴۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسولُ اللهِ ﷺ، يقولُ: «اللَّهُمَّ! إنِّي أَعوذُ بكَ مِنَ الجُوعِ، فإنَّهُ بِئسَ الضَّجيعُ، وَأَعوذُ بِكَ من الخِيَانَةِ، فَإِنَّها بِئسَتِ البِطانَةُ». رَواهُ أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بھوک سے' بے شک وہ برا ساتھی ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں خیانت سے' یقیناً وہ ایک بری باطنی خصلت ہے۔ ابو داؤد' صحیح سند سے۔

(ابو داؤد' کتاب و باب مذکور)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستعاذة.

١٤٨٧ ـ وَعَن عليٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ مُكَاتَباً جاءَهُ، فَقالَ: إني عجزتُ عَن كِتَابَتي. فَأَعِنِّي. قَالَ: أَلا أُعَلِّمُكَ كَلِماتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ، لَو كانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْناً أَدَّاهُ اللهُ عَنْكَ؟ قُلِ: «اللَّهمَّ اكْفِني بحَلالِكَ عَن حَرَامِكَ، وَأَغنِني بِفَضلِكَ عَمَّن سِوَاكَ». رواهُ الترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۲۲ / ۱۴۸۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب غلام آیا اور کہا کہ میں کتابت (کی رقم ادا کرنے) سے عاجز آگیا ہوں' آپ میری مدد کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھلائے تھے' اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہو تو (ان کی برکت سے) اللہ تعالیٰ وہ بھی تیری طرف سے ادا کر دے گا' یہ پڑھا کر۔ اے اللہ! اپنے حرام سے' اپنے حلال کے ذریعے سے میری کفایت فرما اور تو اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے مجھے بے نیاز کر دے۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب١١١، رقم الحديث٣٥٦٣.

فوائد: مکاتب' وہ غلام ہوتا تھا جو اپنے مالک سے معاہدہ کر لیتا تھا کہ میں اتنی رقم ادا کر دوں گا تو آزاد ہو جاؤں گا۔ چنانچہ طے شدہ معاہدے کے مطابق رقم کی ادائیگی کے بعد وہ آزاد ہو جاتا تھا۔ ترمذی میں پہاڑ کا نام بھی مذکور ہے' ثبیر پہاڑ۔ بہرحال قرض کی ادائیگی اور لوگوں سے بے نیازی حاصل کرنے کے لئے یہ ایک بہترین دعاء ہے۔

١٤٨٨ ـ وَعَنْ عِمْرَانَ بنِ الحُصَيْنِ، رَضِيَ اللهُ عَنهُما، أَنَّ النَّبيَّ ﷺ، عَلَّم أَبَاهُ حُصَيْناً كَلِمَتَيْنِ يَدْعُو بِهِما: «اللَّهُمَّ أَلهِمْني رُشْدِي، وَأَعِذْني من شَرِّ نفسي». رَوَاهُ الترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

۲۳ / ۱۴۸۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے ان کے والد حضرت حصین رضی اللہ عنہ کو دو کلمے سکھلائے تھے جن کے ساتھ وہ دعا کرتے تھے' اے اللہ! میری ہدایت میرے دل میں ڈال دے اور مجھے میرے نفس کے شر سے پناہ میں رکھ۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ٧٠، رقم الحديث٣٤٨٣.

فوائد: ہدایت سے مراد اعمال خیر کی توفیق اور ہر موقعے پر صحیح راستے کی نشاندہی ہے۔ اور نفس کی شرارت سے

محفوظ رکھنے کا مطلب ہے کہ نفسانی خواہشات سے بچا' جو دین و دنیا کی ہلاکت کا باعث ہے

١٤٨٩ ـ وَعَنْ أَبِي الفَضْلِ العَبَّاسِ بن عَبْدِ المُطَّلِبِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! عَلِّمْنِي شَيْئاً أَسْأَلُهُ اللهَ تَعالى، قَال: «سَلُوا اللهَ العَافِيَةَ» فَمَكَثْتُ أَيَّاماً، ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يا رَسولَ اللهِ! عَلِّمْني شَيْئاً أَسْأَلُهُ اللهَ تَعالى، قَالَ لي: «يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ رَسولِ اللهِ! سَلُوا اللهَ العَافِيَةَ في الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ». رَواهُ الترمذيُّ وقَالَ: حديثٌ حَسَنٌ صَحيحٌ.

۲۴/ ۱۴۸۹۔ حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز سکھلائیں جس کا میں اللہ سے سوال کروں۔ آپ نے فرمایا' اللہ سے عافیت کا سوال کرو۔ پس میں چند دن ٹھہر کر پھر حاضر ہوا اور عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتلائیں جو میں اللہ سے مانگوں' آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگو۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب أيّ الدعاء أفضل؟.

فوائد: عافیت کی دعاء میں دین و دنیا کی سلامتی شامل ہے۔ اس اعتبار سے یہ بھی نہایت ہی جامع دعاء ہے۔

١٤٩٠ ـ وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لأُمِّ سَلَمَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنهَا: يـا أُمَّ المؤمِنينَ! مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إذا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَت: كانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: «يَا مُقَلِّبَ القُلوبِ ثَبِّتْ قَلْبي عَلى دِينِكَ» رَواهُ الترمذيُّ، وقَالَ حَديثٌ حَسَنٌ.

۲۵/ ۱۴۹۰۔ حضرت شہر بن حوشب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' اے ام المومنین! جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہوتے تو ان کی اکثر دعاء کون سی ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب دیا' آپ کی اکثر دعاء یہ ہوتی تھی۔ اے دلوں کے پھیرنے والے' میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔ (ترمذی' حسن)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب يا مقلّب القلوب ثَبِّتْ قلبي.

فوائد: دین پر ثابت قدمی' اولوالعزم لوگوں کا کام ہے جو اللہ کی توفیق خاص کے بغیر ممکن نہیں۔ زندگی میں بہت سے موڑ آتے ہیں کہ انسان دین کے معاملے میں تساہل' غفلت یا اعراض و انحراف کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے تو یہ دعائے استقامت بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے' اور بڑی کثرت سے یہ دعاء ان کو کرنی چاہئے بلکہ کرتے رہنا چاہئے۔

١٤٩١ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَانَ مِن دُعَاءِ دَاوُدَ ﷺ: اللَّهُمَّ إنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَن يُحِبُّكَ، وَالعَمَلَ الذي يُبَلِّغُني حُبَّكَ، اللَّهُمَّ اجْعَل حُبَّكَ

۲۶/ ۱۴۹۱۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' حضرت داؤد کی دعاؤں میں سے ایک دعاء یہ تھی۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو

أَحَبَّ إِلَيَّ مِن نَفْسِي، وَأَهْلِي، وَمِنَ الماءِ البارِدِ» رَوَاهُ الترمذيُّ وَقالَ: حديثٌ حَسَنٌ.

تیری محبت تک پہنچا دے' اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لئے میری جان' میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے' (ترمذی' حسن)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب من دعاء داود عليه السلام.

فوائد: اس میں اللہ کی محبت کی ترغیب کے علاوہ اہل اللہ اور اعمال صالحہ کی محبت کی اہمیت کا بھی بیان ہے' کیونکہ ان کے ذریعے سے بھی انسان کو اللہ کی محبت اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

١٤٩٢ ـ وَعَنْ أَنَسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلِظُّوا بِيَاذا الجَلالِ وَالإِكْرامِ». رواه الترمذي ورَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِن رِوَايَةِ رَبِيعَةَ بْنِ عامِرٍ الصَّحابِيِّ، قالَ الحاكِمُ: حَديثٌ صَحيحُ الإِسْنادِ. «أَلِظُّوا» بكسر اللّام وتشديد الظاءِ المعجمةِ مَعْنَاهُ: الْزَمُوا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ وَأَكْثِرُوا مِنْهَا.

۲۷ / ۱۴۹۲ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یا ذالجلال والاکرام کا خوب اہتمام کرو۔ (ترمذی' اور نسائی نے اسے ربیعہ بن عامر صحابی سے روایت کیا ہے' امام حاکم نے کہا' یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔)

الظوا (لام پر زیر اور ظاء مشدد) اس کے معنی ہیں' اس پکار کا خوب التزام و اہتمام کرو۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات باب ٩٢، رقم٣٥٢٥.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ اپنی دعاؤں میں یا ذالجلال والاکرام کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ کیونکہ ان میں اللہ کی ثناء اور اس کی صفات کمال کا بیان ہے۔

١٤٩٣ ـ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: دَعا رَسُولُ اللهِ ﷺ، بِدُعاءٍ كَثِيرٍ، لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئاً؛ قُلْنا يا رَسُولَ اللهِ! دَعوتَ بِدُعاءٍ كَثِيرٍ لم نَحفَظ مِنهُ شَيْئاً: فَقالَ: «أَلا أَدُلُّكُم عَلى ما يَجْمَعُ ذٰلكَ كُلَّهُ؟ تَقولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِن خَيرِ ما سَأَلَكَ مِنهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ؛ وَأَعوذُ بِكَ مِن شَرِّ ما اسْتَعاذَ مِنهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَنْتَ المُسْتَعانُ، وَعَلَيْكَ البَلاغُ؛ وَلا حَولَ وَلا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ» رواهُ الترمذيُّ وَقالَ: حَديثٌ حَسنٌ.

۲۸ / ۱۴۹۳ ۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی دعائیں کی ہیں جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں فرمائی ہیں' ہم نے ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں رکھا۔ تو آپ نے فرمایا' کیا میں تمہیں ایسی دعاء نہ بتلا دوں جو ان سب کو جامع ہو۔ تم یہ کہا کرو۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تجھ سے تیرے پیغمبر محمد ﷺ نے کیا اور اس شر سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے پیغمبر محمد ﷺ نے پناہ طلب کی۔ توہی وہ ذات ہے جس سے مدد طلب کی جائے اور توہی فریاد کو پہنچنے والا ہے' گناہ سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ (ترمذی' حسن)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب اللهم إنا نسئلك بما سألك به نبيك.

فوائد: جن کو زیادہ دعائیں یاد نہیں یا یاد نہیں کر سکتے' ان کے لئے یہ دعاء یقیناً بڑی جامع ہے۔

١٤٩٤ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغفِرَتِكَ، وَالسَّلامَةَ مِن كُلِّ إِثْمٍ، وَالغَنِيمَةَ مِن كُلِّ بِرٍ، وَالفوزَ بالجَنَّةِ، وَالنَّجاةَ مِنَ النَّارِ». رواهُ الحاكِم أبو عبدِ اللهِ، وقالَ: حديثٌ صحيحٌ على شرط مسلِمٍ.

۲۹ / ۱۴۹۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعاء یہ بھی تھی اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کو واجب کر دینے والی چیزوں کا اور ایسے عملوں کا جن سے تیری مغفرت ہمیں حاصل ہو جائے' اور ہر گناہ سے سلامتی کا اور ہر نیکی کے حصے کا اور جنت (کے حصول میں) کامیابی کا اور آگ سے نجات کا سوال کرتا ہوں۔ (اس کو امام حاکم ابو عبداللہ نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے)

تخریج: المستدرك للحاكم، ج١/ ٥٢٥.

فوائد: شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے ریاض الصالحین بہ تحقیق البانی' و ضعیف الجامع الصغیر رقم ۱۱۸۴' طبع جدید۔ تاہم بطور دعاء کے ان الفاظ کے ساتھ دعاء کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اسمیں بھی رحمت و مغفرت کو واجب کر دینے والے اعمال اختیار کرنے کی' جنت کے حصول میں کامیابی کی اور جہنم سے بچنے کی دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

٢٥١ ـ بابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ

۲۵۱۔ پیٹھ پیچھے دعاء کرنے کی فضیلت کا بیان

قالَ اللهُ تعالى: ﴿وَالَّذِينَ جَآءُو مِنۢ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَٰنِنَا ٱلَّذِينَ سَبَقُونَا بِٱلْإِيمَٰنِ﴾ [الحشر: ١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور (ان کے لئے) جو ان کے بعد آئے' وہ کہتے ہیں' اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (سورۂ حشر' ۱۰)

وقالَ تعالى: ﴿وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ﴾ [محمد: ١٩].

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے۔ (سورۂ محمد' ۱۹)

وقالَ تعالى إخباراً عَنْ إبْرَاهِيمَ ﷺ: ﴿رَبَّنَا ٱغْفِرْ لِي وَلِوَٰلِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ ٱلْحِسَابُ﴾ [إبراهيم: ٤١].

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی بابت خبر دیتے ہوئے فرمایا (یعنی ان کی دعاء بیان فرمائی) اے ہمارے رب! مجھے بخش دے' میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو' جس دن حساب قائم ہو گا۔ (سورۂ ابراہیم' ۴۱)

فوائد: ان تمام آیات میں پیٹھ پیچھے دوسروں کے لئے مغفرت کی دعاء کرنے کا بیان ہے' جس سے اس کی فضیلت واضح ہے۔

١٤٩٥ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِن عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدعُو لأَخِيهِ بِظَهْرِ الغَيْبِ إلا قَالَ المَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ» رواه مسلم.

۱ / ۱۴۹۵ - حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعاء کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے' تیرے لئے بھی اس کی مثل ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ طور پر دعاء کرنے سے انسان کو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس کے حق میں فرشتے اللہ سے سفارش کرتے ہیں کہ یا اللہ اس کو بھی وہ کچھ عطا کر جو یہ کسی دوسرے کے لئے تیری بارگاہ میں درخواست کر رہا ہے۔

١٤٩٦ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ كانَ يَقُولُ: «دَعْوَةُ المَرءِ المُسْلِمِ لأخِيهِ بِظَهْرِ الغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لأَخِيهِ بخَيْرٍ قَالَ المَلَكُ المُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ، وَلَكَ بِمِثْلٍ» رواه مسلم.

۲ / ۱۴۹۶ - سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان مرد کی اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعاء قبول ہوتی ہے' اس کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہے' وہ جب بھی اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعاء کرتا ہے تو اس پر مقرر فرشتہ کہتا ہے' آمین (یعنی اے اللہ! اس کی دعاء قبول فرما) اور تیرے لئے بھی اس کی مثل ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمين بظهر الغيب.

٢٥٢ ـ بَابٌ فِي مَسَائِلَ مِنَ الدُّعَاءِ — ۲۵۲ - دعاء کے بعض مسائل کا بیان

١٤٩٧ ـ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُول اللهِ ﷺ: «مَن صُنِعَ إلَيْهِ مَعْرُوفٌ، فَقَالَ لِفَاعِلِهِ: جَزَاكَ اللهُ خَيْراً، فَقَد أَبلَغَ فِي الثَّنَاءِ». رواه الترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱ / ۱۴۹۷ - حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کے ساتھ کوئی نیک برتاؤ کیا گیا اور اس نے نیکی کرنے والے کے لئے کہا جزاک اللہ خیرا (اللہ تجھے اس کا بہترین صلہ دے) تو یقیناً اس نے (نیک برتاؤ کرنے والے کی) خوب تعریف کی۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب جاء في المتشبع بما لم يعطه.

فوائد: اگر انسان احسان کے بدلے میں احسان نہ کر سکے تو جزاک اللہ خیرا کہنا چاہئے' جس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو تیرے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا' اللہ تعالیٰ ہی تجھے اس کا حسن صلہ عطا کرے۔ ظاہر بات ہے

جس کو اللہ بدلہ دے' اسے اور کیا چاہئے۔ اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا' یہ دعائیہ جملہ محسن کی کمال درجے کی تعریف ہے۔

١٤٩٨ ـ وَعَن جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَدعُوا عَلى أَنفُسِكُم؛ وَلا تَدعُوا عَلى أَولادِكُم، وَلا تَدعُوا عَلى أَموَالِكُم، لا تُوَافِقُوا مِنَ اللهِ سَاعَةً يُسأَلُ فِيهَا عَطَاءً، فَيَستَجِيبَ لَكُم» رواه مسلم.

۲ / ۱۴۹۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم اپنے لئے بددعاء نہ کرو' نہ اپنی اولاد کے لئے بددعاء کرو اور نہ اپنے مالوں کے لئے بددعاء کرو۔ (کہیں ایسا نہ ہو) تم اللہ کی طرف اس گھڑی کو پا لو' جس میں اس سے جو بھی مانگا جائے وہ تمہارے لئے قبول کر لے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر.

فوائد: اللہ تعالیٰ ویسے تو ہر وقت ہر کسی کی فریاد سنتا اور قبول فرماتا ہے۔ لیکن بعض اوقات اس نے ایسے بھی مقرر کئے ہیں کہ ان میں کی گئی دعائیں زیادہ قبول فرماتا ہے۔ اس لئے انسان کو کسی وقت بھی اپنے یا اپنے بچوں یا کاروبار وغیرہ کے لئے بددعاء نہیں کرنی چاہئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بددعاء وقت اجابت کو پا لے اور بعد میں وہ کف افسوس ملے۔

١٤٩٩ ـ وعَن أَبي هُرَيرَةَ رضيَ اللهُ عنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَقرَبُ مَا يَكُونُ العَبدُ مِن رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكثِرُوا الدُّعَاءَ» رواه مسلم.

۳ / ۱۴۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب' سجدے کی حالت میں ہوتا ہے' پس (اس حالت میں) خوب دعاء کرو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

فوائد: علماء نے کہا ہے کہ نفلی نماز میں حالت سجدہ میں دعائیں کی جائیں۔ یا نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں دعاء کی جائے۔

١٥٠٠ ـ وَعَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُستَجَابُ لأَحَدِكُم مَا لَم يَعجَل: يَقُولُ: قَد دَعَوتُ رَبِّي، فَلَم يُستَجَب لي» متفق عليه. وَفي روايَةٍ لمُسلِمٍ: «لا يَزَالُ يُستَجَابُ لِلعَبدِ مَا لَم يَدعُ بِإِثمٍ، أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَستَعجِلْ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا الاستِعجَالُ؟ قَالَ: «يَقُولُ: قَدْ دَعَوتُ، وَقَدْ دَعَوتُ، فَلَم أَرَ يَستَجِيبُ لِي،

۴ / ۱۵۰۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کسی کی دعاء اسی وقت قبول کی جاتی ہے' جب تک وہ جلد بازی نہ کرے (مثلاً کہے' میں نے تو اپنے رب سے دعاء کی' لیکن قبول ہی نہیں کی گئی۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعاء نہ کرے' اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے' بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ کرے' پوچھا گیا' یا

فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ، وَيَدَعُ الدُّعَاءَ».

رسول اللہ! جلد بازی کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا' بندہ کہتا ہے' میں نے دعاء کی' پھر دعاء کی' لیکن مجھے تو قبول ہوتی نظر نہیں آتی۔ پس وہ اس وقت تھک ہار کر بیٹھ جائے اور دعاء کرنا چھوڑ دے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب يستجاب للعبيد ما لم يعجل ۔ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب بيان أنه يستجاب للداعى ما لم يعجل.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ انسان مسلسل دعاء کرتا رہے' یہ کبھی نہ سوچے کہ مجھے دعاء کرتے ہوئے اتنا عرصہ ہوگیا ہے' کچھ بھی نہیں ہوا۔ اللہ کے در سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اگر اس میں تاخیر ہو رہی ہے تو یقیناً اس میں کچھ مصلحت ہے جس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے' بندے کو نہیں۔ اس لئے دعاء قبول ہو یا نہ ہو' دعاء کرنا ترک نہ کرے' اس میں انسان کا بہرصورت فائدہ ہی فائدہ ہے۔

١٥٠١ ـ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: «جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ المَكْتُوبَاتِ» رواه الترمذي وقالَ: حديثٌ حسنٌ.

۵ / ۱۵۰۱ ۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا' کون سی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا' رات کے پچھلے پہر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب العزم في المسألة، باب ٧٩، رقم الحديث٣٤٩٩.

فوائد: جوف الليل الاخر' جوف' ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے یعنی فی جوف اللیل۔ یا پھر مبتدا محذوف کی بنا پر مرفوع ہے۔ ای دعاء جوف اللیل اسمع۔ الآخر جوف کی صفت ہے معنی ہوں گے رات کے پچھلے پہر میں۔ یا جوف بمعنی وسط ہے یعنی رات کے نصف آخر کے درمیان میں (تحفۃ الاحوذی' ج ۴ ص ۲۵۸) مطلب یہ ہے کہ رات کو اگر دو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو رات کے دوسرے نصف حصے کا درمیانی وقت۔ دونوں صورتوں میں یہ رات کا وہ وقت ہے جسے دوسری روایات میں رات کا آخری تہائی حصہ بتلایا گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ قبولیت دعاء کا دوسرا وقت فرض نمازوں کے بعد ہے۔ اس سے مراد بعض علماء کے نزدیک آخری تشہد میں درود شریف کے بعد سلام پھیرنے سے قبل کا وقت ہے۔ اور اکثر علماء کے نزدیک سلام پھیرنے کے بعد کا وقت ہے جو زیادہ متبادر ہے۔ اس وقت انفرادی طور پر ہر بندہ اپنی اپنی ضرورت کے مطابق دعاء کر سکتا ہے۔ تاہم اس سے فرض نمازوں کے بعد مروجہ اجتماعی دعاء کے استحباب پر استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ کسی صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔ لہٰذا فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعاء کا التزام و اہتمام جائز نہیں۔

١٥٠٢ ـ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا عَلَى الأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللهَ تَعَالَى

۶ / ۱۵۰۲ ۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ زمین پر جو مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ

بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللهُ إِيَّاهَا، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ القَوْمِ: إِذاً نُكْثِرُ قَالَ: «اللهُ أَكْثَرُ». رواه الترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

ورَوَاهُ الحَاكِم مِنْ رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ، وَزَادَ فِيهِ: «أَوْ يَدَّخِرَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلَهَا».

عطا کر دیتا ہے یا اس سے اس کی مثل کوئی برائی (تکلیف) دور کر دیتا ہے' جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہیں کرتا' تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا' تب تو ہم خوب دعاء کریں گے۔ آپ نے فرمایا' اللہ بھی خوب دینے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ (ترمذی' اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور امام حاکم نے اسے ابو سعید سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ زیادہ بیان کیا ہے۔ یا اس کے لئے اس کی مثل اجر کا ذخیرہ کر دیتا ہے (جو اسے آخرت میں ملے گا)۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب استجابة الدعاء في غير قطيعة رحم - والمستدرك، ج١ ص٤٩٣.

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ دعاء میں فائدہ ہی فائدہ ہے' یا تو اللہ تعالیٰ وہ چیز دے دیتا ہے جو ایک مسلمان اس سے مانگتا ہے اور اگر اللہ کی مشیت اس کی قبولیت کی نہیں ہوتی تو وہ دعاء کی مثل مستقبل میں پہنچنے والی کوئی تکلیف اس سے دور کر دیتا ہے یا پھر آخرت میں دعاء کی مثل اللہ تعالیٰ اجر عطا فرما دے گا۔ (۲) انسان کو اللہ سے مانگتے ہوئے کوئی حجاب نہیں کرنا چاہئے' خوب مانگے' بار بار مانگے' کیونکہ اس کے خزانوں کی تو کوئی حد و نہایت ہی نہیں ہے۔

١٥٠٣ - وعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الكَرْبِ: «لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ العَظِيمُ الحَلِيمُ، لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ العَرْشِ العَظِيمُ، لا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ، وَرَبُّ الأَرْضِ، وربُّ العَرْشِ الكريمِ» متفقٌ عليهِ.

۷ / ۱۵۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ مصیبت اور بے چینی کے وقت فرمایا کرتے تھے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ عظمتوں والا' بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ آسمانوں اور زمین اور عرش کریم کا رب ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب - وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب دعاء الكرب.

فوائد: ابتلاء و آزمائش کے وقت اللہ کے ذکر' اس کی توحید و عظمت کے تصور اور ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد صرف اسی ایک پر اعتماد و توکل کے اظہار سے انسان کو بڑا حوصلہ ملتا ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ بھی ایسے موقعوں پر اللہ ہی کی طرف رجوع فرمایا کرتے تھے' کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کسی کے پاس کچھ نہیں۔

٢٥٣ ۔ بَابُ كَرَامَاتِ الأَوْلِيَاءِ وَفَضْلِهِمْ ۲۵۳۔ اولیاء کی کرامات اور ان کے شرف و فضل کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿ أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ ٱلْبُشْرَىٰ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ ﴾ [يونس: ٦٢ـ ٦٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خبردار' اللہ کے ولی' ان پر خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (ولی کون ہیں؟) وہ جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے' ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوش خبری ہے' اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں' یہ ہے بڑی کامیابی۔ (سورۂ یونس' ۶۲۔۶۴)

وقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَهُزِّىٓ إِلَيْكِ بِجِذْعِ ٱلنَّخْلَةِ تُسَٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِى وَٱشْرَبِى ﴾ [مريم: ٢٥، ٢٦]

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: (اے مریم!) اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا' تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی' پس کھا اور پی۔ (سورۂ مریم' ۲۵۔۲۶)

وقال تعالى: ﴿ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا ٱلْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَٰمَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [آل عمران: ٣٧].

نیز فرمایا: جب بھی زکریا علیہ السلام حضرت مریم کے حجرے میں آتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں پاتے۔ انہوں نے پوچھا' اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آئیں؟ انہوں نے کہا' اللہ کے پاس سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ (سورۂ آل عمران' ۳۷)

وقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَإِذِ ٱعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ فَأْوُۥٓا۟ إِلَى ٱلْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِۦ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ ۞ وَتَرَى ٱلشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَٰوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ ٱلْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ ٱلشِّمَالِ ﴾ [الكهف: ١٦، ١٧].

نیز فرمایا: جب تم ان کافروں اور ان کے ان معبودوں سے الگ ہو گئے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں' تو (اب) غار کی طرف ٹھکانہ پکڑو' تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا' تو دیکھے گا سورج کو کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے داہنی طرف کو ہو کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کو ان سے کترا کر نکل جاتا ہے (یعنی طلوع و غروب دونوں اوقات میں سورج کی حدت سے وہ محفوظ رہتے ہیں)۔ (سورۂ کہف' ۱۶۔۱۷)

فائدۂ آیات: قرآن کریم کی پہلی آیت میں اولیاء اللہ کی پہچان بتلائی گئی ہے کہ ایمان و تقویٰ سے آراستہ لوگ اللہ کے ولی ہیں' جب یہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو ان پر خوف و حزن کے آثار نہیں ہوں گے' کیونکہ

ایمان و تقویٰ کا زاد راہ ان کے پاس موجود ہو گا جو قیامت والے دن انسانوں کی نجات کا ذریعہ ہو گا۔ دوسری آیات میں اولیاء اللہ کی بعض کرامات کا بیان ہے۔ کرامت' خرق عادت واقعے کو کہتے ہیں یعنی عام عادی اسباب سے ہٹ کر کسی واقعے کا ظہور پذیر ہونا۔ جیسے آگ کا کام جلانا ہے' لیکن وہ نہ جلائے' سوکھے درخت یا غیر موسم میں پھل نہیں ہوتے' لیکن ان میں پھل پیدا ہو جائے۔ یہ کرامت ہے۔ یہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں' کہ جب کوئی ولی اللہ چاہے' اس کا اظہار کر دے۔ بلکہ یہ کلیۃً اللہ کے اختیار میں ہے' وہ جب چاہے اپنے کسی بندے کے ہاتھ سے اسے ظاہر کروا دیتا ہے۔ کرامات' انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی طرح برحق ہیں' لیکن یہ کسی کی ولایت کی دلیل یا معیار نہیں' جیسا کہ اکثر لوگ سمجھتے ہیں۔ ایک متقی اور مومن کامل یقیناً اللہ کا ولی ہے' اس کی ولایت کسی کرامت کی محتاج نہیں ہے۔ کرامت' ایک الگ شرف و فضل ہے' اگر اللہ چاہے تو اس سے بھی اسے سرفراز فرما دے' لیکن یہ ولایت کے اثبات کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اب اس سلسلے کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

١٥٠٤ ـ وَعَـنْ أَبِـي مُحَمَّـدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاساً فُقَرَاءَ وأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ، فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ، فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ» أَوْ كَمَا قَالَ، وأَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ رَجَعَ، فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ. قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ؟ قَالَ: أَوَ مَا عَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ وَقَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِم قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا، فَاخْتَبَأْتُ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: كُلُوا لَا هَنِيئاً، وَاللهِ! لَا أَطْعَمُهُ أَبَداً، قَالَ: وَايْمُ اللهِ! مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا، وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ،

١/١٥٠٤۔ حضرت ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ' غریب لوگ تھے اور نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا' جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو' وہ تیسرے آدمی کو (اپنے ساتھ) لے جائے۔ جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو' وہ پانچویں' چھٹے آدمی کو لے جائے (یا جس طرح نبی ﷺ نے فرمایا) چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تین آدمیوں کو لے گئے اور خود نبی ﷺ دس آدمیوں کو لے گئے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی ﷺ کے ساتھ کھایا' پھر وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی' پھر گھر لوٹے' پس جب گھر آئے تو رات کا کچھ حصہ' جتنا اللہ نے چاہا' گزر چکا تھا' تو ان کی بیوی نے کہا' آپ کو اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع سے کس چیز نے روکے رکھا؟ انہوں نے کہا' کیا تو نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا' انہوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا' ورنہ گھر والوں نے تو ان کو کھانا پیش کر دیا تھا (بعض روایات میں عرضنا ہے' ہم نے پیش کر دیا تھا) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جلدی سے چھپ گیا' تو آپ نے فرمایا' او نادان' اور مجھے بددعاء دی

فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ! مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلاثِ مَرَّاتٍ! فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِي يَمِينَهُ. ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَت عِنْدَهُ. وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَمَضَى الأَجَلُ، فَتَفَرَّقْنَا اثْنِي عَشَرَ رَجُلاً، مَعَ كُلِّ رَجُلٍ أُنَاسٌ، أَللهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ. وفي رِوَايَةٍ: فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَطْعَمُهُ، فَحَلَفَتِ المَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ، فَحَلَفَ الضَّيْفُ - أَوِ الأَضْيَافُ - أَنْ لَا يَطْعَمَهُ، أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هٰذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ! فَدَعَا بِالطَّعَامِ، فَأَكَلَ وَأَكَلُوا، فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ! مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِي إِنَّهَا الآنَ لأَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ، فَأَكَلُوا، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا. وفي رِوَايَةٍ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: دُونَكَ أَضْيَافَكَ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَأَتَاهُم بِمَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: اطْعَمُوا؛ فَقَالُوا: أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ: اطْعَمُوا. قَالُوا: مَا نَحْنُ بِآكِلِينَ حَتَّى يَجِيءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا، قَالَ: اقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُم، فَإِنَّهُ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا، لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَأَبَوْا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ، فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا صَنَعْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ

اور برا بھلا کہا اور (مہمانوں سے) فرمایا' کھاؤ' تمہارے لئے خوش گوار نہ ہو (یہ انہوں نے برہمی کے طور پر کہا' کیونکہ گھر والوں کے کہنے سے انہوں نے کھانا نہیں کھایا' بعض کے نزدیک' یہ گھر والوں سے کہا) اللہ کی قسم' میں تو یہ کبھی نہیں چکھوں گا' راوی حدیث عبدالرحمٰن کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم' ہم جو بھی لقمہ لیتے تھے تو نیچے سے اس سے کئی گنا کھانا بڑھ جاتا تھا' یہاں تک کہ مہمان سیر ہو گئے اور کھانا اس سے کہیں زیادہ ہو گیا جتنا پہلے تھا' پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کے برتن کی طرف دیکھا اور اپنی بیوی سے کہا' اے بنی فراس کی بہن' یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا' میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم (یہ غیراللہ کی قسم حرام ہونے سے قبل کا واقعہ ہے) یہ کھانا اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں سے کچھ ابوبکر نے کھایا اور فرمایا' کہ ان کی قسم شیطان کی طرف سے تھی' پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا' پھر اسے نبی ﷺ کے پاس لے گئے۔ پس وہ کھانا صبح تک آپ کے پاس رہا اور (اس زمانے میں) ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا' پس اس کی مدت ختم ہو چکی تھی اور ہم بارہ آدمی (بطور نگران) ادھر ادھر گئے ہوئے تھے' ہر آدمی کے ساتھ کچھ لوگ تھے' ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے' یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ ان سب نے وہ کھانا کھایا (جو ایک پیالے میں نبی ﷺ کے پاس آیا تھا)۔

ایک اور روایت میں ہے۔ پس ابوبکرؓ نے قسم کھا لی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور بیوی نے بھی نہ کھانے کی قسم کھا لی' پس مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم کھا لی کہ وہ بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھائے گا یا نہیں کھائیں گے' جب تک کہ ابوبکرؓ ان کے ساتھ نہ کھائیں۔ پس ابوبکرؓ نے کہا۔ یہ (قسم) شیطان کی طرف

الرَّحمٰنِ! فَسَكَتُّ، ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحمٰنِ! فَسَكَتُّ، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسمَعُ صَوتي لَمَا جِئْتَ! فَخَرَجتُ، فَقُلْتُ: سَلْ أَضْيَافَكَ، فَقَالُوا: صَدَقَ، أَتَانَا بِهِ. فَقَالَ: إِنَّمَا انتَظَرتُمُوني وَاللهِ! لَا أَطعَمُه اللَّيْلَةَ، فَقَالَ الآخَرُونَ: وَاللهِ! لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطعَمَهُ، فَقَالَ: وَيْلَكُمْ مَا لَكُم لَا تَقْبَلُونَ عَنَّا قِرَاكُم؟ هَاتِ طَعَامَكَ، فَجَاءَ بِهِ، فَوَضَعَ يَدَه، فَقَالَ: بِسْمِ اللهِ. الأُولى مِنَ الشَّيطَانِ، فَأَكَلَ وَأَكَلُوا. متفقٌ عليه.

قوله: «غُنْثَر» بِغَينٍ معجمةٍ مضمومةٍ، ثُم نُونٍ ساكنةٍ، ثم ثاءٍ مثلثةٍ وهو: الغَبِيُّ الجَاهِلُ، وقوله: «فجدَّعَ» أي: شَتَمَه، وَالجَدع: القَطع. قوله: «يَجِدُ علي» هو بكسر الجيمِ أيْ: يَغْضَبُ.

سے ہے اور کھانا منگوایا اور کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ پس وہ جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے تو نیچے سے وہ کئی حصے بڑھ جاتا تھا۔ تو انہوں نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا' اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ماجرا ہے؟ تو انہوں نے کہا' میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم' یہ اب یقیناً' ہمارے کھانے سے قبل جتنا تھا' اس سے بہت زیادہ ہے۔ پس انہوں نے کھایا' اور اسے انہوں نے نبی ﷺ کو بھی بھیجا اور راوی نے بیان کیا کہ آپ نے بھی اس میں سے کھایا۔

اور ایک اور روایت میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے (بیٹے) عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا' تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو' میں نبی ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ تم میرے آنے تک ان کی مہمان نوازی سے فارغ ہو جانا۔ پس عبدالرحمٰن (اندر) گئے' اور جو کچھ تھا' مہمانوں کے سامنے لا کر رکھ دیا اور عرض کیا' کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا' ہمارے گھر والے کہاں ہیں؟ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ لوگ ہماری طرف سے اپنی مہمان نوازی قبول کریں' اس لئے کہ اگر وہ (گھر والے' ابوبکر رضی اللہ عنہ) آگئے جب کہ آپ لوگوں نے کھانا نہیں کھایا ہو گا' تو ہمیں ان کا عتاب سہنا پڑے گا۔ لیکن انہوں نے (کھانے سے) انکار کر دیا۔ پس میں نے جان لیا کہ وہ (والد صاحب) مجھ پر ناراض ہوں گے۔ پس جب وہ تشریف لائے تو میں (ڈرتے ہوئے) ان سے ایک طرف ہو گیا۔ آپ نے پوچھا' تم لوگوں نے کیا کیا؟ تو انہوں نے بتلایا' پس انہوں نے آواز دی' اے عبدالرحمٰن! میں خاموش رہا۔ انہوں نے پھر آواز دی' اے عبدالرحمٰن! میں پھر بھی خاموش رہا۔ انہوں نے کہا' اے نادان بچے! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو چلا آ۔ چنانچہ میں نکل کر آیا اور کہا' آپ اپنے مہمانوں سے

پوچھ لیں (کہ ہم نے کوئی کوتاہی نہیں کی) انہوں نے کہا' عبدالرحمٰن نے سچ کہا ہے' یہ ہمارے پاس (کھانا) لایا تھا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا' تو تم میرے انتظار میں رہے۔ اللہ کی قسم! میں آج کی رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پس دوسروں نے بھی کہا' اللہ کی قسم! ہم بھی' جب تک آپ نہیں کھائیں گے' ہم نہیں کھائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا' افسوس ہے تم پر' تمہیں کیا ہے تم ہماری مہمان نوازی قبول نہیں کرتے؟ لاؤ اپنا کھانا' پس عبدالرحمٰنؓ کھانا لایا۔ پس آپ نے اس میں ہاتھ ڈال کر فرمایا' پہلی حالت (جس میں غصے سے قسم کھائی) شیطان کی طرف سے تھی۔ پس آپ نے بھی کھایا اور باقی سب نے بھی کھانا کھایا۔ (بخاری و مسلم)

غـنـثـر' غین پر پیش' نون ساکن پھر ثاء' کم سمجھ' نادان۔ فـجـدع کے معنی ہیں' برا بھلا کہا۔ جدع کاٹنے کو کہتے ہیں۔ یـجـد عـلـی' جیم کے نیچے زیر۔ معنی ہیں' برہم ہوں گے۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب مواقیت الصلاة، باب السمر مع الأهل، وکتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام ۔ وصحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب إکرام الضیف وفضل إیثاره.

فوائد: ریاض الصالحین کے نسخوں میں فـتـفـرقـنـا اثـنـی عـشـر رجـلا۔ لیکن صحیح مسلم میں ففرقنا ہے' یعنی تفریق سے۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو الگ الگ گروہوں میں بانٹ دیا تھا۔ اور صحیح بخاری میں فعرفنا ہے تعریف سے' عریف بنانا۔ ہم نے بارہ آدمیوں کو عریف بنا دیا تھا۔ امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں دونوں کو صحیح قرار دیا ہے۔ عریف کے معنی ہیں' لشکروں کی نگرانی اور خبرداری کے لئے قائد لشکر اور کمانڈر کے علاوہ کسی شخص کو مقرر کرنا۔ مطلب یہ ہوا کہ بارہ آدمیوں کو عریف مقرر کر دیا گیا تھا جن میں ہر عریف کے ساتھ اس کی معاونت کے لئے کچھ کچھ لوگ بھی تھے۔ اس اعتبار سے فـتـفـرقـنـا میں تاء کا اضافہ ناسخین کا سہو ہے۔ اس سے حسب ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) مدارس دینیہ اور علوم اسلامیہ کے طلباء کو اس طرح اپنے اپنے گھروں میں ساتھ لے جا کر کھانا کھلانا جائز ہے۔ جیسے پہلے بعض علاقوں اور حلقوں میں اس کا رواج تھا اور شاید اب بھی کہیں ہو۔ (۲) عورت کا اذن خصوصی کے بغیر مہمان کی خاطرداری کرنا اور اسے کھلانا پلانا جائز ہے۔ (۳) باپ کا تادیب کے طور پر اولاد کے لئے سب و شتم

کرنا جائز ہے۔ (۴) مباح چیز کے ترک پر قسم کھانا جائز ہے۔ (۵) بہتر صورت سامنے آجائے تو قسم توڑ کر اسے اختیار کیا جائے۔ تاہم قسم کا کفارہ دینا ضروری ہو گا۔ (٦) اس میں کرامت کا اثبات ہے' کہ تھوڑے سے کھانے میں اللہ نے اتنی برکت ڈال دی کہ اہل خانہ' مہمانوں اور نبی کریم ﷺ کے علاوہ بارہ عریفوں نے بھی اپنے اپنے رفقاء سمیت اسے کھایا۔ (ملخصا۔ از فتح الباری' کتاب المناقب' باب مذکور)

١٥٠٥ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُم مِنَ الأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ فَإِن يَكُ في أُمَّتي أَحَدٌ، فَإِنَّهُ عُمَرُ» رواه البخاري. ورواه مسلم من رواية عائشة، وفي روايتِهما: قال ابنُ وَهْبٍ: «مُحَدَّثُونَ» أي: مُلْهَمُونَ.

۲ / ۱۵۰۵ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم سے پہلے جو امتیں ہوئیں' ان میں کچھ لوگ مُحَدَّث ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں بھی کوئی مُحَدَّث ہوا تو وہ عمر ہے (بخاری) اور مسلم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے اور ان دونوں روایتوں میں ہے کہ ابن وھب نے کہا' مُحَدَّثُون کے معنی ہیں الہام یافتہ۔

تخریج: صحیح بخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضى الله عنه.

فوائد: ملھمون (الہام یافتہ) کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے دلوں میں باتیں ڈال دی جاتی ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ اگر اندیشہ محسوس ہو تو موسیٰ کو سمندر میں ڈال دیں۔ حضرت مریم کو القا ہوتا رہا۔ یہ بھی کرامت کی ایک صورت ہے۔ یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں واضح ہے۔

١٥٠٦ ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَكَا أَهْلُ الكُوفَةِ سَعْداً، يَعْني: ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إلى عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، رضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَعزَلَه وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّاراً، فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحَٰقَ! إِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّي، فَقَالَ: أَمَّا أَنَا وَاللهِ! فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللهِ، ﷺ، لا أَخْرِمُ عَنْهَا أُصَلِّي صَلَاةَ العِشَاءِ فَأَرْكُدُ في الأُولَيَيْنِ وَأُخِفُّ في الأُخْرَيَيْنِ، قَالَ: ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ! وَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلاً ـ أَوْ رِجَالاً ـ

۳ / ۱۵۰٦ ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے انہیں (کوفے کی گورنری سے) معزول کر دیا اور ان پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر فرما دیا۔ اہل کوفہ نے حضرت سعدؓ کی شکایت میں یہاں تک بیان کیا کہ یہ تو نماز بھی صحیح طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ پس حضرت عمرؓ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور کہا' اے ابو اسحاق! (حضرت سعد کی کنیت) یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ تم نماز بھی صحیح نہیں پڑھاتے۔ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا' میں تو اللہ کی قسم' ان کو رسول اللہ ﷺ جیسی نماز

إلى الكُوفةِ يَسْأَلُ عَنهُ أَهلَ الكُوفةِ، فَلَمْ يَدَعْ مَسْجداً إلَّا سَأَلَ عَنهُ، وَيُثْنُونَ مَعْرُوفاً، حَتَّى دَخلَ مَسْجداً لِبَني عَبْسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنهُمْ، يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكنَّى أَبَا سَعْدَةَ، فَقَالَ: أَمَا إذْ نَشَدْتَنَا فَإنَّ سَعْداً كَانَ لَا يَسِيرُ بالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ في القَضِيَّةِ، قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللهِ! لَأَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ: اللَّهُمَّ إنْ كَانَ عَبْدُكَ هذا كَاذِباً، قَامَ رِياءً، وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ للفِتَنِ. وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ إذا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ، أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ. قَالَ عَبْدُ المَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ الرَّاوي عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ للجَوَارِي في الطُّرُقِ فَيَغْمِزُهُنَّ. متفقٌ عليه.

پڑھاتا تھا' میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا تھا۔ میں مغرب و عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی رکعتوں میں مختصر۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا' اے ابو اسحاق! تمہارے متعلق یہی گمان تھا اور ان کے ساتھ ایک آدمی۔ یا چند آدمی۔ کوفے بھیجے' تاکہ وہ حضرت سعد کی بابت اہل کوفہ کی رائے معلوم کریں۔ پس انہوں نے کوفے کی ہر مسجد میں جا کر ان کی بابت پوچھا' سب نے ان کی تعریف کی۔ حتیٰ کہ وہ بنو عبس کی مسجد میں آئے' تو وہاں کے نمازیوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا' اسے اسامہ بن قتادہ کہا جاتا تھا اور کنیت ابو سعدہ تھی۔ اس نے کہا' جب آپ نے ہم سے پوچھ ہی لیا ہے تو عرض یہ ہے کہ سعد لشکر کے ساتھ (جہاد کے لئے) نہیں جاتے' تقسیم میں برابری نہیں کرتے اور فیصلہ کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیتے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا۔ میں بھی تین باتوں کی دعا ضرور کروں گا۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور ریا کاری اور شہرت کی خاطر کھڑا ہوا ہے' تو اس کی عمر لمبی کر' اس کی غربت و ناداری میں اضافہ کر اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اس کے بعد جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا' بہت بوڑھا اور فتنوں میں مبتلا ہوں' مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے والے راوی عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے بعد میں اسے دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دونوں پلکیں اس کی آنکھوں پر گر پڑی تھیں اور وہ راستوں میں لڑکیوں سے تعرض کرتا اور انہیں اشارے کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب وجوب القراءة للإمام - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر.

فوائد: اس میں ایک تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ دوسرے' کسی کی بابت تحقیق و تفتیش کرنی ہو تو اہل خیر و اہل صلاح سے پوچھا جائے' جیسے کوفے کی مساجد میں جا کر نمازیوں سے تحقیق کی گئی۔ تیسرے' عمال حکومت کو مصلحتاً بدل دینا بھی جائز ہے۔ جیسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا گیا حالانکہ ان کے خلاف شکایات جھوٹ پر مبنی تھیں' پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ ان کی جگہ نیا حاکم مقرر کر دیا جائے۔ چوتھے' اس میں کرامت کا اثبات ہے کہ حضرت سعد کی تینوں بددعائیں قبول ہوئیں۔

١٥٠٧ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَاصَمَتْهُ أَرْوَى بِنْتُ أَوسٍ إِلى مَرْوَانَ بنِ الحَكَمِ. وَادَّعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئاً مِنْ أَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئاً بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟! قَالَ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَخَذَ شِبْراً مِنَ الأَرْضِ ظُلْماً، طُوِّقَهُ إِلى سَبْعِ أَرَضِينَ» فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هذا، فَقَالَ سَعِيدٌ: اللَّهُمَّ! إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً، فَأَعْمِ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا، قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا، وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ. متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَأَنَّهُ رَآهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الجُدُرَ تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ، وَأَنَّها مَرَّتْ عَلى بِئْرٍ فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمَتْهُ فِيها، فَوَقَعَتْ فِيها، فَكَانَتْ قَبْرَها.

۴/ ۱۵۰۷۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور حضرت مروان بن حکم (والی مدینہ) تک اپنی شکایت پہنچائی اور اس نے دعویٰ کیا کہ زید نے اس کی کچھ زمین غصب کر لی ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا' کیا میں رسول اللہ ﷺ سے (وعید) سننے کے بعد اس کی زمین کا کچھ حصہ غصب کر لیتا؟ حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا (وعید) سنی ہے؟ انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس نے ناجائز طریقے سے کسی کی ایک بالشت زمین بھی ہتھیا لی تو اسے (قیامت والے دن) سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل طلب نہیں کروں گا۔ پس حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے لئے بددعاء فرمائی۔ اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھوں کی بینائی ختم کر دے اور اس کو اس کی زمین ہی میں موت دے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس کی بینائی چلی گئی اور ایک وقت وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر گئی اور اس میں مر گئی۔

(بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت جو محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے اسی کے ہم معنی منقول ہے' اس میں ہے کہ محمد بن زید (راوی حدیث) نے اس عورت کو نابینا اور

دیواریں ٹٹولتے ہوئے دیکھا' وہ کہتی تھی' مجھے حضرت سعیدؓ کی بددعاء لگ گئی ہے اور وہ ایک کنویں پر سے گزری جو زمین کے اسی احاطے میں تھا جس کے بارے میں اس نے جھگڑا کھڑا کیا تھا' پس وہ اس میں گر کر مر گئی اور وہی حصہ زمین اس کی قبر بنا۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في سبع أرضین ۔ وصحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الظلم وغصب الأرض.

فوائد: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت مروان بن حکم' صغار صحابہ میں سے ہیں جیسے حضرت حسن و حضرت حسین وغیرہ رضی اللہ عنہم ۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینے کے گورنر تھے اور اسی دور کا یہ واقعہ ہے جو روایت میں مذکور ہوا۔ یزید کے بیٹے معاویہ بن یزید کے بعد یہ چند مہینے خلیفہ بھی رہے۔ رضی اللہ عنہ ۔ اس میں حضرت سعید بن زید کی فضیلت اور استجابت دعاء سے ان کی کرامت واضح ہے۔ (۲) نیک لوگوں کو ایذا دینے سے بچنا چاہئے تاکہ انسان ان کی بددعاء سے محفوظ رہے' کیونکہ مظلوم کی بددعاء اللہ تعالیٰ بعض دفعہ فوراً قبول فرمالیتا ہے۔

١٥٠٨ ـ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أُحُدٌ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولاً فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنِّي لا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْناً فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْراً فَأَصْبَحْنَا، فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ؛ وَدَفَنْتُ مَعَهُ آخَرَ فِي قَبْرِهِ، ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ آخَرَ. فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَإِذَا هُوَ كَيَوْمَ وَضَعْتُهُ غَيْرَ أُذُنِهِ، فَجَعَلْتُهُ فِي قَبْرٍ عَلَى حِدَةٍ. رواه البخاري.

۵ / ١٥٠٨ ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب احد کی جنگ برپا ہوئی تو میرے والد (حضرت عبداللہ) نے رات کے وقت مجھے بلایا اور فرمایا' مجھے یوں لگتا ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے جو پہلے شہید ہوں گے' میں بھی انہی میں سے ہوں گا اور میں اپنے بعد' رسول اللہ ﷺ کی ذات کے علاوہ' ایسا شخص چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں جو مجھے تجھ سے زیادہ عزیز ہو۔ اور یاد رکھنا کہ میرے ذمے قرض ہے' اسے ادا کرنا اور اپنی بہنوں کے ساتھ بھلائی کرنا' پس جب ہم نے صبح کی تو پہلے شہید ہونے والے وہی تھے اور میں نے ان کے ساتھ ایک اور شخص کو ان کی قبر میں دفن کر دیا' پھر میرا نفس اس بات پر مطمئن نہیں ہوا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ ہی رہنے دوں' چنانچہ میں نے چھ مہینے کے بعد ان کو (قبر سے) نکال لیا' پس وہ کانوں کے سوا' اسی طرح تھے جیسے قبر میں رکھے جانے والے دن تھے۔ پھر میں نے ان کو ایک علیحدہ قبر میں رکھا۔

(بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر؟.

فوائد: اس میں ایک تو صحابہ کرام کی اس محبت و تعلق خاطر کا بیان ہے جو انھیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا' جو دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ اپنی جان اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ تھا۔ دوسرے' ان کے دل شوق شہادت سے معمور تھے۔ تیسرے' حضرت جابرؓ کے والد کو اپنی شہادت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ چوتھے' ان کی کرامت کا بیان ہے کہ چھ مہینے کے بعد بھی ان کی لاش صحیح اور سالم تھی۔ رضی اللہ عنہ۔ پنجم' اس سے بوقت ضرورت قبر سے لاش نکالنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ ابھی زیادہ وقت نہ گزرا ہو اور یہ ظن غالب ہو کہ لاش ابھی محفوظ ہی ہو گی۔

١٥٠٩ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ المِصْبَاحَيْنِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افتَرَقَا، صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ منهما وَاحِدٌ حَتى أَتَى أَهْلَهُ. رواه البخاري مِنْ طرُقٍ؛ وَفِي بَعْضِها أَنَّ الرَّجُلَيْنِ أُسَيْدُ بنُ حُضَيرٍ؛ وَعَبَّادُ بنُ بِشرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا.

۶ / ١٥٠٩ - حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ایک اندھیری رات میں نبی ﷺ کے پاس سے نکلے اور ان دونوں کے ساتھ ان کے آگے آگے چراغ جیسی کوئی چیز تھی۔ پس جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ تھا' یہاں تک کہ ہر ایک اپنے اپنے گھر پہنچ گیا۔

(بخاری نے اسے کئی سندوں سے بیان کیا ہے۔ ان میں سے بعض میں ہے کہ یہ دو آدمی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب٧٩ وهو قبل باب الخوخة والممر في المسجد، وكتاب مناقب الأنصار، باب منقبة أسيد بن حضير وعبّاد بن بشر.

فوائد: چراغ کی مثل یہ کیا چیز تھی؟ بعض کہتے ہیں کہ ان کی لاٹھی تھی جو چراغ کی طرح چمکتی تھی جس سے اندھیری رات میں انھیں راستے کی نشاندہی ہو جاتی تھی اور راستے کے نشیب و فراز واضح ہو جاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نور نبوت تھا' گویا یہ ان صحابہؓ کی کرامت تھی تو نبی کریم ﷺ کا معجزہ بھی تھا۔

١٥١٠ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَشَرَةَ رَهْطٍ عَيْناً سَرِيَّةً، وَأَمَّرَ عَلَيْهِم عَاصِمَ بنَ ثَابِتٍ الأَنصَارِيَّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَانطَلَقُوا حَتَّى إذا كَانُوا بِالهَدْأَةِ، بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ؛ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو

۷ / ١٥١٠ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کا ایک لشکر جاسوس بنا کر بھیجا اور ان پر عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ پس یہ چلتے رہے' یہاں تک کہ جب عسفان اور مکہ کے درمیان واقع ہدأۃ جگہ پر پہنچے تو ہذیل کے ایک قبیلے کو' جس کو بنو لحیان کہا جاتا تھا' اس لشکر کی

لِحْيَانَ، فَنَفَرُوا لهم بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ، لَجَؤُوا إِلى مَوْضِعٍ، فَأَحَاطَ بِهِمُ القَوْمُ، فَقَالُوا انزلوا، فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُم وَلَكُمُ العَهْدُ وَالمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنكم أَحداً فَقَالَ عَاصِمُ بنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا القَومُ! أَمَّا أَنَا، فَلَا أَنْزِلُ عَلَى ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِماً، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى العَهْدِ وَالمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ. فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ، فَرَبَطُوهُمْ بِهَا. قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أَوَّلُ الغَدْرِ وَاللهِ! لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهَؤُلَاءِ أُسْوَةً، يُرِيدُ القَتْلَى، فَجَرُّوهُ وَعَالَجُوهُ، فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ، فَقَتَلُوهُ، وَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ، وَزَيْدِ بنِ الدَّثِنَةِ، حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ؛ فَابْتَاعَ بَنُو الحَارِثِ بنِ عَامِرِ بنِ نوفلِ بنِ عبدِ مَنَافٍ خُبَيْباً وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُم أَسِيراً حَتى أَجْمَعُوا عَلَى قَتْلِهِ، فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الحَارِثِ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ، فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتى أَتَاهُ، فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعَتْ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ، فَقَالَ: أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ! قَالَتْ: وَاللهِ! مَا رَأَيْتُ أَسِيراً خَيْراً مِنْ خُبَيْبٍ، فَوَاللهِ! لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْماً يَأْكُلُ قِطْفاً مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ بِالحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ:

اطلاع کر دی گئی۔ چنانچہ وہ فوراً سو کے قریب تیر اندازوں کو لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل آئے اور ان کے نشانات قدم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ پس جب عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک جگہ پر پناہ پکڑی۔ پس بنو لحیان کے افراد نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے کو ہمارے حوالے کر دو' ہم تم سے عہد و میثاق کرتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ تو عاصم بن ثابت نے کہا۔ لوگو' میں تو بہرحال کسی کافر کے عہد پر نیچے نہیں اتروں گا' اے اللہ! تو ہماری بابت اپنے پیغمبر کو اطلاع کر دے۔ پس دشمن نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور حضرت عاصم کو قتل کر دیا اور تین آدمی ان کے عہد و میثاق پر نیچے آ گئے۔ ان میں سے ایک خبیب' دوسرے زید بن دثنہ اور ایک اور آدمی تھا' پس جب انہوں نے ان پر قابو پا لیا تو ان کی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے ان کو باندھ دیا۔ تیسرے آدمی نے کہا' یہ پہلی بدعہدی ہے' اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میرے لئے ان مقتولین کا نمونہ ہے۔ پس دشمن نے ان کو کھینچا اور ان سے لڑے' لیکن انہوں نے پھر بھی ان کے ساتھ جانے سے انکار کیا' چنانچہ دشمن نے ان کو بھی مار دیا اور حضرت خبیب اور زید بن دثنہ کو لے کر چلے' حتیٰ کہ انہوں نے جنگ بدر کے واقعے کے بعد ان دونوں کو مکے میں بیچ دیا۔ پس خبیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا اور خبیب وہ شخص تھے جنہوں نے جنگ بدر والے دن حارث کو قتل کیا تھا۔ پس خبیب ان کے پاس قیدی کے طور پر رہے' یہاں تک کہ انہوں نے ان کو قتل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پس (اسی قید کے دوران) ایک روز خبیب نے حارث کی کسی

إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللهُ خُبَيباً، فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الحِلِّ، قَالَ لَهُم خُبَيبٌ: دَعُونِي أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ: واللهِ لَوْلا أَنْ تَحْسَبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَداً، واقْتُلْهُمْ بِدَداً، ولا تُبْقِ مِنهُم أحَداً، وقال:

فَلَسْتُ أُبَالِي حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لله مَصْرَعِيْ

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْراً الصَّلاةَ، وَأَخبَرَ - يعني النَّبيَّ ﷺ - أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيبُوا خَبَرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلى عاصِمِ بْنِ ثَابتٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتَوا بِشَيءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وكَانَ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ عُظَمَائِهِمْ، فَبَعَثَ اللهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئاً، رواه البخاري. قَولُهُ: الهَدْأَةُ: مَوْضِعٌ، وَالظُّلَّةُ: السَّحَابُ. وَالدَّبْرُ: النَّحْلُ. وَقَوْلُهُ: «اقْتُلْهُمْ بِدَداً» بِكَسرِ البَاءِ وفتحِها، فمن كسر، قال: هو جمع بِدَّةٍ بكسرِ الباءِ، وهي النصيب، ومعناه: اقْتُلْهُمْ حِصَصاً مُنْقَسِمَةً لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَصِيبٌ، وَمَنْ فَتَحَ، قَالَ: مَعْنَاهُ: مُتَفَرِّقِينَ

بیٹی سے زیر ناف کے بال مونڈھنے کے لئے استرا مانگا' تو اس نے وہ انہیں دے دیا۔ اس کا ایک بچہ' جب کہ وہ غافل تھی' حضرت خبیب کے پاس چلا گیا' پس اس نے بچے کو خبیب کی ران پر بیٹھے ہوئے پایا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا۔ تو وہ لڑکی گھبرا اٹھی' جسے حضرت خبیب نے بھی پہچان لیا' پس انہوں نے کہا' کیا تو اس بات سے ڈرتی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ میں ایسا کام کرنے والا نہیں ہوں۔ اس لڑکی نے کہا۔ اللہ کی قسم' میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ پس اللہ کی قسم' ایک دن میں نے انہیں انگوروں کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھاتے دیکھا' جب کہ یہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور ان دنوں مکے میں کوئی پھل نہیں تھا اور وہ کہتی تھی کہ یہ ایسا رزق ہے جو خبیب کو اللہ نے دیا ہے۔ پس جب وہ دشمن ان کو حرم سے لے کر نکلے تاکہ انہیں حل میں لے جا کر قتل کریں تو ان سے خبیب نے کہا' مجھے چھوڑ دو' میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر فرمایا' اللہ کی قسم' اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ مجھے موت کے خوف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا ہے' تو میں اور زیادہ نماز پڑھتا۔ (پھر دعاء فرمائی) اے اللہ' ان کی تعداد گن لے' ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مار اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔ اور یہ شعر پڑھا۔ جب میں اسلام کی حالت میں مارا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ کس پہلو پر' اللہ کے لئے' میری موت واقع ہو گی۔ اور میری یہ موت اللہ کی راہ میں ہے' وہ اگر چاہے تو کٹے ہوئے جسم کے اعضاء میں برکت ڈال دے۔ اور حضرت خبیب وہ شخص ہیں' جنہوں نے ہر اس مسلمان کے لئے جس کو باندھ' جکڑ کر مارا جائے' نماز کا طریقہ جاری کیا اور نبی ﷺ نے

فِي الْقَتْلِ وَاحداً بَعْدَ وَاحِدٍ مِنَ التَّبْدِيدِ.

وفي الباب أحاديثُ كثيرةٌ صَحيحَةٌ سَبقتْ في مَوَاضِعِهَا مِنْ هٰذَا الكِتَابِ، مِنها حديثُ الغُلَامِ الذي كَانَ يَأْتي الرَّاهِبَ والسَّاحِرَ، وَمِنْهَا حديثُ جُرَيْجٍ، وحديثُ أَصْحَابِ الغَارِ الَّذِينَ أَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وحديثُ الرَّجُلِ الذي سَمِعَ صَوتاً في السَّحَابِ يقولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ والدَّلَائِلُ في البابِ كثيرةٌ مَشْهُورَةٌ، وبِاللهِ التَّوْفِيقُ.

اپنے صحابہ کو ان کی خبر اسی روز دی جس روز ان کو شہید کیا گیا اور قریش نے کچھ لوگوں کو عاصم بن ثابت کی طرف بھیجا' جب ان کو بتلایا گیا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں' کہ وہ ان کے جسم کا کوئی ایسا حصہ لے کر آئیں جن سے ان کی شناخت کی جا سکے (کیونکہ) انہوں نے قریش کے بڑوں میں سے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا تھا' تو اللہ تعالیٰ نے عاصم کی حفاظت کے لئے بھڑوں (یا شہد کی مکھیوں) کی ایک جماعت کو بادل کے سائے کی طرح بھیج دیا' پس انہوں نے قریش کے ان فرستادوں سے انہیں بچایا اور وہ اس بات پر قادر ہی نہیں ہو سکے کہ وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ لیں۔ (بخاری)

الھدأۃ (یا ھداۃ' قضاۃ کے وزن پر) ایک جگہ کا نام ہے۔ ظلہ' بادل' دبر' شہد کی مکھی۔ بددا' باء کے نیچے زیر اور زبر۔ جو کہتے ہیں زیر ہے' ان کے نزدیک یہ بدۃ (باء کے کسرے کے ساتھ) کی جمع ہے۔ اس کے معنی حصے کے ہیں۔ یعنی یا اللہ ان کو حصوں میں تقسیم کر کے مار' ہر ایک کے لئے اس میں سے حصہ ہو۔ اور جو کہتے ہیں زبر ہے' اس کے معنی ہیں۔ ان کو یکے بعد دیگرے الگ الگ کر کے مار' یہ تبدید سے مشتق ہو گا۔

اور اس باب (اثبات کرامت کے بیان) میں بہت سی صحیح حدیثیں ہیں جو اس کتاب (ریاض الصالحین) میں مختلف جگہوں اور بابوں میں گزر چکی ہیں۔ ان میں سے اس لڑکے کا واقعہ ہے جو پادری اور جادوگر دونوں کے پاس جایا کرتا تھا۔ (دیکھئے باب الصبر) جریج کا قصہ ہے (جو باب الاخلاص میں ہے) ان غار والوں کا واقعہ ہے جس کا دہانہ چٹان نے بند کر دیا تھا' (باب الاخلاص) اور اس آدمی کا واقعہ ہے جس نے بادلوں میں سے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں باغ کو سیراب کر (باب الکرم والجود) ان کے علاوہ دیگر واقعات اور اس کے دلائل بھی کثرت سے ہیں اور مشہور ہیں۔ وباللہ التوفیق

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الرجيع، وكتاب الجهاد، باب هل يستأسر الرجل؟.

فوائد: رهط' ایک جماعت کو کہتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ چھ افراد پر مشتمل جماعت تھی۔ عاصم بن ثابت' مرثد بن ابی مرثد' خبیب بن عدی' زید بن دثنہ' عبداللہ بن طارق اور خالد بن بکیر اور بعض کے نزدیک یہ دس افراد تھے۔ واللہ اعلم۔

اس واقعے میں ان کی کئی کرامات کا اثبات ہے۔ مثلاً' ان کی دعاء کے مطابق ان کی شہادت کی خبر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے اسی دن اپنے پیغمبر کو پہنچا دی جس دن وہ عروس شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ دوسرے' حالت قید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب کو بے موسمی پھل عطا فرمائے۔ تیسرے' عاصم کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کو مقرر فرما دیا۔ چوتھے' انہوں نے ان ظالم قاتلوں کے لئے جو بددعاء کی' ان کی بددعاء کے مطابق وہ اسی انجام بد سے دو چار ہوئے جس طرح بددعاء کی گئی تھی۔

اس میں ایک تو اس امر کی اجازت ہے کہ دشمن اگر سختی کا مظاہرہ کرے تو اس کی امان قبول کرنے سے انکار کر دیا جائے چاہے اس کے نتیجے میں اس کو مار ہی دیا جائے۔ البتہ جہاں نرمی کا امکان ہو' وہاں امن طلب کر کے جان بچانے کی سعی کرنے کی ضرورت ہے۔ (۲) صحابہ کرام کی بے مثال استقامت اور مشرکوں کی ایذاؤں پر صبر کرنے کا بیان ہے۔ (۳) سخت سے سخت حالات میں بھی صحابہ نے حسن اخلاق و کردار کا ثبوت پیش کیا اور جان کے دشمن کے بچے کو بھی پیار کیا' اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ (۴) شہادت کے وقت دشمن سے مہلت حاصل کر کے دو رکعت نماز پڑھ لی جائی' کیونکہ حضرت خبیب کے اس طرز عمل کو رسول اللہ ﷺ نے برقرار رکھا اور اس پر نکیر نہیں فرمائی۔ (۵) مشرکین اور ظالم دشمنوں کے لئے بددعاء کرنا جائز ہے۔ (٦) مشرکین بھی حرمت والے مہینوں اور حرم کی تعظیم کرتے تھے۔ (فتح الباری)

١٥١١ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ لِشَيْءٍ قَطُّ: إِنِّي لأَظُنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۸/ ۱۵۱۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی حضرت عمرؓ سے کسی معاملے کی بابت یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا اس کی بابت یہ گمان (خیال) ہے تو وہ ان کے گمان کے مطابق ہی ظہور پذیر ہوتا۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب إسلام عمر بن الخطاب رضى الله عنه.

فوائد: اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور کرامت کا اثبات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذکاوت و فطانت سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا' اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں اگر کوئی مُحَدَّث (ملہم) ہوا تو وہ عمر ہو گا۔

١٧ ـ كِتَابُ الأُمُوْرِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا

۱۷۔ اللہ کے منع کردہ کاموں کی کتاب

٢٥٤ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ وَالأَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴾ [الحجرات: ١٢]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴾ [الإسراء: ٣٦]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾ [ق: ١٨].

اِعْلَمْ أَنَّهُ يَنْبَغِي لِكُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ عَنْ جَمِيعِ الكَلَامِ إِلَّا كَلَاماً ظَهَرَتْ فِيهِ المَصْلَحَةُ، وَمَتَى اسْتَوَى الكَلَامُ وَتَرْكُهُ فِي المَصْلَحَةِ، فَالسُّنَّةُ الإِمْسَاكُ عَنْهُ، لِأَنَّهُ قَدْ يَنْجَرُّ الكَلَامُ المُبَاحُ إِلَى حَرَامٍ أَوْ مَكْرُوهٍ؛ وَذَلِكَ كَثِيرٌ فِي العَادَةِ، وَالسَّلَامَةُ لَا يَعْدِلُهَا شَيْءٌ.

۲۵۴۔ غیبت کے حرام ہونے اور زبان کی حفاظت کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم میں سے ایک شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے' کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے' تم تو اسے ناپسند کرتے ہو' اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رجوع کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ (الحجرات' ۱۲)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں' بے شک کان' آنکھ اور دل' ان سب ہی سے باز پرس ہو گی۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۳۶)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے' تو اس کے پاس ہی ایک نگران تیار ہے۔ سورۂ ق' ۱۸)

امام نوویؒ فرماتے ہیں: معلوم ہونا چاہئے کہ ہر مکلف انسان کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی زبان کی ہر قسم کی گفتگو سے حفاظت کرے' صرف وہ گفتگو کرے جس میں مصلحت واضح ہو اور جہاں مصلحت کے اعتبار سے بولنا اور خاموش رہنا دونوں برابر ہوں تو پھر خاموش رہنا سنت ہے' اس لئے کہ بعض دفعہ جائز گفتگو بھی

حرام یا مکروہ تک پہنچا دیتی ہے اور ایسا عام طور پر ہوتا ہے اور سلامتی کے برابر کوئی چیز نہیں۔

١٥١٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْراً، أَوْ لِيَصْمُتْ» متفقٌ عليه. وهٰذَا الحَدِيثُ صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ إِلَّا إذا كَانَ الكَلَامُ خَيْراً، وَهُوَ الَّذي ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهُ، وَمَتَى شَكَّ فِي ظُهُورِ المَصْلَحَةِ؛ فَلَا يَتَكَلَّمُ.

١ / ١٥١٢ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ یا تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث سے واضح ہے کہ گفتگو اسی وقت مناسب ہے جب اس میں کوئی بھلائی ہو اور یہ وہی بات ہے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب مصلحت کے ظہور میں (یقین کی بجائے) شک ہو تو پھر گفتگو ہی نہ کرے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، وكتاب الرقاق ـ وصحيح مسلم، كتاب اللقطة، باب الضيافة ونحوه.

١٥١٣ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ المُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ» متفقٌ عليه.

٢ / ١٥١٣ ـ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مسلمانوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب أيّ الإسلام أفضل؟ وكتاب الرقاق ـ وصحيح مسلم، باب بيان تفاضل الإسلام.

١٥١٤ ـ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ» متفقٌ عليه.

٣ / ١٥١٤ ـ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص مجھے دو جبڑوں کے درمیان چیز (زبان) کی اور دو پیروں کے درمیان چیز (شرم گاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے دے، تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

مسلم میں یہ روایت نہیں ملی۔

فوائد: دو جبڑوں کے درمیان زبان ہوتی ہے اور دو پیروں کے درمیان شرم گاہ۔ ان دونوں کی حفاظت پر جنت کی بشارت ہے۔ حفاظت کا مطلب ہے کہ ان کا استعمال صرف جائز جگہوں پر کیا جائے اور ناجائز استعمال سے ان کی حفاظت کی جائے۔

١٥١٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

٤ / ١٥١٥ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا إِلى النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ» متفقٌ عليهِ. ومعنى: «يَتَبَيَّنُ» يَتَفَكَّرُ أَنَّهَا خَيْرٌ أَمْ لَا.

انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ ایک بات کرتا ہے' اس میں غور و فکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

یتبیـن کے معنی ہیں' غور و فکر کرنا کہ وہ بہتر ہے یا نہیں؟

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان ـ وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب حفظ اللسان.

فوائد: اس میں زبان کی بے اعتدالی کے نقصانات کو واضح کیا گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان ہر بات کرنے سے پہلے' اسے تولے اور پھر بولے۔

١٥١٦ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ تَعَالى مَا يُلْقِي لَهَا بَالاً يَرْفَعُهُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ تَعَالى لَا يُلْقِي لَهَا بَالاً يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ» رواه البخاري.

۵ / ۱۵۱۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بندہ اللہ کی رضامندی کی بات کرتا ہے' اس کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں ہوتی' لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے کئی درجے بلند فرما دیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

١٥١٧ ـ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحمٰنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ تَعَالَى مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ». رَوَاهُ مالكٌ في «الْمُوَطَّأ» والترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۶ / ۱۵۱۷۔ ابو عبدالرحمٰن بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات کرتا ہے' اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچے گی' اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے قیامت کے دن تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور آدمی (بعض دفعہ) اللہ کی ناراضی کا ایسا کلمہ بولتا ہے' اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچے گا اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے اپنی ملاقات کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔ (اسے امام مالک نے "موطا" میں اور ترمذی نے روایت کیا ہے'

اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

تخریج: مؤطا إمام مالك، كتاب الجامع، باب ما يؤمر به من التحفظ في الكلام - وسنن ترمذي، أبواب الزهد، باب قلة الكلام.

فوائد: اس حدیث میں بھی ایک ایسی حقیقت کا بیان ہے جس کا عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ بعض دفعہ آدمی زبان سے ایسا کلمہ خیرادا کرتا ہے جس سے کسی کا دل خوش ہو جاتا ہے' یا اس کی اصلاح ہو جاتی ہے یا وہ ظلم و معصیت کے ارادے سے باز آجاتا ہے تو یقیناً یہ کلمہ خیر عنداللہ بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے اور اسی طرح بعض دفعہ انسان کی زبان سے ایسا کلمہ شرادا ہو جاتا ہے کہ اس کو اس کی تباہ کاری و حشر سامانی کا اندازہ نہیں' لیکن اس کا کلمہ کسی کی دل آزاری' یا گمراہی یا ظلم و معصیت کا باعث بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ زبان کی حفاظت اور اس کا صحیح استعمال نہایت ضروری ہے' ورنہ یہ انسان کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دے گی۔

١٥١٨ - وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! حَدِّثْني بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ: «قُلْ رَبِّيَ اللهُ، ثُمَّ اسْتَقِمْ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: «هذا» رواه الترمذي وَقالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۷ / ۱۵۱۸ ۔ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے ایسی بات بتلایئے' جس کو میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا' تم کہو' میرا رب اللہ ہے' پھر اس پر جم جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ خطرے والی چیز' جس کا آپ کو مجھ سے اندیشہ ہو' کیا ہے؟ پس آپ نے اپنی زبان پکڑی' پھر فرمایا' یہ زبان۔

(ترمذی)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے' دیکھئے الضعیفہ' رقم ۹۲۰' و رقم ۹۰۸' ج: ۲ / ۲۲۱ اور ۳۰۹۔

فوائد: اللہ تعالیٰ اور اس کی ربوبیت پر ایمان یہ تمام اعمال صالحہ کی بنیاد ہے' اس کے بغیر کسی عمل کی عنداللہ کوئی اہمیت نہیں۔ اور اس پر استقامت کا مطلب ہے کہ اس کی رضا اور عدم رضا کو ہر وقت سامنے رکھا جائے' اس کے اوامر کو بجالایا جائے تاکہ وہ راضی ہو جائے اور نواہی سے بچا جائے تاکہ وہ ناراض نہ ہو۔ زبان کی حفاظت کی تاکید بھی اسی لئے ہے کہ زبان کی بے احتیاطی سے انسان غضب الٰہی کا مورد نہ بن جائے۔

١٥١٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُكْثِرُوا الكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ تَعَالَى قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ! وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللهِ القَلْبُ القَاسِي» رواه الترمذي.

۸ / ۱۵۱۹ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ کے ذکر کے علاوہ اور باتیں زیادہ نہ کرو' اس لئے کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ اور زیادہ باتیں' دل کی سختی ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور سخت دل (والا آدمی) ہے۔

(ترمذی)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب أبعد الناس من الله القلب القاسی

فوائد: دل کے سخت ہونے کا مطلب ہے کہ حالات و واقعات سے وہ عبرت و موعظت نہ پکڑے اور وعظ و نصیحت سے کوئی اثر قبول نہ کرے۔ اللہ کے ذکر کی بجائے فضول باتوں سے قلوب انسانی سخت ہو جاتے ہیں جو نہایت بدبختی کی علامت ہے۔ اس لئے انسان کو اللہ کا ذکر ہی کثرت سے کرنا چاہئے۔

١٥٢٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ وَقَاهُ اللهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ» رَوَاه التِّرمِذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۹ / ۱۵۲۰ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کو اللہ نے اس زبان کے شر سے بچالیا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اس شرم گاہ کے شر سے بچالیا جو اس کے دو پیروں کے درمیان ہے' تو وہ جنت میں جائے گا۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

١٥٢١ ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: «أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ» رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱۰ / ۱۵۲۱ ۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! نجات کس طرح ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا' اپنی زبان کو قابو میں رکھو' تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سما لے (یعنی تمہارا فارغ وقت گھر کے اندر ہی گزرے) اور اپنی غلطیوں پر خوب روؤ۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

فوائد: لوگوں سے زیادہ میل جول اور ان سے گپ شپ میں انسان کے دین کو بہت خطرات لاحق رہتے ہیں۔ اس لئے زیادہ اختلاط کی بجائے گھر میں اللہ کی اطاعت اور ذکر و فکر اور تلاوت وغیرہ میں اپنے فارغ اوقات کو صرف کرنا بہت بہتر ہے۔ اسی طرح تنہائیوں میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر رونا بھی اللہ کو بہت پسندیدہ ہے' اس حدیث میں زبان کی حفاظت کے علاوہ ان دو باتوں کی بھی تاکید ہے۔

١٥٢٢ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ، فَإِنَّ الأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ، تَقُولُ: اتَّقِ اللهَ فِينَا، فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ: فَإِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا» رواه الترمذي. معنى «تُكَفِّرُ

۱۱ / ۱۵۲۲ ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب انسان صبح کرتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضاء اس سے نہایت عاجزی سے عرض کرتے ہیں' کہتے ہیں' تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا' اس لئے کہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ وابستہ ہے' اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے' اگر تو نے کجی اختیار کی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

اللِّسَانَ»: أَيْ تَذِلُّ وَتَخْضَعُ لَهُ.

(ترمذی)

تکفر اللسان' کے معنی ہیں' زبان کے سامنے عاجزی اور خشوع خضوع سے عرض کرتے ہیں۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ زبان کو سوچ سمجھ کر استعمال کرنا کتنا ضروری ہے کہ زبان کی ذرا سی بے اعتدالی کی سزا پورے جسم انسانی کو بھگتنی پڑتی ہے۔ لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں تو مار جسم ہی کو برداشت کرنی پڑتی ہے' بعض دفعہ جسم کو ہمیشہ کی نیند تک سلا دیا جاتا ہے۔ ٹیڑھے ہونے کا مطلب یہی ہے کہ زبان کے ٹیڑھے پن کی زد پورے جسم پر پڑتی ہے۔ اور سیدھے رہنے کا مطلب ابتلاء و آزمائش سے محفوظ رہنا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں دل کو تمام جسم انسانی کی اصلاح یا فساد کا باعث بتلایا گیا ہے' جب کہ اس حدیث سے زبان کا یہ مقام واضح ہوتا ہے۔ تو ان میں باہم کوئی تعارض نہیں۔ اس لئے کہ زبان دل کی جانشین اور اس کی ترجمان ہے اور انسان زبان اور دل دونوں کے مجموعے سے عبارت ہے اور آدمیت انہی دونوں چھوٹی چیزوں کا نام ہے۔ ایک عربی مفکر نے کیا خوب کہا ہے۔ لسان الفتی نصف ونصف فؤاده۔ آدمی کی زبان نصف ہے اور اس کا دل دوسرا نصف ہے۔

١٥٢٣ ـ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الجَنَّةَ، وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ، والصَّدَقَةُ تُطْفِىءُ الخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِىءُ المَاءُ النَّارَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ» ثُمَّ تَلَا: ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ ٱلْمَضَاجِعِ ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿ يَعْمَلُونَ ﴾ [السجدة: ١٦ـ١٧]. ثُمَّ قَالَ: «أَلَا

۱۲/ ۱۵۲۳۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے مجھے دور کر دے۔ آپ ؐ نے فرمایا' تونے بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے' لیکن یہ اس کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اس کو آسان فرما دے (یعنی توفیق عمل دے دے) تو اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا' نماز قائم کر' زکوٰۃ دے' رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر' اگر اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے۔ پھر فرمایا' کیا میں تجھے بھلائی کے دروازے نہ بتلاؤں؟ روزہ ڈھال ہے' صدقہ گناہ کو بجھا دیتا (یعنی اس کے اثر کو دور کر دیتا) ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا رات کے پچھلے پہر (درمیان) میں نماز پڑھنا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''ان کے پہلو' بستروں سے

أُخبِرُكَ بِرَأْسِ الأمْرِ، وَعَمُودِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ» قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «رَأْسُ الأَمْرِ الإِسْلامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الجِهَادُ» ثُمَّ قَالَ: «أَلا أُخْبِرُكَ بِمِلاكِ ذلِكَ كُلِّهِ؟» قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: «كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟» رواه الترمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وقد سبق شرحه.

دور رہتے ہیں'' یہاں تک کہ یعملون تک پہنچ گئے۔ پھر فرمایا' کیا میں تجھے دین کا سر' اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی نہ بتلاؤں؟ میں نے کہا' کیوں نہیں' اللہ کے رسول۔ (ضرور بتلائیے) آپ نے فرمایا' دین کا سر اسلام ہے' اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر فرمایا' کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتلاؤں' جس پر ان سب کا دار و مدار ہے؟ میں نے کہا' کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا۔ اس کو روک کے رکھ۔ میں نے عرض کیا' کیا ہم زبان کے ذریعے سے جو گفتگو کرتے ہیں' اس پر بھی ہماری گرفت ہو گی؟ آپ نے فرمایا' تیری ماں تجھے گم پائے (یہ بددعاء نہیں' عربی محاورہ ہے) جہنم میں لوگوں کو ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیاں ہی اوندھے منہ گرائیں گی۔ (ترمذی) امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کی شرح اس سے ماقبل میں گزری ہے۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الإيمان، باب ما جاء في حرمة الصلاة.

امام نوویؒ نے ماقبل باب کی طرف جو اشارہ کیا ہے' وہ صحیح نہیں ہے' یہ روایت اس سے قبل نہیں گزری۔

فوائد: اس میں ہر رکن اسلام کی اہمیت کے علاوہ زبان کے خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اگر زبان کی حفاظت نہ کی گئی تو سارے اعمال برباد ہو سکتے ہیں اور انسان جنت میں جانے کی بجائے' جہنم کا ایندھن بن سکتا ہے۔

اللھم اعذنا من عذاب النار

١٥٢٤ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا الغِيبَةُ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ» قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: «إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ» رواه مسلم.

۱۳/ ۱۵۲۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تم جانتے ہو' غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا' اپنے بھائی کا ایسے انداز میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہ کرے۔ آپ سے پوچھا گیا۔ اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جس کا میں ذکر کروں؟ آپ نے فرمایا' اگر اس میں وہ چیز موجود ہو جس کا ذکر تو کرے' تو یقیناً تو نے اس کی غیبت بیان کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں ہے جو تو اس کی بابت بیان کرے' تو

پھر تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔ مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الغيبة.

فوائد: اس میں غیبت اور بہتان دونوں کے مفہوم کو بھی اور ان کی شناعت و قباحت کو بھی بیان کر دیا گیا ہے اور یہ بھی یقیناً زبان کی آفات ہی میں سے ہیں۔ اللهم احفظنا منها

١٥٢٥ ـ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنى فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ: «إِنَّ دِماءَكم، وَأَمْوالَكم، وَأَعْرَاضَكُمْ، حَرَامٌ عَلَيْكُم كَحُرْمَةِ يومِكُم هذا، في شهرِكُمْ هٰذَا، في بَلَدِكُمْ هٰذَا، أَلا هَلْ بَلَّغْتُ» متفقٌ عليهِ.

۱۴ / ۱۵۲۵ ۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع (آخری حج) کے موقعے پر عیدالاضحیٰ کے دن منیٰ (جگہ) میں اپنے خطبے میں فرمایا' بے شک تمھارے خون' تمھارے مال اور تمھاری عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے تمھارے اس دن کی حرمت تمھارے اس مہینے میں' تمھارے اس شہر میں۔ سنو' کیا میں نے اللہ کے احکام پہنچا نہیں دیئے؟ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب ليبلّغ منكم الشاهد، وكتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، وفى غيرهما ـ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ .

فوائد: یعنی جس طرح دس ذوالحجہ (عیدالاضحیٰ) کا دن' ذوالحجہ کا مہینہ اور شہر مکہ حرمت والے ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کا خون' مال اور اس کی عزت و آبرو قابل احترام ہیں۔ یعنی کوئی مسلمان ناجائز طریقے سے کسی مسلمان کو قتل کرے' نہ اس کا مال لے اور نہ اس کی بے عزتی کرے' اور غیبت بھی ایک ظلم و زیادتی کا ارتکاب ہی ہے کہ اس سے ایک مسلمان کی عزت پر حرف آتا ہے۔

١٥٢٦ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا. قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: تَعْنِي قَصِيرَةً، فَقَالَ: «لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لو مُزِجَتْ بِمَاءِ البَحْرِ لَمَزَجَتْهُ!» قَالَتْ: وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَاناً فَقَالَ: «مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَاناً وَإِنَّ لِي كَذَا وَكَذَا» رَواهُ أَبو داود، والترمذي وَقَالَ: حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۵ / ۱۵۲۶ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے (ایک روز) نبی کریم ﷺ سے (ان کی دوسری بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بابت) عرض کیا' آپ کے لئے صفیہ کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہے۔ تو آپ ﷺ نے (حضرت عائشہؓ) سے فرمایا' تو نے ایسی بات کہی ہے اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو وہ اس کا ذائقہ بدل ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کے سامنے ایک آدمی کی نقل اتاری تو آپ نے فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کی نقل اتاروں چاہے اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا مال ملے۔

(ابوداؤد' ترمذی' حسن صحیح)

ومعنى: «مَزَجَتْهُ» خالطته مُخَالَطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طعمُهُ، أَوْ رِيحُهُ لِشِدَّةِ نَتَنِهَا وَقُبْحِها، وَهٰذا مِنْ أَبْلَغِ الزَّوَاجِرِ عَنِ الغِيبَةِ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ .

مزجتہ کے معنی ہیں' پانی کے ساتھ ایسے مل جانا کہ اس کی سخت بدبو اور قباحت سے پانی کا ذائقہ یا اس کی بو بدل جائے اور یہ تشبیہہ غیبت کی ممانعت میں نہایت بلیغ اور موثر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (ہمارا پیغمبر) خواہش نفس سے نہیں بولتا' وہ جو کچھ بولتا ہے' وہ وحی ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔

تخريج: سنن أبى داود، كتاب الأدب، باب الغيبة ـ وسنن ترمذي، أبواب صفة القيامة، باب تحريم الغيبة.

فوائد: عربی میں محاکاۃ کا اکثر استعمال کسی کی برائی یا جسمانی عیب کی نقل اتارنے کے لئے ہوتا ہے' مثلاً وہ لنگڑا کے چلتا ہے' یا کبڑوں کی طرح سر جھکائے رکھتا ہے' وغیرہ۔ ایسی نقل بھی غیبت میں شامل ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے اس کلمے کی بابت کہ حفصہ تو کوتاہ قامت ہے' آپ نے مذکورہ تشبیہ بیان فرمائی۔ اور امام نوویؒ نے قرآن کریم کی آیت وما ینطق ......الایۃ بیان فرما کر اشارہ کر دیا کہ یہ تشبیہ بھی وحی الٰہی ہے۔ یعنی گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اس سے واضح ہے کہ ایک دوسرے کی بابت ایسی گفتگو کرنا' جو کسی کے لئے ناگوار ہو یا بطور تحقیر جسمانی عیب کی نقل اتارنا یا تنقیص کے لئے اسے بیان کرنا' بہت سخت گناہ ہے۔ جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے۔

١٥٢٧ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ!» رواهُ أبو داود.

١٦/ ١٥٢٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے' وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے' تو میں نے پوچھا' جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا' یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں۔ (ابو داؤد)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب الغيبة.

فوائد: لوگوں کا گوشت کھانا' یہ کنایہ ہے غیبت کرنے سے۔ عزتیں پامال کرنے سے مراد' لوگوں کے سامنے برائی بیان کر کے ان کی ساکھ اور وقار کو مجروح کرنا' یہ سب باتیں حرام اور سخت ممنوع ہیں۔ مذکورہ سزا سے اس جرم کی قباحت واضح ہے۔

١٥٢٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ الْمُسْلِمِ

١٧/ ١٥٢٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر مسلمان کا خون' اس کی

عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وعِرْضُه وَمَالُهُ» رواهُ مسلم.

آبرو اور اس کا مال ہر دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم ظلم المسلم.

فوائد: اس سے بھی واضح ہے کہ اسلام میں خون' عزت اور مال ان سب کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی بھی مسلمان کی عزت و آبرو پر حملہ کرے یا اس کا مال ہتھیائے یا اسے ناحق قتل کرے۔ اسے باب الغيبة میں لانے کا مطلب یہ ہے کہ غیبت سے بھی انسان کی عزت مجروح ہوتی ہے' اس لئے یہ بھی حرام ہے۔

٢٥٥ - بَابُ تَحْرِيمِ سَمَاعِ الْغِيبَةِ وَأَمْرِ مَنْ سَمعَ غِيبَةً محرَّمَةً بِرَدِّهَا، وَالإِنْكَارِ عَلَى قَائِلِهَا فَإِنْ عَجزَ، أَوْ لَمْ يقبَلْ مِنْهُ، فَارَقَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ إِنْ أَمْكَنَهُ

۲۵۵۔ کسی کی غیبت سننے کے حرام ہونے کا بیان

اور اس بات کا حکم کہ غیبت محرمہ سنے تو اس کی تردید اور بیان کرنے والے کو منع کرے اگر ایسا کرنے سے عاجز ہو یا اس کی بات نہ مانی جائے تو ممکن ہو تو اس مجلس سے علیحدگی اختیار کرلے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ ﴾ [القصص: ٥٥]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ﴾ [المؤمنون: ٣]. وقال تعالى: ﴿ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴾ [الإسراء: ٣٦] وقَالَ تَعَالَى: ﴿ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴾ [الأنعام: ٦٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کر لیتے ہیں۔ سورۂ قصص' ۵۵)

اور فرمایا: مومن بے ہودہ (سب و شتم' لایعنی جھوٹ اور بے حیائی پر مبنی) باتوں سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ (مومنون' ۳)

نیز فرمایا: بے شک کان' آنکھ اور دل' ان سب سے باز پرس ہو گی۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۳۶)

نیز فرمایا: جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ہمارے حکموں میں طعن و تشنیع کر رہے ہوں تو ان سے اعراض کر لے (یعنی ان کی مجلس سے علیحدگی اختیار کر لے) یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ۔ (سورۂ انعام' ۶۸)

فوائد آیات: مذکورہ آیات سے واضح ہے کہ جھوٹ' مکر و فریب' بے حیائی' بے ہو وہ اور لایعنی باتوں سے کنارہ کش رہنا اہل ایمان کا شیوہ ہے اور ان کو اس سے اعراض کرنے کا حکم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیبت کا سننا بھی حرام ہے' کیونکہ وہ بھی لغو میں شامل ہے۔ اسی طرح ان مجلسوں کا بائیکاٹ ضروری ہے جہاں اللہ رسول کے احکام کا استہزاء اڑایا جا رہا ہو۔ یہ استہزاء چاہے زبانی ہو یا عملی۔ یعنی احکام الہیہ کی صریح مخالفت کی جا رہی ہو۔ یہ بھی آیات الہیہ کا استہزاء اور مذاق ہی ہے' جیسے آج کل منگنی' مہندی اور شادی بیاہ اور ختنہ و سالگرہ وغیرہ کی تقریبات ہیں۔ جن میں بے حیائی' بے پردگی' تصویر سازی' ناچ گانا' مرد و عورت کا بے باکانہ اختلاط اور جوان بچیوں کا براتیوں کا استقبال اور ان پر گل پاشی کرنا' وغیرہ جیسی قباحتیں عام ہیں اور مسلمانوں کی مداہنت کی وجہ سے ان کا دائرہ بڑھتا اور پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ اس قسم کی تقریبات میں اگر انسان ان قباحتوں کو روکنے پر قادر نہیں ہے تو ان میں شرکت سخت گناہ ہے' اس لئے ان کا بائیکاٹ ضروری ہے۔

١٥٢٩ ـ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ، رَدَّ اللهُ عَنْ وَجْههِ النَّارَ يَوْمَ القِيَامَةِ» رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۱/ ۱۵۲۹۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کر دے گا۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في الذبّ عن عرض المسلم.

فوائد: عزت کے دفاع کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مجلس میں کسی کی عیب جوئی کر کے اس کی توہین و تنقیص کر رہا ہو' تو اس کا دفاع کیا جائے اور اہل مجلس کو بتلایا جائے کہ اس کی بابت یہ باتیں صحیح نہیں ہیں' اس کا دامن ان چیزوں سے پاک ہے۔

١٥٣٠ ـ وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ المَشْهُورِ الَّذِي تَقَدَّمَ فِي بَابِ الرَّجَاءِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فَقَالَ: «أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ؟» فَقَالَ رَجُلٌ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللهَ وَلَا رَسُولَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَقُلْ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ يُرِيدُ بذلكَ وَجْهَ اللهِ! وإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لا إلٰهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللهِ» متفقٌ عليهِ.
و«عِتْبَانُ» بكسر العين على المشهور،

۲/ ۱۵۳۰۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اس مشہور اور طویل حدیث میں' جو باب الرجاء میں گزر چکی ہے' بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا' مالک بن دخشم کہاں ہے؟ تو ایک آدمی نے کہا۔ وہ تو منافق ہے' اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا' یہ بات مت کہو' کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے؟ اس سے اس کا ارادہ اللہ کی رضا ہی حاصل کرنا ہے اور یقیناً اللہ نے اس شخص پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے جس نے اللہ کے چہرے کی تلاش میں لا الہ الا اللہ کہا۔ (بخاری و مسلم)

وحُكِيَ ضمُّها، وبعدها تاءٌ مثناةٌ مِنْ فوق، ثمَّ باءٌ موحدةٌ. و«الدُّخْشُم» بضم الدال، وإسكان الخاءِ وضمِّ الشين المعجمتين.

عتبان، مشہور قول کے مطابق، عین کے نیچے زیر ہے، اور اس پر پیش بھی منقول ہے اور اس کے بعد تاء (ساکن) اور پھر باء ہے الدخشم دال پر پیش، خاء ساکن اور شین پر پیش۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب المساجد في البيوت - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر.

فوائد: تفصیل کے لیے دیکھئے، باب الرجاء رقم ۴۱۷۔ مومن پر جہنم کی آگ حرام ہونے کا مطلب ہے، علی سبیل الخلود یعنی مومن کا ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا حرام ہے، ورنہ کبیرہ گناہ کا مرتکب مومن، اگر اللہ نے اسے معاف نہیں کیا، تو بطور سزا جہنم میں جائے گا اور جب تک اللہ چاہے گا، جہنم کی سزا بھگتے گا، تاہم بعد میں اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس حدیث سے بھی واضح ہے کہ مسلمان کی غیبت کرنا حرام اور ممنوع ہے۔

١٥٣١ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ في حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ في قِصَّةِ تَوْبَتِهِ وقد سَبَقَ في باب التَّوْبَة. قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ في القَوْمِ بِتَبُوكَ: «مَا فَعَلَ كَعْبُ بنُ مَالِكٍ؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَني سَلِمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ، والنَّظَرُ في عِطْفَيْهِ. فَقَالَ لَهُ مُعاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: بِئْسَ مَا قُلْتَ، واللهِ يَارَسُولَ اللهِ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إلَّا خَيْراً، فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. متفقٌ عليه.

«عِطْفَاهُ»: جانِبَاهُ، وهو إشارةٌ إلى إعجابِهِ بنفسِهِ.

۳ / ۱۵۳۱ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اس طویل حدیث میں، جس میں ان کی اپنی توبہ کا قصہ ہے، اور جو باب التوبہ میں گزر چکی ہے۔ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب کہ آپ تبوک میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے، فرمایا۔ کعب بن مالک نے کیا کیا؟ تو بنو سلمہ کے ایک آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ، اس کو اس کی دونوں چادروں اور اس کے دونوں کناروں پر نظر کرنے (یعنی خود پسندی) نے روک لیا۔ تو اس شخص سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تو نے بری بات کہی۔ اللہ کی قسم، اے اللہ کے رسول، ہم تو اس کے اندر خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ پس رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

عطفاہ، اس کے دونوں کنارے۔ اور یہ اشارہ ہے ان کی خود پسندی کی طرف۔

تخریج: صحيح بخاري، وصحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث پوری تفصیل سے باب التوبہ، رقم ۹ / ۲۱ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کے لانے سے مقصود یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جب ایک شخص نے حضرت کعب بن مالک کی بابت اس بدگمانی کا اظہار کیا کہ اس کو تو اس کی خوش پوشاکی اور خود پسندی نے اس کارزار حرب و ضرب میں نہیں آنے دیا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ

نے حضرت کعبؓ کا دفاع فرمایا اور اس قسم کی بدگمانی کو بے جواز قرار دیا۔ نبی ﷺ نے اس پر سکوت فرما کر حضرت معاذؓ کے طرز عمل کی تصویب فرما دی۔ جس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ مجلس میں اس طرح کسی کی غیبت اور تنقیص و توہین کی جا رہی ہو' تو دوسرے لوگوں کی ذمے داری ہے کہ متعلقہ شخص کی عزت و آبرو کی حفاظت اور اس کا دفاع کریں۔

٢٥٦ ۔ بَابُ بَيَانِ مَا يُبَاحُ مِنَ الْغِيبَةِ

۲۵۶۔ غیبت کی بعض جائز صورتوں کا بیان

اِعْلَمْ أَنَّ الغِيبَةَ تُبَاحُ لِغَرَضٍ صَحِيحٍ شَرْعِيٍّ لَا يُمْكِنُ الْوُصُولُ إلَيْهِ إلَّا بِهَا، وهُوَ سِتَّةُ أَسْبَابٍ:

الأَوَّلُ: التَّظَلُّمُ، فَيَجوزُ لِلْمَظلُومِ أَنْ يَتَظَلَّمَ إلى السُّلْطَانِ وَالقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهُ وِلَايَةٌ، أَوْ قُدْرَةٌ على إنْصَافِهِ مِنْ ظَالِمِهِ، فيَقُولُ: ظَلَمَني فُلانٌ بكَذا. الثَّاني: الاسْتِعَانَةُ عَلى تَغْيِيرِ المُنْكَرِ، وَرَدِّ العاصي إلى الصَّوَابِ، فيقول لِمَنْ يَرْجُو قُدْرَتَهُ على إزالَةِ المُنْكَرِ: فُلانٌ يَعْمَلُ كَذا، فازْجُرْهُ عنهُ ونحو ذٰلِكَ، وَيكُونُ مَقْصُودُهُ التَّوَصُّلَ إِلَى إزَالَةِ المُنْكَرِ، فَإِنْ لَمْ يَقْصِدْ ذٰلِكَ كانَ حَرَاماً. الثَّالِثُ: الاسْتِفْتَاءُ، فَيَقُولُ لِلْمُفْتي: ظَلَمَني أَبي، أَوْ أَخِي، أَوْ زَوْجي، أَوْ فُلانٌ بِكَذا، فَهَلْ لَهُ ذٰلِكَ؟ ومَا طَرِيقي في الخلاصِ مِنْهُ، وَتَحْصِيلِ حَقِّي، وَدَفْعِ الظُّلْمِ؟ ونحو ذٰلِكَ، فَهٰذَا جَائِزٌ لِلْحَاجَةِ، ولكِنَّ الأَحْوَطَ والأفضلَ أَنْ يَقُولَ: مَا تَقُولُ في رَجُلٍ أَوْ شَخْصٍ، أَوْ زَوْجٍ، كَانَ مِنْ أَمْرِهِ كَذَا؟ فإنَّهُ يَحصُلُ بِهِ الغَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَعْيِينٍ وَمَعَ ذٰلِكَ، فالتَّعْيِينُ جَائِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهُ في حَدِيثِ هِنْدٍ

معلوم ہونا چاہئے کہ کسی صحیح شرعی مقصد کے لئے غیبت کرنا جائز ہے جب کہ اس کے بغیر اس تک پہنچنا ممکن نہ ہو اور اس کے چھ اسباب ہیں۔

۱۔ دست درازی کا ہونا۔ پس مظلوم کے لئے جائز ہے کہ وہ بادشاہ اور قاضی (یا ایسے مجاز افسر وغیرہ) کی طرف اپنا معاملہ لے جائے جن کے پاس حکمرانی کا اختیار یا ظالم کو سزا دے کر انصاف کرنے کی طاقت ہو' پس وہ جا کر کہے کہ مجھ پر فلاں شخص نے اس طرح زیادتی کی ہے۔

۲۔ خلاف شرع کاموں کے روکنے اور برائی کے مرتکب کو راہ راست پر لانے کے لئے مدد حاصل کرنا۔ پس وہ ایسے شخص سے' جس کی بابت اسے امید ہو کہ اسے خلاف شرع کاموں کے روکنے کی قوت ہے' یہ کہے کہ فلاں شخص یہ برائی کر رہا ہے' وہ اس کو اس سے روکے' یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہے اور مقصود اس کا صرف یہی ہو کہ اس برائی کا ازالہ ہو جائے۔ اگر یہ مقصود نہیں ہو گا تو ایسی شکایت حرام ہو گی۔

۳۔ فتویٰ طلب کرنا۔ پس وہ مفتی سے جا کر کہے' مجھ پر میرے باپ نے بھائی نے یا میرے خاوند نے یا فلاں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے' کیا اسے اس کا حق حاصل ہے؟ (اگر نہیں ہے) تو اس سے خلاصی پانے اور ظلم کے ٹالنے اور اپنا حق وصول کرنے کا میرے لئے کیا طریقہ ہے؟ اور اس طرح کی کوئی بات کرے' تو یہ بوقت ضرورت جائز ہے۔ لیکن اس میں بھی زیادہ محتاط

إنْ شَاءَ اللهُ تَعَالى. **الرَّابِعُ**: تَحْذِيرُ المُسْلِمِينَ مِنَ الشَّرِّ وَنَصِيحَتُهُمْ، وذلِكَ مِنْ وُجُوهٍ: منها جَرْحُ المَجْرُوحِينَ مِنَ الرُّوَاةِ والشُّهُودِ، وَذٰلِكَ جَائِزٌ بإجْماعِ المُسْلِمِينَ، بَلْ واجِبٌ لِلْحَاجَةِ. وِمنْهَا المُشَاوَرَةُ في مُصَاهَرَةِ إنْسَانٍ، أَوْ مُشَارَكَتِهِ، أَوْ إيدَاعِهِ، أَوْ مُعَامَلَتِهِ، أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ، أَوْ مُجَاوَرَتِهِ، وَيَجِبُ على المُشَاوَرِ أَنْ لَا يُخْفِيَ حَالَهُ، بَلْ يَذْكُرُ المساوِىء الَّتِي فيه بِنِيَّةِ النَّصِيحَةِ. ومنها إذا رأى مُتَفَقِّهاً يَتَرَدَّدُ إلى مُبْتَدِعٍ، أَوْ فاسِقٍ يأْخُذُ عنهُ العِلْمَ، وخَافَ أَنْ يَتَضَرَّرَ المُتَفَقِّهُ بذلِكَ، فَعَلَيْهِ نَصِيحَتُهُ بِبيانِ حَالِهِ، بِشَرْطِ أَنْ يَقْصِدَ النَّصِيحَةَ، وهذا مِمَّا يُغْلَطُ فيهِ. وقدْ يَحْمِلُ المُتَكَلِّمَ بِذلِكَ الحَسَدُ، وَيُلَبِّسُ الشَّيْطَانُ عليهِ ذلِكَ، وَيُخَيِّلُ إلَيْهِ أنَّهُ نصيحةٌ فَلْيُتَفَطَّنْ لذلِكَ. ومنها أن يكونَ لَهُ وِلَايَةٌ لَا يقومُ بِهَا عَلَى وَجْهِها: إمَّا بأنْ لَا يكونَ صالحاً لها، وإمَّا بأَنْ يكونَ فاسقاً، أَوْ مُغَفَّلاً، ونحوَ ذلكَ فَيَجِبُ ذِكْرُ ذلكَ لِمَنْ لَهُ عليهِ وِلايَةٌ عامَّةٌ لِيُزِيلَهُ، وَيُوَلِّيَ مَنْ يَصْلُحُ، أَوْ يَعْلَمَ ذلكَ منه لِيُعَامِلَهُ بِمُقْتَضَى حالِهِ، ولا يَغْتَرَّ بِهِ، وَأَنْ يَسْعَى في أَنْ يَحُثَّهُ عَلَى الاسْتِقَامَةِ أَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهِ. **الخَامِسُ**: أَنْ يَكُونَ مُجَاهِراً بِفِسْقِهِ أَوْ بِدْعَتِهِ كالمُجَاهِرِ بِشُرْبِ الخمرِ، ومُصَادَرَةِ النَّاسِ، وأَخْذِ المَكْسِ؛ وجِبَايَةِ الأَمْوَالِ ظُلْماً، وتَوَلِّي الأُمُورِ الباطِلَةِ، فيجوزُ ذِكْرُهُ بِمَا يُجَاهِرُ بِهِ؛ وَيَحْرُمُ ذِكْرُهُ

اور افضل طریقہ یہ ہے کہ وہ اس طرح سوال کرے کہ ایسے آدمی یا شخص یا خاوند کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس کا معاملہ اور رویہ اس طرح ہے؟' اس طرح نام لئے اور متعین کئے بغیر بھی مقصد حاصل ہو جائے گا۔ تاہم اس کے باوجود تعیین (نام لینا) بھی جائز ہے' جیسا کہ ہم اس کی بابت ھند کی حدیث بیان کریں گے۔

۴۔ مسلمانوں کو برائی سے ڈرانا اور ان کی خیر خواہی کرنا۔ اور اس کے متعدد طریقے ہیں۔ مثلاً حدیث کے سلسلہ سند کے مجروح راویوں اور (واقعے کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے) گواہوں پر جرح کرنا۔ یہ مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے بلکہ بہ وقت ضرورت واجب ہے۔ یا جیسے کسی سے شادی بیاہ کا تعلق قائم کرنے یا کاروبار میں شرکت کرنے یا اس کے پاس امانت رکھوانے یا کوئی اور معاملہ کرنے یا اس کے پڑوسی ہونے کے بارے میں ایک دوسرے سے مشورہ کرنا ہے۔ تو جس شخص سے مشورہ کیا جائے' اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی بات نہ چھپائے' بلکہ خیر خواہی کی نیت سے وہ تمام برائیاں بیان کر دے جو اس میں ہوں۔ (تا کہ انسان غلط جگہ رشتہ نہ کرے' بددیانت کے پاس امانت نہ رکھوائے نہ کاروبار میں اشتراک کرے اور نہ اس کا پڑوسی بنے وغیرہ) اسی طرح جب ایک شخص کسی طالب علم کو دیکھے کہ وہ شریعت کا علم حاصل کرنے کے لئے کسی بدعتی یا فاسق کے پاس جاتا ہے اور وہ یہ اندیشہ محسوس کرے کہ طالب علم کو اس بدعتی یا فاسق سے نقصان پہنچے گا' پس اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کا حال بیان کر کے اس کی خیر خواہی کرے' بشرطیکہ مقصد صرف خیر خواہی ہی ہو۔ اور یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس میں عام طور پر غلطیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے' کبھی تو

بغَيْرِه مِنَ العُيوبِ، إلَّا أَنْ يكونَ لجَوازِهِ سَبَبٌ آخَرُ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ. **السَّادِسُ**: التَّعْرِيفُ، فإِذَا كَانَ الإِنْسَانُ مَعْروفاً بلَقَبٍ؛ كالأَعْمَشِ والأَعْرَجِ والأَصَمِّ، والأَعْمَى، والأَحْوَلِ، وَغَيْرِهِمْ جَازَ تَعْرِيفُهُمْ بذلِكَ؛ وَيحْرُم إطْلاَقُه على جِهَةِ التَّنَقُّصِ؛ ولو أَمكنَ تَعرِيفُهُ بغَيْرِ ذلِكَ كَانَ أولى.

فهذه سِتَّةُ أَسبابٍ ذكَرَهَا العلماءُ وأكثَرُها مُجْمَعٌ عليهِ؛ ودَلاَئلُها مِنَ الأَحاديثِ الصَّحِيحَةِ مشهورةٌ. فمن ذلك:

حسد انسان کو ایسی بات کرنے پر آمادہ کرتا ہے لیکن شیطان اس پر معاملے کو خلط ملط کر دیتا ہے اور اس کے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ یہ خیر خواہی ہے۔ (دراں حالیکہ اس میں خیر خواہی کی بجائے حسد کی کارفرمائی ہوتی ہے) اس لئے انسان کو ہشیار اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔

یا کوئی افسر اعلیٰ اور حاکم ہو' لیکن ولایت کا صحیح حق ادا نہ کر رہا ہو' یا تو اس لئے کہ اس کے اندر حکمرانی کی اہلیت ہی نہیں ہے' یا فاسق ہے' یا کم عقل وغیرہ ہے' تو ضروری ہے کہ اس کی حقیقت مقتدر اعلیٰ تک پہنچائی جائے جس کو اس پر غلبہ و تفوق حاصل ہو تا کہ وہ اس کو ہٹا دے اور اس کی جگہ ایسے شخص کو حاکم اور افسر مجاز بنائے جو معاملات کی اصلاح کرے یا کم از کم اس کی اصل حقیقت اس کے علم میں آجائے گی تا کہ وہ اس کے حال کے مطابق اس سے معاملہ کرے اور اس سے دھوکہ نہ کھائے اور یہ کہ وہ کوشش کرے کہ اسے سیدھے راستے پر قائم رہنے کی ترغیب دے یا پھر اسے بدل دے۔

۵۔ یا کوئی کھلم کھلا اپنے فسق یا بدعت کا ارتکاب کرنے والا ہو' جیسے کوئی علانیہ شراب نوشی کرے' لوگوں کا مال لے' چنگی وصول کرے' یا ظلماً ٹیکس لے اور باطل کاموں کی سرپرستی کرے۔ پس وہ جو بھی غلط کام کھلم کھلا کرے' اس کا بیان کرنا جائز ہے (تا کہ اس کا ازالہ ممکن ہو سکے) اس کے علاوہ اس کے دوسرے عیبوں کا (جو مخفی ہوں) بیان کرنا حرام ہے' الا یہ کہ اس کے جواز کا بھی کوئی ایسا ہی دوسرا سبب ہو جو ہم نے ذکر کیا۔

٦۔ معروف نام سے پکارنا۔ جب انسان کسی لقب کے ساتھ معروف ہو' جیسے اعمش (چندھا) اعرج (لنگڑا) بہرا' اندھا اور بھینگا وغیرہ تو اس کے لئے تعارفی نام یا لقب کا

استعمال جائز ہے۔ تاہم توہین و تنقیص کی نیت سے ان الفاظ کا استعمال حرام ہے اور اگر مذکورہ معروف القاب کے بغیر اس کا تعارف ممکن ہو' تو زیادہ بہتر ہے۔

پس یہ چھ اسباب ہیں جو علماء نے بیان کئے ہیں (جن کی وجہ سے دوسروں کے عیبوں کا بیان کرنا جائز ہے) اور ان میں سے اکثر پر علماء کا اتفاق ہے اور اس کے دلائل احادیث صحیحہ سے مشہور ہیں۔ ان میں سے چند احادیث درج ذیل ہیں۔

١٥٣٢ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلاً اسْتَأْذَنَ عَلى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «ائذَنُوا لَهُ، بِئسَ أَخُو العَشِيرَةِ؟» متفقٌ عليهِ. احْتَجَّ بِهِ البخاري في جَوازِ غِيبةِ أهلِ الفسادِ وأهلِ الرِّيَبِ.

۱/ ۱۵۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی' تو آپ نے فرمایا' اس کو اجازت دے دو' یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے۔ (بخاری و مسلم) امام بخاری نے اس حدیث سے اہل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت بیان کرنے کے جواز پر استدلال کیا ہے (تاکہ لوگ ان سے بچ کر رہیں)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما يجوز من اغتياب أهل الفساد ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب مداراة من يتقى فحشه.

فوائد: امام بخاری کے استدلال کی وجہ ظاہر ہے کہ لوگ ان کی ظاہری حالت سے دھوکہ نہ کھائیں۔ گویا جو شخص برے کردار کا حامل ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ اگر لوگوں کو اس کے کردار سے آگاہ نہ کیا گیا تو بہت سے لوگ اس کے دام تزویر میں پھنس جائیں گے جس سے ان کے دین یا دنیا یا دونوں کا نقصان ہو گا' تو ایسے شخص کی غیبت کرنا جائز ہے۔

١٥٣٣ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَظُنُّ فُلاناً وفُلاناً يَعرِفَانِ مِنْ دِينِنا شَيئاً» رواه البخاريُّ. قالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ أَحدُ رُواةِ هٰذَا الحَدِيثِ: هٰذَانِ الرَّجُلاَنِ كَانَا مِنَ المُنَافِقِينَ.

۲/ ۱۵۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرا گمان ہے کہ فلاں فلاں آدمی ہمارے دین کی کسی بات کو نہیں جانتے (بخاری) اس حدیث کے ایک راوی لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ یہ دونوں آدمی منافقین میں سے تھے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما يكون من الظن.

فوائد: منافقین بھی اہل فساد اور مشتبہ کردار ہی کے حامل ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی حقیقت سے بھی لوگوں کو آگاہ کرنا نہ صرف جائز' بلکہ ضروری ہے' تاکہ لوگ ان سے بچ کر رہیں اور ان کا دین یا دنیا خراب نہ ہو۔

١٥٣٤ ـ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فقلتُ: إنَّ أبا الجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطبانِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَصُعْلُوكٌ لا مَالَ لَهُ، وأَمَّا أَبُو الجَهْمِ، فَلَا يَضَعُ العَصَا عَنْ عَاتِقِهِ» متفقٌ عليه.

وفي روايةٍ لمسلمٍ: «وأَمَّا أَبُو الجَهْمِ فَضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ» وَهُوَ تفسير لرواية: «لَا يَضَعُ العَصَا عَنْ عَاتِقِهِ» وقيل: معناه: كثيرُ الأَسفارِ.

۳ / ۱۵۳۴۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ابو جہم اور معاویہ' ان دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ (میں کیا کروں؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ معاویہ' تو مفلس آدمی ہے' اس کے پاس مال ہی نہیں ہے۔ اور ابو جہم جو ہے' وہ اپنی لاٹھی ہی اپنے کندھے سے نہیں رکھتا۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے' لیکن ابو جہم تو عورتوں کو بہت مارنے والا ہے اور یہ تفسیر ہے پچھلی روایت کے الفاظ کی کہ وہ تو اپنی لاٹھی ہی اپنے کندھے سے نہیں اتارتا۔ اور بعض کے نزدیک اس کے معنی ہیں' کثرت سے سفر کرنے والا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ ازدواج سے منسلک ہونے کی خواہش رکھنے والے فریقین کو ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ کرنا اور ان میں موجود خرابیوں کو بیان کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ واقعی مقصد خیر خواہی ہی ہو۔ یہ غیبت محرمہ میں شامل نہیں ہو گا۔

١٥٣٥ ـ وعَنْ زَيْدِ بنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رسولِ اللهِ ﷺ في سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ: فَقَالَ عبدُ اللهِ بنُ أُبَيٍّ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا وقال: لَئِنْ رَجَعْنَا إلى المَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْها الأَذَلَّ، فَأَتَيْتُ رسولَ اللهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ، فَأَرسَلَ إِلى عبدِ اللهِ بنِ أُبَيٍّ، فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ: مَا فَعَلَ، فقالوا: كَذَبَ زيدٌ رسولَ اللهِ ﷺ، فَوَقَعَ في نَفْسِي مِمَّا قالوه شِدَّةٌ حتى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى تَصْدِيقي: ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ ثُمَّ دَعَاهُم النَّبِيُّ ﷺ، لِيَسْتَغْفِرَ لهم فَلَوَّوْا رُؤُوسَهُمْ.

۴ / ۱۵۳۵۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر گئے' اس میں لوگوں کو بہت سختی پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے کہا' تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر اپنا مال مت خرچ کرو' تاکہ وہ خود ہی منتشر ہو جائیں اور اس نے کہا' کہ اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو یقیناً ہم میں سے زیادہ عزت والا وہاں سے ذلیل کو نکال دے گا' (حضرت زید فرماتے ہیں) میں یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اس کی بات بتلائی' پس آپ نے عبداللہ بن ابی کو پیغام بھیج کر بلوایا' تو اس نے پختہ قسم اٹھا کر کہا کہ اس نے ایسا نہیں کہا۔ تو لوگوں نے کہا' زید نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ کہا' پس میرے دل میں لوگوں کی بات سے سخت رنج ہوا' یہاں تک کہ اللہ

متفقٌ عليه.

تعالیٰ نے میری تصدیق میں یہ سورت نازل فرما دی۔ اذا جاء ك المنافقون (جس میں آگے چل کر عبداللہ منافق کا وہی قول نقل کیا گیا ہے) پس نبی ﷺ نے ان (منافقین) کو بلایا تا کہ آپ ان کے لئے استغفار کریں۔ لیکن انہوں نے (استغفار سے اعراض کرتے ہوئے) اپنے سروں کو پھیر لیا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري. كتاب التفسير، سورة المنافقون ـ وصحيح مسلم، أوائل كتاب صفات المنافقين.

فوائد: عبداللہ بن ابی' مدینے میں منافقین کا سردار تھا۔ اس نے مذکورہ سفر میں' جو غزوۂ بنی المصطلق کے لئے ہوا تھا' صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بدزبانی کا اظہار کیا تھا' جسے حضرت زید بن ارقمؓ نے سن لیا اور انہوں نے اسے بارگاہ رسالت میں پہنچا دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ منافقین کی سازشوں اور چالوں کو بے نقاب کرنا' غیبت میں شامل نہیں ہے' بلکہ ان سے لوگوں کو آگاہ کرنا اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے لئے ضروری ہے۔

١٥٣٦ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَتْ هِنْدُ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ، وَهُوَ لَا يَعْلَمُ؟ قَالَ: «خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالمَعْرُوفِ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۵۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے عرض کیا' کہ ابو سفیان بخیل آدمی ہیں' وہ مجھے اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے کہ مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو جائے' مگر یہ کہ میں خود ان کے علم کے بغیر ان کے مال میں سے کچھ لے لوں۔ آپ نے فرمایا' تم دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچوں کو کافی ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النفقات، باب نفقة المرأة إذا غاب زوجها ـ وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب قضية هند.

فوائد: ہند' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ رضی اللہ عنہا۔ یہ فتح مکہ کے موقعے پر اپنے خاوند حضرت ابو سفیان کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ اس سے ایک مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ حکم شریعت معلوم کرنے کے لئے میاں بیوی مفتی کے سامنے ایک دوسرے کی غیبت کر سکتے ہیں۔ دوسرا' یہ کہ خاوند اگر دستور کے مطابق گھریلو اخراجات کے لئے رقم نہ دے تو بیوی کو اجازت ہے کہ وہ اس کے علم کے بغیر دستور کے مطابق اس کے مال میں سے کچھ رقم لے لیا کرے۔ لیکن اس سے مقصد گھر کے ضروری اخراجات پورے کرنے ہوں نہ کہ فضولیات پر خرچ کرنا یا خاوند کے مال کو اجاڑنا۔

٢٥٧ ـ بَابُ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ وَهِيَ نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى جِهَةِ الْإِفْسَادِ

۲۵۷۔ چغلی کے حرام ہونے کا بیان اور یہ فساد ڈالنے کی نیت سے ایک کی بات دوسرے کو پہنچانے کا نام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ﴾ [القلم: ١١]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ١٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بہت عیب جُو یا غیبت کرنے والے اور چغلی کے ذریعے سے فساد برپا کرنے والے کی (بات نہ مان)۔ (سورۂ نون۔ ۱۱)

نیز فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔ (سورۂ ق' ۱۸)

١٥٣٧ ـ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۵۳۷۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما يكرة من النميمة ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم النميمة.

فوائد: چغلی کا مفہوم امام نووی ؒ نے عنوان باب میں ہی بیان کر دیا ہے۔ جو شخص چغلی کو حلال سمجھتے ہوئے چغلی کرتا اور لوگوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے دراں حالیکہ اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایسا شخص یقیناً کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ ہاں وہ شخص جو اس کو حرام ہی جانتا ہے لیکن بشری کمزوری کی وجہ سے اس سے چغل خوری کا گناہ صادر ہو جاتا ہے تو اگر اللہ نے اس کا یہ گناہ معاف نہیں کیا تو وہ پہلے اس کی سزا جہنم میں بھگتے گا اور اس کے بعد جنت میں جائے گا۔ یعنی ایسا گناہگار مسلمان پہلے مرحلے میں جنت میں نہیں جائے گا' الا یہ کہ اللہ معاف کر دے۔

١٥٣٨ ـ وَعَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فقال: «إِنَّهُما يُعَذَّبانِ وما يُعَذَّبانِ في كَبِيرٍ! بَلَى إِنَّهُ كَبِيرٌ: أَمَّا أَحَدُهما، فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ». متفقٌ عليه، وهذا لفظ إحدى روايات البخاري. قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى: «وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ» أَيْ: كَبِيرٍ فِي زَعْمِهِما وقيلَ: كَبِيرٌ تَرْكُهُ عَلَيهِما.

۲ / ۱۵۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا' تو فرمایا' ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور ان کو یہ عذاب کسی بڑی (یا زیادہ مشکل) بات پر نہیں ہو رہا۔ (پھر فرمایا) کیوں نہیں' وہ بڑی بات ہی ہے۔ ان میں سے ایک تو چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ بخاری کی روایات میں سے ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

علماء نے کہا ہے' ان کو کسی بڑی بات میں عذاب

نہیں ہو رہا ہے' کا مطلب ہے' ان کے خیال میں وہ کوئی بڑی بات نہیں تھی (ورنہ شریعت کی نظر میں تو وہ بڑی بات تھی) اور بعض نے کہا' کبیر سے مراد ہے کہ ان کا ترک کرنا زیادہ مشکل بات نہ تھی (وہ چاہتے تو آسانی سے اس گناہ سے بچ سکتے تھے)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الوضوء، باب رقم٥٧ ـ وصحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الدلیل علی نجاسة البول. . .

فوائد: لا یستتر من بوله' کا ایک دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ پیشاب کرتے وقت وہ لوگوں سے اوجھل نہیں ہوتا تھا' بلکہ بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظروں کے سامنے ہی پیشاب کرنے بیٹھ جاتا۔ ظاہر بات ہے یہ بے شرمی بھی گناہ ہے۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ چغل خوری' پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا یا پردے کا اہتمام نہ کرنا' یہ سب کبیرہ گناہ ہیں جن پر گرفت ہو سکتی ہے۔ (۲) اس سے عذاب قبر کا بھی اثبات ہوتا ہے جس کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں۔

١٥٣٩ ـ وَعَنِ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلا أُنَبِّئُكُمْ مَا العَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ، القَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ» رواه مسلم.

«العَضْهُ»: بِفَتْحِ العينِ المُهْمَلَةِ، وإسْكَانِ الضَّادِ المُعْجَمَةِ، وبالهاءِ على وزنِ الوجهِ، ورُوِيَ: «العِضَةُ» بِكَسْرِ العَيْنِ وفَتْحِ الضَّادِ المُعْجَمَةِ عَلى وَزْنِ العِدَةِ، وهِيَ: الكَذِبُ والبُهْتَانُ، وعَلى الرِّوايةِ الأولى: العَضْهُ مصدرٌ، يقال: عَضَهَهُ عَضْهاً؛ أي: رماهُ بالعَضْهِ.

۳/ ۱۵۳۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ عضہ کیا چیز ہے؟ وہ چغلی ہے' لوگوں کے درمیان (کسی کی) بات کرنا۔ (مسلم)

العضه' عین پر زبر' ضاد ساکن اور ہاء' بروزن وجہ۔ اور یہ عضہ بھی مروی ہے یعنی عین کے نیچے زیر' ضاد پر زبر' بروزن عدۃ' یہ جھوٹ اور بہتان کو کہتے ہیں اور پہلی روایت کے مطابق العضه' مصدر ہے' کہا جاتا ہے عضهه عضها یعنی اسے جھوٹ کے ساتھ متہم کیا یا اس پر بہتان باندھا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم النمیمة.

فوائد: اس سے بھی معلوم ہوا کہ چغل خوری' کذب بیانی اور بہتان تراشی وغیرہ یہ سب کبیرہ گناہ ہیں' کیونکہ ان سے معاشرے میں فساد پھیلتا اور لوگوں کے درمیان تفرقہ برپا ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کا دامن کردار ان تمام عیبوں سے پاک ہونا چاہئے۔

٢٥٨ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيثِ

۲۵۸۔ لوگوں کی گفتگو اور باتیں بلا

وَكَلَامِ النَّاسِ إِلَى وُلَاةِ الْأُمُورِ إِذَا لَمْ تَدْعُ حَاجَةٌ كَخَوْفِ مَفْسَدَةٍ وَنَحْوِهَا

ضرورت حکام تک پہنچانے کی ممانعت کا بیان تاہم بگاڑ یا کوئی نقصان وغیرہ کا اندیشہ ہو تو جائز ہے

قَالَ الله تعالى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ٢]. وفي الباب الأحاديثُ السابقةُ في البابِ قبلَهُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔ (سورۂ مائدہ۔ ۲)

اور اس باب میں بھی وہی حدیثیں ہیں جو اس سے ماقبل باب میں گزریں۔ (ایک اور حدیث ملاحظہ ہو)

١٥٤٠ ـ وعن ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا يُبَلِّغني أَحَدٌ من أَصْحَابي عَنْ أَحَدٍ شيئاً، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُم وأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ» رواهُ أبو داودَ والترمذيّ.

۱ / ۱۵۴۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے صحابہ میں سے کوئی شخص کسی کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچائے۔ اس لئے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں تمہارے درمیان اس حال میں نکلوں کہ میرا سینہ (ہر ایک کی بابت) صاف ہو۔ (ابو داؤد' ترمذی)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب رفع الحديث من المجلس ـ وسنن ترمذي، أبواب المناقب، باب فضل أزواج النبي ﷺ.

فوائد: بات سے مراد' ایسی بات جو آپ کے لئے ناپسندیدہ ہو یا متعلقہ بندے کے لئے نقصان دہ ہو۔ اس میں پردہ پوشی کی تاکید اور بلا ضرورت لوگوں کی ناپسندیدہ باتیں حکام بالا تک پہنچانے کی ممانعت ہے۔ جیسا کہ امام نووی نے باب باندھا ہے۔

٢٥٩ ـ بابُ ذَمِّ ذِي الْوَجْهَيْنِ

۲۵۹۔ دو رخے شخص کی مذمت کا بیان

قَالَ اللهُ تعالى: ﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا﴾ [النساء: ١٠٨]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' وہ لوگوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے' حالانکہ وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو ایسی باتوں میں مشورہ کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے عملوں کا احاطہ کرنے والا ہے۔ (سورۂ نساء' ۱۰۸۔۱۰۹)

١٥٤١ ـ وعن أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَجِدُونَ

۱ / ۱۵۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم لوگوں کو کانوں کی طرح

النَّاسَ مَعادِنَ: خِيارُهُمْ في الجاهِلِيَّةِ خِيارُهُمْ في الإِسْلامِ إذا فَقُهُوا، وَتَجِدُونَ خِيارَ النَّاسِ في هذا الشَّأْنِ أَشَدَّهُم لَهُ كَرَاهِيَةً، وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذي يَأْتي هؤُلاءِ بِوَجْهٍ، وَهؤُلاءِ بِوَجْهٍ» متفقٌ عليه.

پاؤں گے۔ ان میں جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے' اسلام میں بھی بہتر ہیں جب کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ اور اس حکمرانی کے معاملے میں تم ان لوگوں کو سب سے بہتر پاؤ گے جو اس کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہوں گے اور تم لوگوں میں سب سے بدتر دو رخے شخص کو پاؤ گے جو ان کے پاس ایک رخ (چہرہ) لے کر جائے اور ان کے پاس دوسرا رخ۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، أوائل كتاب المناقب - وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب خيار الناس.

فوائد: کانوں کی طرح' کا مطلب ہے کہ ان کی بھی کوئی اصل ہو گی جس کی طرف وہ منسوب ہوں گے اور جو ان کے لئے ذریعہ افتخار ہو گی۔ اچھی اصل یعنی شرف و مجد رکھنے والے قبیلے' جس طرح زمانہ جاہلیت میں ممتاز تھے' اسلام چونکہ خود بھی شرافت و کرامت کا حامل مذہب ہے' اس لئے قبول اسلام کے بعد بھی ممتاز قبیلوں کے لوگ شرف و فضل میں نمایاں ہی رہیں گے' ان کی قدر و منزلت میں کوئی کمی نہیں ہو گی' بشرطیکہ وہ دین کی صحیح سمجھ حاصل کر لیں اور اس کی پابندی کو اپنا شعار بنا لیں۔ (۲) جو لوگ عہدہ و منصب کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ وہ اس کی ذمے داریوں سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں' ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں اگر اختیار و اقتدار آ جائے تو یہ عوام کے لئے بہتر ثابت ہوتے ہیں' کیونکہ وہ اس کی ذمے داریوں اور تقاضوں کو پوری دیانت داری سے ادا کرتے ہیں' وہ اپنے مفادات کو نہیں دیکھتے' ملک و قوم کے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی حدوں کو توڑتے نہیں' بلکہ ان کو قائم کرتے ہیں۔ (۳) دو رخے شخص سے مراد ایسا آدمی ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے تو اسے باور کرائے کہ وہ اس کا خیر خواہ اور ساتھی ہے اور دوسرے کا مخالف۔ لیکن جب دوسرے گروہ کے پاس جائے تو وہاں بھی یہی تاثر دے۔ یہ بدترین آدمی ہے۔ اس کے مقابلے میں وہ شخص سب سے بہتر ہے کہ وہ ہر گروہ کے پاس جائے اور اپنی طاقت کے مطابق ہر ایک کی اصلاح کی کوشش کرے۔

١٥٤٢ - وعنْ محمدِ بن زَيْدٍ أَنَّ نَاساً قَالُوا لِجَدِّهِ عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: إنَّا نَدْخُلُ على سَلاطِينِنا فنقولُ لهُمْ بِخِلافِ ما نَتَكَلَّمُ إذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ هذا نِفاقاً عَلى عَهْدِ رسولِ اللهِ ﷺ. رواه البخاري.

۲/ ۱۵۴۲۔ حضرت محمد بن زید ؒ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا' ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں سے مختلف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر نکل کر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' ہم ایسے رویئے کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأحكام، باب ما يكره من ثناء السلطان.

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ حکمرانوں کے سامنے تو ان کی تعریف کرنا اور آگے پیچھے ان کی مذمت کرنا' یہ عملی نفاق ہے۔ اس لئے کہ جو دل میں ہے وہ زبان پر نہیں اور جو زبان پر ہے وہ دل میں نہیں۔ ایک سچے مسلمان کا کردار تو یہ ہے کہ بادشاہ اگر اچھا' متقی اور عادل ہے تو منہ پر بھی اس کی تعریف کی جائے (اگر ضرورت پڑ جائے' خوشامد کے طور پر نہیں) اور پیٹھ پیچھے بھی اسے اچھے لفظوں سے یاد کیا جائے۔ اور اگر وہ برا ہے تو اسے اس کے منہ پر بھی اللہ کی نافرمانی کے انجام بد سے ڈرایا جائے اور آگے پیچھے بھی یہی رویہ اختیار کیا جائے۔ کیونکہ یہی خیر خواہانہ طرز عمل ہے' جس کی تاکید ایک مسلمان کو کی گئی ہے۔ اس کے برعکس پہلا رویہ دو رخے پن کا مظہر ہے جس پر سخت وعید گزشتہ حدیث میں گزری ہے۔

٢٦٠ ـ بابُ تَحْرِيمِ الْكَذِبِ

۲۶۰۔ جھوٹ کے حرام ہونے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ﴾ [الإسراء: ٣٦]. وقالَ تَعَالَى: ﴿ مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾ [ق: ١٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس چیز کا علم نہیں' اس کے پیچھے مت پڑو۔ (سورۂ بنی اسرائیل۔ ۳۶)

نیز فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ایک نگران فرشتہ تیار رہتا ہے۔ (سورۂ ق۔ ۱۸)

١٥٤٣ ـ وعن ابنِ مسعودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلى الجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيقاً، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِن الرَّجلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عندَ اللهِ كَذَّاباً» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۴۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ سچائی' نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور یقیناً آدمی سچ بولتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق (راست باز) لکھ دیا جاتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ نافرمانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور یقیناً آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب قول الله تعالى، ﴿يأيها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب قبح الكذب وحسن الصدق.

فوائد: انسان جیسا رویہ اختیار کرتا ہے' وہ اس کا وصف خاص بن جاتا ہے جس سے وہ مشہور ہوتا ہے۔ اس لئے انسان کو اچھی باتیں اور اچھا رویہ ہی اپنانا چاہئے' تاکہ لوگوں کی زبانوں پر بھی اس کی تعریف کے چرچے ہوں اور اللہ کے ہاں بھی اس کا اچھا مقام ہو۔ (۲) سچائی' نجات کا اور جھوٹ تباہی کا راستہ ہے۔

١٥٤٤ ـ وعَنْ عبدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قال: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ، كَانَ مُنَافِقاً

۲/ ۱۵۴۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' چار خصلتیں ہیں' جس میں وہ ہوں گی' وہ خالص منافق ہو گا اور جس

خَالِصاً، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ نِفاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا: إذا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإذا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإذَا عاهَدَ غَدَرَ، وَإذَا خَاصَمَ فَجَرَ» متفقٌ عليه. وقد سبق بيانه معَ حديثِ أبي هُرَيْرَةَ بنحوِهِ في «باب الوفاءِ بالعهد».

کے اندر ان میں سے ایک خصلت ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی' یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے' جب بات کرے تو جھوٹ بولے' جب عہد کرے تو بے وفائی کرے اور جب جھگڑے تو خوب جھگڑے' جھوٹی قسمیں کھائے اور بدزبانی کرے۔ (بخاری و مسلم)

اور اس کی تفصیل' اسی طرح کی حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ میں باب الوفاء بالعہد کے تحت میں گزر چکی ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب علامات المنافق ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب لا يدخل الجنة إلا المؤمنون.

فوائد: دیکھیے باب الوفاء بالعہد' رقم ۲ / ۶۸۹' ۶۹۰۔ آج کل اعتقادی نفاق تو نہیں ہے' لیکن مسلمانوں میں عملی نفاق عام ہے' اسی لئے ان کی اکثریت ان منافقانہ خصلتوں سے متصف ہے۔ اعاذنا اللہ منہا۔ البتہ کمیونسٹ اور سیکولر قسم کے بہت سے لوگ اعتقادی منافقین میں آسکتے ہیں۔

١٥٤٥ ـ وعن ابنِ عباسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ، كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إلى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كارِهُونَ، صُبَّ في أُذُنَيْهِ الآنُكُ يَوْمَ القِيامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ، وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فيها الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» رواه البخاري. «تَحَلَّمَ» أي: قَالَ إنَّهُ حَلَمَ في نَوْمِهِ وَرَأَى كَذَا وَكَذَا؛ وهو كاذبٌ. و«الآنك» بالمدِّ وضمِّ النونِ وتخفيفِ الكاف: وهو الرَّصَاصُ المذابُ.

۳ / ۱۵۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص ایسا خواب بیان کرے' جو اس نے نہیں دیکھا' تو اسے (قیامت والے دن) مجبور کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے اور وہ یہ ہرگز نہیں کر سکے گا اور جو شخص ایسے لوگوں کی بات سننے کے لئے ان کی طرف کان لگائے' جو اس کے لئے اس کو ناپسند کرتے ہوں تو قیامت والے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا اور جو شخص (کسی جاندار کی) تصویر بنائے تو اسے عذاب دیا جائے گا اور اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے جب کہ وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔ (بخاری)

تحلم کے معنی ہیں۔ وہ بیان کرے کہ اس نے خواب میں اس اس طرح دیکھا' حالانکہ وہ جھوٹا ہو۔

الانک مد اور نون پر پیش اور کاف بغیر شد کے۔ پگھلا ہوا سیسہ

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التعبير، باب من كذب في حُلمه.

فوائد: حلم' برے خواب کو کہتے ہیں' لیکن یہاں مراد مطلق خواب ہے' چاہے اچھا ہو یا برا۔ اس میں اپنی طرف سے گھڑ کر جھوٹے خواب بیان کرنے کی شدید وعید ہے۔ یہ بیماری عام طور پر ایسے لوگوں میں ہوتی ہے جو شہرت و ناموری کے بھوکے ہوتے یا اپنی پاکبازی کا پروپیگنڈہ کرنا چاہتے ہوں۔ جیسے چند سال قبل ہمارے ملک میں ایک چرب زبان مقرر اور قائد بننے کے خبط میں مبتلا شخص نے بڑے بڑے عجیب و غریب خواب دیکھنے کے دعوے کئے تھے۔ وہ چونکہ سب بناوٹی تھے' اس لئے بہت جلد بھانڈا پھوٹ گیا' اور کسی نے بھی اس پر اعتبار نہیں کیا۔ (۲) اس میں ٹوہ میں رہنے یا ٹوہ لگانے کی بھی مذمت ہے۔ (۳) تصویر سازی پر سخت وعید ہے' چاہے یہ تصویر ہاتھ کی بنی ہوئی ہو' یا کیمرے کی کھینچی ہوئی۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تصویر' بہرحال تصویر ہے حتیٰ کہ مووی تصاویر کی بھی یہی سزا ہوگی۔ جس کو بہت سے لوگ تصویر ہی نہیں سمجھتے۔ اللهم احفظنا منها

١٥٤٦ ـ وعن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفْرَى الفِرَى أَنْ يُرِيَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا». رواهُ البخاري. ومعناه: يقولُ: رأيتُ، فيما لم يرَهُ.

۴/ ۱۵۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھی۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التعبير، باب من كذب في حُلمه.

فوائد: اس میں بھی دروغ گوئی کی مذمت ہے' ایسا دعویٰ خواب کے بارے میں ہو یا حالت بیداری میں۔ دونوں صورتوں میں بڑا جھوٹ ہے۔

١٥٤٧ ـ وعن سَمُرَةَ بنِ جُندُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِمَّا يُكثِرُ أَنْ يَقُولَ لأَصحَابِهِ: «هَل رَأَى أَحَدٌ مِنكُمْ مِنْ رُؤيَا؟» فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُصَّ، وَإِنَّهُ قَالَ لنا ذاتَ غَدَاةٍ: «إِنَّهُ أَتَانِيَ اللَّيْلَةَ آتِيَانِ، وإِنَّهُمَا قَالاَ لِي: انطَلِق، وَإِنِّي انطَلَقتُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا أَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضطَجعٍ، وإذا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بالصَّخرَةِ لِرَأْسِهِ، فَيَثْلَغُ رَأسَهُ، فَيَتَدَهْدَهُ الحَجَرُ هَا هُنَا،

۵/ ۱۵۴۷۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر اپنے صحابہ سے دریافت فرماتے تھے' کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس آپ کے سامنے کوئی شخص' جو اللہ چاہتا' بیان کرتا۔ اور ایک دن صبح کے وقت آپ نے ہمارے سامنے بیان فرمایا' کہ رات کو (خواب میں) میرے پاس دو آنے والے آئے' ان دونوں نے مجھ سے کہا' چلئے' میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ (چلتے چلتے) ہمارا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو لیٹا ہوا تھا' اور اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا آدمی' اس کے اوپر پتھر لئے کھڑا

فَيَتْبَعُ الحَجَرَ فَيأْخُذُهُ، فَلَا يَرجعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُه كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فعلَ المَرَّةَ الأُولَى» قال: «قلتُ لهما: سُبْحَانَ اللهِ! مَا هٰذَانِ؟ قالا لي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ، فانطَلَقْنَا ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاه وَإِذا آخَرُ قائمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وإذا هُوَ يَأْتي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إلى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ إلى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إلى قَفَاهُ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إلى الجَانِبِ الآخَرِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ ما فَعَلَ بالجانب الأول فَما يَفْرُغُ من ذٰلِكَ الجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذلكَ الجانبُ كما كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عليهِ، فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فعلَ في المَرَّةِ الأُولى» قال: «قلتُ: سُبْحَانَ اللهِ! مَا هذانِ؟ قال: قالا لي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ، فَانطَلَقْنَا ، فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ» فَأَحْسِبُ أنَّه قال: «فإذا فيهِ لَغَطٌ ، وَأَصْوَاتٌ ، فاطَّلَعْنَا فيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجالٌ وَنساءٌ عُرَاةٌ، وإذا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ ، فإذا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا. قلتُ: ما هؤلاء؟ قالا لي: انْطَلِقِ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى نَهرٍ» حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «أَحْمَرُ مِثْلُ الدَّمِ، وَإِذا في النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ ، وَإذا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجارةً كَثِيرَةً ، وإذا ذٰلكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ ما يَسْبَحُ ، ثُمَّ يَأتي ذٰلكَ الذي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الحِجَارَةَ، فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ، فَيُلْقِمُهُ حَجَراً، فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيهِ، كُلَّمَا رَجعَ إِلَيْهِ، فغَرَ لَهُ فاهُ، فَأَلْقَمَهُ

ہے‘ وہ پتھر اس کے سر پر مارتا ہے اور اس کے سر کو پاش پاش کر دیتا ہے‘ پس وہ پتھر وہاں سے لڑھک کر دور جا گرتا ہے‘ تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے پکڑ لاتا ہے‘ اس کے دوبارہ واپس آنے تک اس کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتا ہے‘ وہ پھر اس کی طرف لوٹتا ہے اور وہی کچھ کرتا ہے جو اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں‘ میں نے ان دو آدمیوں سے پوچھا‘ سبحان اللہ‘ یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے کہا‘ چلیے‘ چلیے۔ پس ہم چل پڑے اور ایک ایسے آدمی کے پاس آئے جو گدی کے بل (چت) لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس ہی ایک دوسرا شخص لوہے کا زنبور لئے اس کے اوپر کھڑا ہے‘ وہ اس کے چہرے کی ایک طرف آتا ہے اور اس کے جبڑے کو اس کی گدی تک چیر دیتا ہے‘ اس کے نتھنے کو اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک چیر دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے چہرے کی دوسری جانب آتا ہے اور وہی عمل کرتا ہے جو اس نے پہلی جانب میں کیا تھا۔ پس وہ اس ایک جانب سے فارغ نہیں ہو پاتا کہ دوسری جانب پہلے کی طرح صحیح ہو جاتی ہے۔ وہ پھر اس کی طرف آتا ہے اور وہی کچھ کرتا ہے جو پہلی مرتبہ میں کیا تھا۔

آپ نے فرمایا‘ میں نے پوچھا‘ سبحان اللہ‘ یہ دو آدمی کون ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا‘ چلیے‘ چلیے۔ پس ہم چلے تو ہم تنور جیسے گڑھے پر آئے (راوی کا بیان ہے) کہ میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس میں بہت شور تھا اور آوازیں تھیں‘ پس ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں‘ اس کے نیچے سے آگ کا شعلہ اٹھتا ہے اور جب وہ ان کو لگتا ہے تو وہ چیخیں مارتے ہیں‘ میں نے کہا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا‘ چلیے‘ چلیے۔ پس ہم پھر چلے اور ایک نہر

حَجَراً. قلت لهما: ما هذان؟ قالا لي: انطَلِقِ انطَلِقْ، فَانطلقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلى رَجُلٍ كَرِيهِ المَرْآةِ، أَوْ كَأكرَهِ ما أَنتَ رَاءٍ رجلاً مَرْأًى، فإذا هو عِندَه نَارٌ يَحشُّها ويَسْعَى حَوْلَهَا. قلتُ لهما: ما هذا؟ قالا لي: انطَلِقِ انطَلِقْ، فَانطَلَقنا فَأَتَيْنا على رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِيهَا مِنْ كلِّ نَوْرِ الرَّبيعِ، وإذا بَيْنَ ظَهْرَيِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طويلٌ لا أكادُ أرى رَأسَهُ طُولاً في السَّماءِ، وإذا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أكثرِ وِلدانٍ رَأَيْتُهُم قطُّ، قُلتُ: ما هذا؟ وما هؤلاء؟ قالا لي: انطَلِقْ انطَلِقْ، فَانطَلَقنا، فَأَتَيْنَا إلى دَوْحَةٍ عَظِيمَةٍ لم أرَ دَوْحَةً قطُّ أعظمَ منها، ولا أَحْسَنَ! قالا لي: ارْقَ فيها، فَارتَقَيْنا فيها إلى مدينةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ ولَبِنِ فضَّةٍ، فأتَيْنا بابَ المَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا، فَفُتِحَ لَنَا، فَدَخَلْنَاهَا، فَتَلَقَّانَا رجالٌ شَطْرٌ مِن خَلْقِهِمْ كأَحْسَنِ ما أنتَ راءٍ! وشَطرٌ مِنهم كأَقْبَحِ ما أَنْتَ راءٍ! قالا لهمْ: اذهَبوا فقَعُوا في ذلكَ النَّهرِ، وإذا هُوَ نَهرٌ مُعتَرِضٌ يَجرِي كأنَّ ماءَهُ المَحضُ في البَياضِ، فَذَهَبُوا فوقَعُوا فيه. ثُمَّ رَجعُوا إلينَا قد ذَهَبَ ذلكَ السُّوءُ عَنهمْ، فَصَارُوا في أَحسَنِ صُورَةٍ. قَال: قالا لي: هذه جَنَّةُ عَدْنٍ، وهذاك مَنزِلُكَ، فَسَمَا بَصَرِي صُعُداً، فإذا قَصرٌ مِثلُ الرَّبَابَةِ البَيضَاءِ. قالا لي: هذاك مَنزِلُكَ؟ قلتُ لهما: بَارَكَ اللهُ فيكُما، فَذَرانِي فأَدخُلَه. قالا: أما الآنَ فلا، وأَنتَ داخِلُهُ. قلتُ لَهُمَا: فَإِنِّي رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيلَةِ عَجَباً؟ فما هذا الذي رأيتُ؟ قالا لي: أَمَا إنَّا سَنُخبِرُكَ: أَمَّا الرجُلُ الأَوَّلُ الذي أَتَيتَ عَلَيه يُثلَغُ رَأْسُهُ بالحَجَرِ، فإِنَّهُ

پر آئے۔ راوی کا بیان ہے' میرا گمان ہے کہ آپ فرماتے تھے' وہ خون کی طرح سرخ تھی۔ اس میں ایک تیراک تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک آدمی ہے جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں۔ یہ تیرنے والا جب تک تیرتا ہے تیرتا ہے' پھر اس شخص کے پاس آتا ہے جس نے اپنے پاس پتھر جمع کئے ہوئے ہیں' وہ اس کے سامنے آکر اپنا منہ کھولتا ہے اور وہ اس کے منہ میں پتھر کا لقمہ ڈال دیتا ہے۔ وہ پھر جا کر تیرنے لگتا ہے اور پھر اس کی طرف لوٹ آتا ہے' جب بھی اس کی طرف لوٹ کر آتا ہے' اس کے سامنے اپنا منہ کھولتا ہے اور وہ پتھر کا لقمہ اس کے منہ میں ڈال دیتا ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ یہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا۔ چلئے' چلئے۔ ہم پھر چلے' پس ہم ایک بہت ہی بدمنظر آدمی کے پاس آئے یا (فرمایا) سب سے زیادہ بدصورت آدمی کی طرف' جو تم نے دیکھا ہو' اس کے پاس آئے۔ اس کے پاس آگ ہے جسے وہ دھکاتا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے۔ میں نے دونوں ساتھیوں سے پوچھا' یہ کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے مجھے کہا' چلئے' چلئے۔ پس ہم چلے اور ایک ایسے باغ میں آئے جس میں کثرت سے درخت لگے ہوئے تھے اور اس میں بہار کے (موسم کی طرح) ہر قسم کے پھول تھے اور اس باغ کے درمیان میں ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا' مجھے لمبائی کی وجہ سے اس کا سر آسمان میں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس آدمی کے اردگرد زیادہ بچے ہیں' ایسے بچے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ اور یہ بچے کون ہیں؟ انہوں نے کہا۔ چلئے چلئے۔ پس ہم چلے اور ایک بہت بڑے درخت پر آئے۔ اس سے زیادہ بڑا اور اس سے زیادہ اچھا درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ دونوں ساتھیوں نے مجھے کہا' اس پر چڑھیے' پس ہم اس پر

الرَّجُلُ يأخذُ القرآنَ فيَرْفُضه، وينامُ عن الصَّلاةِ المكتوبَةِ. وأَمَّا الرَّجُلُ الذي أَتيتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إلى قَفَاهُ، ومَنْخِره إلى قفاهُ، وَعَيْنُه إلى قفاهُ، فإنه الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِه فَيَكذِبُ الكَذْبَةَ تَبْلُغُ الآفاقَ. وأَمَّا الرِّجَالُ والنِّساءُ العُراةُ الذين هُمْ في مِثْلِ بِناءِ التَّنُّورِ، فإنَّهم الزُّناة والزَّواني. وأما الرجُلُ الَّذي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ في النَّهرِ، وَيُلْقَمُ الحِجارَةَ، فإنَّهُ آكِلُ الرِّبَا، وَأَمَّا الرَّجُلُ الكريهُ المرآةِ الذي عندَ النَّارِ يَحُشُّها ويسْعَى حَوْلَهَا، فَإِنَّهُ مَالِكٌ خازِنُ جهَنَّمَ، وأما الرَّجُلُ الطَّويلُ الَّذي في الرَّوْضَةِ، فإنه إبراهِيمُ، وأَما الوِلدانُ الذينَ حَوْلَه، فكلُّ مَوْلودٍ مَاتَ على الفِطْرَةِ» وفي روايةِ البَرْقَانِيِّ: «وُلِدَ على الفِطرَةِ» فقال بعض المسلمينَ: يَا رسولَ اللهِ! وأَولادُ المشركينَ؟ فقال رسولُ اللهِ ﷺ: «وأَولادُ المشرِكينَ، وأَما القومُ الذينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنهم حَسَنٌ، وشَطْرٌ منهمْ قَبيحٌ، فإنهمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلاً صَالِحاً وآخرَ سَيئاً، تَجَاوَزَ اللهُ عَنْهُم» رواه البخاري. وفي روايةٍ له: «رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فأَخرَجاني إِلَى أَرْضٍ مُقدَّسةٍ» ثُمَّ ذكره وَقال: «فانطلقنَا إلى نَقبٍ مثلِ التَّنُّورِ، أَعْلاهُ ضَيِّقٌ وأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ، يَتَوَقَّدُ تَحتَهُ نَاراً، فإذا ارْتَفَعَت ارْتَفَعُوا حَتَّى كادُوا أَنْ يَخْرُجوا، وإذا خَمَدَتْ فيها، رَجَعوا فيها، وفيها رجالٌ ونساءٌ عراةٌ»، وفيها: «حتى أَتَيْنَا على نَهرٍ من دَمٍ - ولم يشُكَّ - فيه رجُلٌ قائمٌ على وسَطِ النَّهرِ، وعلى شَطِّ النَّهرِ رَجُلٌ، وبيْنَ يَدَيهِ حِجارةٌ، فأقبَلَ الرَّجُلُ الذي في النَّهرِ، فَإذا

چڑھے تو ایک ایسا شہر ہمیں نظر آیا جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا' پس ہم اس شہر کے دروازے پر آئے اور اسے کھولنے کا مطالبہ کیا' پس وہ دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا اور ہم اس میں داخل ہو گئے۔ پس ہمیں بہت سے آدمی ملے' ان کا آدھا جسم تو اس خوبصورت ترین آدمی کی طرح ہے جو تم نے دیکھا ہو اور آدھا جسم اس بدترین آدمی کی طرح ہے جو تم نے دیکھا ہو۔ دونوں ساتھیوں نے ان آدمیوں سے کہا۔ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ وہاں عرضاً ایک نہر بہہ رہی تھی' اس کا پانی سفیدی میں گویا دودھ تھا' پس وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے۔ پھر وہ ہماری طرف واپس آئے تو ان کے آدھے جسم کی بدصورتی دور ہو چکی تھی اور بہترین صورت والے ہو گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا' ان دونوں نے مجھے کہا۔ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپؐ کا مقام ہے۔ میری نگاہ جو اوپر اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل نظر آیا۔ دونوں ساتھیوں نے مجھے کہا' یہ ہے آپؐ کا مقام۔ میں نے ان سے کہا' اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا کرے' تم مجھے چھوڑو' میں اندر جاؤں۔ انہوں نے کہا' لیکن ابھی نہیں۔ البتہ آپؐ ہی اس میں داخل ہوں گے۔ (نہ کہ کوئی اور) میں نے ان سے عرض کیا۔ میں نے رات کو عجیب چیزیں دیکھی ہیں' میں نے جو کچھ دیکھا ہے یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا' گھبرائیں نہیں' ہم ابھی آپؐ کو بتلائے دیتے ہیں۔ وہ پہلا آدمی' جس کے پاس سے آپؐ گزرے اور اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا' وہ شخص ہے جو قرآن حاصل کرے اور پھر اسے چھوڑ دے (حفظ کر کے بھول جائے' یا قرآن کا علم حاصل کر کے بے عمل ہو جائے) اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جائے۔ اور لیکن وہ آدمی' جس کے پاس سے آپ گزرے جس کے جبڑے کو' اس کے نتھنے کو اور اس

أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ ، رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ ، فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ جَعَلَ يَرْمِي فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ» . وَفِيهَا : «فَصَعِدَا بِيَ الشَّجَرَةَ ، فَأَدْخَلَانِي دَاراً لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا ، فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ» . وَفِيهَا : «الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ ، يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الآفَاقَ ، فَيُصْنَعُ بِهِ مَا رَأَيْتَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» وَفِيهَا : «الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ ، وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ ، فَيُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَالدَّارُ الأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ ، وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ ، وَأَنَا جِبْرِيلُ ، وَهٰذَا مِيكَائِيلُ ، فَارْفَعْ رَأْسَكَ ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي ، فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ ، قَالَا : ذَاكَ مَنْزِلُكَ ، قُلْتُ : دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي ، قَالَا : إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَهُ ، أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ» رواه البخاري . قوله : «يَثْلَغُ رَأْسَهُ» هو بالثاء المثلثة والغين المعجمة ، أي : يَشْدَخُهُ وَيَشُقُّهُ . قوله : «يَتَدَهْدَهُ» أي : يتدحرج . و«الْكَلُّوبُ» بفتح الكاف ، وضم اللام المشددة ، وهو معروف . قوله : «فَيُشَرْشِرُ» أي : يُقَطِّعُ . قوله : «ضَوْضَوْا» وهو بضادين معجمتين ، أي : صاحوا . قوله : «فَيَفْغَرُ» هو بالفاء والغين المعجمة ، أي : يفتح . قوله : «المَرآة» هو بفتح الميم ، أي المنظر . قوله : «يَحُشُّهَا» هو بفتح الياء وضم الحاء المهملة والشين المعجمة ، أي : يوقدها . قوله : «رَوْضَةٍ

کی آنکھ کو اس کی گدی تک چیرا جا رہا تھا' یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹ بولتا جو (دنیا کے) کناروں تک پھیل جاتا۔ لیکن وہ برہنہ مرد اور عورتیں جو تنور جیسے گڑھے میں تھیں' وہ بدکار مرد اور بدکار عورتیں تھیں۔ لیکن وہ آدمی' جس کے پاس آپ آئے' وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر کا لقمہ دیا جاتا تھا' وہ سود خور شخص تھا۔ لیکن وہ نہایت بدمنظر آدمی جو آگ کے پاس تھا' اسے دہکاتا تھا اور اس کے گرد دوڑتا تھا' وہ داروغہ جہنم' مالک ہے اور وہ دراز قد آدمی' جو باغ میں تھا' حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور وہ بچے جو ان کے ارد گرد تھے' یہ تمام وہ بچے تھے جو فطرت (صحیح دین) پر فوت ہوئے۔ اور برقانی کی روایت میں ہے' وہ بچے ہیں جو فطرت پر پیدا ہوئے۔ مسلمانوں میں سے ایک نے سوال کیا' یا رسول اللہ! اور مشرکین کے بچے (بھی وہیں تھے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مشرکین کے بچے بھی۔ لیکن وہ لوگ' جن کا آدھا جسم خوب صورت اور آدھا جسم بدصورت تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ملے جلے عمل کئے' کچھ عمل نیک کئے اور دوسرے کچھ برے بھی' اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔ (بخاری)

اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے۔ میں نے رات کو دیکھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے پاک سرزمین کی طرف لے گئے' پھر وہی واقعہ بیان فرمایا (جو ابھی گزرا) اور فرمایا' کہ ہم چلتے چلتے ایک گڑھے پر پہنچے جو تنور کی مثل تھا' اس کا بالائی حصہ تنگ اور نچلا حصہ کشادہ تھا' اس کے نیچے آگ فروزاں تھی' جب وہ آگ اوپر کو اٹھتی تو (اس میں موجود لوگ بھی) اوپر کو اٹھتے' حتیٰ کہ وہ باہر نکلنے کے قریب ہو جاتے اور جب آگ بجھ جاتی تو وہ بھی اس میں واپس چلے جاتے۔ اور

«مُعْتَمَّةٍ» هو بضم الميم وإسكانِ العين وفتح التـاءِ وَتَشْـديـدِ الميـم، أي: وافيـةِ النَّبَـات طَويلَتِهِ. قَولُهُ: «دَوْحَةٌ» وَهِيَ بفتح الدال، وإسكان الواو وبالحاءِ المهملة: وَهِيَ الشَّجَرَةُ الكَبيرةُ. قولُهُ: «المَحْضُ» هو بفتح الميم وإسكانِ الحاءِ المهملة وبالضّاد المعجمة: وهُوَ اللَّبَنُ. قولُهُ: «فَسَمَا بَصَرِي» أي: ارْتَفَعَ. و«صُعُـداً»: بضـم الصـاد والعيـن، أيْ مُرْتَفِعاً. «وَالرَّبَابَةُ». بفتح الراءِ وبالباءِ الموحدة مُكررةً، وهِيَ السَّحَابَة.

اس میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہم خون کی ایک نہر پر آئے۔ اس میں راوی نے شک نہیں کیا (جیسے پہلی روایت میں راوی کو شک تھا) اس میں ایک آدمی نہر کے درمیان میں کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک آدمی ہے' جس کے سامنے پتھر ہے' پس نہر میں کھڑا آدمی آگے بڑھتا ہے اور جب باہر نکلنا چاہتا ہے تو کنارے والا آدمی اس کے منہ میں پتھر پھینک دیتا ہے اور اس کو وہیں لوٹا دیتا ہے جہاں وہ تھا۔ پس یہ (برلب نہر آدمی) (اسی کام پر لگا ہے) جب بھی یہ باہر نکلنے کے لئے آتا ہے' وہ اس کے منہ میں پتھر پھینک دیتا ہے' پس وہ لوٹ جاتا ہے جیسے پہلے تھا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ دونوں مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور مجھے ایسے گھر میں داخل کیا جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا' اس میں کچھ مرد تھے' بوڑھے اور جوان۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے' وہ شخص جس کو میں نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا ہے' پس وہ بہت جھوٹا آدمی ہے جو جھوٹی بات زبان سے نکالتا ہے' وہ اس سے نقل کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ (دنیا کے) کناروں تک پہنچ جاتی ہے۔ پس اس کے ساتھ قیامت کے دن تک وہ معاملہ کیا جاتا رہے گا جو آپ نے دیکھا۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کوٹا جا رہا تھا' وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے قرآن کے علم سے نوازا' لیکن یہ قرآن کو چھوڑ کر رات کو سویا رہا اور دن کو بھی اس پر عمل نہیں کیا' پس اس کے ساتھ بھی وہ سلوک قیامت کے دن تک کیا جاتا رہے گا۔ اور وہ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے' عام مومنوں کا گھر ہے اور لیکن یہ گھر' شہیدوں کا گھر ہے اور میں جبریل ؑ ہوں اور یہ میکائیل ہے' پس اپنا سر اٹھائیں' میں نے اپنا سر

اٹھایا تو میرے اوپر بادل کی مثل (کوئی چیز) ہے۔ ان دونوں نے کہا' یہ آپ کا ٹھکانا ہے۔ میں نے کہا' مجھے چھوڑو میں اپنے ٹھکانے میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا' ابھی آپ کی کچھ عمر باقی ہے جس کی آپ نے تکمیل نہیں کی۔ پس اگر آپ اس کی تکمیل کر لیں گے تو پھر اپنے ٹھکانے میں تشریف لے آئیں گے۔ (بخاری)

یثلغ راسہ (ثاء اور غین کے ساتھ) سر کو کوٹتا اور چیرتا تھا۔ یتدھدہ کے معنی' لڑھکتا ہے۔ کلوب' کاف پر زبر لام مشدد پر پیش' اس کے معنی مشہور ہیں (یعنی آنکڑا جس پر گوشت لٹکایا جاتا ہے) یشرشر' کاٹا یا کچلا جاتا ہے۔ ضوضوا دو ضادوں کے ساتھ' وہ چیخے۔ یفغر۔ فاء اور غین کے ساتھ۔ کھولتا ہے۔ المراۃ' میم پر زیر' منظر۔ یحشھا یاء پر زبر' حاء اور شین پر پیش' جلاتا اور بھڑکاتا ہے۔ روضۃ معتمۃ' میم پر پیش' عین ساکن' تاء پر زبر اور میم پر شد۔ لمبا اور زیادہ درختوں والا باغ۔ دوحۃ' دال پر زبر' واؤ ساکن اور پھر حاء' بڑا درخت۔ المحض' میم پر زبر' حاء ساکن پھر ضاد' دودھ۔ سما بصری' میری نگاہ اوپر اٹھی۔ صعدا' صاد اور عین پر پیش۔ بلند ہونے والا (یعنی بمعنی صاعد۔ اور یہ حال ہے) الربابۃ' راء پر زبر اور باء مکرر (دو مرتبہ) بادل۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح.

فوائد: اس میں خواب کے ذریعے سے بہت سی بد عملیوں کی سزائیں دکھلائی گئی ہیں۔ مثلاً قرآن یاد کر کے اسے بھلا دینا' یا اس پر عمل نہ کرنا' اسی طرح قرآن کا علم سیکھ کر بے عملی اور بد عملی اختیار کئے رکھنا۔ فرض نمازوں میں سستی کرنا' جھوٹ بولنا' بدکاری اور سود خوری وغیرہ ان سب پر سخت وعیدیں ہیں جس کے نمونے اس حدیث میں گزرے۔ اعاذنا اللہ منھا۔ علاوہ ازیں اس میں نبی ﷺ کے مقام و مرتبہ اور شہداء کا مرتبہ بھی واضح کیا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب کے لئے اللہ نے جہنم اور نعمتوں کے لئے جنت بنائی ہے اور ان میں سے متعدد چیزوں کا مشاہدہ اللہ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کرایا ہے۔

٢٦١ ۔ بَابُ بَيَانِ مَا يَجُوزُ مِنَ الْكَذِبِ ٢٦١۔ جھوٹ کی بعض جائز صورتوں کا بیان

اِعْلَمْ أَنَّ الْكَذِبَ، وَإِنْ كَانَ أَصْلُهُ مُحَرَّماً، فَيَجُوزُ فِي بَعْضِ الأَحْوَالِ بِشُرُوطٍ قد أَوْضَحْتُهَا فِي كِتَاب: «الأَذْكَار»، وَمُخْتَصَرُ ذلك: أَنَّ الكلامَ وسيلةٌ إلى المقاصِدِ، فَكُلُّ مَقْصُودٍ مَحْمُودٍ يُمْكِنُ تَحْصِيلُهُ بِغَيْرِ الْكَذِبِ يَحْرُمُ الْكَذِبُ فيه، وَإِنْ لَمْ يُمكِنْ تَحْصِيلُهُ إِلَّا بِالكَذِبِ، جازَ الْكَذِبُ. ثُمَّ إِنْ كَانَ تَحْصِيلُ ذلك المقصُودِ مُبَاحاً كَانَ الْكَذِبُ مُباحاً، وَإِنْ كَانَ وَاجِباً، كان الكذبُ واجباً. فإذا اخْتَفَى مُسْلِمٌ مِن ظالِمٍ يريدُ قَتْلَه، أَوْ أَخْذَ مالِه، وَأَخْفَى مَالَه، وَسُئِلَ إنسانٌ عنه، وَجَبَ الْكَذِبُ بإخفائِه، وكَذَا لو كانَ عِنْدَهُ وَدِيعَةٌ، وَأَرَادَ ظَالِمٌ أَخْذَهَا، وَجَبَ الْكَذِبُ بإخفائها. والأَحْوطُ في هذا كُلِّه أَنْ يُوَرِّيَ، ومعنَى التَّوْرِيَةِ: أَنْ يَقْصِدَ بِعِبَارَتِهِ مَقْصُوداً صَحِيحاً لَيْسَ هُوَ كَاذِباً بالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ، وإِنْ كَانَ كَاذِباً في ظَاهِرِ اللَّفْظِ، وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى ما يَفْهَمُهُ المخاطَبُ، وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وأَطْلَقَ عِبَارَةَ الكَذِبِ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ في هذا الحَالِ. وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ لِجَوَازِ الكَذِبِ في هذا الحَالِ بِحَدِيثِ: (أُمِّ كُلْثُوْمِ الْآتِیْ)

معلوم ہونا چاہئے کہ جھوٹ اصل میں تو یقیناً حرام ہے' تاہم بعض صورتوں میں چند شرطوں کے ساتھ جھوٹ بولنا جائز ہو جاتا ہے' جنہیں میں نے کتاب الاذکار (باب النهی عن الکذب وبیان اقسامه) میں واضح کیا ہے' اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بات چیت' مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس ہر وہ مقصود جو پسندیدہ ہے اور اسے بغیر جھوٹ کے حاصل کرنا ممکن ہے' اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ بولے بغیر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پھر اس مقصود کا حاصل کرنا اگر مباح (جائز) ہے تو جھوٹ بولنا بھی صرف مباح ہی ہو گا اور اگر مقصود واجب ہے تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہو گا۔ (جیسے) کوئی مسلمان ایسے ظالم سے چھپ جائے جو اسے مارنا یا اس کا مال لینا چاہتا ہے اور اپنا مال بھی چھپا لے۔ اب کسی شخص سے اس کی بابت پوچھا جائے تو اس کے معاملے کو چھپائے رکھنے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہے اور کوئی ظالم اسے لینے کا ارادہ کرے تو اسے چھپانا واجب ہے۔ اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ توریہ اختیار کیا جائے۔ توریے کا مطلب یہ ہے کہ ذو معنی گفتگو کرے جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی۔ اپنی گفتگو سے صحیح مقصود کی نیت کرے اور اس کی طرف نسبت کرنے میں وہ جھوٹا نہ ہو' اگرچہ ظاہری الفاظ میں اور اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جسے مخاطب سمجھے' وہ جھوٹا ہو اور اگر توریے کی بجائے صاف جھوٹ ہی بولے' تب بھی اس قسم کی حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہیں ہے۔

١٥٤٨ ـ عن أُمِّ كُلثومٍ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّها سمِعَتْ رسولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ الكَذَّابُ الَّذِي يُصلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْراً أَوْ يقولُ خَيْراً» متفقٌ عليه.

زاد مسلم في رواية: قَالَتْ أُمُّ كُلثُومٍ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ في شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ إلَّا في ثلاثٍ؛ تَعْني: الحَرْبَ، وَالإِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيثَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ، وحَدِيثَ المَرْأَةِ زَوْجَهَا.

٦ / ١٥٤٨ ـ اس قسم کے حالات میں جھوٹ بولنے کے جواز میں علماء نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں وہ بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے' پس وہ بھلائی کی بات (دوسروں تک) پہنچاتا ہے یا بھلائی کی بات کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم نے ایک روایت میں یہ زیادہ بیان کیا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سوائے تین موقعوں کے' لوگوں کی گفتگو سے متعلق رخصت دیتے ہوئے نہیں سنا۔ تین موقعوں سے وہ مراد لیتی تھیں' جنگ کا' لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند سے گفتگو کرنے کا موقعہ۔

فوائد: رخصت سے مراد' جھوٹ بولنے کی رخصت ہے۔ ینمی خیرا' بھلائی کی چغلی کھاتا یا بھلائی کی بات پہنچاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو لڑے ہوئے شخصوں کو قریب لانے اور ان کے دلوں سے باہمی بغض و عناد دور کرنے کے لئے' اپنی طرف سے ایسی جھوٹی باتیں بنا کر ان کے سامنے پیش کرتا ہے کہ جس سے بغض و عناد کی برف پگھل جائے اور ان کی دوریاں قربت میں بدل جائیں۔ تو عنداللہ یہ شخص جھوٹا یا چغل خور شمار نہیں ہو گا۔ اسی طرح جنگ کے موقعے پر بھی عندالضرورت خلاف واقعہ بات کرنا جائز ہے' ورنہ مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ سکتا ہے' تیسرا موقعہ میاں بیوی کی باہمی گفتگو کا ہے' معاشرتی زندگی میں بھی بہت سے موڑ ایسے آتے ہیں کہ ازدواجی تعلق کو برقرار رکھنے یا انہیں خوشگوار رکھنے کے لئے خاوند کو بیوی سے یا بیوی کو خاوند سے کچھ باتیں چھپانی پڑ جاتی ہیں۔ ایسے خاص موقعوں اور ضرورتوں پر اخفائے حال کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ تاہم اس رخصت کا مطلب مطلقاً جھوٹ کی اجازت نہیں ہے کہ میاں بیوی آپس میں ہر وقت جھوٹ ہی بولتے رہیں' جھوٹ بہرحال جھوٹ ہے جو کبیرہ گناہ ہے' معاشرتی زندگی بھی سچائی ہی پر مبنی ہونی چاہئے۔ دونوں کا کردار ایک دوسرے کے لئے ایک آئینے کی طرح صاف شفاف ہونا چاہئے' اسی میں مسرت اور خوش گواری کا راز مضمر ہے۔ جھوٹ اور اخفائے حال ایک کو دوسرے سے متنفر اور دور کر سکتا ہے۔ اس لئے عندالضرورت ہی جھوٹ کا استعمال مفید اور خوش گوار اثرات کا حامل ہو سکتا ہے اور یہ اسلام کے دین فطرت ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ

اس نے اس واقعی ضرورت کا احساس کیا اور اس کے لئے رخصت عنایت فرما دی' اس لئے اس کا فائدہ بھی بقدر ضرورت استعمال میں ہی ہے' بلا ضرورت استعمال میں نقصان ہی نقصان ہے' دین کا بھی اور دنیا کا بھی۔

٢٦٢ ـ بَابُ الحث عَلَى التَّثَبُّتِ فِيمَا يَقُولُهُ وَيَحْكِيهِ

۲۶۲۔ اس بات کی ترغیب کا بیان کہ انسان جو کہے اور نقل کرے' اس کی تحقیق کرلے

قَالَ اللهُ تَعالى: ﴿ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ﴾ [الإسراء: ٣٦]. وقالَ تَعالى: ﴿ مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾ [ق: ١٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اور اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ (سورۂ بنی اسرائیل' ۳۶)

نیز فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔ (سورۂ ق۔ ۱۸)

١٥٤٩ ـ وعَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النبيَّ ﷺ قَالَ: «كفى بالمَرءِ كَذِباً أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ» رواه مسلم.

۱/ ۱۵۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو سنے' اسے (بغیر تحقیق کئے) بیان کر دے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، المقدمة، باب النهى عن الحديث بكل ما سمع.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ہر سنی ہوئی بات کو' اس کی تحقیق کئے بغیر' آگے بیان کرنا یا اسے صحیح سمجھ لینا درست نہیں۔ عین ممکن ہے کہ وہ جھوٹی ہو اور یہ بھی اسے بیان کر کے اپنے کو جھوٹوں میں شامل کرلے۔ اس لئے پہلے ہر بات کی تحقیق ضروری ہے۔

١٥٥٠ ـ وعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: قالَ رسولُ اللهِ ﷺ: «من حَدَّثَ عَنِّي بحديثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فهوَ أَحَدُ الكاذِبِيْن» رواه مسلم.

۲/ ۱۵۵۰۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کرے' وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے' پس وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، المقدمة، باب وجوب الرواية عن الثقات وترك الكذّابين.

فوائد: بعض روایات میں کاذبین' تثنیہ کا لفظ ہے۔ یعنی دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ ایک رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ گھڑنے والا اور دوسرا آگے بیان کرنے والا۔ اس میں ان علماء و واعظین کے لئے سخت وعید ہے جو جھوٹی حدیثیں بیان کرنے میں کوئی تامل نہیں کرتے۔

١٥٥١ ـ وعَنْ أَسْماءَ رضي اللهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً قالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إنَّ لي ضَرَّةً فهل عَلَيَّ جُناحٌ إنْ تَشَبَّعْتُ مِن زوجي غَيْرَ الذي يُعطِيني؟ فقال النَّبِيُّ ﷺ: «المُتَشَبِّعُ

۳/ ۱۵۵۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا' یا رسول اللہ! میری ایک سوکن ہے' کیا مجھے اس بات سے گناہ ہو گا اگر میں (اس پر) یہ ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے خوب مل

بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَي زُورٍ» متفقٌ عليه.

الْمُتَشَبِّعُ هُوَ الَّذي يُظْهِرُ الشِّبَعَ وَلَيْسَ بِشَبْعَانَ، ومعناه هُنا: أَنَّهُ يُظْهِرُ أنه حَصَلَ له فَضِيلَةٌ وَلَيْسَتْ حَاصِلَةً. و«لابِسُ ثَوْبَيْ زورٍ» أَي: ذِي زُورٍ، وهو الذي يُزَوِّرُ على النَّاس بِأَن يَتَزَيَّى بِزِيِّ أَهْلِ الزُّهْدِ أَو العِلم أَو الثروَة؛ لِيَغْتَـرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِتِلْكَ الصِّفَةِ. وَقِيلَ غَيْرُ ذلك والله أعلم.

رہا ہے جب کہ مجھے وہ چیزیں نہیں دیتا؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ جو چیز اس کو نہیں دی گئی' اس کا جھوٹ موٹ اظہار کرنے والا' جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔ (بخاری و مسلم)

المتشبع' وہ شخص ہے جو سیر ہونے کا اظہار کرتا ہے حالانکہ وہ سیر نہیں ہوتا' یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اظہار کرے کہ اسے (علم' منصب یا مال کے اعتبار سے) خاص مقام حاصل ہے جب کہ وہ حاصل نہ ہو۔ اور ثوبی زور' اصل میں ثوبی ذی زور (مضاف مقدر) ہے (جھوٹے کے دو کپڑے) اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کو جال میں پھانسنے کے لئے خلاف واقعہ تاثر دیتا ہے بایں طور کہ وہ زاہدوں والا' یا اہل علم والا یا اہل ثروت والا لباس پہنتا اور ان کی سی ہیئت بناتا ہے تاکہ لوگ اس کے فریب میں آسکیں' درآں حالیکہ اس کے اندر وہ خوبی نہ ہو (جس کا وہ اظہار کر رہا ہے)۔ بعض نے اس کے اور معنی بھی بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب المتشبع بما لم ينل - وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب النهى عن التزوير في اللباس.

فوائد: بعض لوگ زاہدوں والا روپ دھار کر اپنے زہد و عبادت کا نقش قائم کرتے ہیں' بعض اہل علم کی سی ہیئت اختیار کر کے اپنی عالمانہ شان منوانا چاہتے ہیں اور بعض اہل ثروت میں اپنے کو شمار کرانے کے لئے خوش لباسی کو اپنا شیوہ بنا لیتے ہیں۔ اگر یہ سب جھوٹ اور فریب پر مبنی ہے تو سخت گناہ ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ جیسا کچھ ہے' وہ ویسا ہی بن کر رہے' اس سے بڑھ کر اپنے کو شمار کرانے کی سعی نہ کرے۔ اسی طرح سوکنیں بھی اپنی بابت ایک دوسرے کو غلط تاثر دینے کے لئے خلاف واقعہ باتیں نہ کریں اور محض دوسری بیویوں کو جلانے اور آتش حسد بھڑکانے کے لئے خاوند سے خصوصی قرب و محبت اور اس کی داد و دہش کا اظہار یا دعویٰ نہ کریں جب کہ ایسا نہ ہو۔ بلکہ اگر ایسا ہو بھی تو خاوند کی اس کوتاہی کی پردہ پوشی کریں تاکہ دوسری بیویوں کا آبگینہ جذبات پاش پاش نہ ہو۔

٢٦٣ - بَابُ بَيَانِ غِلَظِ تَحْرِيمِ شَهَادَةِ الزُّورِ

۲۶۳۔ جھوٹی گواہی کی شدید حرمت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جھوٹی بات سے بچو۔ (سورۃ

قَالَ اللهُ تَعالى: ﴿وَٱجْتَنِبُوا۟ قَوْلَ ٱلزُّورِ ۝٣٠﴾ [الحج: ٣٠]. وقالَ تعالى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ﴾ [الإسراء: ٣٦] وقالَ تَعالى: ﴿مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ١٨]. وقالَ تَعالى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِٱلْمِرْصَادِ﴾ [الفجر: ١٤]. وقالَ تَعالى: ﴿وَٱلَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ ٱلزُّورَ﴾ [الفرقان: ٧٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جھوٹی بات سے بچو۔ (سورۂ حج، ۳۰)

نیز فرمایا: اس چیز کے پیچھے مت پڑو، جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ (سورۂ بنی اسرائیل، ۳۶)

اور فرمایا: انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔ (سورۂ ق، ۱۸)

نیز فرمایا: تیرا رب یقیناً گھات میں ہے۔ (سورۂ فجر، ۱۴) یعنی عملوں کو دیکھ رہا ہے۔

نیز فرمایا: (اہل ایمان) جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ (سورۂ فرقان، ۷۲)

١٥٥٢ ـ وعنْ أبي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رسُولُ اللهِ ﷺ: «ألَا أُنَبِّئُكُم بِأكْبَرِ الكَبائِرِ؟» قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الإشْرَاكُ باللهِ، وعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ» وكَانَ مُتَّكِئاً فَجَلَسَ فقال: «ألَا وقَوْلُ الزُّورِ!» فما زَالَ يُكَرِّرُهَا حتى قلنا: لَيْتَهُ سَكَتَ. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۵۲۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا، کیوں نہیں، یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے، کہ بیٹھ گئے اور فرمایا، سنو۔ اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی۔ پس آپ برابر یہ بات دہراتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے کہا، کاش آپ خاموشی اختیار فرمالیں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الكبائر وأكبرها.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ جھوٹی گواہی کتنا بڑا جرم ہے۔ لیکن بدقسمتی سے نام نہاد مسلمانوں میں دیگر کبیرہ گناہوں کی طرح اس کا ارتکاب بھی عام ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

٢٦٤ ـ بابُ تَحْرِيم لَعْنِ إنْسَانٍ بِعَيْنِهِ أوْ دَابَّةٍ

۲۶۴۔ کسی متعین شخص یا جانور پر لعنت کرنے کے حرام ہونے کا بیان

١٥٥٣ ـ عنْ أبي زَيْدٍ ثَابتِ بنِ الضَّحَّاكِ الأنصاريِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وهو مِنْ أهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوانِ قال: قَالَ رسُولُ اللهِ ﷺ: «مَن حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بملَّةٍ غَيْرِ الإسْلَامِ كَاذِباً مُتَعَمِّداً، فَهُوَ كَمَا قَالَ،

۱/ ۱۵۵۳۔ حضرت ابو زید ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ، جو بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے، تو وہ اس طرح ہی ہے جیسے اس نے کہا۔ اور

وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ، عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ» متفقٌ عليه.

جس شخص نے کسی چیز کے ساتھ خود کشی کی تو قیامت والے دن اسی چیز کے ساتھ اس کو عذاب دیا جائے گا' اور آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے اور مومن پر لعنت کرنا' اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه.

فوائد: کسی اور دین کی قسم کھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مثلاً اس طرح کہے' اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں یہودی یا عیسائی۔ اس سے اس کی نیت اگر واقعتاً یہودیت یا عیسائیت کا اختیار کرنا ہے تو وہ فی الفور کافر (یہودی یا عیسائی) ہو جائے گا' کیونکہ عزم کفر بھی کفر ہے۔ اور اگر مقصد اس سے دوسرے دینوں کے اختیار کرنے کی نفی کرنا ہے اور اس کا عزم ہے کہ وہ کبھی بھی دین اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا دین اختیار نہیں کرے گا' تو اس انداز کی قسم بہرحال ناپسندیدہ اور معصیت ہے جس سے استغفار لازمی ہے۔ اس حدیث کے آخری فقرے سے واضح ہے کہ کسی مومن پر لعنت کرنا جائز نہیں' کیونکہ یہ قتل کے برابر جرم ہے

١٥٥٤ - وعنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّاناً» رواه مسلم.

۲ / ۱۵۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی راست باز (مومن) کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن لعن الدوابّ وغيرها.

فوائد: لعن طعن اور سب و شتم' کمال ایمان و کمال صدق کے منافی ہے۔

١٥٥٥ - وعنْ أَبي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ، وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» رواه مسلم.

۳ / ۱۵۵۵۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لعن طعن کرنے والے' قیامت والے دن نہ سفارشی ہوں گے اور نہ گواہ۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن لعن الدوابّ وغيرها.

فوائد: یعنی لعن طعن کی عادت' انسان کو فاسق بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے شخص کا کوئی مقام نہیں ہوگا۔

١٥٥٦ - وعنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ» رواه أبو داود، والترمذي وقالا: حديثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۴ / ۱۵۵۶۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت' اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو۔ (ابو داؤد' ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في اللعن ـ وسنن ترمذي، أبواب البر، باب ما جاء في اللعنة.

فوائد: اس کا مطلب ہے کہ آپس میں اس طرح بددعا نہ کرو' تجھ پر اللہ کی لعنت ہو' یا اللہ کا غضب نازل ہو یا تو جہنم کی آگ میں جلے وغیرہ۔

١٥٥٧ ـ وعن ابنِ مسعودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ المؤمنُ بالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الفَاحِشِ، وَلَا البَذِيِّ» رواه الترمذي وقَالَ: حديثٌ حسنٌ.

۵ / ۱۵۵۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مومن طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا' نہ فحش بکنے والا اور نہ فضول گوئی و زبان درازی کرنے والا۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب البر، باب ما جاء في اللعنة.

فوائد: یہ مومن کامل کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ طعنہ زنی سے مراد حسب و نسب کے حوالے سے یا غیبت و بدگوئی کے ذریعے سے تنقیص و تحقیر کرنا۔ لعان' ہر وقت لعنت ملامت اور سب و شتم کرنے والا' جیسے بعض لوگوں کی عادت ہو جاتی ہے کہ گالی کے بغیر کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ فاحش سے مراد' قول و فعل سے بے حیائی کا ارتکاب کرنے والا اور بذی' چرب زبان اور زبان دراز قسم کا آدمی' اور بے وقوف اور فضول گو بھی اس میں شامل ہے۔

١٥٥٨ ـ وعنْ أَبي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ العَبْدَ إذا لَعَنَ شَيْئاً، صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَها، ثُمَّ تَهبطُ إِلى الأرْضِ، فَتُغْلَقُ أَبوابُها دُونهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَميناً وَشِمَالاً، فَإذا لَمْ تَجدْ مَسَاغاً رَجَعَتْ إلى الذي لُعِنَ، فَإِنْ كَانَ أَهْلاً لِذٰلِكَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قائِلِها» رواه أبو داود.

۶ / ۱۵۵۸۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے' لیکن اس کے ورے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں' پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے ورے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر دائیں اور بائیں سمت اختیار کرتی ہے' پھر جب کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہوتی ہے۔ پس اگر وہ چیز اس لعنت کی مستحق ہوتی ہے (تو اسی پر پڑتی ہے) ورنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في الطعن.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ کسی پر لعنت کرنا (یعنی اسے اللہ کی رحمت سے محرومی یا اس کے عتاب و غضب کی بددعاء دینا) یہ ایسا فعل ہے کہ انسان خود اس کا مورد اور ہدف بن سکتا ہے۔ اس لئے اس سے حتی الامکان

اجتناب ہی کرنا چاہئے۔

١٥٥٩ ـ وعنْ عِمْرَانَ بْنِ الحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ في بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَامرَأَةٌ مِنَ الأنصَارِ عَلى نَاقَةٍ، فَضَجِرَتْ، فَلَعَنَتْهَا، فَسَمِعَ ذلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «خُذُوا مَا عَلَيها وَدَعُوها؛ فَإِنَّها مَلْعُونَةٌ» قَالَ عِمرَانُ: فَكَأَنِّي أَرَاهَا الآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ مَا يَعرِضُ لَهَا أَحَدٌ. رواه مسلم.

۷ / ۱۵۵۹ ۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' ایک وقت رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر پر تھے اور ایک انصاری عورت اونٹنی پر سوار (اونٹنی سے) تنگ دل ہو گئی تو اس نے اس پر لعنت کی' رسول اللہ ﷺ نے اسے سنا تو فرمایا' اس اونٹنی پر جو سامان لدا ہوا ہے' وہ اتار لو اور اسے چھوڑ دو' اس لئے کہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ پس گویا میں اب بھی اس اونٹنی کو دیکھ رہا ہوں' وہ لوگوں کے درمیان چل رہی ہے' کوئی اس سے تعرض نہیں کر رہا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن لعن الدوابّ وغیرها.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ تنگ دل ہو کر انسانوں کو تو کجا' جانوروں کو بھی بددعاء دینا اور ان پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔

١٥٦٠ ـ وعن أبي بَرْزَةَ نَضلَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الأَسلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَينما جَارِيَةٌ عَلى نَاقَةٍ عَلَيها بَعضُ مَتَاعِ القَوْمِ، إذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَتَضَايَقَ بِهِمُ الجَبَلُ، فقالتْ: حَلْ، اللَّهُمَّ العَنْهَا. فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيها لَعْنَةٌ» رواه مسلم.

قوله: «حَلْ»: بفتح الحاءِ المُهْمَلَةِ، وَإِسكانِ اللاَّمِ، وَهِيَ كَلِمَةٌ لِزَجْرِ الإِبلِ. واعلَمْ أَنَّ هذا الحديثَ قَدْ يُسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ، وَلَا إِشْكَالَ فيه، بَلِ المُرَادُ النَّهيُ أَنْ تُصَاحِبَهُمْ تِلْكَ النَّاقَةُ، وَلَيْسَ فيه نَهيٌ عَن بَيْعِهَا وَذَبْحِهَا وَرُكُوبِهَا فِي غَيْرِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ ﷺ، بَلْ كُلُّ ذلِكَ وَمَا سِوَاهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَائِزٌ لا مَنْعَ مِنْهُ، إلَّا مِنْ مُصَاحَبَتِهِ ﷺ بِهَا، لأَنَّ هذِهِ التَّصَرُّفَاتِ كُلَّهَا

۸ / ۱۵۶۰ ۔ حضرت ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک دفعہ ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سوار تھی' اس پر لوگوں کا کچھ سامان تھا' اچانک اس نے نبی ﷺ کی طرف دیکھا اور لوگوں پر پہاڑ تنگ ہو گیا (غالباً دشوار گزار راستہ ہونے کی وجہ سے) اس لڑکی نے کہا حل (اونٹ کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے کلمہ زجر) اے اللہ! اس پر لعنت فرما۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا' وہ اونٹنی ہمارے ساتھ نہ رہے جس پر لعنت ہو۔ (مسلم)

حل' حاء پر زبر اور لام ساکن۔ یہ لفظ اونٹ کے ڈانٹنے کے لئے ہے (تاکہ وہ تیزی سے چلے)

جاننا چاہئے کہ اس حدیث کے مفہوم میں اشکال پیش کیا جاتا ہے' حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے' بلکہ مراد اس امر کی ممانعت ہے کہ یہ اونٹنی ان کے ساتھ رہے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ نبی ﷺ کی صحبت

كَانَتْ جَائِزَةً فَمُنِعَ بَعْضٌ مِنْهَا، فَبَقِيَ البَاقِي عَلَى مَا كَانَ. واللهُ أعْلَمُ.

کے علاوہ اس کا بیچنا' ذبح کرنا اور اس پر سوار ہونا منع ہے۔ بلکہ یہ تمام کام اور ان کے سوا دیگر تصرفات جائز ہیں' کوئی ممانعت نہیں ہے' صرف اس کی مصاحبت نبی ﷺ کے ساتھ جائز نہیں۔ کیونکہ یہ سارے تصرفات جائز ہیں' ان میں سے بعض کی ممانعت کر دی گئی' پس باقی صورتیں جائز رہیں گی جیسا کہ پہلے تھیں۔ واللہ اعلم

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن لعن الدوابّ وغیرها.

فوائد: اس میں بعض لوگوں کو اشکال یہ پیش آیا کہ اونٹنی کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا' اس کو باربرداری کے کام میں لایا گیا اور نہ سواری کے۔ جیسے زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام وقف شدہ جانوروں کے ساتھ کیا جاتا تھا' جسے سائبہ کہا جاتا تھا' حالانکہ اس میں اشکال کی کوئی وجہ نہیں' کیونکہ اسے سائبہ کی طرح مطلقاً آزاد نہیں چھوڑا گیا' بلکہ صرف لعنت کی وجہ سے اسے اس چیز کا مستحق نہیں سمجھا گیا کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ سفر میں رہے۔ اس صحبت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اس پر ہر قسم کے تصرفات کی اجازت تھی۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اہل بدعت و اہل فسق و فجور کی صحبت و ہم نشینی جائز نہیں' اس لئے کہ وہ محل لعنت ہیں۔ جب ایسے جانور کو ساتھ رکھنا جائز نہیں ہے جس پر لعنت کی گئی ہو تو لعنتی کام کرنے والوں کی صحبت اور دوستی کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟

٢٦٥ ـ بَابُ جَوَازِ لَعْنِ بَعْضِ أَصْحَابِ الْمَعَاصِي غَيْرِ الْمُعَيَّنِينَ

۲۶۵۔ معین نام لئے بغیر معاصی کے مرتکبین پر لعنت کرنے کے جائز ہونے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [هود: ١٨]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [الأعراف: ٤٤].

وَثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ الوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ» وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ آكِلَ الرِّبَا» وَأَنَّهُ لَعَنَ الْمُصَوِّرِينَ؛ وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الأَرْضِ» أَيْ: حُدُودَهَا؛ وَأَنَّهُ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ السَّارِقَ يَسرِقُ البَيْضَةَ» وَأَنَّهُ قال: «لَعَنَ اللهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ» وَ«لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ»

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خبردار' ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (سورۂ ہود' ۱۸)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: پس ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (الاعراف' ۴۴)

اور صحیح حدیث میں ثابت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان عورتوں پر لعنت ہے جو دوسروں کے بال اپنے بالوں کے ساتھ ملائے اور اس پر جو کسی دوسرے عورت سے بال ملوائے' (جڑوائے) اور آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ سود خور پر لعنت فرمائے۔ نیز آپ نے تصویر

وأَنَّهُ قَالَ: «مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثاً، أو آوَى مُحْدِثاً، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ والملائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ» وَأَنَّهُ قَالَ: «اللَّهُمَّ الْعَنْ رِعْلاً، وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ؛ عَصَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ» وَهٰذِهِ ثَلاَثُ قَبَائِلَ مِنَ العَرَبِ وأَنَّهُ قَالَ: «لَعَنَ اللهُ اليَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِم مَسَاجِدَ». وَأَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، والمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بالرِّجَالِ». وَجَمِيعُ هذِهِ الألفَاظِ في الصحِيحِ، بَعْضُهَا في صحِيحَي البخاري ومسلمٍ، وَبَعْضُها في أَحَدِهِمَا، وَإِنَّمَا قَصَدْتُ الاختِصَارَ بالإِشارَةِ إليهَا، وَسَأَذْكُرُ مُعظَمَهَا في أَبوابها مِنْ هذا الكِتَابِ، إن شاءَ الله تعالى.

بنانے والوں پر لعنت فرمائی۔ اور آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو زمین کی حدوں میں رد و بدل کرے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے جو انڈے کی چوری کرتا ہے۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو اپنے ماں باپ پر لعن طعن کرے۔ اور---- اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے جانور ذبح کرے۔ اور فرمایا: جو مدینے میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو پناہ دے' پس اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور فرمایا: اے اللہ رعل' ذکوان اور عصیہ قبیلوں پر لعنت فرما' انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ یہ تینوں عرب کے قبیلے ہیں اور آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے' انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ اور آپ نے ان مردوں پر لعنت کی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

یہ تمام الفاظ (جو مذکور ہوئے) صحیح احادیث میں ہیں' ان میں سے بعض تو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں ہیں اور بعض ان میں سے کسی ایک میں۔ میں نے ان کی طرف اشارہ کرنے میں اختصار سے کام لیا ہے اور ان احادیث کا بیشتر حصہ میں اس کتاب کے مختلف ابواب میں ذکر کروں گا' ان شاء اللہ تعالیٰ

فوائد: امام نووی ؒ کی نقل کردہ آیات و احادیث سے واضح ہے کہ اس طرح لعنت کرنا تو جائز ہے' ظلم کرنے والوں' جھوٹ بولنے والوں' قطع رحمی کرنے والوں پر لعنت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کسی ایک شخص کا نام لے کر لعنت کرنا جائز نہیں ہے' چاہے وہ بظاہر ظالم ہو' جھوٹا ہو' قاطع رحم ہو' قاتل ہو۔ کیونکہ کسی کو یہ پتہ نہیں کہ جس شخص پر وہ اس کے ظلم یا جھوٹ یا کسی اور گناہ کی وجہ سے لعنت کر رہا ہے' اس نے اپنے اس گناہ سے توبہ کر لی ہو اور عنداللہ وہ ظالم یا جھوٹا وغیرہ شمار نہ ہو۔ اس لئے کسی بھی گناہ گار مسلمان کے لئے' چاہے وہ کتنا بھی

بڑا گناہ گار ہو' اس پر۔ اس کی زندگی میں یا اس کے مرنے کے بعد۔ لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے مرنے سے پہلے اس نے خالص توبہ کر لی ہو اور اللہ نے اسے معاف کر دیا ہو۔ صرف یہ کہنا جائز ہے' جھوٹوں پر' ظالموں پر یا فلاں فلاں کام کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

٢٦٦ ـ بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ

۲۶۶۔ ناحق مسلمان پر سب و شتم کرنے کے حرام ہونے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ بِغَيْرِ مَا ٱكْتَسَبُوا۟ فَقَدِ ٱحْتَمَلُوا۟ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۃ احزاب' ۵۸)

١٥٦١ ـ وعَنِ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ المُسْلِمِ فُسوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفرٌ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۶۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمان کو گالی دینا' فسق (اللہ کی حکم عدولی) ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ: سباب المسلم فسوق.

فوائد: مومن کے قتل کو کفر کہنے کا مطلب ہے' گناہ اور حرمت میں کفر کی طرح ہے۔ جس سے اس جرم کی شدت واضح ہے' بعض کے نزدیک قتال سے مراد' لڑائی جھگڑا ہے۔ بہرحال اس میں مسلمان کو سب و شتم یا اسے قتل یا اس سے جھگڑا کرنے کی ممانعت ہے۔

١٥٦٢ ـ وعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلاً بِالفِسْقِ أَوِ الكُفْرِ، إلَّا ارتَدَّت عَلَيْهِ، إنْ لَمْ يَكُن صَاحِبُه كذلِكَ» رواهُ البخاريُّ.

۲/ ۱۵۶۲۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فسق یا کفر کی تہمت نہ لگائے' کیونکہ اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ تہمت اسی کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص' کسی مسلمان کی بابت یہ کہے کہ وہ تو فاسق یا کافر ہے درآں حالیکہ وہ فاسق یا کافر نہیں ہے' تو خود کہنے والا عنداللہ فاسق یا کافر قرار پا جائے گا۔ اس لئے اس قسم کے دعوؤں سے بچنا چاہئے۔

١٥٦٣ ـ وعنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «المُتَسَابَّانِ

۳/ ۱۵۶۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آپس میں گالی دینے والے دو

مَا قَالا فَعلَى البَادِيْ مِنهُمَا حتَّى يَعْتَدِيَ المَظْلُومُ» رواه مسلم.

شخص' جو کچھ ایک دوسرے کو کہیں گے' اس کا گناہ ابتداء کرنے والے کو ہو گا' یہاں تک کہ مظلوم زیادتی کا ارتکاب کرے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن السباب.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ایک مسلمان نے گالی دی' اور دیگر ناجائز باتیں کیں۔ تو دوسرے مسلمان نے بھی جواب میں اسی طرح کی گالی دی اور دیگر ناجائز باتیں کیں۔ اس نے اس کی باتوں سے تجاوز نہیں کیا' تو اس صورت میں سب و شتم کا سارا گناہ ابتداء کرنے والے کو ہو گا۔ ہاں اگر دوسرا (مظلوم) شخص بدلہ لینے میں حد سے تجاوز کر گیا تو پھر اپنی زیادتی کے حساب سے وہ بھی گناہ گار ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے' لیکن بدلہ لیتے وقت عام طور پر انسان حد سے تجاوز کر جاتا ہے اور مظلوم کی جگہ ظالم بن جاتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ انسان بدلہ لینے کی بجائے معاف کر دے اور صبر اور عفو (درگزر) کو اپنا شعار بنائے۔

١٥٦٤ ـ وعنهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبيُّ ﷺ برجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: «اضرِبُوهُ» قَالَ أَبو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيدِهِ، والضَّارِبُ بنَعْلِه، والضَّارِبُ بثَوبِهِ. فَلَمَّا انصرَفَ، قَالَ بعضُ القَومِ: أَخزاكَ اللهُ، قَالَ: «لَا تَقُولُوا هذا، لا تعِينُوا عليهِ الشَّيطَانَ» رواهُ البخاريُّ.

۴ / ۱۵۶۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شرابی آدمی لایا گیا۔ آپ نے فرمایا' اسے مارو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے' کہ پس ہم میں سے کوئی اسے اپنے ہاتھ سے' کوئی اپنے جوتے سے اور کوئی اپنے کپڑے سے مارتا تھا' جب وہ (مار کھا کر) جانے لگا' تو لوگوں میں سے کسی نے کہا' اللہ تجھے رسوا کرے۔ آپ نے فرمایا' اس طرح مت کہو' اس کے خلاف شیطان کی مدد مت کرو۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحدود، باب ما يكره من لعن شارب الخمر.

فوائد: گناہگار کو بددعاء دینے سے شیطان کی مدد ہوتی ہے' کیونکہ شیطان کا مقصد بھی مسلمان کو عنداللہ ذلیل و خوار کرنا ہی ہے' تو جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر لعنت کرتا یا اسے ذلت و رسوائی کی بددعا دیتا ہے تو گویا وہ شیطان کے مشن ہی کی تکمیل کرتا ہے۔ اس لئے گناہگار کو بددعاء نہیں دینی چاہئے' اس کے لئے ہدایت کی دعاء کی جائے۔ (۲) اس میں شرابی کو صرف زد و کوب کرنے کا ذکر ہے۔ یہ حد کے مقرر ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ بعد میں نبی ﷺ نے شراب پینے والے پر چالیس کوڑوں کی حد نافذ فرمائی۔ اس لئے راجح مسلک یہی ہے کہ شراب نوشی کی سزا' بطور تعزیر نہیں' بطور حد ہے اور وہ ہے چالیس کوڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی حد کو نافذ کیا۔ البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب شراب نوشی کا رواج کچھ زیادہ ہو گیا' تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کے مشورے سے چالیس کے بجائے اسی کوڑے اس کی سزا کر دی۔ علمائے محققین نے کہا ہے کہ حد تو چالیس کوڑے ہی ہے' البتہ بطور تعزیر چالیس کوڑوں یا اس سے کم و بیش کا حق امام وقت اور قاضی کو حاصل ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ اضافہ بھی بطور تعزیر ہی ہے۔ ورنہ حد میں کسی کو بھی کمی بیشی کرنے کا حق حاصل نہیں

ہے۔

١٥٦٥ ـ وعَنْـهُ قَـالَ: سَمِعْـتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزِّنى يُقامُ عَلَيْهِ الحَدُّ يَوْمَ القِيامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كما قالَ» متفقٌ عليهِ.

۵/ ۱۵۶۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جو شخص اپنے مملوک (غلام' باندی) پر بدکاری کی تہمت لگائے تو قیامت والے دن اس (مالک) پر حد قائم کی جائے گی' مگر یہ کہ وہ (مملوک) ایسا ہی ہو جیسے اس نے کہا (پھر مالک پر حد نہیں ہو گی)۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحدود، باب قذف العبيد ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنى.

فوائد: مالک پر قیامت والے دن حد قذف (زنا کی تہمت لگانے کی سزا) اس لئے قائم کی جائے گی کہ دنیا میں مالک اپنے مملوکین پر' ہر طرح کا ظلم کر لیتے ہیں اور ان کی داد رسی نہیں ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن' جب بے لاگ انصاف فرمائے گا' تو اس مظلوم طبقے کے ساتھ بھی انصاف کا اہتمام ہو گا اور جو مالک دنیا میں سزا سے بچ رہے ہوں گے' انہیں قیامت والے دن سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس میں ان لوگوں کے لئے ترہیب ہے جو اپنے مالکانہ اختیارات کے گھمنڈ میں اپنے غلاموں اور نوکروں چاکروں پر ظلم کرتے ہیں۔

٢٦٧ ـ بابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الأَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمَصْلَحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

۲۶۷۔ فوت شدہ لوگوں پر ناحق اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر سب و شتم کرنا حرام ہے

وَهُوَ التَّحْذِيرُ مِنَ الاقْتِداءِ بِهِ في بِدْعَتِهِ، وَفِسْقِهِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ؛ وَفِيهِ الآيَةُ وَالأَحاديثُ السَّابِقَةُ في البابِ قبلَهُ.

اور مصلحت شرعی یہ ہے کہ کسی بدعتی اور فاسق وغیرہ کی بدعت اور فسق وغیرہ میں پیروی کرنے سے لوگوں کو بچانا اور اس میں وہی آیت اور احادیث ہیں جو ماقبل کے باب میں گزریں۔

فائدہ باب: مطلب امام نوویؒ کا یہ ہے۔ کہ فوت شدہ شخص بدعت اور فسق و فجور وغیرہ میں مبتلا رہا ہو' تو ایسے شخص کے ایسے کردار سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہئے' تا کہ لوگ اس کی بدعت اور اس کے سے فسق و فجور سے بچیں۔ یہ مردہ کی بدگوئی اور سب و شتم نہیں ہے جس کی ممانعت ہے۔ بلکہ اس کی حقیقت واضح کرنے میں مصلحت شرعی موجود ہے' اس لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

١٥٦٦ ـ وعن عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها قَـالَـتْ: قَـالَ رَسُـولُ اللهِ ﷺ: «لَاتَسُبُّـوا الأَمْوَاتَ؛ فَإِنَّهُمْ قَد أَفضَوا إِلى ما قَدَّمُوا»

۱/ ۱۵۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فوت شدہ لوگوں کو برا بھلا مت کہو' اس لئے کہ انہوں نے (اچھے یا برے) جو عمل آگے

رواه البخاري.

بھیجے' وہ اس کو پہنچ گئے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما ينهى عن سب الأموات، وكتاب الرقاق، باب سكرات الموت.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ دنیا میں انہوں نے اچھے یا برے جو عمل بھی کئے' اس کے مطابق وہ جزاء یا سزا کے مستحق ہوں گے۔ ہمیں اب انہیں برا کہنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی ہے۔ اس لئے کسی بھی فوت شدہ پر سب و شتم نہ کی جائے' بالخصوص کسی کا نام لے کر۔ سوائے اس مصلحت شرعی کے جس کا ذکر عنوان باب اور اس کے فوائد کے تحت میں گزرا۔

٢٦٨ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِيذَاءِ

۲۶۸۔ تکلیف پہنچانے سے ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو بغیر کسی قصور کے' مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں' انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب' ۵۸)

١٥٦٧ ـ وعنْ عبدِ اللهِ بنِ عَمرِو بنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام.

فوائد: کہنے کو تو ہر وہ شخص مسلمان ہے جس نے کلمہ شہادت پڑھ کر توحید و رسالت محمدیہ کا اقرار کر لیا۔ لیکن کامل مسلمان وہ ہے جس کا کردار اتنا بلند ہو کہ اس کی زبان یا ہاتھ سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ اسی طرح مہاجر تو اصل میں وہ ہے جو اللہ کے لئے اپنے وطن اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں وہ آسانی سے اللہ کے دین پر عمل کر سکے۔ لیکن وہ شخص بھی مہاجر ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق نافرمانی والے کاموں کو ترک کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ ہجرت کے معنی ترک کرنے کے ہیں' وطن کو ترک کر دے یا معاصی کو ترک کر دے۔

١٥٦٨ ـ وعنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ، وَيُدْخَلَ الجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ

۲/ ۱۵۶۸۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ جہنم سے دور اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو

يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الذي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ» رواه مسلم. وَهُوَ بَعْضُ حَدِيثٍ طويلٍ سَبَقَ في بَابِ طَاعَةِ وُلَاةِ الأُمُورِ.

چاہئے کہ اس کو موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ برتاؤ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (مسلم) اور یہ ایک لمبی حدیث کا حصہ ہے جو پہلے باب طاعة ولاة الامور میں گزر چکی ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب الأمر بالوفاء ببيعة الخلفاء.

فوائد: یہ روایت رقم ۶ / ۶۶۸ میں گزر چکی ہے۔ اس میں ایمان پر استقامت اور عمل صالح پر مداومت کی تاکید ہے، کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں، کس وقت آجائے؟ اس لئے انسان کو کسی وقت بھی ایمان کے تقاضوں اور عمل صالح سے غافل نہیں رہنا چاہئے، تاکہ اس کی موت ایمان پر آئے۔ اس کا وہی مفہوم ہے جو آیت ولا تموتن الا وانتم مسلمون (آل عمران، ۱۰۲) کا ہے۔ (۲) مسلمان کو چاہئے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، جیسے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اس کے ساتھ اچھا معاملہ کریں۔

٢٦٩ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ وَالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرِ

۲۶۹۔ باہم بغض رکھنے، قطع تعلق کر لینے اور ایک دوسرے سے منہ پھیر لینے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ١٠]. وقالَ تعالى: ﴿أَذِلَّةٍ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ [المائدة: ٥٤]. وقالَ تعالى: ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ ۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ٢٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مومن تو بھائی بھائی ہیں۔ (سورۂ حجرات، ۱۰)

نیز فرمایا: مومنوں پر نرم ہیں اور کافروں پر سخت۔ (سورۂ مائدہ، ۵۴)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں، آپس میں مہربان۔ (سورۂ فتح، ۲۹)

١٥٦٩ - وعنْ أَنسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخواناً، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاه فَوقَ ثَلَاثٍ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۵۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، نہ باہم حسد کرو، نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ، نہ آپس میں تعلق منقطع کرو اور اے اللہ کے بندو، بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (کسی مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال چھوڑے رکھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهٰى عن التحاسد ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن التحاسد.

فوائد: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو' کا مطلب ہے کہ ایسا کام یا بات نہ کرو جس سے دلوں میں کدورت اور بغض پیدا ہو۔ حسد نہ کرو' یعنی کسی مسلمان کو کوئی نعمت اور شرف و فضل حاصل ہو تو اس کے زوال کی آرزو مت کرو۔ ایک دوسرے کو پیٹھ مت دکھاؤ' یعنی ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہو' تو سلام کرنے کی بجائے' ایک دوسرے سے اعراض کرتے ہوئے کنی کترا کر مت نکلو۔ یہ تمام چیزیں ممنوع ہیں' کیونکہ ان سے افتراق اور انتشار پیدا ہوتا ہے' اسی لئے تین دن سے زیادہ ترک تعلق اور بول چال بند رکھنا جائز نہیں ہے۔

١٥٧٠ ـ وعنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «تُفْتَحُ أَبْوَابُ الجَنَّةِ يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئاً، إِلَّا رَجُلاً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فيقالُ: أَنظِرُوا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصطَلِحَا! أَنظِرُوا هٰذَيْنِ حَتَّى يَصطَلِحَا!» رواه مسلم. وفي روايةٍ له: «تُعْرَضُ الأَعْمَالُ في كُلِّ يَومِ خَمِيسٍ وَاثْنَيْنِ» وَذَكَرَ نحوَهُ.

۲ / ۱۵۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پیر اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر اس بندے کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو سوائے اس آدمی کے کہ اس کے اور اس کے (کسی مسلمان) بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ پس کہا جاتا ہے' ان دونوں کو مہلت دی جائے یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں' ان دونوں کو صلح کرنے تک مہلت دی جائے۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' ہر جمعرات اور سوموار کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں' اور آگے اسی طرح روایت بیان کی۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب ما ينهٰى عن الفحشاء والتهاجر.

فوائد: اس میں بھی باہم دشمنی اور بغض و عناد کو جنت سے محرومی کا سبب بتلایا گیا ہے۔

٢٧٠ ـ بابُ تَحْرِيمِ الْحَسَدِ وَهُوَ تَمَنِّيْ زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا: سَوَاءٌ كَانَتْ نِعْمَةَ دِيْنٍ أَوْ دُنْيَا

۲۷۰۔ حسد کے حرام ہونے کا بیان اور یہ کسی صاحب نعمت سے زوال نعمت کی آرزو کرنے کا نام ہے' وہ نعمت دینی ہو یا دنیوی

قَالَ اللهُ تعالى: ﴿ أَمْ يَحْسُدُونَ ٱلنَّاسَ عَلَىٰ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ﴾ [النساء: ٥٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' کیا وہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس نعمت پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی۔ (سورۂ نساء' ۵۴)

وَفِيهِ حَدِيثُ أَنَسٍ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اور اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو ماقبل کے باب میں گزری۔ (ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں)

١٥٧١ ـ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالحَسَدَ؛ فَإِنَّ الحَسَدَ يأْكُلُ الحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الحَطَبَ، أَوْ قَالَ: العُشْبَ» رواه أبو داود.

١٥٧١/١ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسد سے بچو' اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ یا فرمایا' خشک گھاس کو (کھا جاتی ہے)۔ (ابو داؤد)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب الحسد.

فوائد: حسد بھی کبیرہ گناہ ہے جو نہایت تیزی سے نیکیوں کو مٹا دیتا ہے' جیسے آگ لکڑی اور خشک گھاس کو جلا کر فوراً بھسم کر دیتی ہے۔

٢٧١ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ وَالتَّسَمُّعِ لِكَلَامِ مَنْ يَكْرَهُ اسْتِمَاعَهُ

٢٧١۔ ٹوہ لگانے اور دوسرے کے ناپسند کرنے کے باوجود اس کی بات سننے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ [الحجرات: ١٢] وقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ٹوہ مت لگاؤ (یعنی مسلمانوں کے عیبوں اور کمزوریوں کو تلاش مت کرو)۔ (سورۂ حجرات' ١٢)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور وہ لوگ جو بغیر قصور کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں' پس انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب' ٥٨)

١٥٧٢ ـ وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً كَمَا أَمَرَكُم. المُسْلِمُ أَخُو المُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ،

١٥٧٢/١ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم بدگمانی سے بچو' کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور عیبوں کی ٹوہ مت لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو اور نہ دوسرے کا حق غصب کرنے کی حرص اور اس کے لئے کوشش کرو' نہ ایک دوسرے سے حسد کرو' نہ باہم بغض رکھو' نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ' اور اے اللہ کے بندو! تم بھائی

وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هٰهُنَا، التَّقْوَى هٰهُنَا» وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ «بِحَسْبِ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَعِرْضُهُ، وَمَالُهُ، إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُم، وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُم وأَعْمَالِكُمْ». وفي روايةٍ: «لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً». وفي روايةٍ: «لا تَقَاطَعُوا، وَلَاتَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً». وفي روايةٍ: «لَاتَهَاجَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُم عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ». رواه مسلم بكلِّ هذه الروايات، وروى البخاريُّ أكثرَها.

بھائی ہو جاؤ' جیسے اس نے تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم کرے' نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے' نہ اس کو حقیر سمجھے۔ تقویٰ' تو یہاں ہے' تقویٰ تو یہاں ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے۔ آدمی کے برے ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون' اس کی عزت اور اس کا مال حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کو' وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو' باہم بغض نہ رکھو۔ جاسوسی نہ کرو' عیبوں کی ٹوہ مت لگاؤ' محض دھوکہ دینے کے لئے بولی بڑھا کر مت لگاؤ' اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

ایک اور روایت میں ہے' ایک دوسرے سے بول چال بند مت کرو اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ یہ ساری روایات مسلم نے بیان کی ہیں اور ان میں سے اکثر باتیں امام بخاری نے بھی روایت کی ہیں۔

تخریج: صحيح بخاري، وكتاب النكاح، وكتاب الوصايا، وكتاب الإكراه، وكتاب المظالم ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم ظلم المسلم وخذله.

فوائد: بدگمانی سے مراد کسی مسلمان کی بابت ایسا گمان ہے جس کا کوئی ظاہری سبب نہ ہو' اسی طرح وہ خیال ہے جو بغیر کسی دلیل کے دل میں پیدا ہو۔ نجش کا مطلب ہے' کسی سودے کی بولی میں اس لئے اضافہ کرنا تاکہ دوسرے لوگ دھوکہ کھا جائیں' اس کا مقصد خریدنا نہ ہو۔ اس حدیث میں جو ہدایات دی گئی ہیں' ان کا مقصد مسلمان کی عزت کا تحفظ ہے' بلاوجہ بدگمانی' عیبوں اور کمزوریوں کی تلاش' مسلمان کی عزت کے منافی ہے' اس لئے ان سے روک دیا گیا۔ دوسرا مقصد' اخوت اسلامیہ کی پاسداری ہے' اسی لئے ظلم کرنے سے' دست گیری کے وقت بے یار و مددگار چھوڑ دینے سے' حقیر سمجھنے سے اور تکبر کرنے سے روک دیا گیا ہے اور مسلمان کی جان' مال اور عزت کو دوسرے مسلمان پر حرام کر دیا گیا ہے' بولی میں اضافہ اور سودے پر سودا کرنے کی ممانعت بھی اسی لئے ہے کہ ان سے بھی بغض و نفرت پیدا ہوتی ہے۔

١٥٧٣ ـ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ، أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ» حديثٌ صحيحٌ. رواه أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۲/ ۱۵۷۳۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ فرماتے تھے' اگر تو مسلمان کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو تو ان کے اندر بگاڑ پیدا کرے گا یا قریب ہے کہ تو ان کے اندر فساد پیدا کر دے۔ (یہ حدیث صحیح ہے' اسے ابو داوٗد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب النهى عن التجسس.

فوائد: جب ایک شخص دوسروں کے عیوب کی تلاش میں اور ان کی کمزوریوں کے تعاقب میں لگا رہے گا تو پھر دوسرے لوگ بھی اس کی بابت یہی انداز اختیار کریں گے' اس سے معاشرے میں جو فساد پیدا ہو گا وہ ظاہر ہے' اس لئے شریعت نے اس سے منع کر دیا ہے۔

١٥٧٤ ـ وَعَنِ ابْنِ مسعودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَجُلٍ فَقِيلَ لَهُ: هٰذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ خمراً، فَقَالَ: إِنَّا قَدْ نُهِينَا عَنِ التَّجَسُّسِ، وَلٰكِنْ إِنْ يَظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ، نَأْخُذْ بِهِ. حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. رواه أَبو داود بإسنادٍ عَلَى شَرْطِ البخاريِّ ومسلمٍ.

۳/ ۱۵۷۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ فلاں آدمی ہے جس کی داڑھی سے شراب کے قطرے گر رہے ہیں' تو آپ نے فرمایا' ہمیں ٹوہ لگا کر عیب تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے' البتہ اگر کوئی کمزوری ہمارے سامنے آئے گی تو ہم اس پر اس کی گرفت کریں گے' یہ حدیث حسن ہے۔ (اسے ابو داوٗد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب النهى عن التجسس.

فوائد: اس میں صحابہ کرام کے اس عمل کا ایک نمونہ ہے جس کی ہدایت اسلام نے دی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یقیناً اسلام کے اوامر و نواہی کے پابند تھے۔ (۲) محض شبہے پر حد یا تعزیر عائد نہیں ہو گی' اس کے لئے واقعی ثبوت ضروری ہے۔

٢٧٢ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُوءِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِينَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ

۲۷۲۔ بلا ضرورت مسلمانوں سے بدگمانی کرنے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! زیادہ بدگمانی کرنے سے بچو' اس لئے کہ بعض بدگمانی گناہ ہے۔

[الحجرات: ١٢].

(سورۂ حجرات' ١٢)

١٥٧٥ـ وعنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ قَـالَ: «إِيَّـاكُـمْ وَالظَّنَّ؛ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ» متفقٌ عليه.

١/ ١٥٧٥ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم بدگمانی سے بچو' اس لئے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے ماقبل کے باب میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے ١/ ١٥٧٢۔ اس میں بھی بدگمانی سے' خاص طور پر اہل خیر و صلاح کے بارے میں' بدگمانی سے بچنے کی تاکید ہے' اس لئے کہ یہ جھوٹ کی بدترین قسم ہے۔ علاوہ ازیں شرعی احکام اور سزائیں یقین پر نافذ ہوتی ہیں' محض ظن و تخمین پر نہیں۔ (٢) عام حالات میں ہر مسلمان کی بابت اچھا خیال رکھنا ضروری ہے' اِلاّ یہ کہ کوئی واضح ثبوت اس کے برعکس موجود ہو۔

٢٧٣ ـ بَابُ تَحْرِيمِ احْتِقَارِ الْمُسْلِمِينَ

٢٧٣۔ مسلمانوں کو حقیر جاننا حرام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَٰبِ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ [الحجرات: ١١]. وقالَ تعَالَى: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [الهمزة: ١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو' کوئی قوم کسی قوم سے استہزاء نہ کرے' ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں' دوسری عورتوں سے استہزاء کریں' ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور اپنے مومن بھائیوں کو عیب مت لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) اللہ کی حکم عدولی ہے' اور جو توبہ نہ کریں' پس وہی لوگ ظالم ہیں۔ (سورۂ حجرات' ١١)

نیز فرمایا: ہر اس شخص کے لئے خرابی ہے جو طعنہ زنی کرنے والا' عیب جو اور چغل خور ہے۔

١٥٧٦ ـ وعنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْـهُ أَنَّ رَسُـولَ اللهِ ﷺ قَـالَ: «بِحَسْـبِ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحقِرَ أَخَاهُ المُسْلِمَ». رواه مسلم، وقد سبق قريباً بطوله.

١/ ١٥٧٦ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ (مسلم) اور یہ روایت پوری تفصیل سے قریب ہی گزری ہے۔

تخريج: صحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت باب النھی عن التجسس میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۱/ ۱۵۷۲۔ حدیث کا مفہوم واضح ہے۔

۱۵۷۷ ـ وعَن ابْنِ مسعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ مَنْ كَانَ في قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ!» فَقَالَ رَجُلٌ: إنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَناً، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، فقال: «إنَّ اللهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الجَمَالَ، الكِبْرُ بَطَرُ الحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ» رواه مسلم. وَمَعْنَى «بطر الحَقِّ»: دَفْعُه، وَ«غَمْطُهُم»: احْتِقَارُهُمْ، وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ بِأَوْضَحَ مِنْ هٰذَا في بابِ الكِبْرِ.

۲/ ۱۵۷۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی کبر ہو گا' تو ایک آدمی نے عرض کیا' ایک آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو' اس کی جوتی اچھی ہو (کیا یہ بھی کبر ہے؟) تو آپ نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے' خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ کبر' حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسلم)

بطر الحق کے معنی ہیں' حق سے گریز کرنا۔ غمطھم کا مطلب ہے لوگوں کو حقیر سمجھنا' اس کا بیان اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ باب الکبر میں گزر چکا ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تحریم الکبر وبیانه.

فوائد: یہ روایت باب تحریم الکبر والا عجاب میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے' رقم ۱/ ۶۱۲۔ امام نوویؒ نے بطر الحق کے معنی دفع الحق کیے ہیں۔ یعنی حق بات کو ٹال دینا اور کہنے والے پر لوٹا دینا' مطلب وہی گریز کرنا ہے۔ گویا اچھا لباس پہن لینا کبر نہیں ہے' جس کو عام طور پر لوگ کبر سمجھتے ہیں۔ بلکہ کبر اصل میں وہ ہے جس کی نشاندہی حدیث میں کی گئی ہے۔

۱۵۷۸ ـ وعن جُنْدُبِ بْنِ عَبدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ رَجُلٌ: وَاللهِ! لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ! إنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ» رواه مسلم.

۳/ ۱۵۷۸۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا' اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا' تو اللہ عز و جل نے فرمایا' کون ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا؟ بے شک میں نے اس کو بخش دیا' اور تیرے عمل میں نے برباد کر دیئے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن تقنیط الإنسان من رحمة الله.

فوائد: بعض لوگوں کو اپنی عبادت اور زہد و تقویٰ پر گھمنڈ ہو جاتا ہے جو انہیں دوسروں کی بابت بدگمانی میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ بڑے یقین سے اس بات کا اظہار کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص کو تو اللہ نے کبھی معاف نہیں کرنا۔

حالانکہ یہ اللہ کی شان میں بے ادبی کا مظاہرہ اور اپنی بابت حد سے زیادہ خوش گمانی کا نتیجہ ہے۔ یہ رویہ اللہ کو پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اس عابد و زاہد و متقی کے سارے عمل برباد کر کے اسے جہنم میں پھینک دے اور اس گناہ گار کو معاف کر کے جنت میں بھیج دے جس کی بابت یہ قسم کھا کر کہتا تھا کہ اسے اللہ معاف نہیں کرے گا۔ اس لئے انسان کو اپنی عبادت پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے اور دوسروں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔

٢٧٤ - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ

۲۷۴۔ مسلمان کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی ممانعت

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ١٠]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ﴾ [النور: ١٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' مومن تو بھائی بھائی ہیں۔ (الحجرات' ۱۰)

نیز فرمایا: بے شک وہ لوگ جو اہل ایمان کے اندر بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں' ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (النور' ۱۹)

١٥٧٩ - وعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لأَخِيكَ، فَيَرْحَمَهُ اللهُ وَيَبْتَلِيكَ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱/۱۵۷۹۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اپنے (مسلمان) بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ اللہ تعالیٰ اس پر تو رحم فرما دے اور تمہیں آزمائش میں ڈال دے۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب صفة القيامة، باب لا تظهر الشماتة لأخيك فيعافيه الله ويبتليك.

فوائد: مومن تو دوسرے مومن کی تکلیف پر تکلیف اور اس کی خوشی پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ نہ کہ کسی مومن کی تکلیف پر مسرت و شادمانی۔ یہ رویہ تو مومنانہ کردار ہی کے منافی ہے۔ اسی لئے اللہ کو یہ سخت ناپسند ہے اور ممکن ہے کہ اس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس طرح دے دے کہ اس مصیبت زدہ کو تو مصیبت سے نجات دے دے اور خوشی منانے والے کو مصیبت میں ڈال دے۔

وفي الباب حديثُ أبي هريرةَ السابقُ في باب التَّجَسُّسِ: «كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ» الحديثَ.

امام نوویؒ فرماتے ہیں اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی ہے جو اس سے پہلے باب التجسس میں گزر چکی ہے' کہ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اس کا خون' مال اور عزت حرام ہے۔

٢٧٥ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي الأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ

٢٧٥۔ شرعی طور پر ثابت نسب میں طعن کرنا حرام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ بِغَيْرِ مَا ٱكْتَسَبُوا۟ فَقَدِ ٱحْتَمَلُوا۟ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف دیتے ہیں' یقیناً انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب' ۵۸)

١٥٨٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى المَيِّتِ» رواه مسلم.

۱ / ۱۵۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو ان کے کفر کا باعث ہیں' نسب میں طعن کرنا اور فوت شدہ پر بین کرنا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب اطلاق اسم الكفر على الطعن.....

فوائد: یہ دونوں گناہ ایسے ہیں کہ اگر انسان انہیں حلال سمجھ کر ان کا ارتکاب کرے گا' تو وہ کافر ہو جائے گا' تاہم بشری کمزوری کی وجہ سے ان کا صدور سخت کبیرہ گناہ ہے۔ نسب میں طعنہ زنی کا مطلب ہے کہ کسی شخص کو اس کی تحقیر و توہین کی نیت سے کہا جائے کہ تیرا باپ تو فلاں کام کرتا ہے' تیری ماں تو ایسی ویسی ہے' یا تو جولاہا' لوہار' دھوبی اور موچی وغیرہ ہے۔ پیشوں کی وجہ سے بھی کسی خاندان یا شخص کو حقیر سمجھنا طعن فی النسب ہی کی ایک صورت ہے۔ (۲) نوحہ و ماتم (بین کرنے) کا مطلب' مردہ کے اوصاف بیان کر کر کے رونا پیٹنا اور زور زور سے چیخنا اور واویلا کرنا ہے۔

٢٧٦ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ وَالْخِدَاعِ

۲۷۶۔ جعل سازی اور دھوکہ دہی کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ بِغَيْرِ مَا ٱكْتَسَبُوا۟ فَقَدِ ٱحْتَمَلُوا۟ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف دیتے ہیں' انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب' ۵۸)

١٥٨١ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ

۱ / ۱۵۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو ہم پر ہتھیار اٹھائے' وہ ہم (مسلمانوں) میں سے نہیں اور جو ہمیں دھوکہ و فریب

مِنَّا» رواه مسلم. وفي رِوَايَةٍ لَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةِ طَعَامٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا، فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلاً، فَقَالَ: «مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟» قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «أَفَلاَ جَعَلْتَه فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا».

دے' وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ کا غلے کے ایک ڈھیر پر سے گزر ہوا' پس آپ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ کی انگلیوں نے تری محسوس کی۔ آپ نے پوچھا' اے غلے والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اسے بارش پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو تو نے اس (بھیگے ہوئے حصے) کو غلے کے اوپر کیوں نہ کر دیا' تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں (یاد رکھ) جس نے ہم سے دھوکہ کیا' پس وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب من حمل علينا السلاح، وباب من غشّنا فليس منا.

فوائد: ہتھیار اٹھانے سے مراد مسلمانوں کی جماعت کے خلاف خروج و بغاوت کرنا۔ یا بغیر کسی وجہ کے کسی مسلمان پر تلوار' بندوق' موزر اور کلاشنکوف وغیرہ اٹھانا اور اسے مار دینا ہے' جیسے آج کل بدقسمتی سے یہ دہشت گردی عام ہے۔ (۲) جعل سازی اور دھوکہ دہی کی مختلف صورتیں ہیں' ایک معنوی ہے جیسے باطل پر حق کا غلاف چڑھا دینا اور دوسری مادی اور ظاہری ہیں۔ جیسے سودے میں کوئی عیب ہو تو اسے ظاہر نہ کرنا' اچھے مال میں ردی اور گھٹیا مال کی آمیزش کر دینا' سودے میں کسی اور چیز کی ملاوٹ کر دینا تاکہ اس کا وزن زیادہ ہو جائے' اس طرح کی اور متعدد صورتیں۔ (۳) ہم میں سے نہیں کا مطلب ہے' مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔ اس کا یہ کردار مومنانہ نہیں' غیر مومنانہ ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو ہر قسم کی دھوکہ دہی سے اجتناب کرنا چاہئے۔

١٥٨٢ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «لاَ تَنَاجَشُوا» متفقٌ عليه.

۲ / ۱۵۸۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' خریداری کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو۔

تخریج: صحيح بخاری، كتاب البيوع، وكتاب الشروط ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع وكتاب البر.

فوائد: یہ روایت رقم ۱ / ۱۵۷۲ میں گزر چکی ہے۔ انسان کی نیت خریدنے کی نہ ہو' پھر بھی قیمت بڑھا کر بولی لگائے تو ظاہر بات ہے کہ اس سے دوسرا خریدار دھوکہ کھا جائے گا اور اسے اصل قیمت سے کہیں زیادہ قیمت پر وہ چیز خریدنی پڑے گی۔ گویا یہ بھی دھوکہ دہی کی ایک صورت ہے۔

١٥٨٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجَشِ.

۳ / ۱۵۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے دھوکہ دینے کی نیت سے قیمت بڑھانے

متفقٌ عليه.

سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب النجش ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب النهي عن النجش.

فوائد: اس میں بھی نرخ پر نرخ بڑھانے سے منع فرمایا گیا ہے' جب کہ مقصد خریدنا نہ ہو' بلکہ صرف دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا ہو۔

١٥٨٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَايَعْتَ، فَقُلْ لَا خِلَابَةَ» متفقٌ عليه. «الخِلَابَة» بخاءٍ معجمةٍ مكسورة، وباءٍ موحدة: وهي الخديعةُ.

۴/ ۱۵۸۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ خرید و فروخت میں دھوکہ کھا جاتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس سے تو سودا کرے تو یہ کہہ دیا کر کہ دھوکہ نہیں ہونا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

الخلابہ' خاء' کے نیچے زیر اور باء (مفتوحہ) دھوکہ و فریب۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب ما يكره من الخداع ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب من يخدع في البيع.

فوائد: مذکورہ الفاظ کہنے سے مقصد ثبوت خیار کا تحقق ہے۔ یعنی اگر سودے میں کوئی دھوکہ اور فریب ہوا تو خریدار کو سودا واپس کرنے کا حق ہو گا۔ بیچنے والوں کو بھی اس حق کا احترام کرنا پڑے گا۔

١٥٨٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ، أَوْ مَمْلُوكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا» رواه أبو داود. «خبب» بخاءٍ معجمة، ثُمَّ باءٍ موحدة مكررة: أَيْ: أَفْسَدَه وَخَدَعَهُ.

۵/ ۱۵۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دے' تو وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابو داؤد)

خبب' خاء پھر دو مرتبہ باء' اس کو ورغلائے اور دھوکہ دے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب من خبّب مملوكا على مولاه.

فوائد: کسی کی بیوی یا غلام کو ورغلا کر خاوند اور مالک کے خلاف کر دینا' ان کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر کے انہیں ایک دوسرے سے متنفر کرنا' بڑا جرم ہے۔ مومن کی شان تو اصلاح بین الناس ہے نہ کہ افساد بین الناس (لوگوں کے درمیان فساد ڈالنا)۔

٢٧٧ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ

۲۷۷۔ بدعہدی کے حرام ہونے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَوْفُواْ بِٱلْعُقُودِ﴾ [المائدة: ١]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَأَوْفُواْ بِٱلْعَهْدِ إِنَّ ٱلْعَهْدَ كَانَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو' عہدوں کو پورا کرو۔ (سورۂ مائدہ' ۱)

نیز فرمایا: عہد کو پورا کرو' اس لئے کہ عہد کی بابت

مَسْئُولًا﴾ [الإسراء : ٣٤]. پوچھا جائے گا۔ (سورۂ بنی اسرائیل، ۳۴)

فائدۂ آیات: ایک عہد تو وہ ہے جو انسان آپس میں کرتے ہیں۔ اور ایک عہد وہ ہے جو اللہ نے انسانوں سے لیا ہے کہ وہ اس کی توحید و ربوبیت کا اقرار کریں اور اس کے احکام و ہدایات کے مطابق زندگی گزاریں۔ ان دونوں قسم کے عہدوں کی پاسداری ضروری ہے اور ان میں کوتاہی پر قیامت والے دن باز پرس ہو گی۔

١٥٨٦ ـ وعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فيه، كَانَ مُنَافِقاً خَالِصاً، وَمَنْ كَانَتْ فيه خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ، كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وإِذا حَدَّثَ كَذَبَ، وإِذا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذا خَاصَمَ فَجَرَ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۸۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چار خصلتیں ہیں، جن میں وہ ہوں گی وہ خالص منافق ہو گا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب کوئی عہد کرے تو بے وفائی کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو خوب لڑے اور بدزبانی کرے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري ـ وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل گزر چکی ہے، دیکھئے رقم ۲/ ۱۵۴۴۔ یہ منافقانہ خصلتیں ہیں، ایک مومن کو ان تمام خصلتوں سے پاک ہونا چاہیے۔ اخلاق فاضلہ کا ایمان سے گہرا تعلق ہے، جہاں ایمان ہو گا، وہاں حسن اخلاق کی بھی جلوہ گری ہو گی اور جہاں ایمان نہیں ہو گا، اخلاق کا بھی فقدان ہو گا۔

١٥٨٧ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وأَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالُوا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يومَ القِيامَةِ، يُقَالُ: هذِهِ غَدْرَةُ فُلانٍ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۵۸۷۔ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت والے دن ہر عہد توڑنے والے کے لئے ایک جھنڈا ہو گا، کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی بدعہدی (کا نشان) ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب إثم الغادر ـ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب تحريم الغدر.

فوائد: غدر سے مراد عہد توڑ دینا اور اس کی پروا نہ کرنا ہے، قیامت والے دن تمام لوگوں کے سامنے ایسے عہد شکن کو ایک جھنڈا دیا جائے گا جو اس کی بدعہدی کا ایک نشان ہو گا۔

١٥٨٨ ـ وَعَنْ أَبي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ

۳/ ۱۵۸۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر عہد شکن کے لئے

غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اسْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ، أَلَا وَلَا غَادِرَ أَعْظَمُ غَدْراً مِنْ أَمِيرِ عَامَّةٍ» رواه مسلم.

قیامت والے دن' اس کی سرین کے پاس ایک جھنڈا ہو گا' اسے اس کی بدعہدی کے تناسب سے بلند کیا جائے گا' سنو! عام لوگوں کے امیر و حاکم کے عہد کو توڑنے والے سے بڑا عہد شکن کوئی نہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب تحریم الغدر.

فوائد: عامۃ المسلمین کے امیر سے مراد حاکم وقت (خلیفہ' بادشاہ اور حکمران) یا اس کا نائب ہے۔ اس کے عہد کو توڑنے سے مراد اس کے عہد اطاعت اور بیعت کا توڑنا اور اس کے خلاف خروج و بغاوت ہے۔ اسلام نے حکمرانوں پر تنقید کرنے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کی اصلاح کرنے کی تو تاکید کی ہے اور اس کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے۔ لیکن ان کے فسق و فجور یا ان کے ظلم کی وجہ سے ان کے عہد اطاعت کو توڑ دینے اور ان کے خلاف خروج و بغاوت کی اجازت نہیں دی ہے۔ کیونکہ اس طرح ملک میں فساد اور بدامنی پیدا ہوتی ہے جس سے حالات مزید خراب ہی ہوتے ہیں' اصلاح پذیر نہیں ہوتے۔ خلفاء و سلاطین کے خلاف خروج و بغاوت کی تاریخ کا جائزہ لینے سے بھی اس حکم کی افادیت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔ تاریخ میں خروج و بغاوت کے جتنے بھی واقعات ہیں' ان میں سے کسی سے بھی امت مسلمہ یا اسلام کو فائدہ نہیں ہوا' بلکہ نقصان ہی ہوا ہے۔ اسی طرح آج کل کی جمہوریت میں بھی' جس میں حکومت وقت کے خلاف مظاہرے جمہوریت کا ایک حصہ بلکہ اس کی جان سمجھے جاتے ہیں' یہ ایک بے ثمر عمل ہے' جس سے نہ حکمرانوں کی اصلاح ہوتی ہے' نہ ملک و قوم کو کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے' البتہ توڑ پھوڑ سے لوگوں کی املاک اور قومی املاک کو نقصان پہنچتا ہے اور بعض دفعہ انسانی جانوں کا بھی ضیاع ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سیاسی مظاہرے بھی شرعاً محل نظر ہیں۔ اس حدیث میں حکمرانوں کے خلاف اس قسم کے اقدامات پر سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ اس لئے ہمیں حکومت وقت اور حکمرانوں کی اصلاح کے لئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کے لئے کوئی اور مناسب طریق کار وضع اور اختیار کرنا چاہئے' جس میں محض تنقید برائے تنقید نہ ہو' بلکہ صحیح معنوں میں خیر خواہی اور ملک و قوم کے مفادات کا جذبہ کارفرما ہو۔ یہ احتجاجی ہڑتالیں اور سیاسی مظاہرے شرعی لحاظ سے بھی غلط ہیں اور تجربات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ ان سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۲) عربوں میں رواج تھا کہ وہ بدعہدی کرنے والوں کے لئے بازاروں میں جھنڈے گاڑ دیا کرتے تھے تاکہ وہ بدنام اور ذلیل ہوں۔ اسی رواج کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کی اخروی سزا کا تذکرہ فرمایا' تاکہ اس جرم اور اس کی سزا کی نوعیت لوگ سمجھ سکیں۔

۱۵۸۹ - وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرّاً فَأَكَلَ ثَمَنَهُ،

۴/ ۱۵۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تین آدمی ہیں جن سے قیامت والے دن میں خود جھگڑوں گا' ایک وہ آدمی جس نے میرے نام سے عہد کیا' پھر اسے

وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيراً، فَاسْتَوْفى مِنْهُ، وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ» رواه البخاري.

توڑ دیا' دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھالی اور تیسرا وہ آدمی' جس نے اجرت پر ایک مزدور حاصل کیا' پس اس سے اپنا کام تو پورا لیا' لیکن اسے اس کی اجرت نہیں دی۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب إثم من باع حُرًّا.

فوائد: اس میں عہدوں کو پورا کرنے' آزاد شخص کو فروخت نہ کرنے اور مزدور کو اس کی مزدوری دینے کی ترغیب ہے۔

٢٧٨ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

۲۷۸۔ عطیہ وغیرہ دینے کے بعد احسان جتلانے کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُبْطِلُواْ صَدَقَـٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ ﴾ [البقرة: ٢٦٤]. وقَالَ تَعَالى: ﴿ ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَٰلَهُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَآ أَنفَقُواْ مَنًّا وَلَآ أَذًى ﴾ [البقرة: ٢٦٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف دے کر اپنے صدقے ضائع مت کرو۔ (سورۂ بقرہ' ۲۶۴)

اور فرمایا: وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ تکلیف پہنچاتے ہیں۔ (سورۂ بقرہ' ۲۶۲)

١٥٩٠ ـ وعن أبي ذرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ أَبو ذرٍّ: خابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يا رَسولَ الله؟ قال: «المُسْبِلُ، وَالمَنَّانُ، وَالمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بالحَلِفِ الكَاذِبِ» رواه مسلم. وفي روايةٍ له: «المسبل إزارَهُ» يَعْني: المسبلَ إزارَهُ وَثَوْبَهُ أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ للخُيَلاءِ.

۱/۱۵۹۰۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تین آدمیوں سے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ نہ کلام کرے گا' نہ (رحمت کی نظر سے) انہیں دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا' راوی بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ حضرت ابو ذر نے عرض کیا' وہ نامراد ہوئے اور گھاٹے میں رہے' یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا' ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا' احسان کر کے احسان جتلانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کے ذریعے سے بیچنے والا۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ اپنی ازار کو نیچے لٹکانے والا۔ یعنی اپنی شلوار' پاجامے اور کپڑے کو

تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم إسبال الإزار والمنّ.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ شلوار' پاجامہ' پتلون اور تہ بند وغیرہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا حرام ہے۔ یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کے لئے اس کے برعکس ٹخنے' بلکہ پیر تک بھی ڈھکنے ضروری ہیں۔ (۲) جھوٹی قسم کھانا مطلقاً حرام ہے لیکن سودا بیچنے کے لئے گاہک کو دھوکہ دینے کی نیت سے جھوٹی قسم کھانا تو اور زیادہ بڑا جرم ہے' کہ اس میں دو جرم اکٹھے ہو جاتے ہیں' جھوٹی قسم اور دھوکہ دہی۔

٢٧٩ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الافْتِخَارِ وَالْبَغْيِ

۲۷۹۔ فخر کرنے اور ظلم و زیادتی کے ارتکاب سے ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا تُزَكُّوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ ٱتَّقَىٰٓ﴾ [النجم: ٣٢]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا ٱلسَّبِيلُ عَلَى ٱلَّذِينَ يَظْلِمُونَ ٱلنَّاسَ وَيَبْغُونَ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ ٱلْحَقِّ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [الشورى: ٤٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' تم اپنی بابت پاکیزگی کا دعویٰ مت کرو' تم میں سے جو پرہیزگار ہیں ان کو وہ خوب جانتا ہے۔ (سورۂ نجم' ۳۲)

نیز فرمایا: بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں' یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (سورۂ شوریٰ' ۴۲)

١٥٩١ ـ وعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ» رواه مسلم.

قَالَ: أَهْلُ اللُّغَةِ: الْبَغْيُ: التَّعَدِّي وَالاسْتِطَالَةُ.

۱/ ۱۵۹۱۔ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس بات کی وحی فرمائی ہے کہ تم عاجزی اختیار کرو' یہاں تک کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے اور نہ کوئی' کسی دوسرے کے مقابلے میں فخر کرے۔ (مسلم)

اہل لغت نے کہا ہے کہ بغی کا مطلب' ظلم و زیادتی اور دست درازی کرنا ہے۔ (جس سے روکا گیا ہے)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة.

فوائد: اللہ نے کسی کو مال و دولت اور جاہ و منصب یا حسن و جمال یا علم و فضل عطا کیا ہو' تو یہ اس پر اللہ کا احسان ہے' اس کو اللہ کے حکم کے مطابق تواضع اور عاجزی اختیار کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ان خداداد نعمتوں سے دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچائے نہ کہ فخر و غرور کا اظہار کر کے اللہ کی ناشکری اور لوگوں پر ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرے۔

١٥٩٢ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إذا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ» رواه مُسلم. الرِّوَايَةُ المَشْهُورَةُ: «أَهْلَكُهُمْ» بِرَفعِ الكَافِ، ورُوِيَ بِنَصْبِهَا. وَهٰذَا النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذلكَ عُجْباً بِنَفْسِهِ، وَتَصَاغُراً لِلنَّاسِ، وَارْتِفاعاً عَلَيْهِمْ، فَهٰذَا هُوَ الحَرَامُ وَأَمَّا مَنْ قَالَهُ لِمَا يَرى فِي النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِي أَمْرِ دِينِهم، وَقَالَهُ تَحَزُّناً عَلَيْهِمْ، وَعَلى الدِّينِ، فَلا بَأْسَ بِهِ هٰكَذا فَسَّرَهُ العُلَمَاءُ وَفصَّلوه، وَمِمَّنْ قَالَهُ مِنَ الأَئمَّةِ الأَعْلَامِ: مَالِكُ بنُ أَنسٍ وَالخَطَّابِيُّ وَالحُمَيْدِيُّ وآخرون، وقد أَوْضَحْتُهُ في كِتَابِ «الأذْكَارِ».

٢ / ١٥٩٢ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب، کوئی آدمی یہ کہے کہ لوگ تباہ ہو گئے، تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہے۔ (مسلم)

امام نوویؒ فرماتے ہیں، مشہور روایت اهلكهم ہے، کاف کے پیش کے ساتھ (اسم تفضیل) اور یہ کاف کے زبر کے ساتھ بھی مروی ہے (مبنی علی الفتح ہونے کی بنیاد پر۔ اسم تفضیل کے ساتھ ہی زیادہ صحیح اور واضح ہے) لیکن یہ کہنا کہ لوگ تباہ ہو گئے، اس شخص کے لئے منع ہے جو اپنے کو سب سے اچھا سمجھے، لوگوں کو حقیر گردانے اور ان پر اپنے کو برتر خیال کرے، پس یہ حرام ہے۔ لیکن جو شخص یہ اس لئے کہے کہ وہ دیکھتا ہے کہ لوگوں میں دین داری کم ہو گئی ہے اور اس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے دینی غیرت کی وجہ سے یہ الفاظ اس کی زبان پر آجائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ علماء نے اسی طرح اس کی وضاحت اور تفصیل بیان کی ہے اور جن ائمہ اعلام نے یہ تفسیر کی ہے ان میں امام مالک بن انس، امام خطابی، امام حمیدی اور دیگر ائمہ ہیں۔ رحمھم اللہ۔ میں نے اسے کتاب الاذکار میں واضح کیا ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهى عن قول هلك الناس.

فوائد: اس میں اپنے کو اچھا سمجھنے اور دوسروں کو حقیر گردانے کی ممانعت ہے۔

٢٨٠ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْهِجْرَانِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ إلاَّ لِبِدْعَةٍ فِي الْمَهْجُورِ، أَوْ تَظَاهَرَ بِفِسْقٍ، أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ

٢٨٠۔ تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے آپس میں بول چال بند رکھنے کے حرام ہونے کا بیان، البتہ بدعتی شخص سے یا علانیہ فسق و فجور کے مرتکب وغیرہ سے ترک تعلق جائز ہے

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات: ١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مومن تو بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو (لڑے ہوئے) بھائیوں میں صلح کرا دو۔ (سورۂ حجرات' ۱۰)

وقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ٢].

نیز فرمایا: گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (سورۂ مائدہ' ۲)

فائدۂ آیات: لڑائی اور ترک تعلق' مقتضائے اخوت کے خلاف ہے' اس لئے مسلمانوں کو' باہم لڑے ہوئے مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ مومنانہ اخوت برقرار رہے۔

(۲) بغیر کسی سبب شرعی کے بول چال بند رکھنا بھی گناہ اور زیادتی ہے' اس لئے اس کی حوصلہ افزائی بھی گناہ پر تعاون ہے' جس سے مسلمانوں کو روک دیا گیا ہے۔ بلکہ ایسے موقعوں پر ضروری ہے کہ صلح کرا دی جائے۔

١٥٩٣ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً. وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوقَ ثَلَاثٍ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۵۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہ کرو' نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو' (پیٹھ دکھاؤ) نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو' نہ آپس میں حسد کرو' اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر، وباب الهجرة ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن التحاسد.

فوائد: ہجران کا مطلب تعلق منقطع کر لینا اور بول چال بند رکھنا ہے۔ حدیث میں مذکور تمام باتیں ممنوع ہیں' اس لئے کہ یہ سب اخوت کے منافی ہیں' جب کہ مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اخوت اسلامیہ کو برقرار رکھیں۔

١٥٩٤ ـ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ: يَلْتَقِيَانِ، فَيُعْرِضُ هٰذا وَيُعْرِضُ هٰذَا، وَخَيْرُهُما الَّذِي يَبْدَأُ بالسَّلَامِ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۵۹۴۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تعلق منقطع رکھے' دونوں کا آمنا سامنا ہو تو یہ اس سے اور وہ اس سے منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة، وكتاب الاستئذان ـ وصحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم الهجر فوق ثلاث.

فوائد: اسلام چونکہ دین فطرت ہے' اس لئے اس میں فطری امور و معاملات کی مناسب حد تک رعایت رکھی گئی ہے۔ جب دو مسلمانوں میں کسی وجہ سے لڑائی جھگڑا ہو جائے تو طبیعت میں انقباض و تکدر کا پیدا ہو جانا فطری امر ہے جس کی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے سے بولنا اور تعلق قائم رکھنا پسند نہیں کرتے۔ شریعت نے اس فطری انقباض کو تسلیم کیا اور تین دن تک بول چال بند رکھنے کی اجازت دے دی لیکن زیادہ دنوں تک ترک تعلق' شدید بغض و عداوت کا باعث بنتا ہے' جس سے معاشرتی فساد میں اضافہ' رشتے داریوں میں مستقل رخنہ اور دوستانہ تعلقات میں شدید خلل پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے عارضی تلخی و کشیدگی کو تین دن سے زیادہ برقرار رکھنے سے روک دیا گیا۔

(۲) سلام میں پہل کرنے کی فضیلت بیان کر کے دوبارہ تعلقات استوار کرنے کا ایک آسان طریقہ بھی تجویز فرما دیا' کیونکہ سلام سے محبت میں اضافہ اور بات چیت کا آغاز ہو جاتا ہے۔

١٥٩٥ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُعْرَضُ الأَعْمَالُ في كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ، فَيَغْفِرُ اللهُ لِكُلِّ امْرِىءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئاً، إِلَّا امْرءاً كَانَت بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيَقُولُ: اتْرُكُوا هٰذَينِ حَتَّى يَصْطَلِحَا» رواه مسلم.

۳ / ۱۵۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر سوموار اور جمعرات کو (بارگاہ الٰہی میں) اعمال پیش کئے جاتے ہیں' پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کے (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ سوائے اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی اور کینہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' ان دونوں کو چھوڑ دو' یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب النهى عن الشحناء والتهاجر.

فوائد: بغیر کسی سبب شرعی کے' آپس میں دشمنی رکھنا' مغفرت الٰہی سے محرومی کا باعث ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

١٥٩٦ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ المُصَلُّونَ في جَزِيرَةِ العَرَبِ، وَلٰكِنْ في التَّحْرِيشِ بَيْنَهم» رواه مسلم. «التَّحْرِيشُ»: الإِفْسَادُ وَتغيِيرُ قُلُوبِهِم وَتَقَاطُعُهُم.

۴ / ۱۵۹۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ شیطان یقیناً اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ نمازی جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں گے' البتہ وہ ان کے درمیان فساد ڈالنے میں (کامیاب رہے گا)۔ (مسلم)

التحریش' فساد ڈالنا' دلوں کو بدل دینا اور آپس میں تعلق قطع کر لینا۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب تحريش الشيطان.

فوائد: یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کہ نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی کہ مسلمان آپس میں لڑیں گے' جھگڑیں گے اور باہم تعلقات منقطع کرلیں گے اور یہ کام شیطان کی شرارت' اس کی انگیخت اور وسوسہ اندازی کی وجہ سے ہو گا۔ (۲) نمازیوں سے مراد مسلمان ہیں۔

١٥٩٧ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ». رَوَاهُ أَبو دَاود بِإِسْنَادٍ عَلى شَرْطِ البُخَارِيِّ ومُسلم.

۵ / ۱۵۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے۔ پس جو شخص تین دن سے اوپر تعلق منقطع کئے رکھے گا اور اسی حالت میں اسے موت آگئی تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (اسے ابو داوٗد نے شرط بخاری کی سند پر روایت کیا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم.

فوائد: جہنم میں یہ دخول بطور سزا کے ہو گا' سزا بھگتنے کے بعد اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ہمیشہ جہنم میں رہنا' صرف کافروں کے لئے ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مسلمان جو چاہے کر لے' وہ بطور سزا بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ ایسا سمجھنا غلط ہے۔

١٥٩٨ ـ وَعَنْ أَبِي خِرَاشٍ حَدْرَدِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الأَسْلَمِي، وَيُقَالُ السُّلَمِي الصَّحابي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ». رواه أبو داود بإسناد صحيح.

۶ / ۱۵۹۸۔ حضرت ابو خراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی اور بعض کے نزدیک سُلَمی' صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع رکھے گا تو اس کا یہ عمل' اس کا خون بہانے کے برابر ہے)

(اسے ابو داوٗد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب من هجر أخاه سنة.

فوائد: ترک تعلق بھی ایک طرح سے معنوی قتل ہے جس سے دوسرے مسلمان کو سخت ذہنی اذیت سے گزرنا پڑتا ہے' اس لئے اسے قتل کے مترادف قرار دیا۔

١٥٩٩ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِناً فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ، فَلْيَلْقَهُ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي

۷ / ۱۵۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے اوپر تعلق منقطع کئے رکھے' پس اگر اسی حالت میں تین دن گزر جائیں تو چاہیے کہ اس سے ملاقات کر کے اسے سلام

الأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَقَدْ بَاءَ بِالإِثْمِ، وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الهِجْرَةِ» رواه أبو داودَ بإسناد حسن. قال أبو داود: إذا كَانَتِ الهِجْرَةُ للهِ تَعَالى، فَلَيْسَ مِنْ هٰذَا في شَيْءٍ.

کرے‘ پس اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا‘ تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے اور اگر اس نے (کشیدگی کو برقرار رکھتے ہوئے) سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار ہوا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ اسے ابو داؤد نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ابو داؤد نے فرمایا‘ اگر ترک تعلق اللہ کے لئے ہو تو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب فيمن يهجر أخاه المسلم.

فوائد: یعنی بول چال یا ترک تعلق صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو‘ مثلاً کوئی شخص بدعتی ہے‘ یا کھلم کھلا فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہو‘ سمجھانے کے باوجود وہ اپنی بدعت یا فسق و فجور سے باز نہ آئے تو ایسے شخص سے صرف اللہ کے لئے بول چال بند کر دینا اور تعلق منقطع کر لینا جائز بلکہ مستحب ہے تاکہ اسے عبرت و نصیحت ہو اور اس طرح شاید وہ باز آجائے۔ لیکن محض دنیوی رنجشوں کی وجہ سے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(۲) تین دن کے بعد سلام میں پہل کرنے والا افضل ہے‘ لیکن اگر دوسرے نے جواب نہیں دیا اور اپنے دل میں رنجش اور عداوت کو پالے رکھا‘ تو گناہ گار یہ ہو گا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے پاک ہو جائے گا۔

٢٨١ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِي اثْنَيْنِ دُونَ الثَّالِثِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلاَّ لِحَاجَةٍ، وَهُوَ أَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لاَ يَسْمَعُهُمَا، وَفِي مَعْنَاهُ مَا إِذَا تَحَدَّثَ اثْنَانِ بِلِسَانٍ لاَ يَفْهَمُهُ

۲۸۱۔ تیسرے آدمی کی اجازت کے بغیر‘ دو آدمیوں کا باہم سرگوشی کرنا منع ہے۔ مگر بوقت ضرورت ایسے رازدارانہ انداز میں باتیں کرنا کہ وہ ان کی باتیں نہ سن سکے‘ یہ جائز ہے اور اسی مفہوم میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی ایسی زبان میں گفتگو کریں کہ وہ اسے نہ سمجھ سکے

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَٰنِ﴾ [المجادلة: ١٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا‘ سرگوشی کرنا تو شیطان کی طرف سے ہے۔ (سورۂ مجادلہ‘ ۱۰)

فائدہ آیت: یعنی چند افراد ایک ساتھ ہوں یا ہم سفر ہوں‘ تو ایسے مقام اور موقعے پر دوسروں کو چھوڑ کر‘ صرف دو شخصوں کا باہم رازدارانہ انداز میں گفتگو کرنا نجویٰ (سرگوشی) ہے‘ جس کی ممانعت ہے‘ کیونکہ اس سے دوسروں

کی دل آزاری ہوتی ہے یا وہ بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

١٦٠٠ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إذا كَانُوا ثَلاَثَةً، فلاَ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۶۰۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تین آدمی ہوں' تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔
(بخاری و مسلم)

ورواه أبـو داود وَزَادَ: قَـالَ أَبُـو صَالِحٍ: قُلْتُ لابْنِ عُمَرَ: فَأَرْبَعَةً؟ قَالَ: لَا يَضُرُّكَ. ورواه مالكٌ في «المُوَطَّأ»: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِي في السُّوقِ، فَجَاءَ رُجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ، وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي، فَدَعَا ابْنُ عُمَرَ رَجُلاً آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً، فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الثَّالِثِ الَّذِي دَعَا: اسْتَأْخِرَا شَيْئاً، فَـإِنِّـي سَمِعْـتُ رَسُـولَ اللهِ ﷺ يَقُـولُ: «لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ».

اسے ابو داوٗد نے بھی روایت کیا اور اس میں ابو صالح (راوی) نے یہ زیادہ بیان کیا' کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا' اگر چار آدمی ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا' اس میں تیرے لئے کوئی حرج نہیں اور اسے امام مالک نے موطا میں عبداللہ بن دینار سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا' میں اور حضرت ابن عمرؓ خالد بن عقبہ کے اس مکان کے پاس تھے جو بازار میں ہے۔ پس ایک آدمی آیا جو حضرت ابن عمرؓ سے سرگوشی کرنا چاہتا تھا اور حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ میرے سوا کوئی نہ تھا۔ پس حضرت ابن عمرؓ نے ایک دوسرے آدمی کو بلایا' یہاں تک کہ ہم چار آدمی ہو گئے' تو انہوں نے مجھ سے اور اس تیسرے آدمی سے' جس کو انہوں نے بلایا تھا' فرمایا۔ تھوڑا پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے' ایک کو چھوڑ کر دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب لا يتناجى اثنان دون الثالث ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث ـ وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب التناجى، وموطأ مالك، كتاب الكلام، باب ما جاء في مناجاة اثنين.

فوائد: اس میں بعض آداب مجلس کا بیان ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک چوتھے آدمی کو اس لئے بلایا تاکہ آپ اس شخص کی بات سن لیں جو آپ سے علیحدگی میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ آپ نے دو آدمیوں کو تھوڑا پیچھے کر دیا تاکہ سرگوشی کرنے والے کی کوئی بات وہ نہ سن سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ آدمیوں کی موجودگی میں دو آدمی آپس میں سرگوشی کر سکتے ہیں۔ البتہ چار آدمی ہوں تو تین سرگوشی کریں اور چوتھے کو الگ رکھیں' یہ ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں یہ ممانعت جائز باتوں میں ہے۔ ورنہ شر کی باتوں میں تو سرے سے سرگوشی کی اجازت ہی نہیں ہے' چاہے تیسرا آدمی نہ بھی ہو۔ قرآن کریم میں ہے۔ اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی

کرو تو گناہ اور زیادتی کے کاموں اور رسول کی نافرمانی میں سرگوشی نہ کرو! (المجادلہ)

١٦٠١ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ؛ مِنْ أَجْلِ أَنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ» متفقٌ عليه.

۲ / ۱۶۰۱ ـ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم تین آدمی ہو' تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں' یہاں تک کہ تم لوگوں میں مل جل جاؤ۔ اس لئے کہ ایسا کرنا اس (تیسرے آدمی) کو غمگین کر دے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب إذا كانوا أكثر من ثلاثة فلا بأس ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث.

فوائد: اس میں ممنوعہ سرگوشی کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ اس سے ایک مومن کو تکلیف ہوتی ہے اور مومن کو ایذا پہنچانا سخت گناہ ہے۔ اس بنا پر یہ سرگوشی حرام کے درجے میں ممنوع ہے۔ البتہ جب تینوں افراد لوگوں میں مل جل جائیں تو پھر دو شخص آپس میں جس طرح چاہیں گفتگو کر سکتے ہیں۔

٢٨٢ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيبِ الْعَبْدِ وَالدَّابَّةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْوَلَدِ لِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ أَوْ زَائِدٍ عَلَى قَدْرِ الأَدَبِ

۲۸۲۔ بغیر شرعی عذر کے یا حد ادب سے زیادہ غلام' جانور' بیوی اور اولاد کو سزا دینا ممنوع ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَبِٱلْوَٰلِدَيْنِ إِحْسَـٰنًا وَبِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَـٰمَىٰ وَٱلْمَسَـٰكِينِ وَٱلْجَارِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْجَارِ ٱلْجُنُبِ وَٱلصَّاحِبِ بِٱلْجَنۢبِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ [النساء: ٣٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتے داروں' یتیموں' مسکینوں' رشتے دار (یا قریب کے) پڑوسی اور دور کے پڑوسی' ہم نشین ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو تمہارے غلام ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے' فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۂ نساء' ۳۶)

فائدہ آیت: ان تمام قسم کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے' جس کا مطلب ہے کہ کسی کے ساتھ بھی ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے جو حسن سلوک کے منافی ہو۔ اور بغیر کسی شرعی عذر کے کسی کو سزا دینا یا ادب سکھانے کے لئے مارنے کی ضرورت پیش آجائے' تو ضرورت سے زیادہ مارنا' بھی اسی لئے ممنوع ہے کہ یہ حسن سلوک کے منافی ہے۔

١٦٠٢ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا

۱ / ۱۶۰۲ ـ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا' اس نے اسے قید کر دیا تھا حتیٰ کہ وہ مر گئی' پس وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ نہ اس نے

وَسَقَتْهَا، إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ» متفقٌ عليه. «خَشَاشُ الأَرْضِ» بفتحِ الخاءِ المعجمةِ، وبالشينِ المعجمة المكررة: وهي هَوَامُّها وَحَشَرَاتُهَا.

اسے کھلایا پلایا جب کہ اس نے اسے قید کر رکھا تھا اور نہ اسے اس نے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ (بخاری و مسلم)

خشاش الارض' خاء پر زبر اور شین دو مرتبہ۔ زمین کے موذی جانور اور کیڑے مکوڑے۔

تخريج: صحيح بخاري، أواخر كتاب الأنبياء - وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة.

فوائد: حیوانات کے ساتھ بھی نرمی اور حسن سلوک ضروری ہے سنگ دلی کا مظاہرہ حرام ہے۔ (۲) جانوروں کو قید کر کے پنجرے وغیرہ میں رکھنا جائز ہے' بشرطیکہ ان کی خوراک اور دیگر ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

١٦٠٣ - وَعَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْراً وَهُمْ يَرْمُونَهُ، وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هذا؟ لَعَنَ اللهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا، إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئاً فِيهِ الرُّوحُ غَرَضاً. متفقٌ عليه. «الْغَرَضُ»: بفتح الغين المعجمة، والراءِ وَهُوَ الهَدَفُ، وَالشَّيْءُ الَّذِي يُرْمَى إِلَيْهِ.

۲ / ۱۶۰۳ - سابق راوی ہی بیان کرتے ہیں کہ ان کا گزر قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے ہوا جو ایک پرندے کو نشانہ بنائے اسے تیر مار رہے تھے اور پرندے کے مالک سے یہ طے کیا تھا کہ ہر چوک جانے والا تیر اس کا ہے۔ پس جب انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ پس حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا' ایسا کام کس نے کیا ہے؟ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے ایسا کام کیا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو نشانہ بنائے۔ (بخاری و مسلم)

الغرض' غین اور راء پر زبر۔ یہ وہ نشانہ یا چیز ہے جس کی طرف تیر پھینکے جائیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الذبائح، باب ما يكره من المُثلة - وصحيح مسلم، كتاب الصيد، باب النهى عن صبر البهائم.

فوائد: کسی جاندار چیز کو تختہ مشق بنا کر اسے تیروں وغیرہ کا نشانہ بنانا کبیرہ گناہ ہے' اس کا مرتکب ملعون ہے۔

١٦٠٤ - وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ. متفقٌ عليه. ومَعْنَاه: تُحْبَسَ لِلْقَتْلِ.

۳ / ۱۶۰۴ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (قتل یا نشانے کے لئے) جانوروں کو باندھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس کا مطلب ہے کہ قتل کرنے کے لئے اسے قید کر دیا جائے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الذبائح، باب ما يكره من المُثلة - وصحيح مسلم، كتاب الصيد، باب النهي عن صبر البهائم.

فوائد: باندھ یا قید کر کے مارنے کا مطلب ہے کہ اسے باندھ کر پھر تیروں یا گولیوں وغیرہ سے اسے نشانہ بنایا جائے حتیٰ کہ وہ مرجائے۔ بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قابو کر کے اس کے گلے پر تیز چھری پھیری جائے' تاکہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔

١٦٠٥ - وَعَنْ أَبِي عَلِيٍّ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقَرِّنٍ مَا لَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةٌ لَطَمَهَا أَصْغَرُنَا فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُعْتِقَهَا. رواه مسلم. وفي رِوَايَةٍ: «سَابِعَ إِخْوَةٍ لِي».

۴ / ۱۶۰۵ - حضرت ابو علی سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مقرن کے سات (بیٹوں) میں سے ساتواں تھا (یعنی ہم سات بھائی تھے) ہماری ایک ہی کنیز تھی' اسے ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے طمانچہ مارا تو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں۔ (مسلم) اور ایک اور روایت میں ہے' میں اپنے بھائیوں کا ساتواں تھا۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب صحبة المماليك...

فوائد: مملوک' (غلام اور نوکر چاکر) کو بلا وجہ مارنا پیٹنا اور اس پر زیادتی کرنا سخت جرم ہے اور اس کا کفارہ ہے کہ اسے آزاد کر دیا جائے۔ یا پھر کسی دوسرے طریقے سے اسے راضی کیا جائے' ورنہ عنداللہ زیادتی کرنے والا مجرم ہو گا۔ یہ ساتوں بھائی صحابی اور مہاجر تھے' رضی اللہ عنہم۔

١٦٠٦ - وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَاماً لِي بِالسَّوْطِ، فَسَمِعْتُ صَوْتاً مِنْ خَلْفِي: «اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ» فَلَمْ أَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ، فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ أَنَّ اللهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغُلَامِ» فَقُلْتُ: لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكاً بَعْدَهُ أَبَداً. وفي رِوَايَةٍ: فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ يَدِي مِنْ هَيْبَتِهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللهِ تَعَالَى، فَقَالَ: «أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ، لَلَفَحَتْكَ النَّارُ، أَوْ لَمَسَّتْكَ

۵ / ۱۶۰۶ - حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی' خبردار' اے ابو مسعود! مگر میں غصے کی حالت میں ہونے کی وجہ سے آواز کو نہیں سمجھ سکا' پس جب (آواز دینے والا) میرے قریب ہوا تو دیکھا کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپ فرما رہے تھے' خبردار' اے ابو مسعود! اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے کہیں زیادہ قادر ہے جتنا تو اس غلام پر ہے۔ تو میں نے کہا' اس کے بعد میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

ایک اور روایت میں ہے' کہ آپ کی ہیبت سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔

النَّارُ» رواه مسلم بهذِهِ الرِّوَايَاتِ.

ایک اور روایت میں ہے' پس میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! یہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے' تو آپ نے فرمایا' اگر تو آزاد نہ کرتا تو آگ تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتی' یا (فرمایا) تجھے جہنم کی آگ ضرور چھوتی۔ یہ تمام روایات مسلم نے بیان کی ہیں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب صحبة الممالیك...

فوائد: اس میں بھی غلاموں (اور نوکروں چاکروں) پر بلاوجہ سختی کرنے یا جرم سے زیادہ شدید سزا دینے کی وعید کا ذکر ہے۔ (۲) نبی ﷺ کو اللہ نے جس جلالت و ہیبت سے سرفراز فرمایا تھا' اس کا بھی کچھ بیان اس میں آگیا ہے۔

١٦٠٧ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ ضَرَبَ غُلاماً له حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ، أَو لَطَمَهُ، فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أن يُعْتِقَهُ» رواه مسلم.

۶/ ۱۶۰۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس نے اپنے غلام پر کسی ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے کیا ہی نہیں یا اس کو طمانچہ مارا' تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب صحبة الممالیك وکفارة من لطم عبده.

فوائد: قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے کہ آزاد کرنا واجب نہیں ہے' صرف مستحب ہے۔ تاہم یہ آزادی' گو اجر میں بغیر کسی سبب کے آزاد کرنے کے برابر نہیں ہے' مگر اس کی زیادتی کا کفارہ ضرور ہو گی۔

١٦٠٨ ـ وعَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّهُ مَرَّ بالشَّامِ عَلى أُنَاسٍ مِنَ الأنبَاطِ، وَقَدْ أُقِيمُوا في الشَّمْسِ، وَصُبَّ على رُؤُوسِهِمُ الزَّيْتُ! فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قِيلَ: يُعَذَّبُونَ في الخَرَاجِ، وَفي رِوَايَةٍ: حُبِسُوا في الجِزيَةِ. فَقَالَ هِشَامٌ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ في الدُّنْيَا» فَدَخَلَ عَلى الأَمِيرِ، فَحَدَّثَهُ، فَأَمَرَ بِهِم فَخُلُّوا. رواه مسلم. «الأَنْبَاطُ» الفَلاَّحُونَ مِنَ العَجَمِ.

۷/ ۱۶۰۸۔ حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کا ملک شام میں کچھ عجمی کاشت کار لوگوں پر سے گزر ہوا' جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کے سروں پر زیتون کا تیل بہایا گیا تھا۔ انہوں نے پوچھا' یہ کیا ماجرا ہے؟ ان کو بتلایا گیا' کہ انہیں خراج کی وجہ سے سزا دی جا رہی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انہیں جزیے کی وجہ سے قید کیا گیا ہے۔ تو حضرت ہشام نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ پھر حضرت ہشام ان لوگوں کے گورنر کے پاس گئے اور انہیں یہ حدیث سنائی' تو گورنر نے ان کی بابت حکم دیا اور انہیں چھوڑ دیا گیا۔ (مسلم)

الانباط۔ سے مراد' عجم کے کاشت کار (کھیتی باڑی کرنے والے) ہیں۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر، باب الوعید الشدید لمن عذّب الناس بغیر حق.

فوائد: خراج' اس ٹیکس کو کہتے ہیں جو اس زمین کی پیداوار پر عائد کیا جاتا ہے جو کسی اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کے قبضہ و تصرف میں ہو اور مسلمانوں کی زمینوں کی پیداوار سے جو مالیہ وصول کیا جاتا ہے' اسے عشر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جزیہ' وہ سالانہ رقم ہے جو اسلامی مملکت میں رہنے والے ذمیوں سے ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے عوض وصول کی جاتی ہے۔ مسلمان' سالانہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور غیر مسلم اہل ذمہ جزیہ۔ (۲) عذاب سے مراد' وہ مخصوص قسم کی سخت سزا ہے جو اللہ تعالیٰ جہنم میں جہنمیوں کو دے گا' دنیا میں کوئی ایسی سزا کسی کو دے گا تو اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں ہے اور وہ قیامت والے دن ایسی سزا دینے والے کو سزا دے گا۔ چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کرنا اور سروں پر تیل ڈالنا بھی' جہنم ہی کی سزاؤں میں سے ہے۔ اس لئے صحابی رسول نے حدیث رسول بیان فرما کر اس پر گورنر کو متنبہ فرمایا اور انہوں نے یہ سزا موقوف کر دی۔ (۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ (۴) ظالموں کو ان کے ظلم سے ڈرایا جائے' تاکہ وہ ظلم کے ارتکاب سے باز آجائیں۔

١٦٠٩ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ حِمَاراً مَوْسُومَ الوجهِ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ. فَقَالَ: وَاللهِ! لا أَسِمُهُ إلا أَقْصَى شَيءٍ مِنَ الوجهِ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ، فَكُوِيَ في جَاعِرَتَيْهِ، فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كَوَى الجَاعِرَتَيْنِ. رواه مسلم.

«الجَاعِرَتَانِ» نَاحِيَتَا الوَرِكَيْنِ حَوْلَ الدُّبُرِ.

۸/ ۱۶۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھا دیکھا' جس کا چہرہ (علامت کے لئے) داغا ہوا تھا تو آپ نے اس پر سخت ناگواری کا اظہار فرمایا۔ پس حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں اس کو داغوں گا مگر کسی ایسے حصے کو جو چہرے سے سب سے زیادہ دور ہو۔ پھر آپ نے اس گدھے کی بابت حکم دیا تو اس کے سرینوں کے کناروں کو داغا گیا۔ پس یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کولہوں کے کناروں کو داغا۔ (مسلم)

الجاعرتان۔ مقعد کے اردگرد سرینوں کے کنارے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن ضرب الحیوان في وجهه ووسمه فیه.

فوائد: علامت اور امتیاز کے لئے جانور کو داغنا ہو تو چہرے کو نہ داغا جائے' کسی اور حصے کو داغا جائے۔

١٦١٠ ـ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قد وُسِمَ في وَجْهِهِ، فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ الَّذي وَسَمَهُ» رواه مسلم. وفي رواية

۹/ ۱۶۱۰۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ کا ایک گدھے پر سے گزر ہوا' جس کے چہرے کو داغا ہوا تھا' تو آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اس شخص پر

لمسلم أيضاً: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ في الوجهِ، وَعَنِ الوسْمِ في الوجهِ.

لعنت کرے جس نے اسے داغا ہے۔ (مسلم)
اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے کو داغنے سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه.

فوائد: چہرہ چونکہ نہایت ہی لطیف اور حساس چیز ہے۔ اس لئے انسان ہو یا جانور' اس کے چہرے پر مارنا' یا اسے داغنا یا کوئی اور ایسا عمل کرنا جو اس کی نزاکت کے خلاف ہو' ممنوع ہے۔ اسی لئے بیوی' اولاد اور خادم وغیرہ کو اگرچہ بطور تادیب مارنے کی اجازت ہے' لیکن یہ تاکید کی گئی ہے کہ اس مار سے چہرہ محفوظ رہے۔

٢٨٣ ـ بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْذِيبِ بِالنَّارِ فِي كُلِّ حَيَوَانٍ حَتَّى النَّمْلَةِ وَنَحْوِهَا

۲۸۳۔ ہر جاندار' حتیٰ کہ چیونٹی وغیرہ کو بھی آگ میں جلانے کی سزا دینا منع ہے

١٦١١ ـ عَنْ أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ في بَعْثٍ فَقَالَ: «إِنْ وَجَدْتُم فُلاناً وَفُلاناً» لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْش سَمَّاهُمَا «فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ حِينَ أَرَدْنَا الخُرُوجَ: «إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوا فُلاناً وَفُلاناً، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إلا اللهُ، فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا» رواه البخاري.

۱/ ۱۶۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ فرمایا' تو فرمایا۔ اگر تم فلاں فلاں کو پاؤ' قریش کے دو آدمیوں کا آپ نے نام لیا۔ تو ان کو آگ میں جلا دو' جب ہم نکلنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا۔ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم فلاں فلاں شخص کو جلا دینا۔ لیکن آگ کا عذاب تو صرف اللہ ہی دے گا' اس لئے اگر تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب لا يُعذّب بعذاب الله.

فوائد: نبی ﷺ نے اپنے دوسرے حکم میں واضح فرما دیا کہ آگ میں جلانے کی سزا کسی کو نہیں دینی چاہئے حتیٰ کہ اپنے دشمن کو بھی نہیں۔

١٦١٢ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ في سَفَرٍ، فَانطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَاءَتِ الحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَعرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «مَنْ

۲/ ۱۶۱۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' آپ اپنی بشری حاجت کے لئے تشریف لے گئے' ہم نے (چڑیا کی طرح کا) ایک سرخ پرندہ دیکھا' اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے' ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ تو وہ پرندہ

فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا! رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا» وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فَقَالَ: «مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟» قُلْنَا: نَحْنُ. قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ». رواه أبو داود بإسناد صحيح. قوله: «قَرْيَةُ نَمْلٍ» مَعْنَاهُ: مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ.

ان کے گرد منڈلانے لگا' اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا' اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے رنج پہنچایا ہے؟ اسے اس کے بچے لوٹا دو۔ اور آپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا' تو آپ نے پوچھا' یہ بستی کس نے جلائی ہے؟ ہم نے جواب دیا' ہم نے (جلائی ہے)۔ آپ نے فرمایا' آگ کا عذاب دینا تو آگ کے رب کو ہی سزاوار ہے۔ (ابو داوٗد' بسند صحیح)

قریۃ نمل' کا مطلب ہے چیونٹیوں کا ایسا مسکن' جس میں چیونٹیاں موجود ہوں (نہ کہ چیونٹیوں کے بغیر خالی مسکن)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب كراهية حرق العدو بالنار

فوائد: پرندوں کے بچوں کو پکڑ کر پرندوں کو ایذاء پہنچانا' چیونٹیوں اور دیگر حشرات الارض کے مسکنوں کو کیڑے مکوڑوں سمیت جلانا منع ہے۔ البتہ خالی مسکنوں کو جلانا ممنوع نہیں ہے۔ (۲) اگر کسی نے کسی کو آگ میں جلا کر مار دیا' تو آگ کی سزا دینا تو جائز نہیں ہے' تاہم قصاص میں ایسا کیا جا سکتا ہے اگر مقتول کے وارث قاتل کو بھی اس طرح ہی مارنا چاہتے ہوں' ورنہ تلوار سے اس کی گردن اڑا کر قصاص لے لیا جائے گا۔

٢٨٤ - بَابُ تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ بِحَقٍّ طَلَبَهُ صَاحِبُهُ

۲۸۴۔ حق دار کا اپنے حق کا مطالبہ کرنے پر مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا حرام ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کو ادا کر دو۔ (سورۂ نساء' ۵۸)

وقَالَ تَعَالَى: ﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ﴾ [البقرة: ٢٨٣].

نیز فرمایا: پس اگر تمہارا بعض بعض پر اعتبار کرے تو چاہیے کہ جس کے پاس امانت رکھوائی گئی ہے' وہ امانت واپس کر دے۔ (سورۂ بقرہ' ۲۸۳)

فائدۂ آیات: امانتوں سے مراد' حقوق ہیں' حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد۔ مطلب یہ ہے کہ تمام حقوق ادا کرو' اللہ کے بھی اور بندوں کے بھی' کسی کا حق مت رکھو' اگر کسی کا حق رکھو گے تو یہ ادائے امانت کے منافی ہے۔ دوسری آیت کا مطلب ہے کہ گروی رکھے بغیر اور کسی کو گواہ بنائے بغیر اگر ایک شخص نے دوسرے پر اعتبار کیا

ہے تو صاحب امانت کو اس کی امانت واپس کر دی جائے۔ اسی سے امام صاحب نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ صاحب حق کو اس کا حق لوٹانے میں بلاوجہ ٹال مٹول کرنا بھی حرام ہے' کیونکہ یہ رویہ بھی ادائے امانت کے حکم کے منافی ہے۔

١٦١٣ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَطْلُ الغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا أُتبِعَ أَحَدُكُم عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ» متفقٌ عليه. مَعْنَى «أُتبِعَ» أُحِيلَ.

۱ / ۱۶۱۳ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مال دار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو (قرض کی ادائیگی کے لئے) کسی مال دار کے سپرد کیا جائے' تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کے پیچھے لگ جائے (یعنی اسی سے اپنا قرض طلب کرے)۔ بخاری و مسلم

اتبع کے معنی ہیں' سپرد کر دیا جائے۔

تخریج: صحیح بخاري، أوائل كتاب الحوالة ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم مطل الغنى.

فوائد: ٹال مٹول کا مطلب ہے' کہ قرض خواہ کی رقم ادا کرنے کی استطاعت موجود ہونے کے باوجود نہ دینا اور بلا وجہ ٹال مٹول سے کام لینا یہ کبیرہ گناہ ہے۔ (۲) اگر جھگڑا ختم کرنے کے لئے یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ کو کسی مال دار آدمی کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس سے اپنی رقم وصول کر لے' تو قرض خواہ کو یہ فیصلہ قبول کر لینا چاہئے۔ اس میں گویا حسن معاملہ کی ترغیب ہے۔

٢٨٥ ـ بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدِ الْإِنْسَانِ فِي هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمْهَا إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ وَفِي هِبَةٍ وَهَبَهَا لِوَلَدِهِ وَسَلَّمَهَا أَوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا، وَكَرَاهَةِ شِرَائِهِ شَيْئاً تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِي تَصَدَّقَ عَلَيْهِ، أَوْ أَخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ، أَوْ كَفَّارَةٍ وَنَحْوِهَا، وَلَا بَأْسَ بِشِرَائِهِ مِنْ شَخْصٍ آخَرَ قَدِ انْتَقَلَ إِلَيْهِ

۲۸۵۔ ایسا ہبہ واپس لینے کی کراہت جو سپرد نہ کیا ہو اور وہ ہبہ بھی جو اپنی اولاد کو دیا ہو' سپرد کیا ہو یا نہ کیا ہو اور صدقے کی چیز ایسے شخص سے خریدنے کی کراہت جسے صدقہ دیا ہو یا اسے بطور زکوٰۃ اور کفارہ وغیرہ کے نکالا ہو۔ البتہ کسی دوسرے شخص سے' جس کی طرف وہ چیز منتقل ہو گئی ہو' خریدنے میں کوئی حرج نہیں

١٦١٤ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الَّذِي يَعُودُ فِي هِبَتِهِ كَالكَلْبِ يَرجِعُ فِي قَيْئِهِ» وَفِي رِوَايَةٍ:

۱ / ۱۶۱۴ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص اپنے ہبے کو واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے اپنی قے

«مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ، كَمَثَلِ الكَلْبِ يَقِيءُ، ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ» متفقٌ عليه.

وفي روايةٍ: «العَائِدُ في هِبَتِهِ كالعَائِدِ في قَيْئِهِ».

کو چاٹتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے' اس شخص کی مثال جو اپنا صدقہ واپس لیتا ہے' اس کتے کی طرح ہے جو قے کرتا ہے' پھر اپنی قے میں لوٹتا اور اسے چاٹتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے' اپنے ہبے کو واپس لینے والا' اپنی قے میں لوٹنے والے کی طرح ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الهبة ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم الرجوع في الصدقة والهبة.

فوائد: اس کی شناعت و قباحت اس سے واضح ہے کہ ایک تو ایسے شخص کو' جو ہبہ واپس لیتا ہے' کتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور دوسرے' موہوب چیز کو قے سے تعبیر کیا' جس سے انسان سخت کراہت محسوس کرتا ہے۔ تاہم علماء نے کہا ہے کہ یہ حکم اجنبی آدمی کے لئے ہے۔ اگر انسان اپنی اولاد یا پوتوں پر پوتوں کو کوئی چیز ہبہ کرے تو اسے واپس لینے کا یہ حکم نہیں ہے' اس کا واپس لینا اس کے لئے جائز ہے۔

١٦١٥ ـ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ» متفقٌ عليه. قوله: «حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ» مَعْنَاهُ: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى بَعْضِ الْمُجَاهِدِينَ.

۲/ ۱۶۱۵۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ایک گھوڑا دے دیا پس جس کے پاس وہ تھا' اس نے اسے ضائع کر دیا (یعنی اس کی دیکھ بھال نہیں کی) چنانچہ میں نے اسے اس سے خریدنے کا ارادہ کیا اور میرا خیال تھا کہ وہ اسے معمولی سی قیمت پر بیچ دے گا۔ تو میں نے نبی ﷺ سے (اس کی بابت) پوچھا' تو آپ نے فرمایا' اسے نہ خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو' اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم میں دے دے' اس لئے کہ اپنا صدقہ واپس لینے والا' اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حملتُ کے معنی ہیں' میں نے اسے کسی مجاہد کو بطور صدقہ دے دیا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكوة، باب هل يشترى صدقته؟ ـ وصحيح مسلم، كتاب الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به...

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنی صدقہ کی ہوئی چیز کو قیمتاً خرید کر بھی واپس لینا جائز نہیں۔

٢٨٦ ـ بَابُ تَأْكِيدِ تَحْرِيمِ مَالِ الْيَتِيمِ ٢٨٦۔ مال یتیم کی حرمت کی تاکید کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ [النساء: ١٠].

وقَالَ تَعَالى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [الأنعام: ١٥٢]. وقَالَ تَعَالى: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ [البقرة: ٢٢٠].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک وہ لوگ جو ناجائز طریقے سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں تو وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں جہنم کی آگ ڈال رہے ہیں' اور عنقریب وہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔ (سورۂ نساء' ۱۰)

نیز فرمایا: یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ' مگر ایسے طریقے سے جو بہتر ہو۔ (سورۂ انعام' ۱۵۲)

اور فرمایا: یہ تجھ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں' ان سے کہہ دے' ان کی اصلاح کرنی بہتر ہے اور اگر تم ان کو (خرچ میں) اپنے ساتھ ملا لو' تو وہ تمہارے ہی بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون؟ (سورۂ بقرہ' ۲۲۰)

١٦١٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ!» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ» متفقٌ عليه. «الْمُوبِقَاتُ» الْمُهْلِكَاتُ.

۱ / ۱۶۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو' صحابہ نے پوچھا' اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا' اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' جادو کرنا' ناحق کسی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' کافروں سے لڑائی کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور بھولی بھالی' پاک دامن ایماندار عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

الموبقات' کے معنی ہیں' ہلاک کر دینے والی چیزیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوصايا، باب قوله تعالى: ﴿إن الذين يأكلون أموال اليتامى...﴾ ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أكبر الكبائر.

فوائد: یہ سارے کبیرہ گناہ ہیں۔ تاہم ان میں شرک سب سے بڑا ہے۔ کیونکہ وہ کبھی معاف نہیں ہو گا اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کے برعکس دوسرے کبیرہ گناہ' اگر اللہ چاہے گا تو معاف فرما دے گا' بصورت دیگر اس کے مرتکب کو جہنم کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ لیکن اس سزا کے بعد اسے جہنم سے نکال کر جہنم میں داخل کر دیا جائے گا' اگر وہ مومن ہو گا۔

٢٨٧ ـ بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الرِّبَا ٢٨٧۔ سود کی سخت حرمت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَوٰاْ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِى يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوٓاْ إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَوٰاْ ۗ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَوٰاْ ۚ فَمَن جَآءَهُۥ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ فَانتَهَىٰ فَلَهُۥ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُۥٓ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَنْ عَادَ فَأُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٢٧٥﴾ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَوٰاْ وَيُرْبِى الصَّدَقَٰتِ ﴾ إلى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ اتَّقُواْ اللَّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِىَ مِنَ الرِّبَوٰٓاْ ﴾ [البقرة: ٢٧٥ ـ ٢٧٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں' وہ (قیامت والے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے' جس کو شیطان نے چھو کر بے حواس کر دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا' کہ سود تو کاروبار ہی کی طرح ہے' حالانکہ اللہ نے کاروبار کو تو حلال کیا ہے اور سود کو حرام' (پھر دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟) پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی' اور وہ (سود خوری سے) باز آگیا' تو اسی کے لئے ہے جو (زمانہ جاہلیت میں) پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو (اس حکم کے باوجود) دوبارہ سودی معاملہ کرے گا' تو یہی لوگ ہیں دوزخ والے' جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقوں کو بڑھاتا ہے۔ اللہ کے اس قول تک۔ اے ایمان والو' اللہ سے ڈرو اور پچھلا سود چھوڑ دو۔ اگر تم مومن ہو۔ (سورۂ بقرہ' ۲۷۵۔۲۷۸)

وَأَمَّا الأَحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ مَشْهُورَةٌ، ، مِنها حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي البَابِ قَبْلَهُ.

اس سے متعلق "صحیح" میں بکثرت حدیثیں ہیں اور مشہور ہیں' ان ہی میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث بھی ہے جو ماقبل کے باب میں گزری۔

١٦١٧ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ» رواه مسلم. زاد الترمذي وغيره: «وَشَاهِدَيْهِ، وَكَاتِبَهُ».

۱/ ۱۶۱۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (مسلم) ترمذی وغیرہ نے یہ زیادہ روایت کیا' سودی لین دین کے دونوں گواہوں اور اس کے کاتب پر' (بھی لعنت فرمائی)۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب لعن آكل الربا ـ وسنن ترمذي، أبواب البيوع، باب ما جاء في آكل الربا.

فوائد: کھانے' کھلانے والے سے مراد' لینے اور دینے والے ہیں۔ اس حدیث سے سود کی شدت حرمت واضح ہے کہ لینے اور دینے والے کے علاوہ اس کے گواہوں اور معاہدہ لکھنے والوں پر بھی لعنت فرمائی گئی ہے' حالانکہ ان ثانی الذکر دونوں حضرات کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوتا' لیکن صرف ایک گونہ تعاون کی وجہ سے ہی ان کو بھی ملعون قرار دے دیا گیا۔ گویا سودی معاملے میں کسی قسم کا تعاون بھی لعنت اور غضب الٰہی کا باعث ہے۔ اس شدت

کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایسا معاشرہ تعمیر کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد اخوت' ہمدردی' ایثار و قربانی پر ہو' کسی کو مال کی ضرورت ہو' تو اصحاب اموال ضرورت مندوں کی ضرورت فی سبیل اللہ' اللہ کی رضا کے لئے پوری کر دیں یا پھر قرض حسن کے طور پر۔ جب کہ سود کی بنیاد اس کے برعکس خود غرضی' دوسروں کے استحصال اور ظلم پر ہے۔ اس میں اصحاب ثروت کسی ضرورت مند سے اللہ کی رضا کے لئے تعاون پر آمادہ نہیں ہوتے۔ انہیں صرف اپنے مفاد سے غرض ہوتی ہے۔ غریب کے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لینے کے باوجود ان کی حرص و آز میں کمی نہیں ہوتی۔ اسی لئے شریعت نے ہر قسم کے سود کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے' چاہے وہ ذاتی ضرورت پوری کرنے کے لئے دیئے گئے قرض پر وصول کیا جائے یا تجارتی مقاصد کے لئے حاصل کردہ رقم پر۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں تجارتی مقاصد کے لئے قرض لینے اور دینے کا رواج ہی نہیں تھا' صرف ذاتی ضروریات کے لئے ہی قرض لینے دینے کا معمول تھا۔ اس لئے جو سود حرام کیا گیا ہے' وہ صرف ثانی الذکر قسم کا سود ہے نہ کہ اول الذکر سود۔ کیونکہ پہلی قسم کے سود کا تو وہاں رواج ہی نہیں تھا۔ اس بنا پر وہ صنعت و کاروبار کے لئے لئے ہوئے قرض پر سود کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس کو وہ تجارتی سود سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی بابت کہتے ہیں کہ یہ حرام نہیں ہے' اس سے تو لوگ کاروبار کر کے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں' اگر وہ اس فائدے میں سے تھوڑا سا فائدہ صاحب مال کو ایک سالانہ شرح کے حساب سے لوٹا دیں' تو یہ کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے' یہ تو صاحب مال کا وہ حق ہے جو اپنے مال کی وجہ سے اسے ملنا چاہئے۔ لیکن اول تو یہ دعویٰ ہی صحیح نہیں ہے کہ عرب میں تجارتی قرض کا رواج نہیں تھا' عربوں میں تجارتی مقاصد کے لئے بھی قرض لینے دینے کا رواج تھا۔ علاوہ ازیں صنعت و تجارت میں لگے ہوئے سرمائے کی بابت کوئی شخص یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ بہرصورت نفع ہی دے گا' کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ ڈوب جاتا ہے۔ لیکن بنک یا ساہوکار کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی' وہ ہر صورت میں اپنے دیئے ہوئے قرض پر سالانہ شرح سے سود وصول کرنا ضروری سمجھتا اور وصول کرتا ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں؟ خود غرضی نہیں؟ استحصال نہیں؟ اور اگر نقصان نہ ہو تو یہ سودی قرض گرانی کا باعث بنتا ہے۔ ایک صنعت کار' جتنا سود ادا کرتا ہے' اسے وہ پیداواری لاگت میں شامل کر کے اپنی تیار کردہ اشیاء کی قیمت مقرر کرتا ہے' جس سے عوام کو وہ چیز نسبتاً مہنگے داموں خریدنی پڑتی ہے۔ اس لئے اسلام نے ہر قسم کے سود کو حرام کر کے ظلم و استحصال اور گرانی کے ایک بہت بڑے ذریعے اور سرچشمے کو بند کر دیا ہے۔

لیکن افسوس کہ مسلمانوں میں بھی مغرب کی نقالی میں معیشت کی ساری بنیاد سودی نظام پر قائم ہے اور اس سے بچنے کی کوئی سعی و کاوش اسلامی ملکوں کے مغرب زدہ حکمرانوں کی طرف سے نہیں ہو رہی ہے۔ اسی طرح مسلمان عوام میں بھی اب سود سے بچنے کا کوئی جذبہ نہیں رہا اور ان کی اکثریت بنک کے سود کو وصول کرتی اور کھاتی ہے اور سودی کھاتوں میں شریک ہوتی ہے۔ فالی اللہ المشتکی

بہرحال جو مسلمان سود کی وبائے عام سے بچ کر اپنے دین و ایمان کا تحفظ کرنا چاہتے ہوں' ان کے لئے ذیل میں اس کی بابت چند بنیادی باتیں درج کی جاتی ہیں جن سے سودی معاملات کا سمجھنا آسان اور ان سے ان کے لئے بچنا ممکن ہو سکتا ہے۔

سود کے لئے قرآن کریم میں ربو کا لفظ استعمال کیا گیا ہے' جس کے لغوی معنی زیادتی کے ہیں اور شرعاً اس زیادتی کو کہتے ہیں جو بیع میں ایک جیسی دو چیزوں کے تبادلے میں کسی ایک چیز میں ہو۔ یا قرض کی واپسی کے وقت اصل چیز یا رقم میں ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ربا الفضل۔ ایک جیسی دو چیزوں کے تبادلے کے وقت ایک چیز کے عوض میں زیادہ لینا (۲) ربا النسیئہ۔ ایک جیسی دو متبادل چیزوں میں سے کسی ایک کا زیادہ معاوضہ لینا' مگر ایک مقررہ مدت کے بعد۔

اسی طرح مال کی قسموں کا جاننا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ہر مال کا ایک وصف عام ہوتا ہے' اس اعتبار سے اسے جنس کہا جاتا ہے اور ایک وصف خاص ہوتا ہے' جسے صنف (قسم) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسے غلہ جات ہیں' یہ اپنے وصف عام (کہ ان کو کھایا جاتا ہے) کے اعتبار سے ایک جنس ہیں۔ یعنی کھانے والی جنس۔ لیکن وصف خاص کے اعتبار سے غلہ جات کی کئی صنفیں (قسمیں) ہیں۔ جیسے چاول' جَو' گندم' مکئی' جوار وغیرہ۔ یہ سب وصف عام کے اعتبار سے ایک جنس ہیں' جنس مطعومات۔ لیکن اپنے اپنے خاص اوصاف کے اعتبار سے یہ الگ الگ قسمیں ہیں' چاول ایک قسم ہے' گندم ایک قسم۔ جوار ایک' مکئی ایک' منقی ایک' نمک ایک' وغیرہ۔ ہر کھانے والی چیز کو اس پر قیاس کر کے اس میں شامل کیا جا سکتا ہے چاہے وہ ماپ کر فروخت ہوتی ہو یا تول کر۔

ایک مال کی قسم وہ ہے جسے ثمن کہا جاتا ہے۔ جیسے سونا' چاندی ہے اور اسی پر آج کل قیاس کیا جا سکتا ہے' سکے' کرنسی نوٹ' چیک اور کمپنیوں کے شیئرز (حصے) وغیرہ کو۔

حدیث میں ان دونوں جنسوں کی بابت احکام وارد ہیں۔ حدیث میں جن چھ چیزوں کا ذکر ہے وہ ان دونوں جنسوں کو حاوی ہیں۔ سونا' چاندی' گندم' جَو' کھجور اور نمک۔ بعض ائمہ نے سودی معاملات کو صرف ان چھ چیزوں تک محدود رکھا ہے' باقی دیگر چیزوں میں وہ کمی بیشی کو سود قرار نہیں دیتے۔ جب کہ اکثر ائمہ و فقہاء نے قیاس کر کے دوسری چیزوں کو بھی ان میں شامل کیا ہے' مثلاً جو کھانے والی چیزیں ہیں چاہے (ماپی جانے والی) ہوں یا وزنی۔ یا جن میں (سونے چاندی کی طرح) ثمنیت پائی جاتی ہے' یا بعض کے نزدیک جن کو ذخیرہ کیا جا سکتا ہو۔ اس حساب سے ایک جنس وزنی چیزوں کی ہے یعنی جنہیں تول کر بیچا اور خریدا جاتا ہے۔ دوسری جنس کیلی چیزوں کی ہے جنہیں پیمانوں سے ماپ کر بیچا جاتا ہے اور ایک جنس ان چیزوں کی ہے جنہیں ذخیرہ کیا جا سکتا ہو اور ایک جنس وہ ہے جو ثمن بننے کی صلاحیت رکھتی ہے' جیسے سونا' چاندی' سکے کرنسی نوٹ وغیرہ۔ ان اموال میں سودی اور غیر سودی صورتیں حسب ذیل ہوں گی۔ ۱۔ جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس اور قسم کے اعتبار سے ایک ہوں گی۔ مثلاً گندم کا گندم سے' چاول کا چاول سے تبادلہ ہو' تو اس میں کمی بیشی بھی حرام ہو گی اور ادھار بھی۔ ان کا برابر ہونا بھی ضروری ہے اور مجلس عقد میں قبضہ بھی ضروری۔ ۲۔ جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس کے اعتبار سے ایک ہوں' البتہ قسم کے اعتبار سے مختلف ہوں' تو ان میں کمی بیشی جائز ہو گی تاہم ادھار ناجائز۔ جیسے ایک کلو چاندی کا تبادلہ ایک یا دو گرام سونے کے ساتھ' ایک کلو جَو کا سودا آدھا کلو گندم کے ساتھ۔ ایک دینار کا تبادلہ تین چار ریالوں کے ساتھ۔ اگر یہ سودا نقد ہو گا تو جائز ہے' اس میں ادھار کرنا صحیح نہیں۔ ۳۔ جب دونوں تبادلوں والی چیزیں جنس کے اعتبار سے بھی ایک نہ ہوں اور قسم کے اعتبار سے بھی مختلف ہوں تو ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور ادھار کرنا بھی جائز۔ جیسے (مثلاً) ایک کلو گندم کا ایک گرام سونے سے تبادلہ۔ ایک کلو کھجور کا سودا ۱۰

یا ۲۰ تولہ چاندی کے ساتھ' ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور ادھار کرنا بھی جائز۔

یہ سود کے سلسلے میں مختصراً ضروری باتیں ہیں' جن کا خیال رکھنے سے سود سے بچا جا سکتا ہے۔

٢٨٨ ـ بابُ تَحْرِيم الرِّيَاءِ

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿وَمَآ أُمِرُوٓا۟ إِلَّا لِيَعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ﴾ [البينة: ٥]. وقَالَ تَعالى: ﴿لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ كَٱلَّذِى يُنفِقُ مَالَهُۥ رِئَآءَ ٱلنَّاسِ﴾ [البقرة: ٢٦٤]. وقَالَ تَعالى: ﴿يُرَآءُونَ ٱلنَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ [النساء: ١٤٢].

۲۸۸۔ دکھلاوے کے حرام ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اور انہیں صرف یہ حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں' اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے اور اس کی طرف یکسو ہو کر۔ (سورۂ بینہ' ۵)

نیز فرمایا: اپنے صدقے احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو' اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ (سورۂ بقرہ' ۲۶۴)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ لوگوں کے سامنے دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ (سورۂ نساء' ۱۴۲)

١٦١٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالى: أَنَا أَغْنى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ» رواه مسلم.

۱۶۱۸/۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں' شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو بھی شریک کرے تو میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب من أشرك في عمله غير الله.

فوائد: کسی اور کو شریک کرنے کا مطلب ہے' کہ دکھلاوے کے لئے کام کیا جائے تاکہ اس کے ذریعے سے دنیوی مفاد حاصل کرے یا لوگوں کی نظروں میں متقی و پارسا کہلائے۔ میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں' کے معنی ہیں کہ اس کے عمل کو برباد اور اس کے اجر کو ضائع کر دیتا ہوں۔ اس حدیث میں دکھلاوے کو شرک سے تعبیر کر کے (کہ یہ بھی شرک خفی ہے) اس کی شناعت و قباحت کو واضح کر دیا ہے۔ تاہم یہ شرک اصغر ہے جس کے مرتکب پر جنت حرام نہیں' یہ سزا بھگت کر بالآخر جنت میں چلا جائے گا۔ جب کہ شرک اکبر و شرک صریح کا مرتکب دائمی جہنمی ہے' اس پر جنت ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

١٦١٩ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ

۱۶۱۹/۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے

رَسُــولَ اللهِ ﷺ يَقُــولُ: «إنَّ أَوَّلَ النَّــاسِ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ، فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ! وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هو قَارِىءٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وسَّعَ اللهُ عَلَيْهِ، وأَعطاه من أَصْنَافِ المَالِ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ، فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: ما تَرَكْتُ مِنْ سَبيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ. قَالَ: كَذَبْتَ، ولكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هو جَوَادٌ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ». رواه مسلمٌ. «جَرِيءٌ» بفتح الجيم وكسر الرَّاءِ وِبالمَدِّ، أَيْ: شُجَاعٌ حَاذِقٌ.

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کہ قیامت والے دن جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا' ان میں ایک وہ آدمی ہو گا جو شہید ہو گیا تھا' پس اسے (بارگاہ الٰہی میں) پیش کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا' وہ انہیں پہچان لے گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تونے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا' میں نے تیری راہ میں جہاد کیا' یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تونے جھوٹ کہا' تو تو اس لئے لڑا تھا تا کہ تجھے بہادر کہا جائے' پس تجھے (دنیا میں) بہادر کہہ لیا گیا۔ پس اس کی بابت حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور دوسرا وہ شخص ہو گا جس نے (دین کا) علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا اور قرآن پڑھا' پس اس کو پیش کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد کروائے گا' وہ انہیں پہچان لے گا' اللہ تعالیٰ پوچھے گا' تونے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا' میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا اور تیری رضا کے لئے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تونے جھوٹ کہا' تونے تو علم اس لئے حاصل کیا تھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے۔ پس تحقیق تجھے (دنیا میں ایسا) کہہ لیا گیا اور اس کی بابت حکم دیا جائے گا' پس اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور (تیسرا) وہ شخص ہو گا' جس کو اللہ نے کشادگی عطا فرمائی تھی اور اسے مختلف قسم کے مال سے نوازا تھا' پس اسے پیش کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد کروائے گا' وہ انہیں پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تونے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ عرض کرے گا' میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کئے جانے کو تو پسند کرتا تھا' نہیں چھوڑا' مگر اس میں

تیری خاطر ضرور خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تو نے جھوٹ بولا' تو نے تو یہ اس لئے کیا کہ کہا جائے کہ وہ بڑا سخی ہے۔ پس تحقیق یہ کہہ لیا گیا۔ پھر اس کی بابت حکم دیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

جری' جیم پر زبر' راء کے نیچے زیر اور اسے مد کے ساتھ (کھینچ کر) پڑھنا ہے۔ بہت بہادر' ہشیار۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قاتل للریاء والسمعة استحقّ النار.

فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ پہلے ریا کاروں کا محاسبہ ہو گا۔ دوسرا' یہ کہ اخلاص کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں' چاہے بظاہر وہ عمل کتنا ہی بڑا ہو۔ لیکن ریاکاری کی وجہ سے اس پر ثواب ملنے کی بجائے' عذاب ہو گا اور اس کا مرتکب جنت کی بجائے' جہنم میں جائے گا۔

١٦٢٠ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاساً قَالُوا لَهُ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سَلاطِينِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ بِخِلافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: كُنَّا نَعُدُّ هٰذا نِفَاقاً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. رواه البخاري.

۳ / ۱۶۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ان سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ہم ان سے اس کے برعکس باتیں کرتے ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر آکر کرتے ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا' ہم اس رویے کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب ذم ذی الوجهین' رقم ۲ / ۱۵۴۲ میں گزر چکی ہے۔ لیکن وہاں یہ روایت حضرت ابن عمر کے پوتے محمد بن زید بن عمر سے ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا ابن عمر سے کہا' جس کا جواب ابن عمرؓ نے دیا اور یہی صحیح ہے کیونکہ صحیح بخاری میں بھی اسی طرح ہے اگرچہ بعض الفاظ اس سے مختلف ہیں۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ حکمرانوں کی خوشامد' چاپلوسی اور انہیں خوش کرنے کے لئے ان سے خلاف واقعہ باتیں کرنا' منافقت ہے' جو بہت بڑا جرم ہے۔ اس منافقانہ رویے سے حکمرانوں کو رعایا کے صحیح حالات کی خبر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اخلاص اور خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے سامنے صحیح صحیح باتیں کہی جائیں تاکہ رعایا کے صحیح حالات ان کے علم میں آئیں اور وہ دھوکے میں نہ رہیں۔

١٦٢١ ـ وعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ، وَمَنْ رَاءَى رَاءَى اللهُ بِهِ» متفق عليه. وَرَوَاهُ

۴ / ۱۶۲۱۔ حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص دکھلاوے کے لئے کوئی عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت والے دن رسوا کر دے گا اور جو کوئی نیک عمل

مُسْلِمٌ أَيضاً مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا. «سَمَّعَ» بتشْديد الميم، وَمَعْنَاهُ: أَظْهَرَ عَمَلَهُ للنَّاسِ رِيَاءً «سَمَّعَ اللهُ بِهِ» أَيْ: فَضَحَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَعْنى: «مَنْ رَاءَى» أَيْ: مَنْ أَظْهَرَ للنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيَعْظُمَ عِنْدَهُمْ «رَاءَى اللهُ بِهِ» أَيْ: أَظْهَرَ سَرِيرَتَهُ عَلى رُؤُوسِ الخَلائِقِ.

لوگوں کی نظروں میں بڑا بننے کے لئے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چھپے عیبوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دے گا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں یہ ابن عباس سے بھی مروی ہے۔

سمع' میم کی تشدید کے ساتھ۔ اس کے معنی ہیں' اپنے عمل کو دکھلاوے کے لئے لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ سمع اللہ بہ' کا مطلب ہے' اسے قیامت والے دن رسوا کرے گا اور من رای کے معنی ہیں کہ اپنے نیک عمل کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے تاکہ ان کی نظروں میں وہ بڑا ہو جائے اور رائی اللہ بہ کا مطلب ہے' اس کے پوشیدہ عیبوں کو تمام مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة ـ وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب تحريم الرياء.

فوائد: ریاکاری' قیامت والے دن ذلت و رسوائی کا باعث ہو گی۔

١٦٢٢ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْماً مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضاً مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْني: رِيحَها. رواه أبو داود بإسنادٍ صحيحٍ. والأَحاديثُ في الباب كثيرةٌ مشهورةٌ.

۵ / ۱۶۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو شخص اس علم کو' جس کے ذریعے سے اللہ کی رضا مندی حاصل کی جاتی ہے' اس لئے سیکھتا ہے کہ اس سے دنیا کا ساز و سامان حاصل کرے' تو وہ قیامت والے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (عرف' کے معنی خوشبو)۔

(ابو داؤد' اس کی سند صحیح ہے)

اور اس باب میں بکثرت احادیث ہیں اور مشہور ہیں۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب العلم، باب في طلب العلم لغير الله.

فوائد: دین کا علم حاصل کرنا' بڑی فضیلت والا عمل ہے بشرطیکہ مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو۔ اگر یہ دنیوی مفادات کے لئے حاصل کرے گا تو اتنا بڑا جرم بن جائے گا کہ جنت کی خوشبو تک سے وہ محروم رہے گا۔ یعنی پہلے مرحلے میں۔ تاہم جہنم کی سزا بھگتنے کے بعد' پھر جب اللہ چاہے گا' وہ جنت میں چلا جائے گا۔

٢٨٩ ـ بَابُ مَا يَتَوَهَّمُ أَنَّهُ رِيَاءٌ وَلَيْسَ

۲۸۹۔ ایسی چیزوں کا بیان جن کی بابت ریاء

برِيَاءٍ

کا وہم ہو، لیکن حقیقت میں وہ ریاء نہ ہوں

١٦٢٣ ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ، وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: «تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ» رواه مسلم.

۱/ ۱۶۲۳۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا، یہ بتلائیے کہ آدمی نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ ریاکاری تو نہیں؟) آپ نے فرمایا، یہ مومن کے لئے پیشگی خوش خبری ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب البر، باب إذا أثنى على الصالح.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ انسان کی اپنی نیت ریاکاری کی نہ ہو، تو پھر لوگ اس کے کسی عمل یا اعمال پر تعریف کریں تو کوئی خطرے والی بات نہیں، بلکہ یہ اس کے حق میں ایک خوش خبری ہے جو آخرت سے پیشتر ہی اسے دنیا میں دے دی گئی ہے۔ یہ زبان خلق، اس کے لئے نقارہ خداوندی ہے۔ محض لوگوں کی ثناء و تعریف اخلاص کے منافی نہیں، بلکہ یہ ایک گواہی اور عنداللہ قبولیت کی دلیل ہے۔

٢٩٠ ـ بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ الْأَجْنَبِيَّةِ وَالْأَمْرَدِ الْحَسَنِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ

۲۹۰۔ اجنبی عورت اور بے ریش حسین بچے کی طرف، شرعی ضرورت کے بغیر دیکھنا حرام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ [النور: ٣٠]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ [الإسراء: ٣٦] وقَالَ تَعَالَى: ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ [غافر: ١٩]. وقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر: ١٤].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں (یعنی محرمات کی طرف نہ دیکھیں)۔ (سورۂ نور، ۳۰)

نیز فرمایا، بے شک کان، آنکھ اور دل، ان سب کی بابت باز پرس ہو گی۔ (کہ ان سے کس طرح کام لیا)۔ (سورۂ بنی اسرائیل، ۳۶)

اور فرمایا: وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں میں چھپی باتوں کو جانتا ہے۔ (سورۂ مومن، ۱۹)

نیز فرمایا: یقیناً تیرا رب گھات میں ہے (ہر ایک کے عمل کو دیکھ رہا ہے)۔ (سورۂ فجر، ۱۴)

١٦٢٤ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيبُهُ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ: الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا

۱/ ۱۶۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ابن آدم (انسان) کے لئے اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، وہ یقیناً اسے پانے والا ہے۔ آنکھوں کا زنا (نامحرم عورت کی طرف) دیکھنا ہے۔ کانوں

الاسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ». متفقٌ عليه. وهذا لَفْظُ مسلمٍ، وروايةُ الْبُخَارِيِّ مُخْتَصَرَةٌ.

کا زنا (حرام آواز کا) سننا ہے' زبان کا زنا (ناجائز) کلام کرنا ہے۔ ہاتھ کا زنا (ناجائز) پکڑنا اور پیر کا زنا (ناجائز کام کی طرف) چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور بخاری کی روایت مختصر ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب زنى الجوارح ـ وصحيح مسلم، كتاب القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنى.

فوائد: دیکھنا' سننا' چل کر جانا وغیرہ۔ یہ سب اسباب زنا ہیں' لیکن انہیں مجازاً زنا سے تعبیر کر دیا گیا ہے' تاکہ انسان اسباب سے بھی اپنا دامن بچا کر رکھے۔ اس لئے کہ اگر وہ یہ احتیاط نہیں کرے گا تو شرم گاہ اس کی تصدیق کر دے گی یعنی وہ بدکاری میں مبتلا ہو جائے گا اور اگر اسباب زنا سے دور رہے گا تو شرم گاہ اس کی تکذیب کر دے گی یعنی بدکاری سے محفوظ رہے گا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ پہلے نظر' پھر مسکراہٹ' پھر سلام' پھر کلام' پھر وعدہ اور پھر ملاقات۔ ان تمام مقدمات و اسباب سے کنارہ کش رہنا ضروری ہے۔

١٦٢٥ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ!» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ: نَتَحَدَّثُ فِيهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ» قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ» متفقٌ عليه.

۲ / ۱۶۲۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو' صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ' ہمارے لئے بیٹھے بغیر چارہ نہیں' ہم ان میں گفتگو کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تم بیٹھے بغیر نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق بھی ادا کیا کرو' صحابہ نے پوچھا' اللہ کے رسول' راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' نگاہ کا پست رکھنا' تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا' سلام کا جواب دینا' نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المظالم، باب أفنية الدور والجلوس على الصعدات ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن الجلوس في الطرقات.

فوائد: عام راستے اور گزرگاہیں' معاشرے کی اجتماعی ملک ہیں۔ اس لئے ان پر مجلسیں جما کر بیٹھنا صحیح نہیں۔ اس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو سکتی ہے' بالخصوص پردہ دار عورتوں کو' جو لوگوں کے سامنے آنے اور ان کے سامنے سے گزرنے کو پسند نہیں کرتیں۔ لیکن اگر بیٹھے بغیر چارہ نہ ہو' جیسے گھر تنگ ہو یا اس قسم کی کوئی مجبوری ہو' تو پھر باہر بیٹھ کر ایسے کام بھی کرنے چاہئیں جن سے ایک تو انسان گناہوں سے بچا رہے' جیسے گزرنے والی

عورتوں سے نظر بچا کر رکھنا۔ دوسرے' مخلوق کی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا اور تبلیغ و دعوت کے ذریعے سے ان کی اصلاح و خیر خواہی کرنا۔ آج کل لوگ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں راستے بالکل بند کر دیتے ہیں جس سے بے شمار لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے' یہ بھی شرعی اور اخلاقی لحاظ سے بہت ہی بری حرکت ہے' اپنے ذاتی کام کے لئے' ہزاروں لوگوں کو تکلیف دینا' اس کا شرعی اور اخلاقی جواز کس طرح ہو سکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ یہ تقریبات بھی اللہ کی نافرمانی' اسراف و تبذیر اور دیگر شیطانی کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت اور سمجھ عطا فرمائے۔

١٦٢٦ - وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُوداً بالأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فيها فَجاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَامَ علينَا فَقَالَ: «مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعُدَاتِ؟ اجْتَنِبُوا مَجَالِسَ الصُّعُدَاتِ» فَقُلْنَا: إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ ما بَأْسٍ: قَعَدْنَا نَتَذَاكَرُ، وَنَتَحَدَّثُ. قَالَ: «إِمَّا لا فَأَدُّوا حَقَّهَا: غَضُّ البَصَرِ، وَرَدُّ السَّلامِ، وحُسْنُ الكَلامِ» رواه مسلم. «الصُّعُدَاتُ» بضَمِّ الصَّادِ والعَيْنِ، أي: الطُّرُقَاتُ.

۳ / ۱۶۲۶۔ حضرت ابو طلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گھر سے باہر ڈیوڑھیوں پر بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا' تمھیں کیا ہے کہ تم نے راستے میں بیٹھکیں بنا رکھی ہیں؟ راستے میں بیٹھکیں بنانے سے گریز کرو۔ ہم نے کہا' ہم تو یہاں ایسے کام کے لئے بیٹھے ہیں جس میں (شرعاً) کوئی حرج نہیں ہے' ہم یہاں بیٹھے ہوئے مذاکرہ اور گفتگو کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا' اگر تم راستوں پر بیٹھنا نہیں چھوڑتے' تو راستے کا حق ادا کیا کرو (اور وہ ہے) نگاہ پست رکھنا' سلام کا جواب دینا اور اچھی گفتگو کرنا۔ (مسلم)

الصعدات' صاد اور عین پر پیش یعنی راستے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب السلام، باب من حق الجلوس على الطريق رد السلام.

فوائد: اس میں بھی راستوں میں بیٹھنے سے روکا گیا ہے' تاہم اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو راستے کا حق ادا کرنے کی تاکید ہے۔

١٦٢٧ - وَعَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الفَجَاءَةِ فَقَالَ: «اصْرِفْ بَصَرَكَ» رواه مسلم.

۴ / ۱۶۲۷۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کی بابت سوال کیا' تو آپ نے فرمایا' اپنی نظر (فوراً) پھیر لو۔ (مسلم)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب النكاح، باب رقم٤٣.

فوائد: غیر محرم عورت پر بغیر ارادے کے اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً نظر پھیر لی جائے' ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھا جائے' کیونکہ پھر اس میں قصد شامل ہو جائے گا جو گناہ ہے اور یہ آنکھ کا زنا بن جائے گا اور بعض علماء نے امرد (بے ریش حسین بچوں) کی طرف دیکھنے کو بھی عورت کی طرف دیکھنے کی طرح ممنوع قرار دیا ہے۔

١٦٢٨ ـ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وذلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالحِجَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «احْتَجِبَا مِنْهُ» فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى: لَا يُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ!؟» رواه أبو داود والترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۵ / ۱۶۲۸۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی اور آپ کے پاس حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں' پس اتنے میں (نابینا صحابی) ابن ام مکتوم آگئے اور یہ ہمیں پردے کا حکم دیئے جانے کے بعد کا واقعہ ہے' تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ تم دونوں ان سے پردہ کرو' ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول' کیا وہ نابینا نہیں ہیں' نہ وہ ہمیں دیکھتے ہیں اور نہ ہمیں پہچانتے ہیں۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا' کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتیں؟ (ابو داوٗد' ترمذی حسن صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في قوله تعالى: ﴿وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن...﴾ وسنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في احتجاب النساء.

فوائد: اس حدیث کی سند میں حضرت ام سلمہ ؓ کا آزاد کردہ غلام نبہان نامی راوی مجہول ہے۔ (قالہ الالبانی) اس لئے یہ روایت صحیح نہیں۔ اس کے برعکس صحیح روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں تم اپنا کپڑا اتار کر رکھ سکو گی۔ اس لئے نابینا آدمی سے پردہ نہیں ہے۔

١٦٢٩ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ. وَلَا المَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ المَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي المَرْأَةُ إِلَى المَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ» رواه مسلم.

۶ / ۱۶۲۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مرد مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ عورت عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ مرد مرد کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ عورت عورت کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیٹے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات.

فوائد: اس سے واضح ہے کہ اسلام کس طرح بے حیائی کے دروازے کو بند کرنا چاہتا ہے۔ جب ایک مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ بغیر کپڑے کے لیٹنا منع ہے تو مرد و عورت کے بے باکانہ اختلاط کو اسلام کس طرح گوارا کر سکتا ہے؟ جو مغرب میں عام ہے اور یہی اخلاق باختہ ثقافت (بلکہ کثافت) ٹیلی ویژن کے ذریعے سے اسلامی ملکوں میں پھیلائی جا رہی ہے۔ مغرب زدہ حکمران اس گندگی' بے حیائی اور اخلاق باختگی کو "ثقافت" باور کرا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مرتد حکمرانوں سے اسلامی ملکوں کو نجات عطا فرمائے۔

٢٩١ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْخَلْوَةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ ۲۹۱۔ اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار

کرنا حرام ہے

قال الله تعالى: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَـٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب: ٥٣].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا' جب تم ان (امہات المومنین) سے کوئی چیز مانگو تو ان سے پردے کی آڑ میں مانگو۔ (سورۂ احزاب' ۵۳)

١٦٣٠ ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ!» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: «الْحَمْوُ الْمَوْتُ!» متفقٌ عليه. «الْحَمْوُ» قَرِيبُ الزَّوْجِ كَأَخِيهِ، وابنِ أَخِيهِ، وَابنِ عَمِّهِ.

۱/ ۱۶۳۰۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم (غیر محرم) عورتوں کے پاس جانے سے گریز کرو' تو ایک انصاری آدمی نے کہا' شوہر کے قریبی رشتے دار کی بابت فرمایئے؟ آپ نے فرمایا' شوہر کا قرابت دار تو موت ہے (بخاری و مسلم)

الحمو' کے معنی ہیں' شوہر کا قریبی رشتے دار۔ جیسے اس کا بھائی (بیوی کا دیور اور جیٹھ) اس کا بھتیجا اور اس کا چچا زاد۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب لا يخلون رجل بامرأة ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الخلوة الأجنبية.

فوائد: اس میں پردے کی بابت ایک نہایت ہی اہم بات بیان کی گئی ہے' جس سے مسلمانوں کی اکثریت غافل ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت کے لئے اپنے شوہر کے سگے بھائیوں اور چچا زاد وغیرہ بھائیوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ قریبی ہونے کی وجہ سے ان کی گھروں میں ہروقت آمد و رفت رہتی ہے اور تنہائی کے بے شمار مواقع ان کو میسر آتے ہیں۔ اس لئے بہ نسبت دوسروں کے' ان کے ساتھ فتنے میں مبتلا ہونے کے بہت زیادہ امکانات ہیں۔ اس لئے انہیں موت سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی وہ دینی اعتبار سے ہلاکت کا باعث ہیں' یا مطلب ہے کہ اس کا انجام موت ہے اگر وہ دونوں غلطی کا ارتکاب کر بیٹھیں' کیونکہ اسلامی مملکت میں اس کی سزا رجم ہے۔ ہلاکت کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ خاوند کو اگر بیوی پر کسی اور کے ساتھ آشنائی کا شبہ ہو جائے تو وہ غیرت میں آکر اسے مار دے یا طلاق دے دے' طلاق سے بھی اس کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے اس طرح ڈرو' جیسے موت سے ڈرا جاتا ہے اور جب دیور اور جیٹھ وغیرہ سے پردہ ضروری ہے تو شوہر کے دوستوں سے پردہ کیوں ضروری نہیں ہو گا' اس معاملے میں بھی اب تساہل بہت عام ہو گیا ہے۔ اس کے جو خطرناک نتائج سامنے آرہے ہیں' وہ وقتاً فوقتاً اخبارات کے ذریعے سے منظر عام پر آتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی لوگ سمجھتے نہیں اور بے پردگی وبائے عام کی طرح پھیلتی جا رہی ہے' فالى الله المشتكى

١٦٣١ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَخْلُوَنَّ

۲/ ۱۶۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص کسی

أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ» متفقٌ عليه.

(اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے مگر محرم کے ساتھ۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب لا يخلونّ رجل بامرأة ـ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم.

فوائد: اس ہدایت کا مقصد بھی فتنہ و شر میں مبتلا ہونے سے بچانا ہے' کیونکہ تنہائی میں اس کا امکان ہے اور محرم کی موجودگی سے تنہائی ختم ہو جاتی ہے' اس لئے فتنے کا امکان بھی نہیں رہتا۔

١٦٣٢ ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلاً مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ، فَيَخُونُهُ فِيهِمْ إِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شَاءَ حَتَّى يَرْضَى» ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَا ظَنُّكُمْ؟». رواه مسلم.

۴/ ۱۶۳۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجاہدین کی عورتوں کی عزت' پیچھے رہ جانے والوں پر ایسے ہی حرام ہے جیسے ان کی اپنی ماؤں کی عزت۔ پیچھے رہ جانے والوں میں سے جو شخص' مجاہدین میں سے کسی کے گھر والوں کا جانشین (نگران) بنے اور پھر خیانت کرے تو قیامت والے دن وہ مجاہد کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور وہ اس کی نیکیوں میں سے جتنی نیکیاں چاہے' لے لے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' تمہارا کیا خیال ہے؟ (یعنی کیا وہ اس کے پاس کوئی نیکی چھوڑے گا؟ جب کہ انسان حریص الطبع ہے اور اللہ کی طرف سے اس کو اذن بھی مل چکا ہو گا)۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب حرمة نساء المجاهدين.

فوائد: مجاہدین کے جہاد پر چلے جانے کے بعد' ان کے پیچھے ان کے گھر والوں کی حفاظت و نگرانی بہت فضیلت والا عمل ہے۔ لیکن اس میں اگر خیانت کا ارتکاب کیا گیا' تو اس کا گناہ بھی بہت عظیم ہے۔ اس لئے کہ خیانت سے اسلام کے باہمی تعاون کے نظام کی چولیں ہل جاتی ہیں جس کی اسلام میں بڑی اہمیت اور تاکید ہے۔

٢٩٢ ـ بَابُ تَحْرِيمِ تَشَبُّهِ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ بِالرِّجَالِ فِي لِبَاسٍ وَحَرَكَةٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

۲۹۲۔ لباس اور حرکت و ادا وغیرہ میں مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

١٦٣٣ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ

۱/ ۱۶۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں والا حلیہ اختیار کرنے

مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلاتِ مِنَ النِّسَاءِ.

وفي رواية: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. رواهُ البُخاري.

والے مردوں پر اور مردانہ انداز اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب اللباس، باب المتشبهین بالنساء، وکتاب الحدود، باب نفی أهل المعاصی والمخنّثین.

فوائد: مخنث' اس مرد کو کہا جاتا ہے جو عورتوں کی طرح کا لباس پہنے' ان کی سی چال ڈھال اور حرکت و ادا اختیار کرے اور مترجلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو مردانہ لباس اور مردانہ وضع قطع اور ہیئت اختیار کرے۔ مطلب یہ ہوا کہ مرد اور عورت دونوں کے اندر اللہ نے جو ایک دوسرے سے مختلف فطری اوصاف رکھے ہیں' ان میں وہ ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے سے بچیں۔ ایسا کرنا لعنت کا باعث ہے۔ اسی ذیل میں مغربی فکر و فلسفہ سے متاثر وہ خواتین بھی آجاتی ہیں جو فطرت کے خلاف آجکل وہ تمام کام کرنے کی مذموم سعی کر رہی ہیں جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جب کہ اللہ نے ان کو ان کاموں کا مکلف نہیں بنایا ہے' بلکہ ان کو صرف مردوں کا حق قرار دیا ہے۔ لیکن عورت نادانی اور مغرب کی نقالی میں ان پر بھی اپنا حق جتا کر انہیں اختیار کرنے پر تلی ہوئی ہے اور یوں اپنی نسوانیت پر ظلم کر رہی ہے اور اللہ کے ہاں بھی ملعون بن رہی ہے۔

١٦٣٤ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ. رواهُ أبو داودَ بإسناد صحيح.

۲/ ۱۶۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر جو مردوں کا سا لباس پہنتی ہے۔

(اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب اللباس، باب لباس النساء.

فوائد: جیسے مرد' ریشمی لباس پہنے' یا ایسا رنگین لباس پہنے جو عورتوں کے مخصوص رنگ کے ہوں' یا لباس کی وضع قطع عورتوں کے لباس کی طرح ہو۔ اسی طرح عورت لباس میں مردانہ وضع قطع اختیار کرے' جیسے مردوں کی سی قمیص شلوار یا کوٹ پتلون یا بش شرٹ پتلون وغیرہ پہنے۔ گویا دونوں کو لباس میں ایک دوسرے کی نقل اور مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے' کیونکہ اس پر لعنت وارد ہے۔

١٦٣٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ

۳/ ۱۶۳۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا۔ (یعنی یہ بعد میں ہوں گی) ایک

يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلاتٌ مَائِلاتٌ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ المَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا» رواهُ مسلم. معنى «كاسيات» أَيْ: مِنْ نِعْمَةِ الله «عَارِيَاتٌ» مِنْ شُكْرِهَا. وَقِيلَ: مَعناهُ: تَسْتُرُ بَعْضَ بَدَنِهَا، وَتَكْشِفُ بَعْضَهُ إِظْهَاراً لِجَمَالِها ونَحْوِهِ، وَقِيلَ: تَلْبَسُ ثَوْباً رَقِيقاً يَصِفُ لَوْنَ بَدَنِهَا، وَمَعْنَى «مَائِلاتٌ» قِيلَ: عَنْ طَاعَةِ الله تعالى وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهُ، «مُمِيلاتٌ»: أَيْ: يُعَلِّمْنَ غَيْرَهُنَّ فِعْلَهُنَّ المَذْمُومَ، وَقِيلَ: مَائِلاتٌ يَمْشِينَ مُتَبَخْتِرَاتٍ، مُمِيلاتٍ لِأَكْتَافِهِنَّ، وَقِيلَ: مَائِلاتٌ يَمْتَشِطْنَ المِشْطَةَ المَيْلاءَ: وَهِيَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا. و«مُمِيلاتٌ»: يُمَشِّطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ المِشْطَةَ. «رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ» أَيْ: يُكَبِّرْنَهَا وَيُعَظِّمْنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ أَوْ عِصَابَةٍ أَوْ نَحْوِهِ.

وہ لوگ جن کے پاس گائے کے دموں کی مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسرے' وہ عورتیں' جو لباس پہنی ہوں گی (مگر) برہنہ ہوں گی' لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی' ان کے سر بختی اونٹ کے جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی (بلکہ) اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی' حالانکہ اس کی خوشبو تو اتنے اتنے فاصلے سے آئے گی۔ (مسلم)

کاسیات کے معنی ہیں۔ اللہ کی نعمت کا لباس پہنے ہوئے ہوں گی۔ عاریات' نعمت کا شکر ادا کرنے سے عاری ہوں گی۔ بعض کے نزدیک عاریات کے معنی ہیں۔ اپنے حسن و جمال وغیرہ کو ظاہر کرنے کی نیت سے اپنے بدن کے کچھ حصے کو ڈھانپا ہوا ہو گا اور کچھ کو کھولا ہوا اور بعض نے کہا' وہ ایسا باریک لباس پہنیں گی جو ان کے بدان کے رنگ کو واضح کر رہا ہو گا اور مائلات کے معنی' بعض کے نزدیک ہیں' وہ اللہ کی فرماں برداری اور ان چیزوں سے جن کا اہتمام ان کے لئے ضروری ہے' اعراض کرنے والی ہوں گی اور ممیلات' وہ عورتیں جو اپنے برے کام اپنے علاوہ دوسروں کو بھی سکھائیں گی۔ اور بعض نے کہا' مائلات' اٹھکیلیاں کرتی ہوئی چلیں گی' ممیلات اپنے کندھوں کو مٹکاتے ہوئے۔ بعض نے کہا' مائلات' اپنے بالوں کو اس طرح سنواریں گی' جس سے وہ زیادہ پرکشش ہو جائیں اور ایسا سولہ سنگھار بدکار عورتوں کا ہوتا ہے اور ممیلات دوسروں کے بالوں کو بھی اس طرح سنوارنے والیں۔ ان کے سر بختی اونٹ کے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ کے معنی ہیں کہ انہوں نے اپنے سروں کو کسی صافے یا کپڑے وغیرہ سے

لپیٹ کر ان کو اونچا اور بڑا کیا ہو گا۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب النساء الكاسيات المائلات المميلات.

فوائد: اس حدیث میں ایک تو ان لوگوں کے لئے وعید ہے جو لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں' کیونکہ حد اور قصاص میں کوڑے مارنا ظلم نہیں ہے' بلکہ ظلم و عدوان کے طور پر کوڑے مارنا سخت گناہ ہے۔ دوسرے' ان عورتوں کے لئے سخت وعید ہے جو بے پردگی' اپنی زیب و زینت اور حسن و جمال کے اظہار کو اپنائیں گی' جو کہ بدکار عورتوں کا شیوہ ہے' اور مردوں کے لئے کشش اور فتنے کا باعث ہوں گی۔ علاوہ ازیں اپنے سر کے بالوں کو بھی مختلف اسٹائلوں سے سنواریں گی' اپنی چال ڈھال' ناز و ادا اور اٹھکیلیوں سے مردوں کو پرچائیں گی اور لبھائیں گی۔ خود بھی اس حیا باختگی کو اپنائیں گی اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب اور تعلیم دیں گی۔ جیسے آج کل بیوٹی پارلروں کی وبائے عظیم ہے۔ یہ حدیث علامات نبوت میں سے ہے۔ آپ نے اس میں عورتوں کی بابت جو خبر دی ہے' وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان عورتوں کی ایک بڑی تعداد نے مذکورہ تمام خرابیوں اور بے حیائیوں کو اپنا لیا ہے اور اس معاملے میں وہ بازاری عورتوں سے بھی بڑھ گئی ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

٢٩٣ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشَبُّهِ بِالشَّيْطَانِ وَالْكُفَّارِ

۲۹۳۔ شیطان اور کفار کی مشابہت اختیار کرنے کی ممانعت کا بیان

١٦٣٦ - عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ» رواهُ مسلم.

۱/ ۱۶۳۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ' اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما.

١٦٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا» رواه مسلم

۲/ ۱۶۳۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص ہرگز اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے' اس لئے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما.

فوائد: لیکن افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان انگریزوں کی نقالی میں بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے اور شیطان کو خوش کرتے ہیں۔

١٦٣٨ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ، فَخَالِفُوهُمْ» متفقٌ عَلَيه.

۳/ ۱۶۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہودی اور عیسائی رنگتے نہیں ہیں پس تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری و مسلم)

مطلب ہے' داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو زرد

الْمُرَادُ: خِضَابُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ الأَبْيَضِ بِصُفْرَةٍ أَوْ حُمْرَةٍ، وَأَمَّا السَّوَادُ، فَمَنْهِيٌّ عَنْهُ كَمَا سَنَذْكُرُ فِي الْبَابِ بَعْدَهُ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

یا سرخ رنگ کے ساتھ رنگنا' البتہ ان کو سیاہ کرنا منع ہے' جیسا کہ ہم آئندہ باب میں اس کو بیان کریں گے' اگر اللہ نے چاہا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب الخضاب - وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب مخالفة اليهود في الصبغ.

فوائد: علماء نے اس حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے' اس لئے داڑھی یا سر کے سفید بالوں کو رنگنا ضروری نہیں ہے' صرف بہتر ہے تاہم یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ جہاں نہ رنگنے سے مشابہت ہو گی' وہاں بالوں کو رنگنا ضروری ہو گا ورنہ مستحب۔

٢٩٤ - بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ عَنْ خِضَابِ شَعْرِهِمَا بِسَوَادٍ

۲۹۴۔ مرد اور عورت دونوں کو سیاہ خضاب سے اپنے بالوں کو رنگنا منع ہے

١٦٣٩ - عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ وَالِدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضاً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: «غَيِّرُوا هٰذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ» رواه مسلم.

۱/۱۶۳۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ فتح مکہ والے دن حضرت ابوبکر کے والد ابو قحافہ کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) پیش کیا گیا اور ان کا سر اور داڑھی سفیدی میں ثغامہ (بوٹی) کی طرح تھا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس کے سفید بالوں کو بدل دو' اور ان کو سیاہ کرنے سے بچو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب صبغ الشعر وتغيير الشيب.

فوائد: ابو قحافہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کی کنیت تھی' ان کا نام عثمان بن عامر تھا' انہوں نے فتح مکہ والے دن اسلام قبول کیا۔ ثغامہ' پہاڑوں میں پیدا ہونے والی ایک بوٹی ہے جو بالکل سفید ہوتی ہے' ان کے بال بھی سفید تھے آپ نے انہیں رنگنے کا حکم دیا' لیکن سیاہ کرنے سے منع فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ کسی ناگزیر صورت کے علاوہ' سر یا داڑھی کے بالوں کو سیاہ کرنا ممنوع ہے۔

٢٩٥ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُونَ بَعْضٍ، وَإِبَاحَةِ حَلْقِهِ كُلِّهِ لِلرَّجُلِ دُونَ الْمَرْأَةِ

۲۹۵۔ قزع کی ممانعت یعنی سر کے کچھ بال مونڈھ لینا اور کچھ چھوڑ دینا اور مرد کے لئے سر کے بالوں کا مونڈھنا جائز ہے لیکن عورت کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں

١٦٤٠ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ

۱/۱۶۴۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع (کچھ بالوں کے مونڈھنے) سے

القَزَع. متفقٌ عليه.

منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: بخاری، کتاب اللباس، باب القزع ـ مسلم، کتاب اللباس، باب کراهة القزع.

فائدہ: قزع کا مطلب ہے' سر کے بال کچھ منڈوا لینا اور کچھ چھوڑ دینا' یہ منع ہے۔

١٦٤١ ـ وَعَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: «احْلِقُوهُ كُلَّهُ، أَوِ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ». رواه أَبُو داود بإسنادٍ صحيحٍ عَلَى شَرْطِ البُخَارِي وَمُسْلِم.

۲/ ۱۶۴۱۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کے کچھ بال مونڈھے ہوئے ہیں اور کچھ چھوڑے ہوئے' تو آپ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ اس کے سارے بال مونڈھو یا سارے بال چھوڑ دو۔

(ابو داوٗد' شرط بخاری و مسلم پر)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الترجّل، باب الذؤبة.

فوائد: کہتے ہیں کہ یہ بھی آپ نے اس لئے منع فرمایا' تاکہ اہل کتاب سے مشابہت نہ ہو' کیونکہ بعض احبار و رہبان اس طرح کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اہل شرو فسق کی بھی یہ عادت تھی۔ تاہم کسی بیماری یا عذر کی وجہ سے ایسا کرنا جائز ہے۔ بہرحال یا تو سارے بال منڈا دیئے جائیں یا پھر سارے بال اس انداز سے رکھے جائیں کہ عورتوں سے مشابہت نہ ہو۔

١٦٤٢ ـ وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: «لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ». ثُمَّ قَالَ: «ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي» فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ فَقَالَ: «أُدْعُوا لِيَ الحَلَّاقَ» فَأَمَرَهُ، فَحَلَقَ رُؤُوسَنَا. رواهُ أَبُو داود بإسنادٍ صحيحٍ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ ومُسْلِمٍ.

۳/ ۱۶۴۲۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفرؓ کے گھر والوں کو (ان کی شہادت پر رونے کی) تین دن مہلت دی' پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔ پھر فرمایا' میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ' پس ہمیں آپ کے سامنے پیش کیا گیا' گویا کہ ہم چوزے ہیں تو آپ نے فرمایا' نائی کو بلاؤ۔ پس آپ نے اسے حکم دیا اور اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔ (اسے ابو داوٗد نے صحیح سند کے ساتھ' بخاری و مسلم کی شرط پر روایت کیا)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الترجّل، باب حلق الرأس.

فوائد: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ شہادت اگرچہ ایک اعزاز ہے لیکن گھر والوں کو وقتی طور پر دائمی جدائی کا صدمہ تو بہرحال ہوتا ہے' اس لئے آپ نے ان کے گھر والوں کو بھی تین دن تک سوگ منانے کی اجازت دی۔ رونے کا مطلب یہ نہیں کہ تین دن تک نوحہ و بین کرنے کی اجازت دی' یہ تو ممنوع ہے' بلکہ مطلب وہ رونا ہے جو ان ایام میں تعزیت کے لئے آنے والوں سے گفتگو کے دوران فطری طور پر ہوتا ہے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں' اس طرح کا رونا

اگرچہ تین دن کے بعد بھی جائز ہے' اس لئے اس میں تین دن کے بعد رونے سے جو منع فرمایا گیا ہے تو یہ نہی تنزیہی ہے۔ تحریمی نہیں۔ چھوٹے بچوں نے اپنے آپ کو چوزہ اس لئے کہا کہ والد کی جدائی نے انہیں نڈھال کر دیا تھا۔ اس حدیث کو یہاں لانے سے اصل مقصد سر کے بالوں کے مونڈھنے کا اثبات ہے' جس کا اس میں ذکر ہے' خاص طور پر چھوٹے بچوں کا۔ اگرچہ پورے بال رکھنا' جنہیں پٹے کہا جاتا ہے' افضل ہے' کیونکہ خود نبی ﷺ نے یہ پٹے بال رکھے ہوئے تھے۔

١٦٤٣ ـ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا. رواهُ النَّسَائي.

۴ / ۱۶۴۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو اپنے سر کے بال منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی)

تخریج: سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب النھی عن حلق المرأۃ رأسھا.

فوائد: یہ روایت ترمذی میں بھی ہے۔ شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو الاحادیث الضعیفہ ۲ / ۱۲۴۔ تاہم مردوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے عورت کے لئے اس کی ممانعت ہی رہے گی۔ البتہ علاج وغیرہ کے لئے ضرورت پڑنے پر اس کی اجازت ہو گی۔

٢٩٦ ـ بَابُ تَحْرِيمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ وَالْوَشْرِ وَهُوَ تَحْدِيدُ الأَسْنَانِ

۲۹۶۔ مصنوعی بال (وِگ) جوڑنے اور گودنے اور وشر یعنی دانتوں کو باریک کرنے کی حرمت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ إِنَٰثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَٰنًا مَّرِيدًا ﴿١١٧﴾ لَّعَنَهُ ٱللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ ٱلْأَنْعَٰمِ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِ﴾ الآية [النساء: ١١٧ ـ ١١٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے سوا مؤنث چیزوں ہی کو پکارتے ہیں اور صرف سرکش شیطان کی پوجا کرتے ہیں' جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور شیطان نے (اللہ سے) کہا' میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا اور انہیں ضرور گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوؤں میں مبتلا کروں گا اور میں انہیں حکم دوں گا کہ وہ (بتوں کے نام پر) جانوروں کے کانوں کو چیریں اور میں انہیں حکم دوں گا' پس وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں میں ضرور تبدیلی کریں گے۔

(سورۂ نساء' ۱۱۷۔۱۱۹)

فائدۂ آیات: اس میں ایک تو مشرکوں کی اس عادت کا بیان ہے کہ وہ جن بتوں کی پوجا کرتے تھے' ان کے نام مؤنثوں والے ہوتے تھے یا مؤنث قسم کی چیزوں کی عبادت کرتے تھے' جیسے فرشتوں کی' جن کو وہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ ان کے متعدد بتوں کے نام بھی مؤنث ہی تھے' جیسے عزیٰ' اساف' نائلہ وغیرہ۔ (۲) بتوں کی

عبادت کو شیطان کی عبادت قرار دیا' اس لئے کہ وہی اس کا باعث تھا اور ہے۔ پھر اس کے وسوسوں سے وہ لوگ اور جو غلط کام کرتے تھے' انہیں بیان فرمایا گیا ہے۔ انہی میں سے ایک اللہ کی پیدا کردہ صورتوں میں وہ تبدیلیاں ہیں' جن کی تفصیل احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہوں:

١٦٤٤ ـ وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ، فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا، وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا، أَفَأَصِلُ فِيهِ؟ فَقَالَ: «لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ: «الْوَاصِلَةَ، وَالْمُسْتَوْصِلَةَ». قَوْلُهَا: «فَتَمَرَّقَ» هو بالرَّاءِ، ومعناه: انْتَشَرَ وَسَقَطَ. وَالْوَاصِلَةُ: الَّتِي تَصِلُ شَعْرَهَا، أو شَعْرَ غيرها بشَعْرٍ آخَرَ. «وَالْمَوْصُولَةُ»: الَّتِي يُوصَلُ شَعْرُهَا. «وَالْمُسْتَوْصِلَةُ»: الَّتِي تَسْأَلُ مَنْ يَفْعَلُ ذلكَ لَهَا. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نَحْوَهُ، متفقٌ عليهِ.

١/ ١٦٤٤۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میری بیٹی کو حصبہ (جلدی بیماری) لگی' جس سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں اور میں نے اس کی شادی کر دی ہے۔ کیا میں اس میں مصنوعی بال جوڑ سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی پر اور اس پر جس کے بال لے کر جوڑے جائیں لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے' بال جوڑنے والی اور بال جڑوانے کی خواہش کرنے والی (پر لعنت)۔

فتمرق' راء کے ساتھ' جھڑ گئے اور گر گئے۔ واصلة ' وہ عورت جو اپنے یا کسی اور کے بال دوسرے بالوں کے ساتھ جوڑتی ہے۔ موصولة ' وہ عورت جس کے بال لے کر جوڑے جائیں اور مستوصلة ' وہ عورت جو بال جڑوانے کی خواہش کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح کی ایک روایت منقول ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب الموصولة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: اس میں تین قسم کی عورتوں کا بیان ہے۔ بال جوڑنے یا ملانے والی۔ دوسری اس کی خواہش کرنے والی۔ تیسری' جس کے بال لے کر کسی عورت کے بالوں میں ملائے جائیں۔ یہ تینوں ملعون ہیں۔ آج کل ان مصنوعی بالوں کو وِگ کہا جاتا ہے۔ بیوٹی پالروں کے ذریعے سے وگیں وغیرہ لگانے اور دیگر بے حیائی کے کاموں کو خوب فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اعاذنا اللہ منها

١٦٤٥ ـ وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ فَقَالَ: يَا أَهْلَ

٢/ ١٦٤٥۔ حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حج کے سال منبر پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا اور آپ نے بالوں کا ایک گچھا اپنے ہاتھ میں پکڑا جو ایک پہرے دار کے ہاتھ میں تھا۔ آپ

الْمَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ. وَيَقُولُ: «إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ» متفقٌ عليه.

نے فرمایا' اے اہل مدینہ' تمہارے علماء کہاں ہیں؟ (جو تمہیں برائی سے روکتے نہیں) میں نے تو نبی ﷺ کو اس قسم کے کام سے منع کرتے ہوئے سنا اور آپ فرماتے تھے کہ بنو اسرائیل اس وقت ہی ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان کاموں کو اختیار کر لیا۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب الوصل فى الشعر ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ عورتوں کے ایسے کاموں کی طرف تھا جن کا ذکر پچھلی حدیث میں گزرا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارباب اختیار کسی برائی کو پھیلتے ہوئے دیکھیں تو وہ خود بھی اس پر نقد کریں اور لوگوں کو اس سے روکیں اور علماء کو بھی اس طرف متوجہ کریں تاکہ وہ بھی اس کے خلاف اپنی آواز بلند کریں۔ (۲) لوگوں میں منکرات کی اشاعت اور اس کے خلاف آواز بلند نہ کرنا' ہلاکت اور غضب الٰہی کا باعث ہے۔ (۳) اس میں آج کل کے مسلمانوں کے لئے بھی سخت تنبیہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں بے پردگی' بازاری عورتوں کی طرح سولہ سنگھار کر کے اور مجسم دعوت نظارہ بن کر گھر سے باہر نکلنا اور اپنے حسن و جمال کا مظاہرہ عام کرنا وغیرہ بیماریاں عام ہو گئی ہیں جو بالوں کے جوڑنے اور جڑوانے سے کہیں زیادہ شدید جرم اور بے حیائی کا ارتکاب ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ عام مسلمان اس بے حیائی پر خاموش ہیں اور علماء بھی بالعموم اسے اپنے خطبات و مواعظ میں بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

١٦٤٦ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. متفقٌ عليهِ.

۳/ ۱۶۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے بال جڑوانے والی اور جڑوانے کی خواہش کرنے والی اور گودنے والی اور گدوانے کی خواہش کرنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب المستوشمة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: واشمہ' وشم کرنے والی۔ وشم کا مطلب ہے کہ جلد میں سوئی وغیرہ چبھو کر خون نکالنا اور پھر اس جگہ پر سرمہ یا نیل وغیرہ بھر دینا تاکہ وہ جگہ سیاہ یا سبز ہو جائے اسے گودنا کہتے ہیں۔ عہد رسالت کے عرب معاشرے میں حسن و جمال کے اضافے کے لئے عورتوں میں یہ طریقہ رائج تھا' جیسے کسی کے بال لے کر اپنے بالوں میں جوڑنے کا رواج تھا اور مستوشمہ' وہ عورت' جو کسی عورت سے وشم کرنے کا مطالبہ کرے یا وہ عورت ہے جو کسی عورت کی جلد پر وشم کرے۔ یہ اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرنا ہے' اس لئے یہ کام کرنے اور کروانے والیں سب ملعون ہیں۔ آج کل بھی عورتوں میں اس قسم کے بعض فیشن رائج ہیں' جیسے آنکھوں کی پلکوں کے بال

نوچ کر ان میں رنگ اور میک اپ کی بعض چیزیں وغیرہ بھرنا یا ہندو عورتوں کی طرح تلک اور سیندور بھرنا وغیرہ۔ فیشن اور میک اپ کے جدید طریقے جو آج کل عورتوں میں عام ہیں اور جن پر قوم کا کروڑوں اور اربوں روپیہ برباد ہو رہا ہے' یہ سب اسی ذیل میں آتے ہیں جن پر لعنت فرمائی گئی ہے' اس لئے مسلمان عورتوں کو زیب و زینت کی ان تمام چیزوں سے بچنا چاہئے' اس میں دین اور دنیا دونوں کی بربادی ہے۔ اسی طرح ناخنوں کی پالش ہے جس سے وضوء بھی اکثر علماء کے نزدیک نہیں ہوتا' علاوہ ازیں ناخنوں کو خوب بڑھایا جاتا ہے اور ان میں پھر سرخ پالش لگائی جاتی ہے جس سے وہ خونخوار درندوں کے خونی پنجوں کی طرح ہو جاتی ہیں۔ یہ سارے بے ہودہ فیشن دراصل مغرب کی حیا باختہ عورتوں کے ہیں جو بدقسمتی سے مسلمان عورتوں نے بھی اختیار کر لئے ہیں جن سے اجتناب ضروری ہے' کیونکہ ان میں کافروں کی مشابہت اور نقالی ہے جو حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

١٦٤٧ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ! فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ؟! قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟﴾ [الحشر: ٧] متفقٌ عليه. «الْمُتَفَلِّجَةُ»: هِيَ الَّتِي تَبْرُدُ مِنْ أَسْنَانِهَا لِيَتَبَاعَدَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَلِيلاً، وَتُحَسِّنُهَا وَهُوَ الْوَشْرُ، وَالنَّامِصَةُ: هِيَ الَّتِي تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا، وَتُرَقِّقُهُ لِيَصِيرَ حَسَناً، وَالْمُتَنَمِّصَةُ: الَّتِي تَأْمُرُ مَنْ يَفْعَلُ بِهَا ذٰلِكَ.

۴ / ۱۶۴۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور پلکوں کے بال اکھڑوانے والیوں اور خوب صورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں پر' جو اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں' لعنت فرمائی ہے۔ پس ایک عورت نے اس کی بابت حضرت ابن مسعودؓ سے بحث کی' تو آپ نے فرمایا۔ مجھے کیا ہے میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' رسول تمہیں جو (حکم) دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دے' اس سے رک جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

المتفلجة ' وہ عورت جو اپنے دانتوں پر ریتی پھرواتی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے دور ہو جائیں اور حسین ہو جائیں اور یہی وشر ہے (یعنی دانتوں کو خوب صورتی کے لئے باریک کرنا) نامصة وہ عورت جو دوسری عورت کے پلکوں کے بالوں کو پکڑ کر باریک کرتی ہے تاکہ وہ خوب صورت ہو جائیں اور متنمصة ' وہ عورت جو کسی کو کہہ کر یہ کام کروائے یعنی بال اکھڑوانے والی۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن ـ وصحيح مسلم، كتاب

اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اپنے حسن میں (بزعم خویش) اضافہ کرنے کی نیت سے اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں کمی بیشی کر کے رد و بدل کرنا ممنوع اور حرام ہے' جیسے وشم (بدن گدوانا) وشر (دانتوں کو باریک کرنا)' تفلج' دانتوں میں فاصلہ پیدا کرنا' نمص (پلکوں کے بالوں کو اکھیڑنا) وغیرہ۔ تاہم مہندی لگانا جائز ہے' کیونکہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ عورت اس کا اظہار اجنبی مردوں کے سامنے نہ کرے۔

٢٩٧ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ مِنَ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا، وَعَنْ نَتْفِ الأَمْرَدِ شَعْرَ لِحْيَتِهِ عِنْدَ أَوَّلِ طُلُوعِهِ

۲۹۷۔ داڑھی اور سر وغیرہ کے سفید بال اکھاڑنے کی اور بالغ لڑکے کا داڑھی کے آغاز پر داڑھی کے بال اکھاڑنے کی ممانعت

١٦٤٨ ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ؛ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» حديث حسن، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ بِأَسَانِيدَ حَسَنَةٍ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱/ ۱۶۴۸۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ سفید بالوں کو نہ اکھیڑو' اس لئے کہ قیامت والے دن یہ مسلمان کے لئے نور ہوں گے۔ (یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ابو داوَد' ترمذی اور نسائی نے حسن سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الترجل، باب نتف الشيب ـ وسنن ترمذي، أبواب الأدب ـ وسنن نسائي، كتاب الزينة، باب النهى عن نتف الشيب.

فوائد: سفید بال جو بالعموم سن رسیدگی اور بڑھاپے کی علامت ہے' انہیں اکھاڑنے سے بچنا چاہئے' کیونکہ اس کے حدیث میں بیان کردہ اخروی فائدہ کے علاوہ دنیا میں بھی وہ ایک مسلمان کے لئے وقار و احترام کا باعث ہیں۔

١٦٤٩ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ» رواه مسلم.

۲/ ۱۶۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے ایسا کام کیا' جس کی بابت ہمارا حکم نہیں ہے' پس وہ مردود ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور.

فوائد: اس کی بابت ہمارا حکم نہیں ہے' کا مطلب ہے' اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے نہ اس پر شریعت کی کوئی اصل ہی دلالت کرتی ہے۔ اس سے واضح ہے کہ بدعات اور خلاف شرع کام مردود ہیں۔ ایک مسلمان کا کام اتباع ہے نہ کہ ابتداع (بدعت سازی) اور عدول حکمی۔

٢٩٨ ـ بَابُ كَرَاهِيَةِ الاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ

۲۹۸۔ دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے اور بلا

وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِينِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ — عذر دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو ہاتھ لگانے کی کراہت کا بیان

۱۶۵۰ ـ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الإِنَاءِ». متفقٌ عليه. وفي البَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ.

۱۶۵۰/۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو اپنے ذکر (آلہ تناسل) کو دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ برتن میں سانس لے۔ (بخاری و مسلم)

اور اس باب میں کثرت سے صحیح حدیثیں ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال ـ وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب النهى عن الاستنجاء باليمين.

فوائد: کھانے پینے اور دیگر اس قسم کے کاموں کے لئے چونکہ حکم ہے کہ دائیں ہاتھ سے کئے جائیں۔ اس لئے دوسرا حکم یہ دیا کہ ناپسندیدہ کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کیا جائے، تاکہ دائیں ہاتھ کا احترام و وقار قائم رہے۔ لیکن بعض مسلمان انگریز کی نقالی میں کھانے پینے میں بھی بایاں ہاتھ استعمال کرتے ہیں جو ان کی فطرت سلیمہ کے مسخ ہونے کی اور اللہ کے احکام سے یکسر بے پروا ہونے کی دلیل ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

۲۹۹ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، أَوْ خُفٍّ وَاحِدٍ لِغَيْرِ عُذْرٍ، وَكَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَائِماً لِغَيْرِ عُذْرٍ

۲۹۹۔ بغیر عذر کے ایک ہی جوتا یا ایک ہی موزا پہن کر چلنے اور کھڑے کھڑے جوتا اور موزا پہننے کی کراہت کا بیان

۱۶۵۱ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيعاً، أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعاً». وفي روايةٍ «أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعاً» متفقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۵۱/۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے، چاہئے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں ہی اتار دے۔

اور ایک روایت میں ہے، یا دونوں پیروں کو ننگا کر لے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب لا يمشى في نعل واحدة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب إذا انتعل فليبدأ باليمين.

فوائد: ایک پیر میں جوتا یا موزہ ہو اور دوسرے میں نہ ہو، تو اس سے ایک تو لوگوں کو استہزاء کرنے کا موقعہ ملتا

ہے۔ دوسرے یہ شرف و وقار کے منافی ہے۔ تیسرے' اس طرح چلنے میں بھی دقت ہوتی ہے' انسان کی چال میں توازن نہیں رہتا۔ اس لئے حکم دے دیا کہ دونوں جوتے پہن کر چلو یا دونوں ہی اتار کر ننگے پیر چلو۔ ننگے پیر چلنے میں بھی شرعاً قباحت نہیں ہے' تاہم عرف میں یہ ناپسندیدہ ہے۔

١٦٥٢ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ، فَلاَ يَمْشِ فِي الأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا» رواهُ مسلم.

۲ / ۱۶۵۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو دوسرا جوتا پہن کر نہ چلے' یہاں تک کہ وہ اس کی مرمت کرا لے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب إذا انتعل فليبدأ باليمين.

فوائد: یہ تسمہ' ہمارے آج کل کے تسموں سے مختلف ہوتا تھا۔ اس تسمے کے بغیر جوتا پیر میں نہیں ٹھہرتا تھا۔ یہ تسمہ گویا جوتے کو پیر کے ساتھ باندھ کر رکھتا تھا اور تسمہ ٹوٹ جانے کی صورت میں جوتا پہن کر چلنا ممکن ہی نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے فرمایا کہ پہلے ٹوٹے ہوئے تسمے کی مرمت کرائے اور پھر دوسرا جوتا بھی پہن لے' کیونکہ ٹوٹے ہوئے تسمے کے ساتھ ایک پیر ننگا اور ایک میں جوتا ہو گا جو ممنوع ہے تاہم کوئی عذر ہو تو بات دوسری ہے۔

١٦٥٣ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائماً. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۳ / ۱۶۵۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (ابو داوٗد نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب الانتعال.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ جوتے بیٹھ کر پہننے چاہئیں۔ بعض علماء کے نزدیک یہ نہی تنزیہ کے طور پر ہے۔ اس باب میں جوتے پہننے کے آداب بیان کر کے واضح فرما دیا کہ کس طرح اسلامی تعلیمات زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کرتی ہیں۔

٣٠٠ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَاءٌ كَانَتْ فِي سِرَاجٍ أَوْ غَيْرِهِ

۳۰۰۔ سوتے وقت اور اسی قسم کی کسی اور صورت میں' گھر کے اندر جلی ہوئی آگ چھوڑنے کی ممانعت' چاہے وہ چراغ کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں

١٦٥٤ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۶۵۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سوتے وقت تم اپنے گھروں میں آگ جلتی ہوئی نہ چھوڑا کرو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم - وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء.

١٦٥٥ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَأْنِهِمْ قَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲ / ۱۶۵۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مدینے میں ایک گھر، گھر والوں سمیت رات کو جل گیا، جب ان کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا تو آپ نے فرمایا، یہ آگ تمہاری دشمن ہے، جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم - وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء.

١٦٥٦ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «غَطُّوا الإِنَاءَ، وَأَوْكِئُوا السِّقَاءَ، وَأَغْلِقُوا البَابَ، وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَاباً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً. فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْرُضَ عَلَى إِنَائِهِ عُوداً، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللهِ، فَلْيَفْعَلْ، فَإِنَّ الفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ البَيْتِ بَيْتَهُمْ» رواهُ مسلم.
«الفُوَيْسِقَةُ»: الفَأْرَةُ، وَ «تُضْرِمُ»: تُحْرِقُ.

۳ / ۱۶۵۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو، مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو، دروازے بند کر دیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو۔ اس لئے کہ شیطان بندھے ہوئے مشکیزے کو، بند دروازے کو اور ڈھکے ہوئے برتن کو نہیں کھولتا، اگر تم میں سے کسی کو کوئی چیز نہ ملے تو اس کی چوڑائی میں لکڑی ہی رکھ دے اور اللہ کا نام لے، اس لئے کہ ایک چوہا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء.

فوائد: مذکورہ احادیث میں رات کو سوتے وقت آگ بجھا کر سونے کی تلقین کی گئی ہے، یہ آگ چراغ کی شکل میں ہو یا سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے انگیٹھی اور سوئی گیس کے ہیٹر وغیرہ ہوں۔ تجربات و مشاہدات سے واضح ہے کہ ان کو جلتا ہوا چھوڑ کر سونا نہایت خطرناک ہے۔ برتنوں اور پانی پینے کے مشکیزوں اور صراحی، مٹکوں وغیرہ کو بھی ہر وقت ڈھاک کر رکھنا چاہئے تا کہ ان میں کوئی گندی چیز یا جانور وغیرہ داخل نہ ہوں جو نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسی طرح رات یا دوپہر کو، بلکہ آج کل تو ہر وقت ہی دروازوں اور کھڑکیوں کو بند رکھنا ضروری ہے تا کہ چوروں اور ڈاکوؤں سے بچاؤ رہے۔ (۲) چیزوں کو رکھتے اور استعمال کرتے وقت اللہ کا نام لینا یعنی بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

٣٠١ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَلُّفِ وَهُوَ ۳۰۱۔ تکلف اختیار کرنے کی ممانعت۔ اور

فِعْلُ وَقَوْلُ مَا لا مَصْلَحَةَ فِيهِ بِمَشَقَّةٍ — یہ قول و فعل میں بلا مصلحت مشقت کا نام ہے

قَالَ اللهُ تَعَالى: ﴿ قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ﴾ [ص: ٨٦].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہہ دے میں تم سے اس پر (یعنی اللہ کی طرف بلانے کی) کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

(سورۂ ص ۸۶)

١٦٥٧ - وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ. رَوَاهُ الْبُخَارِي.

۱/ ۱۶۵۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں تکلف اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتصام، باب ما يكره من كثرة السوال وتكلف ما لا يعنيه.

فوائد: تصنع اور بناوٹ بھی تکلف ہے، جس کا مظاہرہ بعض لوگ اپنی گفتگو، لباس اور چال ڈھال میں کرتے ہیں اور کھانے پینے میں یا مہمان نوازی اور خاطر داری میں ضرورت سے زیادہ مشقت اٹھانا اور انواع و اقسام کے کھانے تیار کرنا بھی تکلف ہے۔ ہر قسم کا تکلف ممنوع اور سخت ناپسندیدہ ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان قوم نے اس تکلف یعنی دعوتوں میں اسراف و تبذیر کو اپنا شعار اور وطیرہ بنا لیا ہے۔ ھداھم اللہ تعالی

١٦٥٨ - وَعَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئاً فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ، فَلْيَقُلْ: اللهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ: اللهُ أَعْلَمُ. قَالَ اللهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ: ﴿ قُلْ مَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ﴾ رواهُ البخاري.

۲/ ۱۶۵۸۔ حضرت مسروق (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس گئے، تو آپ نے فرمایا۔ اے لوگو، جس کو کسی بات کا علم ہو تو اسے بیان کرے اور جس چیز کا علم نہ ہو تو (وہاں) کہہ دے، اللہ اعلم (اللہ ہی بہتر جانتا ہے) اس لئے کہ جس چیز کی بابت علم نہ ہو، وہاں واللہ اعلم کہنا ہی علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا، کہہ دے، میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة صٓ، باب قوله تعالى: ﴿وما أنا من المتكلفين﴾.

فوائد: جس چیز کی بابت علم نہ ہو، وہاں محض ظن و تخمین اور اٹکل پچو سے گفتگو کرنا بھی تکلف ہے، جو ممنوع ہے۔ اس لئے علماء سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کا انہیں علم نہ ہو تو وہاں اپنی طرف سے اٹکل پچو

جواب دینے کی بجائے' لاعلمی کا اعتراف کر لینا چاہئے۔ یہ بھی علم ہی کی ایک بات ہے۔ گویا بغیر علم و تحقیق کے فتویٰ دینے اور رائے کے اظہار سے اجتناب کرے۔

٣٠٢ ـ بَابُ تَحْرِيمِ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، وَلَطْمِ الْخَدِّ، وَشَقِّ الْجَيْبِ وَنَتْفِ الشَّعْرِ، وَحَلْقِهِ، وَالدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ

۳۰۲۔ میت پر بین کرنا' رخسار کو پیٹنا' گریبان چاک کرنا' بالوں کو اکھاڑنا اور منڈانا اور ہلاکت و بربادی کی بد دعاء کرنا حرام ہے

١٦٥٩ ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ».

وَفِي رِوَايَةٍ: «مَا نِيحَ عَلَيْهِ» متفقٌ عَلَيْهِ.

۱/ ۱۶۵۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ (بین) کئے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

اور ایک اور روایت میں ہے۔ اس پر نوحہ کئے جانے تک (میت کو عذاب دیا جاتا ہے)۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله.

فوائد: نوحہ' بین کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی میت کی خوبیوں کا یا اس کے بعد آنے والی متوقع مشکلات کا اونچی آواز سے ذکر کر کے رونا پیٹنا' یہ منع ہے۔ اس بین کی وجہ سے میت کو اس صورت میں عذاب ہوتا ہے جب وہ اپنے ورثاء کو بین کرنے کی وصیت کر گیا ہو' یا اس کا اپنا عمل بھی زندگی میں ایسا ہی رہا ہو اور اس کی پیروی میں ہی اس کے گھر والے بھی اس پر بین کریں۔ اگر یہ صورت نہ ہو' بلکہ اس کے برعکس وہ اس سے روکتا رہا ہو' لیکن اس کے باوجود گھر والے اس پر بین کریں تو اسے عذاب نہیں ہو گا' کیونکہ اس میں اس کے ایما یا تربیت کا دخل نہیں ہے اور قرآن کا فیصلہ ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری (سورۂ بنی اسرائیل ۱۵) کوئی بوجھ اٹھانے والا' دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

١٦٦٠ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۶۶۰۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' وہ شخص ہم میں سے نہیں' جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے (بین کیا)۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود.

فوائد: ہم میں سے نہیں۔ یعنی ہم مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔ جاہلیت کے بول سے مراد' وہی بین کرنا ہے' جیسے۔ ہائے میرے شیر' میرے چاند' میرے سہارے' بچوں کو یتیم کر جانے والے' عورتوں کے سہاگ اجاڑ دینے

والے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سخت کبیرہ گناہ ہے جس پر اسلام سے نکل جانے کی وعید ہے۔ اس لئے کہ اس میں اللہ کے فیصلہ و قضاء پر راضی ہونے کی بجائے' اس پر ناراضی اور برہمی کا اظہار ہے۔

١٦٦١ ـ وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: وَجِعَ أَبُو مُوسَى، فَغُشِيَ عَلَيْهِ، وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ، فَأَقْبَلَتْ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئاً؛ فَلَمَّا أَفَاقَ، قَالَ: أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ، وَالحَالِقَةِ، وَالشَّاقَّةِ! متفقٌ عليه. «الصَّالِقَةُ»: الَّتِي تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّيَاحَةِ والنَّدْبِ «والحَالِقَةُ»: الَّتِي تَحْلِقُ رَأْسَهَا عِنْدَ المُصِيبَةِ. «والشَّاقَّةُ»: الَّتِي تَشُقُّ ثَوْبَهَا.

۳ / ۱۶۶۱۔ حضرت ابو بردہ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوئے تو ان پر غشی طاری ہوئی اور ان کا سر ان کی ایک بیوی کی گود میں تھا' تو وہ چیخ چیخ کر رونے لگی۔ لیکن آپ (بے ہوشی کی وجہ سے) اسے روک نہ سکے' پس جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا۔ میں اس سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ اس عورت سے بیزار ہیں جو نوحہ کرنے والی' (مصیبت کی وجہ سے) سر منڈانے والی اور گریبان چاک کرنے والی ہو۔ (بخاری و مسلم)

صالقۃ 'وہ عورت' جو اونچی آواز سے بین اور ماتم کرے۔ حالقۃ 'وہ عورت جو مصیبت کے وقت اپنا سر منڈا لے اور شاقۃ وہ عورت' جو اپنے کپڑے پھاڑے (یا گریبان چاک کرے)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما ينهى من الحلق عند المصيبة تعليقا ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود.

فوائد: اس میں صحابہ کرام کے جذبۂ اتباع سنت کا بیان ہے۔

١٦٦٢ ـ وَعَنِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» متفقٌ عليه.

۴ / ۱۶۶۲۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس پر بین کیا جائے تو اس کو قیامت والے دن بین کئے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما يكره من النياحة ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله.

فوائد: یہ عذاب اسی شخص کو ہو گا جو اپنے ورثاء کو بین کرنے کی وصیت کر کے گیا ہو گا یا گھر والوں کی تربیت اس انداز سے کی ہو گی۔ جیسا کہ پہلے گزرا۔

١٦٦٣ ـ وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ ـ بِضَمِّ النُّونِ وَفَتْحِهَا ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَخَذَ

۵ / ۱۶۶۳۔ حضرت ام عطیہ نسیبہ رضی اللہ عنہا (یا نسیبہ۔ نون پر پیش اور زبر دونوں طرح مروی ہے) بیان فرماتی

عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ البَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ. متَّفقٌ عليه.

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے وقت ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم بین نہیں کریں گی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ما ينهى عن النوح والبكاء - وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة.

فوائد: اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بین کرنا نبی کریم ﷺ کے نزدیک کتنا بڑا جرم تھا کہ بیعت کے وقت عورتوں سے بین نہ کرنے کا عہد لیتے تھے' صرف عورتوں سے اس لئے عہد لیتے تھے کہ اس کا ارتکاب بالعموم عورتیں ہی کرتی ہیں' ورنہ مردوں کے لئے بھی یہ ممنوع ہے۔

١٦٦٤ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ تَبْكِي، وَتَقُولُ: وَاجَبَلَاهُ، وَاكَذَا، وَاكَذَا: تُعَدِّدُ عَلَيْهِ. فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ: مَا قُلْتِ شَيْئاً إِلَّا قِيلَ لِي: أَنْتَ كَذٰلِكَ؟! رَوَاهُ الْبُخَارِي.

۶/ ۱۶۶۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی تو ان کی بہن رونے لگی اور کہتی تھی' ہائے اے پہاڑ' ہائے ایسے اور ایسے' ان کی خوبیاں شمار کرتی تھی۔ پس جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا۔ تونے جو کچھ کہا' تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا' تو اس طرح ہی ہے؟ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المغازى، باب غزوة مؤتة من أرض الشام.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بین کرنے پر گرفت ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر ایسی خوبیاں بیان کرنا جو مرنے والے میں نہ ہوں تو فرشتے اس پر اسے سرزنش کرتے ہیں کہ کیا تو واقعی ان خوبیوں کا حامل ہے؟ دراں حالیکہ وہ ان سے محروم ہوتا ہے یہ اس کے لئے ملامت اور توبیخ کا باعث ہے۔

١٦٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ شَكْوَى، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، وَجَدَه فِي غَشْيَةٍ فَقَالَ: «أَقَضَى؟» قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللهِ! فَبَكَى رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا، قَالَ: «أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ العَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا» وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ «أَوْ

۷/ ۱۶۶۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی معیت میں ان کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے' جب ان کے پاس پہنچے تو انہیں بے ہوشی کی حالت میں پایا۔ آپ نے پوچھا' کیا ان کا انتقال ہو گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا' اللہ کے رسول' نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ بے اختیار رو پڑے' جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو ان پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ آپ نے فرمایا' کیا تم سنتے نہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور نہ

يَرْحَمُ» متَّفقٌ علَيه.

دل کے غم کے سبب۔ لیکن وہ تو اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یا رحم فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب البكاء عند المريض - وصحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ حزن و غم کے وقت آنکھوں سے بے اختیار آنسوؤں کا نکل آنا یا دل کا غمگین ہو جانا' ممنوع نہیں' کیونکہ یہ فطری چیزیں ہیں۔ البتہ اگر ایسے موقعوں پر زبان سے جزع فزع کا اظہار کرے گا تو پھر گناہ گار ہو گا اور اگر شریعت کے مطابق زبان سے صرف انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے گا یا ایسے الفاظ ادا کرے گا جن میں اللہ کی تقدیر و قضا پر راضی رہنے کا اظہار ہو گا' تو مستحق اجر ہو گا۔

(۲) مریض کی بیمار پرسی کرنا مستحب اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

(۳) موقعے کی مناسبت سے اسلامی احکام کی تلقین و توجیہ ضروری ہے۔

١٦٦٦ - وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ» رواهُ مسلم.

۸ / ۱۶۶۶۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بین کرنے والی عورت' اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کا کرتہ اور خارش کی زرہ ہو گی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بین کرنا کبیرہ گناہ ہے' جس سے توبہ نہ کی اور اللہ نے بھی معاف نہ کیا تو اسے مخصوص قسم کا عذاب ہو گا۔

١٦٦٧ - وَعَنْ أَسِيدِ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ التَّابِعِيِّ عَنِ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايِعَاتِ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ: أَنْ لَا نَخْمِشَ وَجْهاً، وَلَا نَدْعُوَ وَيْلاً، وَلَا نَشُقَّ جَيْباً، وَأَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْراً. رَوَاهُ أَبو دَاوُد بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

۹ / ۱۶۶۷۔ حضرت اسید بن ابی اسید تابعی' اس عورت سے روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والوں میں سے تھی۔ اس نے بیان کیا' وہ بھلائی کے کام' جن کے کرنے کا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا' ان میں یہ عہد بھی تھا کہ ہم اس اللہ کی نافرمانی نہ کریں' یہ کہ چہرہ نہ نوچیں' ہلاکت کی بددعاء نہ کریں' گریبان چاک نہ کریں اور بال نہ بکھیریں۔ (ابو داؤد' حسن سند کے ساتھ)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجنائز، باب في النوح.

فوائد: یہ سارے کام جاہلیت کے ہیں جو مصیبت کے وقت اس دور کی عورتیں کرتی تھیں۔ مسلمان عورتوں کو

ان تمام حرکتوں سے بچنا چاہیے۔

١٦٦٨ - وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ، فَيَقُومُ بَاكِيهِمْ، فَيَقُولُ: وَاجَبَلَاهُ، وَاسَيِّدَاهُ، أَوْنَحْوَ ذٰلِكَ إِلَّا وُكِّلَ بِهِ مَلَكَانِ يَلْهَزَانِهِ: أَهٰكَذَا كُنْتَ؟!» رَوَاهُ التِّرْمِذِي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

«اللَّهْزُ» الدَّفْعُ بِجُمْعِ الْيَدِ فِي الصَّدْرِ.

١٠ / ١٦٦٨ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو بھی مرنے والا مرتا ہے' تو اس پر رونے والے کھڑے ہو کر کہتے ہیں' ہائے پہاڑ' ہائے میرے سردار' یا اس قسم کے اور الفاظ۔ تو اس میت پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں' وہ اسے مکے مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا تو ایسا ہی تھا؟

ترمذی' یہ حدیث حسن ہے۔

اللھز' سینے میں مکہ مارنا۔

تخريج: سنن ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی کراهية البكاء على الميت.

١٦٦٩ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ» رواهُ مسلم.

١١ / ١٦٦٩ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں' جو ان کے حق میں کفر ہیں۔ نسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر بین کرنا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب إطلاق إسم الكفر على الطعن فى النسب والنياحة.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل' باب تحریم الطعن فی الانساب الثابتہ' میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے' رقم ١ / ١٥٨٠۔ یہ دونوں چیزیں افعال جاہلیت میں سے ہیں جن کو اسلام نے مٹایا ہے۔ اس لئے ان کا ارتکاب کرنے والا' گویا کافرانہ عملوں کو زندہ کرتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

٢٩٦ - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ الْكُهَّانِ وَالْمُنَجِّمِينَ وَالْعَرَّافِ، وَأَصْحَابِ الرَّمْلِ، وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصَى وَبِالشَّعِيرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ

٣٠٣ - کاہنوں' نجومیوں' قیافہ شناسوں' علم رمل والوں اور کنکریوں اور جو وغیرہ کے ذریعے سے جانوروں کو اڑا کر نیک شگونی یا بدشگونی لینے والوں کے پاس جانے کی ممانعت کا بیان

١٦٧٠ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُنَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ، فَقَالَ: «لَيْسُوا بِشَيْءٍ» فَقَالُوا:

١ / ١٦٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے متعلق سوال کیا' تو آپ نے فرمایا' وہ کچھ نہیں ہیں (یعنی ان کی باتوں

يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَا أَحْيَاناً بِشَيْءٍ، فَيَكُونُ حَقًّا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ. فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، فَيَخْلِطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کا اعتبار نہیں) انہوں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول' وہ بعض دفعہ ہمیں کسی چیز کی بابت بتلاتے ہیں اور وہ بات سچ نکلتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یہ سچی بات' اسے جِنّ (فرشتوں سے) اچک لیتا ہے اور دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے' پس وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وفي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّها سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ المَلائكَةَ تَنزِلُ فِي العَنَانِ ـ وهو السَّحَابُ ـ فَتَذْكُرُ الأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ، فَيَسْتَرِقُ الشَّيْطَانُ السَّمْعَ، فَيَسْمَعُهُ، فَيُوحِيهِ إِلَى الْكُهَّانِ، فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ». قوله: «فَيَقُرُّهَا» هو بفتح الياءِ، وضم القاف والراءِ، أي: يُلْقِيهَا. «وَالْعَنَانُ» بفتح العين.

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے (اللہ کے احکام لے کر) بادلوں میں اترتے ہیں اور اس بات کا ذکر کرتے ہیں جس کا فیصلہ آسمان میں کیا گیا ہوتا ہے' پس شیطان چوری چھپے اسے سنتا ہے اور کاہنوں کو پہنچا دیتا ہے' تو وہ اس کے ساتھ اپنی طرف سے سو جھوٹ (ملا کر) بیان کرتے ہیں۔

یقرھا' یاء پر زبر' قاف اور راء پر پیش' معنی ہیں' ڈالتا ہے۔ اور عنان (بادل) عین پر زبر ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان.

فوائد: کاہن' منجم اور عراف' یہ تینوں تھوڑے سے فرق کے ساتھ ایک جیسے ہیں۔ ان سب کا کام مستقبل کی بابت خبر دینا ہے۔ کاہن کسی جن سے کوئی بات سن کر لوگوں کو بتلا دیتا تھا جو صحیح ثابت ہوتی تھی' کیونکہ شیطان اسے آسمان سے سن کر آتا تھا۔ لیکن نبی ﷺ کی بعثت کے بعد جنوں اور شیطانوں کے لئے آسمان پر جا کر بات سن لینے کو ناممکن بنا دیا گیا۔ دوسرے وہ آثار و قرائن سے بھی بعض باتوں کا اندازہ لگا کر ان کی بابت پیش گوئی کر دیتے تھے' اس میں غلط و صحیح دونوں کا امکان ہوتا تھا اور اب بھی اس کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ تنجیم بھی پیش گوئی ہی کی ایک صورت ہے جس کی استعداد و صلاحیت اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو عطا فرما دیتا ہے' لیکن یہ بھی اکثر جھوٹی ہی ہوتی ہیں۔ عرافہ بھی اسباب و مقدمات کو دیکھ کر کسی واقعے یا معاملے کے متعلق نشاندہی کرنے کا نام ہے۔ یہ تینوں فن آپس میں ایک دوسرے کے معاون ہیں اور دیگر اسی قسم کی چیزوں سے بھی مدد حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب گویا کہانت کی قسمیں ہیں۔ علم رمل میں بھی غیب کی خبروں کی نشاندہی اور ان کی بابت پیش گوئی کی جاتی ہے۔ طرق کا مطلب ہے پرندوں کو کنکری مار کر یا جَو وغیرہ ڈال کر انہیں اڑا کر نیک شگونی یا بد شگونی لینا۔ مثلاً پرندہ دائیں جانب اڑے تو نیک شگونی اور بائیں جانب اڑے تو اس سے بد شگونی لینا۔ یہ ساری چیزیں حرام اور ممنوع ہیں۔ محض کسی بات کے اتفاقیہ طور پر صحیح نکل آنے سے ان تمام خرافات کا جواز ثابت نہیں ہو جائے گا۔

١٦٧١ - وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عُبَيْدٍ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَى عَرَّافاً فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، فَصَدَّقَهُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْماً» رَوَاهُ مُسْلِم.

۲ / ۱۶۷۱ - حضرت صفیہ بنت ابی عبید' بعض ازواج مطہرات سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص کسی عراف (یعنی غیبی امور کے جاننے کے دعوے دار) کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کی بابت پوچھے اور اس کو سچ مانے' تو اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس غیب کی خبریں معلوم کرنے کی نیت سے جانا اور پھر ان کی تصدیق کرنا' یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے چالیس دن کی نمازیں برباد ہو جاتی ہیں۔ جیسے بعض لوگ چوری کا سراغ ایسے مدعیان غیب کے ذریعے سے لگواتے ہیں۔ یا شادی اور کاروبار کی کامیابی یا ناکامیابی کی بابت استفسار کرتے ہیں اور پھر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں حرام ہیں۔ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

١٦٧٢ - وعنْ قَبِيصَةَ بنِ المُخَارِقِ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْعِيَافَةُ، وَالطِّيَرَةُ، والطَّرْقُ، مِنَ الجِبْتِ». رَوَاهُ أَبو دَاود بإسنادٍ حَسَنٍ، وَقَالَ: الطَّرْقُ، هُوَ الزَّجْرُ، أَيْ: زَجْرُ الطَّيْرِ، وَهُوَ أَنْ يَتَيَمَّنَ أَوْ يَتَشَاءَمَ بِطَيَرَانِهِ، فَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ، تَيَمَّنَ، وَإِنْ طَارَ إِلى جِهَةِ الْيَسَارِ تَشَاءَمَ. قَالَ أَبو داود: وَ«الْعِيَافَةُ»: الخَطُّ. قَالَ الجَوْهَرِيُّ فِي «الصِّحاح»: الجِبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ وَنَحْوِ ذلكَ.

۳ / ۱۶۷۲ - حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عیافہ' طیرہ اور طرق' شیطانی کاموں سے ہیں۔

اسے ابو داود نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا اور کہا کہ طرق کا مطلب ہے پرندے کا اڑانا کہ وہ اڑ کر دائیں جانب جاتا ہے یا بائیں جانب۔ اگر وہ اپنی پرواز کا رخ دائیں طرف کرے تو اس سے نیک فال لے اور اگر بائیں طرف رخ کرے تو بدفالی لے۔ امام ابو داود نے فرمایا اور عیافہ کے معنی لکیر کھینچنا ہیں۔ جوہری نے صحاح (لغت کی کتاب) میں کہا کہ جبت' ایسا لفظ ہے جس کا اطلاق بت' کاہن اور جادوگر اور اس قسم کے دیگر افراد پر ہوتا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الخط وزجر الطير.

فوائد: عیافہ کے معنی لکیر کھینچنا کئے گئے ہیں۔ اس کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ نجومی یا کاہن کسی شخص کے کہنے پر زمین کے نرم حصے میں نہایت تیزی سے لکیریں کھینچتا تاکہ انہیں شمار نہ کیا جا سکے' پھر دوبارہ انہیں دو دو کر کے مٹاتا' اگر آخر میں دو لکیریں رہ جاتیں تو اسے کامیابی کی اور اگر ایک رہ جاتی تو اسے ناکامی کی علامت خیال کیا جاتا۔ بعض لوگوں نے اس کی اور بھی شکلیں اور صورتیں بیان کی ہیں۔ بہرحال یہ بھی زمانہ جاہلیت کی کہانت کی ایک قسم تھی' جس سے کہانت کی دوسری قسموں کی طرح منع کر دیا گیا اور یہ واضح کیا کہ جلب منفعت یا دفع

مضرت میں ان چیزوں کی کوئی تاثیر نہیں۔ یہ سب ظن و تخمین اور اٹکل پچو باتیں ہیں' جن پر اعتبار و اعتماد جہالت' گمراہی اور توہم پرستی ہے لیکن افسوس جاہل مسلمانوں میں فال گیری کے یہ طریقے آج بھی رائج اور عام ہیں اور ان کی اکثریت ان توہمات پر یقین رکھتی ہے۔ هداهم الله تعالى

١٦٧٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَبَسَ عِلْماً مِنَ النُّجومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ» رَوَاهُ أَبو دَاود بإسناد صحيح.

۴ / ۱۶۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا تو اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا۔ (اس حساب سے) جتنا علم نجوم زیادہ سیکھا تو اس نے اتنا ہی جادو کا علم زیادہ سیکھا۔

(ابو داوٗد نے صحیح سند سے روایت کیا)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في النجوم.

فوائد: اس میں علم نجوم کو جادوگری کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے اور اسلام میں جادو کا علم سیکھنے کو کفر تک سے تعبیر کیا گیا ہے' جس سے واضح ہے کہ نجوم و کہانت کا علم بھی اسلام کی نظر میں کتنا خطرناک ہے اور اس کا سیکھنا کتنا بڑا جرم۔ اس علم نجوم سے مراد وہ علم ہے جس کی بنیاد پر مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی پیش گوئیاں کی جاتی ہیں اور ان کا تعلق وہ ستاروں کی چالوں سے جوڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک علم فلک ہے جس کی رو سے سورج اور چاند کے طلوع و غروب اور زوال وغیرہ اوقات کا تعین کیا جاتا ہے۔ یہ ایک جائز علم ہے کیونکہ اس کی بنیاد تجربہ و مشاہدہ پر ہے۔

١٦٧٤ ـ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الحَكَمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَ اللهُ تَعَالى بالإِسْلام، وَإِنَّ مِنَّا رِجالًا يَأْتُونَ الْكُهَّانَ؟ قَالَ: «فَلا تَأْتِهِمْ» قُلْتُ: وَمِنَّا رِجالٌ يَتَطَيَّرُونَ؟ قالَ: «ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَه في صُدُورِهِمْ، فَلا يَصُدُّهُمْ» قُلْتُ: وَمِنَّا رِجالٌ يَخُطُّونَ؟ قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ، فَذَاكَ» رواه مسلم.

۵ / ۱۶۷۴۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میرا زمانہ جاہلیت کا قریب ہے (یعنی ابھی تازہ تازہ اس سے نکل کر آیا ہوں) اور اب اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا ہے اور ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' تم ان کے پاس مت جانا۔ میں نے کہا' ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں' پس یہ ان کو کاموں سے نہ روکے۔ میں نے عرض کیا' ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' پہلے انبیاء میں سے ایک نبی لکیر کھینچتے تھے' پس جس کی لکیر اس پیغمبر کی لکیر (کے اصول) کے مطابق ہوئی' وہ درست ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب الوعظ والاقتصاد' رقم ۳/ ۷۰۱ میں گزر چکی ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں' کا مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ کوئی چیز ایسی سامنے آتی ہے کہ آدمی کا ذہن اول وہلے میں بدشگونی کی طرف چلا جاتا ہے' گویا یہ ایک فطری اور طبعی چیز ہے جس پر کوئی گرفت نہیں۔ البتہ پھر اس کے مطابق اگر انسان عمل کرے تو یہ غلط اور ممنوع ہے' اسی لئے آپ نے فرمایا۔ یہ چیز انہیں کاموں سے نہ روکے۔ (۲) اس میں جس لکیر کھینچنے کا ذکر ہے' یہ اس سے مختلف ہے جس کا ذکر پہلے گزرا۔ یہ ایک نبی کا فعل تھا جو وحی الٰہی کی روشنی میں کیا جاتا تھا' اس لئے وہ یقیناً صحیح تھا۔ لیکن اب اس کا علم کسی کے پاس بھی نہیں ہے' اس لئے اب اسے بھی اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے یہ جو فرمایا' کہ جس کا خط اس کے (اصول کے) مطابق ہوا' وہ درست ہے۔ تو اس کے جواز کی وضاحت کے لئے فرمایا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ کام اب بھی کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جب تک اس کے اصول و قواعد کا علم نہ ہو' اسے کوئی شخص کس طرح کر سکتا ہے؟ یہ خط اللہ کا نبی کس طرح کھینچتا تھا؟ اس کے اصول و ضوابط کیا تھے؟ اس کا علم اس پیغمبر کے ساتھ ہی چلا گیا اس لئے اب یہ بے فائدہ کام ہے۔ یہ پیغمبر کون تھا؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت دانیال تھے اور بعض کے خیال میں حضرت ادریس۔ علیہما الصلاہ والتسلیم۔ واللہ اعلم

١٦٧٥ ـ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. متفقٌ عليه.

۶/ ۱۶۷۵۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت' بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب ثمن الكلب ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم ثمن الكلب.

فوائد: کتے کی قیمت کی ممانعت کا مطلب ہے کہ کتے کی خرید و فروخت حرام ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم عام ہے جو ہر قسم کے کتے کو شامل ہے' چاہے وہ شکاری کتا ہو یا سدھایا ہوا ہو یا کھیتوں وغیرہ کی حفاظت کی غرض سے لیا گیا ہو' جن کا رکھنا جائز ہے۔ اس لئے کہ کتا مطلقاً نجس ہے' چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو۔ بعض علماء کے نزدیک ان کتوں کی خرید و فروخت اور ان کی قیمت جائز ہے جن کتوں کو رکھنے کی اجازت ہے جیسے شکار اور حفاظت کے لئے رکھے جانے والے کتے۔ دلائل کے اعتبار سے جمہور کا قول راجح ہے' کیونکہ حدیث میں مطلقاً منع کیا گیا ہے۔ بدکار عورت جو کچھ کماتی ہے' اسے مہر صرف اس کی ظاہری شکل کی وجہ سے کہا گیا ہے' ورنہ یہ حرام ہے۔ اس کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اسی طرح کاہن' نجومی' عراف اور بھی جو لوگ ان کی طرح مستقبل کی خبریں بتا کر عوام کو بے وقوف بناتے اور ان سے پیسے بٹورتے ہیں' ان کی کمائی بھی حرام ہے۔ (۲) ان کی کمائی کی طرح ان کو دینا بھی حرام ہے' اس لئے کہ جب ان کے لئے لینا جائز نہیں' تو دینے والے کا دینا بھی جائز نہیں۔

٣٠٤ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ

۳۰۴۔ بدشگونی لینے کی ممانعت کا بیان

فيه الأَحاديثُ السَّابِقَةُ في الباب قَبْلَه.

اس باب میں وہ حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں جو اس کے ماقبل باب میں گزریں۔ (چند احادیث مزید ملاحظہ ہوں)

١٦٧٦ ـ وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ» قَالُوا: وَمَا الْفَالُ؟ قَالَ: «كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۶۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانا اور بدشگونی لینا کوئی چیز نہیں اور مجھے فال اچھی لگتی ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے پوچھا' فال کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا' اچھی بات (کا سننا اور اس سے خیر کی امید وابستہ کر لینا)۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الطب، باب الفال ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفال وما يكون فيه الشؤم.

فوائد: بیماری کا ایک سے دوسرے کو لگ جانا نہیں' میں اس بات کی نفی ہے کہ ایک شخص کی بیماری دوسرے تندرست آدمی کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ یا نفی' نہی کے معنی میں ہے۔ یعنی تم کسی بیماری کو اس معنی میں متعدی مت سمجھو کہ یہ خیال کرو کہ فلاں شخص' فلاں کی بیماری کی وجہ سے بیمار ہوا۔ بلکہ جس طرح پہلا شخص اللہ کی مشیت سے بیمار ہوا' دوسرا بھی اللہ کی مشیت ہی سے بیمار ہوا۔ بعض بیماریاں' جو متعدی سمجھی جاتی ہیں' اس میں ان کے متعدی ہونے کا انکار نہیں ہے بلکہ صرف عقیدے کی درستی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس میں بھی اصل چیز اللہ کی مشیت ہی کو سمجھنا چاہئے نہ کہ کسی بیماری کو۔ کیونکہ اگر بیماری ہی اصل سبب ہو' تو پھر ایک گھر میں متعدی مرض میں مبتلا ایک شخص کی وجہ سے گھر کے تمام افراد کو اس بیماری میں مبتلا ہونا چاہئے۔ جب کہ واقعتاً ایسا نہیں ہوتا' صرف ایک دو شخص ہی بیمار ہوتے ہیں' سب کے سب بیمار نہیں ہوتے۔ جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ متعدی مرض میں بھی اصل سبب بیماری نہیں' اللہ کی مشیت اس کی تقدیر اور فیصلہ ہی ہے۔ (۲) اسی طرح بدشگونی لینے کا معاملہ ہے' اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے اس لئے کچھ دیکھ کر دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا بھی ہو تو اسے اہمیت دو اور نہ اس کے مقتضی پر عمل کرو۔ اچھی بات سن کر فال لینے کو جائز قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح ایک انسان اللہ تعالیٰ سے حسن ظن قائم کر لیتا ہے جو ایک مستحسن امر ہے۔ اس میں گویا اس امر کی بھی ترغیب ہے کہ انسان کو اپنی زبان سے اچھی بات ہی نکالنی چاہئے اور اچھی بات ہی سننی چاہئے' جس سے لوگ نیک فال اخذ کریں اور ایسی بات کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے لوگ کراہت محسوس کریں اور اس سے ان کے دلوں میں بدفالی کا اندیشہ پیدا ہو۔

١٦٧٧ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۲/ ۱۶۷۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بیماری کا ایک سے دوسرے کو

«لا عَدْوَى وَلا طِيَرَةَ، وَإِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الدَّارِ، وَالمَرْأَةِ، وَالفَرَسِ» متفقٌ عليه.

لگ جانا اور بدشگونی لینا' کوئی چیز نہیں ہے' اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھر میں' عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الطب، باب الطيرة ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطيرة والفال.

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز بھی بجائے خود منحوس نہیں ہے۔ البتہ اپنی بعض صفات کی وجہ سے بعض چیزیں بعض لوگوں کے لئے نحوست (یعنی تکلیف) کا باعث ہو سکتی ہیں۔ جیسے گھر تنگ ہو' یا پڑوسی اچھے نہ ہوں تو ایسے گھر میں انسان سکون و راحت سے نہیں رہ سکتا۔ بیوی بانجھ ہو' یا بدخلق اور بدزبان ہو یا بدکردار ہو وغیرہ' تو ایسی بیوی بھی انسان کے لئے منحوس ہے یعنی اس سے آرام و راحت کی بجائے تکلیف ہی پہنچتی ہے۔ گھوڑے سے جہاد فی سبیل اللہ کا کام نہ لیا جائے' یا ویسے ہی وہ چال کا خراب ہے' اسے مارو' تب بھی وہ صحیح نہیں چلتا اور اپنے حال پر چھوڑ دو' تب بھی اپنی بے ڈھب رفتار کو نہیں بدلتا' تو اس میں یہ نحوست ہے کہ مالک اس سے اپنے مقاصد حاصل نہیں کرپاتا۔

١٦٧٨ ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَتَطَيَّرُ. رَوَاهُ أَبُو داود بإسنادٍ صَحِيحٍ.

۳ / ۱۶۷۸۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ (ابو داؤد بسند صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الطيرة.

فوائد: بہتر یہی ہے کہ نبی ﷺ کی اقتداء میں بدشگونی نہ لی جائے۔ تاہم اگر دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو تو اس کے مقتضی پر عمل نہ کیا جائے۔

١٦٧٩ ـ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَحْسَنُهَا الفَألُ، وَلا تَرُدُّ مُسْلِماً فَإذا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ! لا يَأْتِي بالحَسَنَاتِ إلَّا أَنْتَ، وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إلَّا أَنْتَ، وَلا حوْلَ وَلا قُوَّةَ إلَّا بكَ» حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أبو دَاوُد بإسنادٍ صَحِيحٍ.

۴ / ۱۶۷۹۔ حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فال گیری کا ذکر کیا گیا' تو آپ نے فرمایا۔ ان میں سب سے اچھی چیز تو نیک فال ہے اور (بدفالی) کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ پس جب تم میں سے کوئی شخص ناگوار چیز دیکھے (جس سے بدشگونی کا وسوسہ پیدا ہو) تو یہ دعاء پڑھے۔ یا اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائیاں نہیں پہنچاتا اور تیرے سوا کوئی برائیاں نہیں ٹالتا اور برائیوں سے بچنا اور نیکی کرنے کی قوت سے بہرہ ور ہونا' تیری ہی توفیق سے ممکن ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الطب، باب فى الطيرة.

فوائد: طیرۃ کے معنی مطلق فال گیری کے ہیں' اچھی فال اور بری فال دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ مسلمان کا شیوہ اچھی فال لینا ہے نہ کہ بدفال لینا۔ اس لئے ایک مسلمان جب کسی کام کا عزم کرلیتا ہے تو اسے کوئی بدشگونی اس سے نہیں روکتی' کیونکہ اس کا یہ پختہ عقیدہ ہوتا ہے کہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ علاوہ ازیں وہ اللہ تعالیٰ سے دفع شر کی دعاء بھی کرتا ہے۔ (۲) جس چیز سے عام طور پر لوگ بدفالی لیتے ہیں یا دل میں اس قسم کا وسوسہ پیدا ہو' تو اس وقت مذکورہ دعاء پڑھنا مستحب ہے۔ گویا ناپسندیدہ چیز دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی طلب اور برائی سے اجتناب کی دعاء کرنی چاہئے

٣٠٥ - بابُ تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيَوَانِ فِي بِسَاطٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ دِرْهَمٍ، أَوْ مِخَـدَّةٍ، أَوْ دِينَـارٍ، أَوْ وِسَـادَةٍ وَغَيْـرِ ذٰلِكَ، وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الصُّورَةِ فِي حَائِطٍ وَسِتْرٍ وَعِمَامَةٍ وَثَوْبٍ ونَحْوِهَا، وَالأَمْرِ بِإِتْلَافِ الصُّوَرِ

۳۰۵۔ بستر' پتھر' کپڑے' درہم و دینار اور تکیہ وغیرہ پر جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت۔ اسی طرح دیوار' چھت' پردے' عمامے اور کپڑے وغیرہ پر تصویر بنانے کی حرمت اور تصویروں کو ضائع کرنے کا حکم

١٦٨٠ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ» متفقٌ عليه.

۱ / ۱۶۸۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بے شک وہ لوگ' جو یہ تصویریں بناتے ہیں' قیامت کے دن ان کو عذاب دیا جائے گا (اور) ان سے کہا جائے گا' تم نے جو تصویریں بنائی تھیں' ان کو زندہ کرو۔ (یعنی ان میں روح ڈالو) (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب عذاب المصوّرين يوم القيامة - وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب. . . .

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ تصویر سازی بہت بڑا گناہ ہے' جس پر عذاب ہو گا۔ تاہم جو تصویر حکومت کی طرف سے لازم قرار دی گئی ہو' جیسے شناختی کارڈ' پاسپورٹ اور ڈومی سائل وغیرہ میں' ان میں چونکہ انسان مجبور ہے' اس میں اس کی اپنی مرضی کا دخل نہیں' اس لئے ان پر انہیں عذاب نہیں ہو گا' بشرطیکہ انسان ان ضرورتوں سے تجاوز نہ کرے۔

١٦٨١ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ

۲ / ۱۶۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے اور میں نے

سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، تَلَوَّنَ وَجْهُهُ! وَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! أَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللهِ!» قَالَتْ: فَقَطَعْنَاهُ، فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ. متفقٌ عليه. «الْقِرَامُ» بكسرِ القافِ، هُوَ: السِّتْرُ. «وَالسَّهْوَةُ» بِفَتْحِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ: الصُّفَّةُ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ، وَقِيلَ: هِيَ الطَّاقُ النَّافِذُ فِي الْحَائِطِ.

گھر کی ڈیوڑھی یا طاقچے پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا' جس میں تصویریں تھیں۔ پس جب اسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا' اے عائشہ! قیامت والے دن اللہ کے ہاں سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہو گا' جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں اس کی نقل اتارتے ہیں۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں' پس ہم نے اس پردے کو کاٹ دیا اور اس سے ایک یا دو تکیے بنا لئے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب ما وطئى من التصاوير - وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب....

فوائد: یہ روایت اس سے قبل' باب الغضب اذا نتهكت حرمات الشرع رقم ۲/ ۶۵۰ میں گزر چکی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ تصویریں بنانا اور انہیں گھروں میں نمایاں کر کے آویزاں کرنا' کبیرہ گناہ ہے۔ تاہم ان کی انہیں پھاڑ اور کاٹ کر ایسی چیز بنالی جائے جو قابل احترام نہ ہو اور لوگ اسے روندتے رہیں' تو تصویر والے کپڑے کا ایسا استعمال جائز ہے جیسے حضرت عائشہ ؓ نے اس کپڑے کے تکیے بنا لئے تھے۔

١٦٨٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ» قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلاً، فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوحَ فِيهِ. متفقٌ عليه.

۳ / ۱۶۸۲۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' ہر تصویر بنانے والا جہنمی ہے' اس کی ہر تصویر کے بدلے میں جو اس نے بنائی ہو گی' ایک شخص پیدا کیا جائے گا' جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: پس اگر تم نے تصویر ضرور ہی بنانی ہو' تو درخت کی اور ایسی چیز کی تصویر بناؤ' جس میں روح نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب بيع التصاوير - وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتًا فيه...

فوائد: مصور (تصویر بنانے والے) نے جتنی تعداد میں تصویریں بنائی ہوں گی' اسی حساب سے اسے عذاب ہو گا۔ جتنی زیادہ تصویریں' اتنا ہی زیادہ عذاب۔ اس میں شادیوں اور جلسوں وغیرہ کی ویڈیو فلمیں بنانے والوں کے لئے سخت وعید ہے کہ وہ بیک وقت سینکڑوں' ہزاروں اور بعض دفعہ لاکھوں آدمیوں کی تصویریں بنا لیتے ہیں۔ اگر وہ اس کاروبار کو حرام جانتے ہوئے محض تساہل کی وجہ سے کر رہے ہوں گے تو اس کی سخت اور نہایت سخت سزا ان

کو جہنم میں بھگتنی پڑے گی اور اگر وہ اسے حلال سمجھتے ہوئے کریں گے دراں حالیکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام میں یہ حرام ہے، تو وہ اپنے اس فعل سے کافر قرار پائیں گے اور ان کا دائمی ٹھکانا جہنم ہو گا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وعید صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ہاتھ سے تصویر بناتے یا مجسمے تراشتے ہیں اور کیمرے کی تصویر، تصویر نہیں بلکہ عکس ہے۔ تو ایسا سمجھنا بالکل غلط ہے۔ تصویر ہاتھ سے بنائی گئی ہو یا کیمرے اور ویڈیو کے ذریعے سے۔ وہ تصویر ہے اور اس کا بنانے اور بنوانے والا نار جہنم کی وعید کا مستحق، اعاذنا اللہ منہ۔ البتہ قدرتی مناظر کی جیسے نہر، درخت، پہاڑ وغیرہ جن میں روح نہیں ہے، تصویر بنانا جائز ہے۔

١٦٨٣ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا، كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» متفقٌ عليه.

۴ / ۱۶۸۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، اسے قیامت والے دن مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، جب کہ وہ روح پھونکنے پر قادر نہیں ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب من صوّر صورة كلف.... ـ وصحيح مسلم، باب لا تدخل الملائكة بيتاً...

فوائد: روح پھونکنے کا حکم زجر و توبیخ کے طور پر دیا جائے گا، ورنہ کون اس پر قادر ہو سکتا ہے؟ اور جب وہ ایسا نہیں کر سکیں گے تو سخت عذاب دیا جائے گا۔

١٦٨٤ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ» متفقٌ عليه.

۵ / ۱۶۸۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، قیامت والے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا تصویر بنانے والے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب عذاب المصوّرين يوم القيامة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتاً...

١٦٨٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي! فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً» متفقٌ عليه.

۶ / ۱۶۸۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ان لوگوں سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح، پیدا کرنے لگتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ ایک ذرہ (یا چیونٹی) ہی پیدا کر دکھائیں یا (کسی غلے کا) ایک دانہ پیدا کر دیں یا ایک جَو ہی پیدا کر دیں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب نقض الصور ـ وصحيح مسلم، كتاب

اللباس، باب لا تدخل الملائکة...

فوائد: اس میں مصورین (فوٹو گرافروں اور ویڈیو سازوں) کے لئے سخت وعید ہے جو صفت خالقیت میں اللہ کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

١٦٨٦ ـ وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ المَلائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلا صُورَةٌ» متفقٌ عليه.

۷/ ۱۶۸۶۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب التصاوير ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا....

فوائد: فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جن کی آمد سے گھروں میں اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔ ورنہ حفاظت و نگرانی پر مامور فرشتے تو ہر وقت ہی انسان کے ساتھ رہتے ہیں' وہ جدا ہی نہیں ہوتے۔

١٦٨٧ ـ وعنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَعَدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ جبْرِيلُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ فَلَقِيَهُ جبْرِيلُ فَشَكَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: «إِنَّا لا نَدْخُلُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلا صُورَةٌ». رواه البخاري. «رَاثَ»: أَبْطَأَ، وهو بالثاءِ المثلثةِ.

۸/ ۱۶۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کا وعدہ کیا' پس انہوں نے آنے میں تاخیر کر دی حتیٰ کہ (یہ انتظار) رسول اللہ ﷺ پر نہایت گراں گزرا۔ بالآخر آپ باہر تشریف لائے تو آپ کو جبریل ملے' آپ نے ان سے (دیر سے آنے کی) شکایت کی' تو جبریل نے فرمایا' ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو۔ (بخاری)

راث' کے معنی ہیں' تاخیر کی۔ اور یہ ثاء کے ساتھ ہے۔

تخریج: صحيح بخارى، كتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة.

١٦٨٨ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها قَالَتْ: وَاعَدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ جبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ في سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلم يَأْتِهِ! قَالَتْ: وَكَانَ بِيَدِهِ عَصاً، فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «مَا يُخْلِفُ اللهُ وَعْدَهُ وَلا رُسُلُهُ» ثُمَّ الْتَفَتَ، فَإذا جِرْوُ كَلْبٍ تحتَ سَرِيرِهِ. فَقَالَ: «مَتَى دَخَلَ هذا

۹/ ۱۶۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت جبریل نے کسی ایک گھڑی میں ان کے پاس حاضر ہونے کا وعدہ کیا' پس وہ گھڑی تو آگئی لیکن جبریل نہیں آئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی' پس آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں

الْكَلْبُ؟» فَقُلْتُ: وَاللهِ! مَا دَرَيْتُ بِهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَدْتَنِي، فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَأْتِنِي» فَقَالَ مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ، إِنَّا لا نَدْخُلُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلا صُورَةٌ». رواه مسلم.

کرتا اور نہ اس کے رسول۔ پھر آپ نے نظر دوڑائی تو دیکھا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے ایک پلّا (کتے کا بچہ) ہے' تو فرمایا' یہ کتا کب اندر گھس آیا ہے؟ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) تو میں نے کہا' اللہ کی قسم! مجھے تو اس کا پتہ نہیں۔ پس آپ نے اس کی بابت حکم دیا اور اسے باہر نکالا گیا' تو اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا' میں تمہارے لئے بیٹھا رہا' لیکن تم آئے نہیں تو جبریل نے عرض کیا' مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا' ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا کوئی تصویر ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب...

فوائد: اس حدیث سے گزشتہ حدیث کی وضاحت ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آپ کی لاعلمی میں کتے کا ایک بچہ گھس آیا تھا' جو جبریل کے لئے گھر کے اندر آنے میں رکاوٹ بنا رہا۔ لیکن آج بہت سے مسلمان محض انگریزوں کی نقالی میں بڑے شوق سے کتے پالتے اور ان کو گھروں میں رکھتے ہیں۔ اسی طرح اکثر گھروں میں تصویریں بھی آویزاں ہیں' کسی نے آرائش کے لئے مختلف جانوروں کی تصویریں شو کیسوں میں رکھی ہوئی ہیں' کسی نے اپنی اور اپنی بیوی بچوں کی تصویریں سجا رکھی ہیں' کسی نے اپنے مرحوم باپ یا دادا کی تصویر اور کسی نے "برکت" کے لئے اپنے پیر یا کسی بزرگ یا کسی ننگ دھڑنگ ملنگ کی تصویر لٹکا رکھی ہے۔ حالانکہ تصویر تو رحمت و برکت سے محرومی کا سبب ہے نہ کہ برکت کے حصول کا سبب۔

١٦٨٩ ـ وَعَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ حَيَّانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَلا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ أَنْ لا تَدَعَ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلا قَبْراً مُشْرِفاً إِلَّا سَوَّيْتَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰ / ۱۶۸۹۔ حضرت ابو الہیاج حیان بن حصینؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا؟ (وہ یہ ہے کہ) کوئی تصویر دیکھو تو اسے مٹا ڈالو اور کوئی اونچی قبر پاؤ تو اسے برابر کر دو۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبور.

فوائد: تصویریں اور ایک بالشت سے زائد اونچی قبریں' یہ ان منکرات میں سے ہیں جن کو ختم کرنا اور مٹانا مسلمان حکمرانوں کی ذمے داری ہے۔ اسی لئے ایک اسلامی مملکت میں تصویر سازی کی اجازت ہوتی ہے اور نہ قبریں پختہ کرنے اور انہیں ایک بالشت سے زیادہ اونچا کرنے کی۔ برابر کرنے سے مراد' یہ نہیں کہ انہیں زمین

کے برابر کر دو' بلکہ مطلب ہے کہ حکم شریعت کے مطابق ان کی زیادہ اونچائی ختم کر کے ایک بالشت کے برابر کر دو۔

٣٠٦ ـ بَابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ إِلاَّ لِصَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زَرْعٍ

۳۰۶۔ شکار اور مویشی یا کھیتی کی حفاظت کے علاوہ کتا رکھنے کی حرمت کا بیان

١٦٩٠ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنِ اقْتَنَى كَلْباً إِلا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ» متفقٌ عليه. وفي رِوَايَةٍ: «قِيرَاطٌ».

۱/ ۱۶۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرماتے تھے' جو شخص شکار یا مویشی کی حفاظت کے علاوہ (کسی اور مقصد سے) کتا پالے' تو اس کے اجر میں سے ہر روز دو قیراط گھٹ جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے۔ ایک قیراط (کمی ہوتی ہے)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الذبائح، باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب الأمر بقتل الكلاب.

١٦٩١ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَمْسَكَ كَلْباً، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ» متفقٌ عليه. وفي رواية لمسلم: «مَنِ اقْتَنَى كَلْباً لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ، وَلامَاشِيَةٍ، وَلا أَرْضٍ، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ».

۲ / ۱۶۹۱ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے کتا (پالنے کی نیت سے) باندھا' تو اس کے عمل (کے ثواب) میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا رہے گا' البتہ کھیتی یا مویشی کی حفاظت کے لئے رکھا گیا کتا اس سے مستثنیٰ ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' جس نے شکار' یا مویشی اور زمین کی حفاظت کے علاوہ (کسی اور مقصد کے لئے) کتا پالا' تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المزارعة، باب اقتناء الكلب للحرث ـ وصحيح مسلم، كتاب المزارعة، باب الأمر بقتل الكلاب.

فوائد: اس سے معلوم ہوا' کہ شکاری کتے اور کھیتی' مویشی (گائے' بکری وغیرہ جانوروں) اور زمین (مکان' دکان وغیرہ) کی حفاظت کے لئے کتے رکھنے کی اجازت ہے۔ لیکن ان کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے کتے رکھنے اور

پالنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی کسی اور مقصد کے لئے کتا رکھے گا' تو اس کے اجر میں سے روزانہ ایک یا دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔ حدیث میں ایک یا دو کے الفاظ کیوں استعمال کئے گئے ہیں؟ اس کی توجیہ میں بعض نے کہا کہ پہلے نبی ﷺ نے ایک قیراط کہا اور پھر بعد میں اضافہ کر دیا گیا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ شہر اور دیہات کے اعتبار سے فرق ہے۔ شہروں میں رہنے والوں کے اجر میں سے دو قیراط اور اہل دیہات کے اجر میں سے ایک قیراط کی کمی ہو گی' کیونکہ اہل دیہات کو شہریوں کے مقابلے میں کتے رکھنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ بعض نے کہا' نجاست اور گندگی کے اعتبار سے کمی بیشی ہو گی' جس کے ہاں کتے کی وجہ سے گندگی زیادہ ہو گی' اس کے ثواب میں دو قیراط کی اور جس کے ہاں گندگی کم ہو گی' اس کے ثواب میں سے ایک قیراط کی کمی ہو گی۔ (۲) کتا رکھنے یا پالنے سے ثواب میں کمی کیوں ہوتی ہے؟ اس کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ کتے کی نجاست سے بچنا بڑا مشکل ہوتا ہے' اس لئے بعض دفعہ اس کی وجہ سے اس کی عبادت میں نقص پیدا ہو جاتا ہے جو ثواب میں کمی کا باعث بنتا ہے اور بعض نے کہا' کہ یہ آنے والے مہمانوں اور سائلوں پر بھونک کر ان کو خوف اور پریشانی میں مبتلا کرتا ہے جس کا وبال (ثواب میں کمی کی صورت میں) صاحب خانہ پر پڑتا ہے۔ واللہ اعلم۔ قیراط کیا ہے؟ اس کے مختلف مفہوم ہیں۔ ایک قیراط وہ ہے جس کا ذکر نماز جنازہ کے اجر میں آتا ہے کہ وہ احد پہاڑ کے برابر ہے۔ کیا یہاں بھی اسی مفہوم میں ہے' بعض علماء نے جواب اثبات میں دیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جنازے میں اس کا ذکر اللہ کے فضل و کرم کے ضمن میں آیا ہے اور یہاں عقوبت کے ضمن میں ہے اور اللہ کا فضل' دیگر تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ وسیع ہے' اس لئے دونوں جگہ ایک مفہوم نہیں۔

٣٠٧ - بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيقِ الْجَرَسِ فِي الْبَعِيرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ

۳۰۷۔ اونٹ یا دیگر جانوروں کی گردن میں گھنٹی لٹکانے اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ رکھنے کی کراہت کا بیان

١٦٩٢ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَصْحَبُ المَلائِكَةُ رُفْقَةً فيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ» رواه مسلم.

۱۶۹۲ / ۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں کوئی کتا یا گھنٹی ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهية الكلب والجرس في السفر.

فوائد: کتے سے مراد وہی کتا ہے جس کے رکھنے کی اجازت نہیں ہے' ورنہ شکاری کتا یا حفاظتی کتا ساتھ ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہے' فرشتوں سے مراد' رحمت کے فرشتے ہیں' ورنہ انسانوں کی حفاظت پر مامور فرشتے تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ گھنٹی سے مراد ہر وہ چیز ہے جو جانور کی گردن میں لٹکا دی جائے تو حرکت کے ساتھ آواز ہوتی رہے۔

١٦٩٣ - وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

۱۶۹۳ / ۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم

«الجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ﷺ نے فرمایا' گھنٹی (یا گھنگرو وغیرہ) شیطان کے باجے ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب كراهية الكلب والجرس في السفر.

فوائد: مزامیر' مزمار کی جمع ہے' مزمار گانے بجانے کے آلے کو کہتے ہیں۔ اس میں باجہ' بانسری' ساز و مضراب اور گانے بجانے اور موسیقی (میوزک) کے دیگر آلات شامل ہیں۔ یہ سب شیطان کے باجے ہیں جن کے ذریعے سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ آج کل یہ شیطانی باجہ اتنا عام ہو گیا کہ اللہ کی پناہ۔ علاوہ ازیں لوگوں کی فطرتیں اتنی مسخ ہو گئی ہیں کہ وہ کہتے ہیں موسیقی روح کی غذا ہے۔ (نعوذ باللہ) جن کی روحیں شیطان کے قبضہ و تصرف میں ہیں' ان شیطانی روحوں کی غذا یقیناً موسیقی اور گانا بجانا ہی ہو سکتا ہے' اس لئے کہ گندگی میں رہنے والے کو گندگی اس طرح راس آجاتی ہے کہ پھر گندگی کے بغیر اس کا گزارہ ہی نہیں ہوتا۔ اعاذنا اللہ منہ

٣٠٨ - بَابُ كَرَاهَةِ رُكُوبِ الْجَلاَّلَةِ وَهِيَ الْبَعِيرُ أَوِ النَّاقَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ، فَإِنْ أَكَلَتْ عَلَفاً طَاهِراً فَطَابَ لَحْمُهَا، زَالَتِ الْكَرَاهَةُ

٣٠٨۔ جلاّلہ جانور پر سوار ہونے کی کراہت کا بیان اور یہ گندگی کھانے والا اونٹ یا اونٹنی ہے اگر وہ پاک گھاس کھائے اور اس کا گوشت پاکیزہ ہو جائے تو پھر کراہت کا حکم باقی نہیں رہے گا۔

١٦٩٤ - عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الجَلاَّلَةِ فِي الإِبلِ أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا. رَوَاهُ أبو دَاودَ بإسنادٍ صَحيحٍ.

١/ ١٦٩٤۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے۔

اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب ركوب الجلاّلة.

فوائد: جلالہ سے مراد' ایسے جانور ہیں جن کی عام خوراک گندگی ہے حتیٰ کہ وہ انسانی بول و براز تک کھا جاتے ہیں اور یہ گندگی اس طرح ان کے جسم کا حصہ بن جاتی ہے کہ جس سے بدبو آتی ہے۔ جب ایسے جانوروں پر سوار ہونا مکروہ ہے تو ظاہر بات ہے کہ ان کا گوشت کھانا بھی ناپسندیدہ ہو گا۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ جلالہ کی مذکورہ صورت ہو' ورنہ تھوڑی بہت گندگی تو اکثر جانور ہی کھاتے ہیں' تاہم وہ ان کی عام اور زیادہ خوراک نہیں ہوتی۔ اس لئے گندگی ان کے جسم کا حصہ نہیں بنتی۔ بہرحال اسلام نے طہارت و نظافت کی تاکید اور گندگی و نجاست سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

٣٠٩ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَالأَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا وُجِدَ

٣٠٩۔ مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور تھوک پڑا ہو تو اسے دور کرنے اور دیگر

فِيهِ، وَالأَمْرِ بِتَنْزِيهِ الْمَسْجِدِ عَنِ الأَقْذَارِ

گندگیوں سے مسجد کو پاک رکھنے کا حکم

١٦٩٥ ـ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «البُصَاقُ فِي المَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا». متفقٌ عليه.

والمُرَادُ بِدَفْنِهَا إذا كَانَ المَسْجِدُ تُرَاباً أَوْ رَمْلاً وَنَحْوَهُ، فَيُوَارِيهَا تَحْتَ تُرَابِهِ. قالَ أَبُو المحاسنِ الرُّويَانِي مِنْ أَصْحَابِنَا فِي كِتَابِهِ «البحر» وقِيلَ: المُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ المَسْجِدِ، أَمَّا إذا كَانَ المَسْجِدُ مُبَلَّطاً أَوْ مجصَّصاً، فَدَلَكَهَا عَلَيْهِ بِمَدَاسِهِ أَوْ بغيرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ كثيرٌ مِنَ الجهَّالِ، فَلَيْسَ ذلكَ بِدَفْنٍ، بَلْ زِيَادَةٌ فِي الخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ للقَذَرِ فِي المَسْجِدِ، وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذلكَ أَنْ يَمْسَحَهُ بَعْدَ ذٰلكَ بِثَوْبِهِ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غيرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ.

۱ / ۱۶۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے مٹی میں دبا دینا ہے۔ (بخاری و مسلم)

دفن کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب مسجد کچی ہو یعنی اس میں مٹی یا ریت وغیرہ موجود ہو' تو پھر تھوک کو مٹی کے نیچے چھپا دے۔ یہ بات ہمارے اصحاب (اہل شوافع) میں سے ابو المحاسن رؤیانی نے اپنی کتاب "البحر" میں بیان کی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دفن کرنے سے مراد' اسے مسجد سے باہر نکال پھینکنا ہے۔ لیکن جب مسجد پتھروں کی بنی ہوئی ہو یا چونا گچ ہو (یعنی پختہ ہو' جیسے آج کل عام طور پر ہیں) تو اسے جوتے وغیرہ سے مل دینا' جیسا کہ اکثر جاہل لوگ کرتے ہیں' تو یہ دبا دینا نہیں ہے' بلکہ یہ تو گناہ میں زیادتی اور مسجد میں گندگی کو بڑھانا ہے' جو شخص ایسا کرے' اس پر واجب ہے کہ وہ اس کے بعد اسے کپڑے یا ہاتھ یا کسی اور چیز سے پوچھ دے یا اسے (پانی سے) دھو دے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب كفارة البزاق في المسجد ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن البصاق في المسجد.

١٦٩٦ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى فِي جِدَارِ القِبْلَةِ مُخَاطاً، أَوْ بُزَاقاً، أَوْ نُخَامَةً، فَحَكَّهُ. متفقٌ عليه.

۲ / ۱۶۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلے والی دیوار پر رینٹ (ناک کی غلاظت) یا تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ کر صاف کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب حك البزاق باليد من المسجد ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن البصاق في المسجد.

فوائد: راوی کو شک ہے کہ وہ گندگی ناک کی تھی یا منہ کے تھوک کی یا سینے سے نکلنے والے بلغم کی۔ جو بھی تھی' وہ بظاہر خشک تھی' اسے نبی ﷺ نے خود ہی کھرچ یا رگڑ کر صاف کر دیا۔ اس طرح اپنی امت کو صفائی کی

تلقین کی۔

١٦٩٧ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ، إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللهِ تَعَالَى، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ» أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. رواه مسلم.

۳/ ۱۶۹۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مسجدیں اس پیشاب اور گندگی کے لائق نہیں ہیں' یہ تو اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن ہی کے لئے ہیں۔ یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات إذا حصلت في المسجد.

فوائد: نبی ﷺ نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی' جب ایک دیہاتی نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا تھا۔ آپ نے اسے نہایت تحمل اور حکمت سے یہ مسئلہ سمجھایا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات واضح فرما دی کہ مسجدیں صرف اللہ کی عبادت' اس کے ذکر اور دعاء و تلاوت جیسے کاموں کے لئے ہیں' دنیاداری کے کام یہاں آکر نہیں کرنے چاہئیں۔ (۲) روایت کے آخر میں راوی نے جو کہا ہے۔ او کما قال (یا جیسا آپ نے فرمایا) یہ احتیاط کے طور پر راوی کہہ دیا کرتے تھے کہ ممکن ہے بیان کرتے وقت رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں کوئی رد و بدل ہو گیا ہو۔ اس طرح کہنے سے کذب کے گناہ سے وہ محفوظ رہیں گے جو نہایت شدید گناہ ہے۔

٣١٠ ـ بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُصُومَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ وَنَشْدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ

۳۱۰۔ مسجد میں جھگڑا کرنے' آواز بلند کرنے' گم شدہ چیز کا اعلان کرنے اور خرید و فروخت اور کرائے' مزدوری وغیرہ کے معاملات کرنے کی ممانعت

١٦٩٨ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللهُ عَلَيْكَ؛ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا» رَوَاهُ مُسْلِم.

۱/ ۱۶۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کسی آدمی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنے' تو اسے چاہئے کہ یہ کہے' اللہ تعالیٰ تجھ پر یہ چیز نہ لوٹائے۔ اس لئے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن نشد الضالّة في المسجد.

١٦٩٩ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللهُ تِجَارَتَكَ؛

۲/ ۱۶۹۹۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم کسی شخص کو مسجد میں فروخت کرتا یا خریدتا ہوا دیکھو' تو کہو' اللہ تیری تجارت

وَإِذا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُولُوا: لا رَدَّهَا اللهُ عَلَيْكَ». رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

کو نفع بخش نہ کرے اور جب تم کسی کو کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو' تو کہو۔ اللہ تجھ پر یہ چیز نہ لوٹائے۔

(ترمذی' امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب البيوع، باب النهى عن البيع في المسجد.

١٧٠٠ ـ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً نَشَدَ فِي المَسْجِدِ، فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلى الجَمَلِ الأَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا وَجَدْتَ؛ إِنَّما بُنِيَتِ المَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ» رواه مسلم.

۳ / ۱۷۰۰۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں اعلان کیا' پس اس نے کہا' کون ہے جو مجھے (میرے) سرخ اونٹ کا پتہ بتلائے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تو اسے نہ پائے' بے شک مسجدیں تو اسی کام کے لئے بنائی گئی ہیں جن کے لئے بنائی گئی ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن نشد الضالة في المسجد.

١٧٠١ ـ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي المَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فيهِ ضَالَّةٌ، أَوْ يُنْشَدَ فيهِ شِعْرٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاودَ، وَالتِّرمذي وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۴ / ۱۷۰۱۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے' وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس سے بھی کہ اس میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس میں شعر پڑھے جائیں۔

(ابو داوٗد' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة ـ وسنن ترمذى، أبواب الصلاة، باب ما جاء في كراهية البيع والشراء.

فوائد: بعض علماء نے کہا ہے کہ ان احادیث میں نہی کراہت کے لئے ہے بشرطیکہ مذکورہ کاموں سے مسجد میں شور و غل نہ ہو' اگر شور و غل ہوتا ہو تو پھر یہ نہی تحریم کے لئے ہو گی۔ (۲) مسجد میں ایسے اشعار پڑھنے ممنوع ہیں جو عشق و محبت کی داستانوں اور اسی قسم کی دیگر چیزوں پر مبنی ہوتے ہیں' ورنہ اللہ کی توحید اور اتباع رسول وغیرہ اصلاحی مضامین پر شعر پڑھنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ (۳) مسجدوں میں مسلمانوں کے مسائل اور مصالح پر گفتگو کرنے کی اجازت ہے' کیونکہ اس کا تعلق اجتماعی فلاح و بہبود اور مسلمانوں کے عام فائدے سے ہے' نہ کہ کسی کی ذات سے۔ (۴) قوالی کا اہتمام بھی مسجد میں کرنا حرام ہے (جسے بعض لوگ جہالت کی وجہ سے اچھا کام سمجھتے ہیں) کیونکہ اس میں بھی ایک تو طبلہ سارنگی اور ساز و موسیقی ہوتی ہے۔ دوسرے' اس میں نہایت غلو سے کام لیا جاتا ہے۔ تیسرے' اس کے ذریعے سے عوام کی جذباتی تسکین کر کے انہیں عمل کی اہمیت سے غافل کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد خرابیاں اس میں موجود ہیں۔

١٧٠٢ ـ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي المَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ فَقَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ البَلَدِ، لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ! رَوَاهُ البُخَارِي.

۵ / ۱۷۰۲۔ حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی نے مجھے کنکری ماری۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے فرمایا جاؤ' ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ' چنانچہ میں ان دونوں کو آپ کے پاس لے کر حاضر ہوا' تو آپ نے ان سے پوچھا' تم کہاں کے ہو؟ انہوں نے کہا۔ طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا' اگر تم اس شہر (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے' تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا' تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز اونچی کر رہے ہو۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المساجد.

فوائد: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ مسجد میں اونچی آواز سے گفتگو کرنا مسجد کے ادب و احترام کے منافی اور ایک ایسا جرم ہے جس پر سزا دی جا سکتی ہے۔ (۲) منکر اور خلاف شرع کام کرنے والوں کو ضرور روکنا اور منع کرنا چاہیے' اگر اس کی طاقت ہو۔

٣١١ ـ بَابُ نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُوماً أَوْ بَصَلاً أَوْ كُرَّاثاً أَوْ غَيْرَهُ مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ عَنْ دُخُولِ المَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَائِحَتِهِ إِلَّا لِضَرُورَةٍ

۳۱۱۔ لہسن' پیاز' گندنا یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر' بدبو زائل کئے بغیر مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت اور بوقت ضرورت اس کا جواز

١٧٠٣ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ - يَعْنِي الثُّومَ - فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا» متفقٌ عليه. وفي روايةٍ لمسلم: «مَسَاجِدَنَا».

۱ / ۱۷۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس درخت سے یعنی لہسن کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں' ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من أكل ثوما أو بصلا...

١٧٠٤ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ

۲ / ۱۷۰۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جو شخص اس درخت سے کھائے'

الشَّجَرَةِ، فَلا يَقْرَبَنَّا، وَلا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا» متفقٌ عليه.

تو وہ ہمارے قریب نہ آئے اور نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا . . .

فوائد: اس درخت سے مراد، وہی لہسن ہے، جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے، یہاں اشارہ معہود ذہنی کی طرف ہے۔

١٧٠٥ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ أَكَلَ ثُوماً أَوْ بَصَلاً، فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا» متفقٌ عليه. وفي رواية لِمُسْلِمٍ: «مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّومَ، وَالْكُرَّاثَ، فَلا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ».

۳/۱۷۰۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص لہسن یا پیاز کھائے، وہ ہم سے علیحدہ رہے یا (فرمایا) ہماری مسجد سے علیحدہ رہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ جو شخص پیاز، لہسن اور گندنا کھائے، تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اس لئے کہ فرشتے بھی ان چیزوں سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث - وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا . . .

فوائد: کراث، ایک بدبودار قسم کی سبزی ہے۔ یہ ساری چیزیں اس وقت ممنوع ہیں جب یہ کچی ہوں اور نماز کے لئے مسجد میں جانے کا وقت بالکل قریب ہو۔ ورنہ لہسن پیاز تو ہر ہانڈی کا لازمی جزء ہے۔ لیکن پکنے کے بعد چونکہ ان کی بدبو ختم ہو جاتی ہے اس لئے ان کا کھانا بھی جائز ہے۔

١٧٠٦ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ مَا أُرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ: الْبَصَلَ، وَالثُّومَ. لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ، فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا، فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخاً. رواه مسلم.

۴/۱۷۰۶۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا، تو اپنے خطبے میں فرمایا، پھر تم اے لوگو، دو ایسے درخت (یعنی سبزیاں) کھاتے ہو جن کو (کچا کھانا) میں ناجائز خیال کرتا ہوں۔ پیاز اور لہسن، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب مسجد میں کسی آدمی سے ان دو چیزوں کی بدبو آپ محسوس فرماتے تو اس کی بابت حکم دے کر اسے بقیع (قبرستان) تک باہر نکلوا دیتے تھے۔ پس جو شخص انہیں کھائے تو وہ انہیں پکا کر ان کی بدبو زائل کر کے کھائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نھی من أکل ثوما أو بصلا...

فوائد: خبیث کا لفظ' حرام اور ایسی چیزوں پر بھی ہوتا ہے جن کا کھانا یا اس کی بو ناگوار اور مکروہ ہو۔ پیاز اور لہسن وغیرہ جب تک یہ کچے ہوں' اس اعتبار سے خبیث ہیں کہ انہیں کھا کر مسجد میں جانا ممنوع ہے۔ البتہ پکنے کے بعد ان کا حکم بدل جائے گا اور ان کا کھانا جائز ہو گا۔ اسی طرح مسجد میں جانے کا وقت نہ ہو' تب بھی ان کو کچا کھانا جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب عبادت یا اسی طرح کے کسی مقصد کے لئے مسجد' مدرسے یا کسی اور جگہ جانا ہو' جہاں لوگوں کا اجتماع ہو تو وہاں ایسی چیز کھا یا پی کر نہیں جانا چاہئے کہ جس کی بدبو دوسرے لوگوں کو بھی پہنچے اور وہ اس سے تکلیف محسوس کریں' جیسے کچا لہسن' پیاز' سگریٹ اور حقہ' بیڑی وغیرہ۔ (۲) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں کو ہر قسم کی نجاستوں اور بدبودار چیزوں سے بچا کر رکھا جائے۔ اس اعتبار سے ہمارے ملک کی بہت سی مسجدوں میں جو بیت الخلاء وغیرہ مسجد کے اندر ہوتے ہیں اور ان کی بدبو مسجد کے اندر جاتی اور محسوس ہوتی ہے' یہ ناجائز ہیں۔ مسجدوں کے اندر ان کے بنانے کا قطعاً جواز نہیں ہے۔ اس قسم کی مسجدوں کو ان نجاستوں سے پاک کرنا ضروری ہے' ورنہ انتظامیہ اور ذمے دار حضرات عنداللہ مجرم ہوں گے۔

۳۱۲۔ جمعہ کے دن دوران خطبہ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے کی کراہت۔ اس لئے کہ اس سے نیند آتی ہے جس سے خطبہ سننے سے محرومی اور وضو کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہے۔

٣١٢ ـ بَابُ كَرَاهِيَةِ الاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ لِأَنَّهُ يَجْلِبُ النَّوْمَ، فَيُفَوِّتُ اسْتِمَاعَ الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضُ الْوُضُوءِ

١٧٠٧ ـ عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، نَهَى عَنِ الْحِبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ. رواه أَبو داود، والترمذي وَقَالا: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱/ ۱۷۰۷۔ حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعے کے دن' جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو' گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابو داؤد' ترمذی۔ دونوں نے اسے حسن قرار دیا ہے)

تخریج: سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب الاحتباء والإمام یخطب ـ وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما جاء في کراھة الاحتباء...

فوائد: حبوۃ' احتباء کا اسم مصدر ہے' اس کے معنی ہیں' دونوں گھٹنوں کو ہاتھوں کے ساتھ یا کسی کپڑے وغیرہ کے ساتھ پیٹ سے ملا کر بیٹھنا۔ اس طرح خطبہ جمعہ کے دوران بیٹھنا ممنوع ہے' کیونکہ اس سے نیند آتی ہے جس سے سماع خطبہ میں خلل آتا ہے جو واجب ہے اور غلبہ نیند سے وضوء کے ٹوٹنے کا بھی اندیشہ ہے جس سے نماز باطل ہو سکتی ہے۔

٣١٣ ـ بَابُ نَهْيِ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ عَنْ أَخْذِ شَيْءٍ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ أَظْفَارِهِ حَتَّى يُضَحِّيَ

۳۱۳۔ قربانی کا ارادہ رکھنے والے کے لئے ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک' اپنے بال یا ناخن کاٹنے کی ممانعت

١٧٠٨ ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ لَهُ ذِبْحٌ يَذْبَحُهُ، فَإِذَا أُهِلَّ هِلالُ ذِي الحِجَّةِ، فَلا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِه وَلا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئاً حتى يُضَحِّيَ» رَوَاهُ مُسْلِم.

۱۷۰۸/۱۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو جسے ذبح کرنے کا وہ ارادہ رکھتا ہو' تو جب ذوالحجہ کا چاند ہو جائے تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے' یہاں تک کہ قربانی کر لے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الأضاحى، باب نهى من دخل عليه عشر ذى الحجة.

فوائد: اس حدیث کے مطابق قربانی کی نیت رکھنے والے کو چاہئے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ لینے کے بعد سر کی حجامت کرانے یا بغل اور زیر ناف کے بال کاٹنے اور ناخن تراشنے سے اجتناب کرے تاکہ اس کی قربانی سنت کے مطابق ہو۔ پھر دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کے بعد حجامت کروائے۔ اسی طرح بعض روایات کی رو سے قربانی نہ کرنے والا شخص بھی اگر دس ذوالحجہ کو حجامت کروائے اور ناخن تراشے گا تو اسے بھی قربانی کا ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

٣١٤ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلِفِ بِمَخْلُوقٍ كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالسَّمَاءِ وَالآبَاءِ وَالْحَيَاةِ وَالرُّوحِ وَالرَّأْسِ، وَحَيَاةِ السُّلْطَانِ وَنِعْمَةِ السُّلْطَانِ، وَتُرْبَةِ فُلَانٍ وَالأَمَانَةِ وَهِيَ مِنْ أَشَدِّهَا نَهْياً

۳۱۴۔ مخلوق کی قسم کھانے کی ممانعت۔ جیسے پیغمبر' کعبہ' فرشتوں' آسمان' باپ دادوں' زندگی' روح' سر' بادشاہ کی زندگی اور اس کی داد و دہش اور فلاں کی قبر اور امانت کی قسم اور امانت کی قسم کی ممانعت سب سے زیادہ سخت ہے

١٧٠٩ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إنَّ اللهَ تَعَالى يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفاً، فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ، أَوْ لِيَصْمُتْ» متفقٌ عليه. وفي رواية في الصحيح: «فَمَنْ كَانَ حَالِفاً، فَلا يَحْلِفْ إلَّا بِاللهِ، أَوْ لِيَسْكُتْ».

۱۷۰۹/۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع فرماتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسم کھاؤ۔ پس جب قسم کھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

اور صحیح کی ایک اور روایت میں ہے۔ پس جو

شخص قسم اٹھائے' تو اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے یا پھر خاموش رہے۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأيمان، باب لا تحلفوا بآبائكم - وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب النهى عن الحلف بغير الله تعالى.

فوائد: اس میں آباء و اجداد کی قسم کھانے کی ممانعت کا بیان ہے۔ اگلی حدیث میں آباء کے ساتھ جھوٹے معبودوں اور طاغوتوں کی قسم کھانے کی ممانعت ہے۔

١٧١٠ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي، وَلا بِآبَائِكُمْ». رواه مسلم. «الطَّوَاغِي»: جَمْعُ طَاغِيَةٍ، وَهِيَ الأَصْنَامُ، وَمِنْهُ الحَدِيثُ: «هٰذِهِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ» أَيْ: صَنَمُهُمْ وَمَعْبُودُهُمْ. وَرُوِيَ فِي غَيْرِ مُسْلِمٍ: «بِالطَّوَاغِيتِ» جَمْعُ طَاغُوتٍ، وَهُوَ الشَّيْطَانُ وَالصَّنَمُ.

۲/ ۱۷۱۰۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم بتوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنے باپ دادوں کی۔ (مسلم)

الطواغی' طاغیہ کی جمع ہے' مراد بت ہیں۔ جیسے ایک حدیث میں ہے کہ "یہ قبیلہ دوس کا بت ہے"۔ یعنی ان کا معبود اور صنم ہے اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں میں الطواغیت مروی ہے' جو طاغوت کی جمع ہے' جس کے معنی شیطان اور صنم کے ہیں۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب من حلف باللّات والعزّى.

١٧١١ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ بِالأَمَانَةِ، فَلَيْسَ مِنَّا». حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۳/ ۱۷۱۱۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے امانت کی قسم کھائی' وہ ہم مسلمانوں کے طریقے پر نہیں۔

(ابو داؤد نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأيمان والنذور، باب كراهية الحلف بالأمانة.

فوائد: امانت کی قسم کا مطلب ہے کہ مثلاً کوئی کہے مجھے امانت کی قسم ہے' یہ ممنوع ہے' اس لئے کہ قسم صرف اللہ کے نام یا اس کی کسی صفت کی کھانی جائز ہے اور امانت اللہ کے حکموں میں سے ایک حکم یا اس کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے۔ جیسے نماز' حج' روزہ وغیرہ ہے۔ اس طرح یہ اوامر الٰہی' اللہ کے اسماء و صفات کے مشابہ بن جاتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔ (عون المعبود)

١٧١٢ - وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَلَفَ، فَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ الإِسْلَامِ، فَإِنْ كَانَ كَاذِباً، فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقاً، فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الإِسْلَامِ سَالِماً». رواه أبو داود.

۴/ ۱۷۱۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس نے حلف اٹھایا اور کہا' میں اسلام سے بیزار ہوں' پس اگر وہ جھوٹا ہے تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا اور اگر وہ سچا ہے تب بھی وہ اسلام کی طرف سلامتی سے ہرگز نہیں لوٹے گا۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، أبواب الأيمان والنذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ان الفاظ سے قسم کھائے' اگر اس نے فلاں کام کیا تو وہ کافر ہے۔ اگر قسم کھاتے وقت اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ اگر اس نے یہ کام کر لیا تو وہ کفر کا راستہ اختیار کر لے گا تو وہ فی الفور کافر ہو جائے گا اور اگر اس کا مقصد دین اسلام پر استقامت کا اظہار تھا اور اس کا عزم تھا کہ وہ کبھی بھی کفر کا راستہ اختیار نہیں کرے گا' تو وہ کافر تو نہیں ہو گا' لیکن اس کے لئے اس نے جو طریقہ اختیار کیا' وہ غلط تھا' اس لئے اسے توبہ و استغفار کا اہتمام کرنا چاہئے' بلکہ بہتر ہے کہ دوبارہ کلمہ شہادت پڑھ کر تجدید اسلام کر لے۔

١٧١٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَقُولُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَحْلِفْ بِغَيْرِ اللهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ، فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» رواه الترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَهُ: «كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ» عَلَى التَّغْلِيظِ، كَمَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الرِّيَاءُ شِرْكٌ».

۵ / ۱۷۱۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہ انہوں نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا' کعبے کی قسم۔ تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا' غیر اللہ کی قسم مت کھا' اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی' اس نے کفر یا شرک کا ارتکاب کیا۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

بعض علماء نے وضاحت کی ہے کہ اس نے کفر یا شرک کا ارتکاب کیا' کے الفاظ سخت تنبیہ کے طور پر فرمائے گئے ہیں (حقیقت میں غیر اللہ کی قسم کفر یا شرک نہیں ہے) جیسے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا' ریا کاری شرک ہے۔

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الأيمان والنذور، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير الله.

فوائد: امام نووی نے 'الریاء شرک' کو جو حدیث کہا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مروی نہیں ہے۔ تاہم نبی ﷺ نے ریاکاری کی قباحت و شناعت کو جن الفاظ سے بیان فرمایا ہے' اس سے مفہوم یہی نکلتا ہے کہ ریا کاری بھی شرک (یعنی شرک خفی) ہے مثلاً آپ نے فرمایا من صام یرائی فقد اشرک' ومن صلی یرائی فقد اشرک' جس نے دکھلاوے کے لئے روزہ رکھا یا نماز پڑھی' پس اس نے شرک کیا۔ بہرحال غیر اللہ کی قسم کھانا' نہایت خطرناک ہے' اسے اگرچہ بعض علماء نے سختی پر محمول کیا ہے' جیسا کہ امام صاحب نے فرمایا۔ لیکن اگر قسم اٹھانے والے کے دل میں غیر اللہ کی عظمت ہے اور اسی عظمت کی وجہ سے وہ غیر اللہ کی قسم کھاتا ہے تو اکثر علماء کے نزدیک اس حدیث کے مطابق وہ شخص کافر اور مشرک قرار پائے گا' بنابریں غیر اللہ کی قسم کھانے سے اجتناب ضروری ہے۔ بدقسمتی سے جاہل مسلمانوں میں اس طرح کی قسمیں بڑی عام ہیں' تیری یا تیرے سر کی قسم' بچوں کی قسم' فلاں بزرگ کی قسم وغیرہ۔ یہ سب ممنوع اور حرام ہیں۔

٣١٥ ـ بَابُ تَغْلِيظِ الْيَمِينِ الْكَاذِبَةِ عَمْداً

۳۱۵۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کی سختی کے ساتھ ممانعت کا بیان۔

١٧١٤ ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ» قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ ٱللَّهِ وَأَيْمَٰنِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ٧٧] إِلَى آخِرِ الآيَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱/ ۱۷۱۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے ناحق کسی مسلمان آدمی کا مال حاصل کرنے کے لئے قسم کھائی، تو وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہو گا۔ راوی نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اللہ عز و جل کی کتاب سے اس مفہوم کی تصدیق کرنے والی آیت پڑھ کر سنائی۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے سے تھوڑا سا مول لے لیتے ہیں، ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا اور نہ قیامت والے دن اللہ ان سے کلام کرے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ (سورۂ آل عمران، ۷۷) (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المساقاة، باب الخصومة في البئر ـ وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار . . .

١٧١٥ ـ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِيَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الحَارِثِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ، فَقَدْ أَوْجَبَ اللهُ لَهُ النَّارَ. وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ» فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وإِنْ كَانَ شَيْئاً يَسِيراً يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ قَضِيباً مِنْ أَرَاكٍ» رَواهُ مُسْلِمٌ.

۲/ ۱۷۱۵۔ حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعے سے کسی مسلمان کا حق لے لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کی آگ کو واجب اور جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ تو ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ، چاہے وہ تھوڑی سی چیز ہو؟ آپ نے فرمایا، چاہے وہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم، بيمين فاجرة بالنار.

١٧١٦ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْكَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ» رواه البخاري. وفي رِوَايَةٍ: أَنَّ أَعْرَابِياً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: «الإِشْرَاكُ بِاللهِ»

۳/ ۱۷۱۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

اور اسی بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول، بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟

قالَ: ثُمَّ ماذا؟ قَالَ: «الْيَمِينُ الْغَمُوسُ» قُلْتُ: وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ: «الَّذي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ!» يَعْنِي بِيَمِينٍ هُوَ فِيها كَاذِبٌ.

آپ نے فرمایا' اللہ کے ساتھ شرک کرنا' اس نے پوچھا' پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا جھوٹی قسم' (راوی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا' جھوٹی قسم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' وہ جو کسی مسلمان آدمی کا مال لے لے۔ یعنی ایسی قسم کھا کر جس میں وہ جھوٹا ہو۔

تخریج: صحیح بخاري، كتاب الأيمان والنذور، باب اليمين الغموس.

فوائد: غموس کے معنی ہیں' ڈبونا۔ جھوٹی قسم' انسان کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے' اس لئے اسے یمین غموس (گناہ میں ڈبو دینے والی قسم) کہتے ہیں۔ اس میں کفارہ ہے یا نہیں؟ بعض ائمہ کفارے کے قائل ہیں اور بعض نہیں' کیونکہ یہ جھوٹ ہے جس کا مقصد دھوکہ اور فریب دے کر دوسروں کا مال ہڑپ کرنا ہے۔ اس لئے اس میں توبہ و استغفار کا اور صاحب حق کا حق لوٹانے کا اہتمام کیا جائے۔ یہی مسلک زیادہ صحیح ہے کیونکہ صرف کفارے سے اس گناہ کا ازالہ نہیں ہو سکتا' بلکہ ظلم کی تلافی اور اس کا ازالہ ضروری ہے۔

٣١٦ - بَابُ نَدْبِ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خيراً مِنهَا أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ الْمَحْلُوفَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُكَفِّرَ عن يَمِينِهِ

۳۱۶۔ اس بات کا استحباب کہ قسم کھانے کے بعد' اس سے بہتر پہلو دیکھے' تو جس پر قسم کھائی گئی ہے' اسے اختیار کرلے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

١٧١٧ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ، فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا، فائْتِ الَّذي هُوَ خَيْرٌ، وكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۱۷۔ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تو کسی کام پر حلف اٹھا لے' پھر تو اس قسم کے پورا نہ کرنے کو بہتر سمجھے' تو تو وہ کام کر جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاری، كتاب الإيمان، باب قول الله تعالى ﴿لا يؤاخذكم الله باللغو...﴾ - وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب ندب من حلف يمينا فرأى...

فوائد: غیرھا' کا مطلب ہے' غیر البر بالیمین' یعنی قسم کے پورا نہ کرنے اور مقسم علیہ کے کرنے میں خیر دیکھے۔ تو انسان یہی نہ سوچتا رہے کہ میں تو قسم کھا بیٹھا ہوں' اب فائدہ ہو یا نقصان' میں تو وہی کام کرنے پر مجبور ہوں۔ شریعت نے ایسے موقعوں پر قسم کے توڑ دینے اور اس کا کفارہ ادا کر دینے کا حکم دیا ہے' کیونکہ نقصان (وہ دینی ہو یا دنیوی) کے مقابلے میں کفارۂ قسم ادا کر دینا آسان ہے۔

١٧١٨ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَلَفَ عَلَى

۲/ ۱۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص کسی کام پر قسم

يَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا، فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ» رواهُ مسلم.

کھائے، پھر وہ کسی اور میں (یعنی اسی کام میں جس پر اس نے قسم کھائی ہے) بہتری دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور وہ کام کرے جو بہتر ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب قوله تعالى: ﴿لايؤاخذكم الله باللغو...﴾

١٧١٩ - وَعَنْ أَبِي مُوسى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنِّي وَاللهِ! إِنْ شَاءَ اللهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، ثُمَّ أَرَى خَيْراً مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي، وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ» متفقٌ عليه.

۳ / ۱۷۱۹۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک میں اللہ کی قسم، اگر اللہ نے چاہا۔ کسی کام پر حلف نہیں اٹھاؤں گا، پھر میں اس سے زیادہ بہتر صورت دیکھوں تو میں ضرور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دوں گا اور وہ کام اختیار کروں گا جو بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

١٧٢٠ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لأَنْ يَلَجَّ أَحَدُكُمْ فِي يَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللهِ تَعَالَى مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي فَرَضَ اللهُ عَلَيْهِ» متفقٌ عليه. قولُهُ: «يَلَجَّ» بِفَتْحِ اللَّامِ، وَتَشْدِيدِ الجيمِ: أَيْ يَتَمَادَى فِيهَا، وَلَا يُكَفِّرُ، وقولُهُ: «آثَمُ» هو بالثاءِ المثلثة، أَيْ: أَكْثَرُ إِثْماً.

۴ / ۱۷۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی شخص کا اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم کھا کر اس پر اڑے رہنا، اللہ کے ہاں اس کے لئے اس بات سے زیادہ گناہ کا باعث ہے کہ وہ اس قسم کا وہ کفارہ ادا کر دے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

یلج، لام پر زبر اور جیم پر شد، یعنی قسم پر اڑا رہے اور (قسم توڑ کر) کفارہ ادا نہ کرے۔ آثم، ثاء کے ساتھ، زیادہ گناہ گار۔

تخريج: صحيح بخاري، أوائل كتاب الأيمان - وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب الإصرار على اليمين.

فوائد: اھل سے مراد بیوی، بچے اور دیگر اہل خانہ ہیں۔ آدمی مثلاً بیوی کی بابت کوئی قسم کھا لے، دراں حالیکہ اسی میں اس کے لئے بہتری ہے، تو اس صورت میں اپنی قسم پر ہی اڑے رہنا، زیادہ گناہ کا باعث ہے۔ اس سے کم تر گناہ تو یہ ہے کہ قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دے اور بیوی سے معمول کے مطابق معاملہ کرے۔ ان تمام احادیث کا خلاصہ یہی ہے کہ قسم کھانے کے بعد اگر یہ واضح ہو کہ بہتری تو اس کام میں ہے جس کو نہ کرنے کی قسم کھائی ہے، تو قسم توڑ دی جائے اور مقسم علیہ کام کو اختیار کر لیا جائے۔ قسم توڑنے کی، مقسم علیہ کے اعتبار سے، مختلف صورتیں ہیں۔ اگر اس نے قسم کھائی ہے کہ مثلاً نماز نہیں پڑھوں گا، یا شراب پیوں گا، تو اس قسم کا توڑنا واجب ہو گا اور اگر کسی مستحب کام کے نہ کرنے پر یا کسی ناپسندیدہ کام کے کرنے پر قسم کھائی ہے، تو قسم کا

توڑنا مستحب ہو گا۔ اسی طرح کسی مباح کام کے نہ کرنے پر قسم کھالے تو قسم کا توڑنا بھی مباح ہو گا۔ (۲) قسم کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے' یہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا ان کو لباس پہنانا یا ایک گردن آزاد کرنا ہے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر تین دن کے روزے رکھنے ہیں۔ کفارہ پہلے ادا کرے اور بعد میں وہ کام کرے جس پر قسم کھائی تھی؟ یا کفارہ کام کرنے کے بعد ادا کرے؟ جمہور علماء پہلی رائے کے قائل ہیں اور الفاظ حدیث بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ (۳) اس بات کے واضح ہو جانے کے بعد بھی' کہ مقسم علیہ کام ہی زیادہ بہتر ہے' انسان قسم پر اڑا رہے' تو اس سے وہ عنداللہ زیادہ گناہ گار ہو گا۔ (۴) نبی ﷺ کا طریقہ یہی ہے کہ قسم پر اڑنے کی بجائے بہتر پہلو کو اختیار کیا جائے۔

٣١٧ ـ بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لَغْوِ الْيَمِينِ وَأَنَّهُ لاَ كَفَّارَةَ فِيهِ، وَهُوَ مَا يَجْرِي عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِينِ كَقَوْلِهِ عَلَى الْعَادَةِ: لاَ وَاللهِ! وَبَلَى وَاللهِ! وَنَحْوِ ذٰلِكَ

۳۱۷۔ لغو قسم کے معاف ہونے اور اس میں کفارہ نہ ہونے کا بیان اور یہ وہ قسم ہے جو بغیر ارادۂ قسم کے عادت کے طور پر زبان پر آجائے' جیسے لا واللہ' بلی واللہ اور اس قسم کے دیگر الفاظ قسم

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَٰنِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَٰنَ فَكَفَّٰرَتُهُۥٓ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَٰكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَٰثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّٰرَةُ أَيْمَٰنِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوٓا أَيْمَٰنَكُمْ﴾ [المائدة: ٨٩].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لغو (لایعنی) قسموں پر تمہارا مؤاخذہ نہیں فرماتا' بلکہ وہ ان قسموں پر گرفت کرتا ہے جن کو تم نے مضبوطی سے باندھا' پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو درمیانی درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھروالوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے پہنانا ہے یا ایک گردن آزاد کرنا ہے۔ پس جو اس کی طاقت نہ رکھے' تو وہ تین دن کے روزے رکھے' یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے' جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو (یعنی انہیں پورا کرو' اگر گناہ کے کام پر نہ ہوں)۔ (سورۂ مائدہ۔ ۸۹)

فائدۂ آیت: لغو قسم' جس کا کفارہ اور مؤاخذہ نہیں' وہ ہے کہ انسان اپنے طور پر کسی بات کو سچ جانتے ہوئے کھالیتا ہے دراں حالیکہ واقعہ اس کے برعکس ہوتا ہے' یا وہ قسم ہے جو بغیر ارادۂ قسم کے عادت کے طور پر زبان پر جاری ہو جائے' جیسے اللہ کی قسم' یا' کیوں نہیں اللہ کی قسم۔ قسموں کی حفاظت کا مطلب ہے کہ ہر معاملے میں قسم کھانے سے گریز کرو اور جس بات پر قسم کھاؤ تو اسے پورا کرو۔

١٧٢١ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ

۱ / ۱۷۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قرآن کریم کی آیت لایواخذکم اللہ باللغو

﴿بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَٰنِكُمْ﴾ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: لا وَاللهِ! وَبَلَى واللهِ! رواه البخاري.

فی ایمانکم ایسے آدمی کے بارے میں اتری ہے جو (بات بات پر بغیر ارادۂ قسم کے) کہتا ہے' اللہ کی قسم' کیوں نہیں اللہ کی قسم۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، سورة المائدة، باب: ﴿يٰأيها الرسول بلّغ ما أنزل إليك من ربك﴾.

فوائد: گزشتہ باب اور اس باب میں بیان کردہ آیات و احادیث سے معلوم ہوا کہ قسموں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک جھوٹی قسم (یمین غموس) اس کا حکم گزر چکا۔ دوسری لغو قسم' اس پر نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ تیسری قسم' معقدہ۔ جو انسان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی بابت دل کے پورے ارادے کے ساتھ کھاتا ہے۔ اس کے توڑنے پر کفارہ ہے جو آیت مذکورہ میں بیان ہوا۔ (۲) کفارۂ قسم میں دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانے کا جو ذکر ہے' اس کی مقدار کیا ہوگی؟ اس کی بابت کوئی صحیح روایت نہیں ہے۔ بعض علماء نے صبح اور رات کا کھانا کہا ہے اور بعض ائمہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے' جس میں رمضان میں روزے کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کرنے والے کفارے کا ذکر ہے ایک مد (تقریباً دس چھٹانک) فی مسکین خوراک قرار دی ہے' کیونکہ نبی ﷺ نے اس شخص کو کفارۂ جماع ادا کرنے کے لئے پندرہ صاع کھجوریں دی تھیں' جنہیں ساٹھ مسکینوں پر تقسیم کرنا تھا۔ ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے بغیر سالن کے دس مسکینوں کے لئے دس مد (یعنی سوا چھ سیر یا چھ کلو) خوراک ہو گی (ابن کثیر) یعنی چھ کلو آٹا' یا چاول یا کھجور وغیرہ۔ اگر عرف کا اعتبار کرتے ہوئے دس مسکینوں کو ایک وقت کا اوسط درجے کا کھانا کھلا دیا جائے' تو ہمارے خیال میں یہ بھی کافی ہو گا۔ واللہ اعلم۔

٣١٨ - بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ وَإِنْ كَانَ صَادِقاً

۳۱۸۔ سودا کرتے وقت قسم کھانے کی کراہت کا بیان' اگرچہ وہ سچا ہی ہو

١٧٢٢ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قسم سودے کے زیادہ بکنے کا سبب ہے لیکن کمائی کی برکت مٹانے کا ذریعہ بھی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: سلعة کے معنی سامان اور سودے کے ہیں۔ نفاق کے معنی رواج اور کثرت طلب کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سودا بیچتے وقت جو شخص قسم کھاتا ہے تو اس کا سودا تو جلدی بک جاتا ہے اور زیادہ بکتا ہے' لیکن یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے' اس سے بظاہر کمائی زیادہ ہوتی ہے لیکن اس میں برکت نہیں ہوتی' بلکہ اس سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ اس لئے گاہک کو متاثر کرنے کے لئے قسم نہیں کھانی چاہئے چاہے وہ سچا ہی ہو۔

١٧٢٣ - وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ

۲/ ۱۷۲۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' سودا

وَكَثْرَةَ الحَلِفِ في البَيْعِ، فَإِنَّهُ يُنفِقُ ثُمَّ يَمْحَقُ» رواه مسلم.

کرتے وقت زیادہ قسم اٹھانے سے بچو' اس لئے کہ اس سے سودا تو زیادہ بک جاتا ہے' لیکن (یہ طریقہ) برکت کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب النهى عن الحلف في البيوع.

فوائد: اس میں بھی وہی بات بیان کی گئی ہے۔ اس میں ہمارے لئے غور و فکر کی دعوت ہے کہ جب سچی قسم کھانا بھی بے برکتی کا باعث ہے تو جو لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر لوگوں کو دھوکہ دیتے اور اپنا سامان بیچتے ہیں' وہ کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

٣١٩ - بَابُ كَرَاهَةِ أَنْ يَسْأَلَ الإِنْسَانُ بِوَجْهِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ غيرَ الْجَنَّةِ، وَكَرَاهَةِ منعِ مَنْ سَأَلَ باللهِ تَعَالَى وَتَشَفَّعَ بِهِ

۳۱۹۔ اس بات کی کراہت کہ انسان جنت کے علاوہ اللہ کے واسطے سے کسی اور چیز کا سوال کرے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ کے نام پر مانگنے والے اور اس کے ذریعے سے سفارش کرنے والے کو انکار کر دیا جائے

١٧٢٤ - عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللهِ إِلَّا الجَنَّةُ» رواه أبو داود.

۱/ ۱۷۲۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ کی ذات کا واسطہ دے کر' جنت کے سوا' کسی چیز کا سوال نہ کیا جائے۔ (ابو داؤد)

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الزكاة، باب كراهية المسألة بوجه الله تعالى.

فوائد: اس حدیث کی بابت شیخ البانی حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے مسئلہ زیر بحث پر استدلال کرنا' کئی وجوہ سے محل نظر ہے۔

(۱) یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ (۲) اگر اس کی صحت تسلیم کر لی جائے' تب بھی اس سے عدم جواز پر استدلال صحیح نہیں' اس لئے کہ نہی سے متبادر الی الذھن یہ بات ہے کہ اللہ کے واسطے سے دنیا کے عارضی اور فانی مال و متاع کا سوال کرنا منع ہے۔ لیکن اگر اس سے ہدایت اور صراط مستقیم کا سوال کیا جائے' جو انسان کو جنت تک لے جاتا ہے' تو اسے ممنوع کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے؟ (۳) امام نوویؒ نے اس حدیث پر کراہت کا باب باندھا ہے نہ کہ عدم جواز کا اور شوافع کے نزدیک کراہت' تنزیہہ کے لئے ہوتی ہے نہ کہ تحریم کے لئے (تعلیق المشکوۃ' للالبانی ج ۱' ص ۶۰۵) بہرحال اللہ کے نام اور واسطے سے دنیا کا سوال ناپسندیدہ ہے' لیکن اس کے جواز سے انکار مشکل ہے۔

١٧٢٥ - وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ، فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللهِ،

۲/ ۱۷۲۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے' اس کو پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر مانگے تو

فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ، فَأَجِيبُوهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفاً فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُونَهُ، فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ» حَدِيثٌ صَحِيحٌ رواه أَبُو داوِدَ، والنسائي بأسانيدِ الصحيحين.

اس کو دو اور جو تمہیں دعوت دے' تو اسے قبول کرو اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم اس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کی طاقت نہ پاؤ' تو اس کے لئے دعائے خیر کرو (اور اتنی دعاء کرو) حتیٰ کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کو بدلہ دے دیا ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے اسے ابو داؤد اور نسائی نے صحیحین کی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، أواخر كتاب الزكاة، باب عطية من سأل بالله عزوجل - وسنن نسائي، كتاب الزكاة، باب من سأل بالله عزوجل.

فوائد: اس میں اللہ کے نام پر پناہ طلب کرنے اور مانگنے کا جواز ہے۔ (۲) اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹایا جائے بلکہ اللہ کے نام کی لاج رکھتے ہوئے اس کی ضرورت پوری کر دی جائے۔ تاہم اگر کسی سائل کی بابت یقین ہو کہ یہ پیشہ ور گداگر ہے اور حقیقت میں ضرورت مند نہیں ہے' تو اس کو نہ دینا بہتر ہے تاکہ اسلامی معاشرے میں گداگری کی حوصلہ شکنی ہو۔ (۳) احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دیا جائے' اگر طاقت نہ ہو تو محسن کے حق میں خوب دعاء کرے' یہ بھی بدلے کی ایک صورت ہے۔ (۴) دعوت' قبول کرنی ضروری ہے بشرطیکہ وہاں محرمات کا ارتکاب نہ ہو۔

٣٢٠ - بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ شَاهِنْشَاه لِلسُّلْطَانِ وَغَيْرِهِ لأَنَّ معناهُ مِلكُ المُلُوكِ ولا يوصف بذلك غيرُ اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

۳۲۰۔ بادشاہ وغیرہ کو شہنشاہ کہنا حرام ہے' اس لئے کہ اس کے معنی ہیں بادشاہوں کے بادشاہ اور یہ وصف اللہ کے سوا کسی اور کے لئے بیان کرنا جائز نہیں

١٧٢٦ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الأَمْلاكِ» متفقٌ عليه. قال سُفْيَانُ بنُ عُيَيْنَةَ «مَلِكُ الأَمْلاكِ» مِثْلُ شَاهِنْشَاه.

۱۷۲۶/۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سب سے ذلیل ترین نام' اللہ عز و جل کے نزدیک اس شخص کا نام ہے' جو اپنا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ملک الاملاک اور شہنشاہ دونوں ایک جیسے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاری، كتاب الأدب، باب أبغض الأسماء إلى الله تعالى - وصحيح مسلم، كتاب الآداب، باب تحريم التسمى بملك الأملاك.

فوائد: اللہ تعالیٰ کو عاجزی و انکساری بہت پسند ہے اور فخر و غرور اور تکبر سخت ناپسندیدہ۔ اور بادشاہوں کا بادشاہ

کہلانے میں عاجزی کی بجائے تکبر کا اظہار ہوتا ہے' علاوہ ازیں یہ صفت بھی صرف ایک اللہ کی ہے' اس سے دوسروں کو متصف کرنا کسی لحاظ سے بھی مستحسن نہیں۔

٣٢١ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدِي وَنَحْوِهِ

۳۲۱۔ فاسق اور بدعتی وغیرہ کو سید (سردار) وغیرہ کہنے کی ممانعت کا بیان

١٧٢٧ ـ عن بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّداً، فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ» رواه أبو داودَ بإسنادٍ صحيحٍ.

۱/ ۱۷۲۷۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' منافق کو سردار مت کہو' اس لئے کہ اگر یہ شخص سردار ہوا تو یقیناً تم نے اپنے رب عزو جل کو ناراض کر لیا۔ (ابو داوٗد' بسند صحیح)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب لا يقول المملوك ربّي وربّتِي.

فوائد: فاسق آدمی قدر و احترام کا مستحق نہیں' اس لئے اس کی تعریف' اللہ کے غضب کا سبب ہے۔ اسی ذیل میں منافق' بدعتی' کافر' مشرک' ملحد و زندیق اور اللہ اور اس کے رسول کا ہر مخالف ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی احترام کا مستحق نہیں سمجھنا چاہئے۔ قدر و منزلت کا مستحق صرف مومن' متقی اور اللہ رسول کا فرماں بردار شخص ہی ہے۔

٣٢٢ ـ بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمَّى

۳۲۲۔ بخار کو برا بھلا کہنے کی ممانعت کا بیان

١٧٢٨ ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ، أَوْ أُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: «مَا لَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ ـ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيَّبِ ـ تُزَفْزِفِينَ؟» قَالَتْ: الْحُمَّى لا بَارَكَ اللهُ فِيهَا! فَقَالَ: «لا تَسُبِّي الْحُمَّى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ» رواه مسلم.
«تُزَفْزِفِينَ» أَيْ: تَتَحَرَّكِينَ حَرَكَةً سَرِيعَةً، وَمَعْنَاهُ: تَرْتَعِدُ، وَهُوَ بضمِّ التاءِ وبالزاي المكررةِ، والفاءِ المكررةِ، ورُوِيَ أيضاً بالراءِ المكررةِ والقافين.

۱/ ۱۷۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سائب یا ام مسیب کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے دریافت فرمایا' اے ام سائب! یا ام مسیب۔ کیا بات ہے تم کانپ رہی ہو؟ انہوں نے کہا۔ بخار ہے' اللہ اس میں برکت نہ دے۔ تو آپ نے فرمایا' بخار کو برا بھلا مت کہو' اس لئے کہ یہ انسان کے (صغیرہ) گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے' جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو۔ (مسلم)

تزفزفین۔ تیزی سے حرکت کر رہی تھیں اور اس کے معنی ہیں' کانپ رہی تھیں اور یہ تاء کی پیش کے ساتھ ہے اور زاء اور فاء دونوں مکرر ہیں اور یہ راء مکرر اور دو قافوں کے ساتھ بھی مروی ہے (یعنی

ترقرقین)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بیماریاں اور آزمائشیں صغیرہ گناہوں کی معافی کا سبب ہیں۔ اس لئے ان کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ بھی اللہ کی مشیت و تقدیر کا حصہ ہیں۔ تاہم علاج اور دوا دارو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔

٣٢٣ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ، وبَيَانِ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوبِهَا

٣٢٣۔ ہوا کو برا بھلا کہنے کی ممانعت' نیز ہوا کے چلنے کے وقت کی دعا کا بیان

١٧٢٩ ـ عَنْ أَبي المُنْذِرِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَسُبُّوا الرِّيحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ إنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ بِهِ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ» رواه الترمذي وقَالَ: حَدِيثٌ حسنٌ صحيح.

١/ ١٧٢٩۔ حضرت ابو المنذر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہوا کو برا بھلا مت کہو' پس جب تم ایسی (آندھی) دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو' تو یہ دعاء پڑھو۔ اے اللہ ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا اور اس بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے' تجھ سے سوال کرتے ہیں اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب الفتن، باب ما جاء في فضل الفقر.

١٧٣٠ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ اللهِ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ، وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلا تَسُبُّوهَا، وَسَلُوا اللهَ خَيْرَهَا، واسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا» رواه أَبو داود بإسنادٍ حسنٍ. قوله ﷺ: «مِنْ رَوْحِ اللهِ» هو بفتح الراءِ، أَيْ: رَحْمَتِهِ بِعِبَادِهِ.

٢/ ١٧٣٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' ہوا اللہ کی رحمت ہے' یہ رحمت لے کر آتی ہے اور (کبھی) عذاب لاتی ہے۔ پس جب تم اسے دیکھو تو اسے برا بھلا مت کہو اور اللہ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کی برائی سے پناہ مانگو۔ (اسے ابو داؤد نے حسن سند سے روایت کیا ہے)

من روح اللہ' یہ راء کے زبر کے ساتھ ہے۔ یعنی ہوا' بندوں پر اللہ کی رحمت کی مظہر ہے

تخریج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا هاجت الريح.

١٧٣١ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

٣/ ١٧٣١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إذا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ: «اللَّهُمَّ إنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ» رواه مسلم.

جب تیز ہوا چلتی تو نبی ﷺ فرماتے تھے' اے اللہ ہم تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس میں جو ہے' اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے' سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح.

فوائد: ہوا بھی دیگر نعمتوں کی طرح' اللہ کی ایک نعمت ہے جو انسانی صحت اور وسائل رزق کے لئے ضروری ہے۔ تاہم اگر اللہ چاہے تو اس میں تندی اور تیزی پیدا کر کے اسے ہلاکت و بربادی کا ذریعہ بنا دے۔ اس لئے اس میں جو بھلائی کے پہلو ہیں ان سے مستفید ہونے کی بارگاہ الٰہی میں دعاء کرے اور جو شر کے پہلو ہیں' ان سے پناہ مانگے۔ (۲) ایک مومن تو انسانوں کو بھی گالیاں نہیں دیتا چہ جائیکہ بے حس جانوروں کو برا بھلا کہے۔ لیکن بہت سے جاہل لوگ جانوروں کو بھی گالیاں نکالتے رہتے ہیں۔ یہ ایک مسلمان کا شیوہ نہیں۔

٣٢٤ ـ بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيكِ

۳۲۴۔ مرغ کو برا بھلا کہنے کی کراہت کا بیان

١٧٣٢ ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ، فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ» رواه أَبو داودَ بإسنادٍ صحيح.

۱/ ۱۷۳۲۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مرغ کو برا بھلا نہ کہو' اس لئے کہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔

(اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما جاء في الديك والبهائم.

فوائد: حدیث کا مطلب واضح ہے۔ آج کل مرغ کی یہ افادیت اس لئے واضح نہیں ہوتی کہ اسپیکروں پر اذان ہوتی ہے۔ جب یہ اسپیکر ایجاد نہیں ہوا تھا' تو مؤذنوں کی آواز نہایت محدود ہوتی تھی اور مرغ کی بانگ ہی اکثر لوگوں کو تہجد اور فجر کی نماز کے لئے جگایا کرتی تھی۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نیکی میں جو بھی جس قسم کا تعاون کرے' اس کی قدر کرنی چاہئے اور خود بھی لوگوں کو نیکی کی ترغیب دے اور اس میں تعاون کرے تاکہ عنداللہ وہ حسن صلہ کا مستحق قرار پا سکے۔

٣٢٥ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا

۳۲۵۔ یہ کہنے کی ممانعت کہ ہمیں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی۔

١٧٣٣ ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ

۱/ ۱۷۳۳۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ صَلاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَاذا قَالَ رَبُّكُمْ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي، وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنا بِنَوْءِ كَذا وَكذا، فَذلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ» متفقٌ عليه. وَالسَّماءُ هُنَا: المَطَرُ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی۔ یہ واقعہ بارش کے بعد کا ہے جو رات کو ہوئی تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' کیا تم جانتے ہو' تمہارے رب نے کیا کہا؟ صحابہ نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میرے بندوں نے اس حال میں صبح کی کہ کچھ مجھ پر ایمان لانے والے تھے اور کچھ میرے ساتھ کفر کرنے والے۔ جس نے یہ کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی' پس یہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں (کے تصرف) کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی ہے' پس یہ میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا۔ (بخاری و مسلم)

سماء' کے معنی یہاں بارش کے ہیں

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلّم ۔ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كفر من قال مُطرنا بالنوء.

فوائد: نوء' ناء' ینوء کا مصدر ہے۔ ناء النجم اس وقت بولتے ہیں جب ستارہ جھڑ جائے یا غروب ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت بولتے ہیں جب ستارہ طلوع ہوتا ہے۔ تمام حوادث و واقعات کا فاعل اور مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے' اس لئے اس کی طرف ان کی نسبت ہونی چاہئے۔ اس عقیدے کے ساتھ اگر کسی موقعے پر حوادث کی نسبت اسباب کی طرف بھی کر دی جائے تو وہ جائز ہے۔ لیکن اسباب کو ہی فاعل اور مؤثر مان لینا' جیسا کہ اکثر مشرکین کا عقیدہ ہوتا ہے' کفر و شرک ہے۔

(۲) اہل جاہلیت' جب بارش کسی ستارے کے طلوع یا غروب کے وقت ہوتی' تو وہ بارش اس ستارے کی طرف منسوب کر دیتے اور اسی ستارے کو وہ فاعل اور موثر و متصرف تسلیم کرتے' اسے حدیث میں اللہ کے ساتھ کفر و شرک قرار دیا گیا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

٣٢٦ ـ بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ: يَا كَافِرُ

۳۲۶۔ کسی مسلمان کو اے کافر کہہ کر پکارنا حرام ہے

١٧٣٤ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ۱/ ۱۷۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے'

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ» مُتَّفَقٌ عليه.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو وہ دو باتوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹتا ہے' اگر وہ (واقعی) ایسا ہوا جیسا کہ اس نے کہا (تو درست) ورنہ وہ کفر اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب من كفّر أخاه من غير تأويل - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر.

فوائد: اس میں بلاوجہ کسی مسلمان کو کافر کہنے کی سخت ممانعت ہے' کیونکہ اگر اس میں وجوہ کفر نہ پائے گئے تو کہنے والا کافر قرار پائے گا۔

١٧٣٥ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللهِ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ» متفقٌ عليه. «حَارَ»: رَجَعَ.

۲/ ۱۷۳۵۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا' اے اللہ کے دشمن۔ درآں حالیکہ وہ ایسا نہ ہو' تو وہ بات اسی کی طرف لوٹ آتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حار بمعنی لوٹ آنا

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر.

فوائد: اس میں بھی کسی مسلمان کو بلاوجہ کافر یا اللہ کا دشمن کہنے کی ممانعت ہے۔ تاہم اگر کوئی مدعی اسلام ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے تو اس کی تکفیر ضروری ہے تاکہ دوسرے مسلمان اس کی گمراہی سے محفوظ رہیں۔ ایسے شخص کی تکفیر مذکورہ وعید میں داخل نہیں' بلکہ اسلامی عقائد کے تحفظ کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔

٣٢٧ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْفُحْشِ وَبَذَاءِ اللِّسَانِ

۳۲۷۔ فحش کلامی اور بدزبانی سے ممانعت کا بیان

١٧٣٦ - عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيِّ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ.

۱/ ۱۷۳۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مومن طعن و تشنیع کرتا ہے' نہ لعنت اور نہ فحش کلامی کرنے والا ہوتا ہے اور نہ بدزبان۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في اللعنة.

فوائد: اس کا مطلب ہے کہ کمال ایمان کے لئے جہاں اخلاق اقدار سے آراستہ ہونا ضروری ہے' وہاں رذائل اخلاق سے اجتناب بھی ضروری ہے۔

١٧٣٧ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ، وَمَا كَانَ الحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسن.

۲/۱۷۳۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس چیز میں بے ہودگی ہو گی' وہ اسے عیب ناک کر دے گی اور جس چیز میں حیاء ہو گی' وہ اسے خوب صورت بنا دے گی۔

(ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخریج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في الفحش والتفحش.

فوائد: اس میں بے ہودگی (بے حیائی) کے ترک کرنے کی ترغیب اور زیور حیاء سے آراستہ ہونے کی تاکید ہے۔

٣٢٨ ـ بَابُ كَرَاهَةِ التَّقْعِيرِ فِي الْكَلَامِ بِالتَّشَدُّقِ، وَتَكَلُّفِ الْفَصَاحَةِ، وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِيِّ اللُّغَةِ وَدَقَائِقِ الْإِعْرَابِ فِي مُخَاطَبَةِ الْعَوَامِّ وَنَحْوِهِمْ

۳۲۸۔ گفتگو میں تصنع کرنے' باچھیں کھولنے' تکلف سے فصاحت کا اظہار کرنے اور عوام وغیرہ سے خطاب کے وقت نامانوس الفاظ اور اعراب کی باریکیوں کے بیان کرنے کی کراہت

١٧٣٨ ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ» قَالَهَا ثَلَاثاً. رَوَاهُ مُسْلِم. «الْمُتَنَطِّعُونَ»: الْمُبَالِغُونَ فِي الْأُمُورِ.

۱/۱۷۳۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مبالغے اور تکلف سے کام لینے والے ہلاک ہو گئے' تین مرتبہ آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب العلم، باب هلك المتنطّعون.

فوائد: متنطعون' سے مراد ایسے لوگ ہیں' جو بال کی کھال نکالتے' لایعنی بحثیں کرتے' ماورائے عقل باتوں میں دخل دیتے' مبالغہ کرتے اور گفتگو میں تصنع اور بناوٹ کا اظہار کرتے اور فصاحت و بلاغت چھانٹتے ہیں۔ اس میں قول و فعل میں غلو نہ کرنے اور تمام معاملات میں سادگی اختیار کرنے کی ترغیب ہے۔

١٧٣٩ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ».

۲/۱۷۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ آدمیوں میں سے اس بلاغت چھانٹنے والے شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو اپنی زبان کو گائے کے جگالی کرنے

رَوَاهُ أبو داودَ، والترمذي وقال: حديثٌ حسن.

کی طرح' بار بار پھیرتا ہے۔

(ابو داوٗد' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما جاء في المتشدق في الكلام - وسنن ترمذي، أبواب الأدب، باب ما جاء في الفصاحة والبيان.

فوائد: اس سے مراد بھی وہی شخص ہے جو گفتگو میں تصنع اور تکلف اختیار کرتا اور بہ تکلف فصاحت کا اظہار کرنے کے لئے باچھیں کھولتا ہے۔

١٧٤٠ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِساً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقاً، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ، وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الثَّرْثَارُونَ، وَالْمُتَشَدِّقُونَ، وَالْمُتَفَيْهِقُونَ» رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسن، وقد سبق شرحُهُ في باب حُسْنِ الخُلقِ.

٣ / ١٧٤٠۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت والے دن میرے سب سے زیادہ قریب' وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوں گے اور تم میں سے سب سے زیادہ مجھے ناپسندیدہ اور قیامت والے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تکلف سے زیادہ باتیں کرنے والے' باچھیں کھول کر گفتگو کرنے والے اور منہ بھر کر کلام کرنے والے ہیں۔ (ترمذی' یہ حدیث حسن ہے اور اس کی شرح باب حسن الخلق میں گزر چکی ہے)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في معالى الأخلاق.

فوائد: ثرثارون' ثرثار کی جمع ہے۔ یہ ثرثرۃ سے ہے' جس کے معنی تکلف سے بار بار گفتگو کرنا ہے۔ متشدقون' متشدق کی جمع ہے جو فصاحت و بلاغت چھانٹنے کے لئے باچھیں کھول کر گفتگو کرتا ہے۔ متفیھقون' متفیھق کی جمع ہے' یہ فھق سے ہے جس کے معنی بھرنا ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو منہ بھر کر اور رگیں پھلا کر بات کرتے ہیں۔ یہ سارے انداز تکلف' تصنع اور بناوٹ کے غماز ہیں جو شریعت میں ناپسندیدہ ہیں' اسی لئے قیامت والے دن ایسے لوگ غضب الٰہی کے مورد اور رسول اللہ ﷺ سے دور ہوں گے۔ شریعت سادگی' تواضع اور قدرتی انداز گفتگو کو پسند کرتی ہے اور یہ سب اخلاقی محاسن ہیں جو قیامت والے دن اللہ کی رضامندی اور نبی ﷺ کی قربت کا باعث ہوں گے۔ جعلنا اللہ منہم۔

٣٢٩ - بابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ: خَبُثَتْ نَفْسِي

٣٢٩۔ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے' کہنے کی کراہت کا بیان

١٧٤١ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

١ / ١٧٤١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي» متفقٌ عليه. قالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى خَبُثَتْ غَثَتْ، وَهُوَ مَعْنَى «لَقِسَتْ» وَلٰكِنْ كَرِهَ لَفْظَ الْخُبْثِ.

کریم ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا' لیکن یہ کہے' میرا نفس لقیس ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

علماء نے کہا ہے کہ خبثت کے معنی غثیت ہیں اور لقست کے معنی بھی یہی ہیں۔ لیکن نبی ﷺ نے خبث کے لفظ کا استعمال پسند نہیں فرمایا۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأدب، باب لا یقل خبثت نفسی ـ وصحیح مسلم، کتاب الأدب من الألفاظ، باب کراهة قول الإنسان خبثت نفسی.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ خبثت اور لقست' دونوں ہم معنی الفاظ ہیں۔ لیکن خبثت میں ظاہری طور پر زیادہ شناعت پائی جاتی ہے امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس طرح بولنے کا سلیقہ بتایا گیا ہے اور یہ رہنمائی دی گئی ہے کہ اچھا لفظ استعمال کیا جائے اور برا لفظ ترک کر دیا جائے۔ (ابن علان)

٣٣٠ ـ بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعِنَبِ كَرْماً

۳۳۰۔ انگور کا نام کرم رکھنے کی کراہت کا بیان

١٧٤٢ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ الْمُسْلِمُ» متفقٌ عليه. وهذا لفظُ مسلمٍ. وفي رِوَايَةٍ: «فَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ». وفي رواية للبخاري ومسلمٍ: «يَقُولُونَ الْكَرْمُ، إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ».

۱ / ۱۷۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' انگور کا نام کرم مت رکھو' اس لئے کہ کرم تو مسلمان ہے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے۔ بے شک کرم تو مومن کا دل ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے' لوگ (انگور کو) کرم کہتے ہیں' کرم تو صرف مومن کا دل ہے۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأدب، باب قول النبي ﷺ إنما الکرم... ـ وصحیح مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب، باب کراهة تسمیة العنب کرمًا.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ کرم سے مشتق الفاظ کا مستحق تو صرف مومن ہے' اس لئے کہ وہ کریم ہے' اس لئے انگور کو کرم کہہ کر پکارنا صحیح نہیں۔

١٧٤٣ ـ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُولُوا: الْكَرْمُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: الْعِنَبُ،

۲ / ۱۷۴۳۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم (انگور کو) کرم نہ کہو' بلکہ عنب اور حبلۃ کہو۔ (مسلم)۔ (حوالہ مذکور)

وَالحَبَلَـةُ» رواه مسلم. «الحَبَلَـةُ» بفتح الحاءِ والباء، ويقال أيضاً بإسكان الباء.

حبـلـة ' حاء اور باء دونوں پر زبر ہے' اور اسے باء کے سکون کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب، باب كراهة تسمية العنب كرمًا.

فوائد: حَبَلَة یا حَبْلَة ' انگور کے درخت کو کہتے ہیں۔ حبـلـة بھی اسے کہا جاتا ہوگا' اس لئے کرم کے ساتھ حبـلـة کی بھی ممانعت کر دی گئی۔

٣٣١ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ لا يَحْتَاجُ إِلَى ذٰلِكَ لِغَرَضٍ شَرْعِيٍّ كَنِكَاحِهَا وَنَحْوِهِ

۳۳۱۔ کسی آدمی کے سامنے عورت کے محاسن بیان کرنے کی ممانعت۔ الّایہ کہ کسی شرعی مقصد' جیسے نکاح وغیرہ' کے لئے اس کی ضرورت ہو

١٧٤٤ ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تُبَاشِر الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۴۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کوئی عورت دوسری عورت سے مباشرت نہ کرے کہ پھر وہ اس کی خوبیاں اپنے خاوند کے سامنے بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب لا تباشر المرأة...

یہ روایت مسلم میں نہیں ملی۔

فوائد: مباشرت کے معنی ہیں' دو جسموں کا باہم ملاپ اور یہ کنایہ ہوتا ہے اس بات سے کہ دوسرے کے جسم کو نہ دیکھا جائے۔ یہاں اصل اور کنایہ یہ دونوں ہی مراد ہیں اور مطلب ہے کہ کوئی عورت دوسری عورت کی طرف دیکھے اور نہ اس کے جسم کے ساتھ اپنا جسم ملائے' کیونکہ اس طرح اس کی ساری جسمانی خوبیوں کا اسے علم ہو جائے گا' جسے وہ اپنے خاوند کے سامنے بیان کرے گی تو اندیشہ ہے کہ اس کا خاوند کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے اور یوں اس کی اپنی زندگی بھی برباد ہو سکتی ہے۔

٣٣٢ ـ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ فِي الدُّعَاءِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ، بَلْ يَجْزِمُ بِالطَّلَبِ

۳۳۲۔ انسان کا یہ کہنا' اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے' مکروہ ہے۔ بلکہ یقین کے ساتھ اللہ سے درخواست کرے

١٧٤٥ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللَّهُمَّ

۱/ ۱۷۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے' اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے' اے اللہ!

ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لا مُكْرِهَ لَهُ». متفق عليه. وفي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: «وَلٰكِنْ لِيَعْزِمْ، وَلْيُعْظِمِ الرَّغْبَةَ، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ».

اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما دے۔ چاہئے کہ یقین کے ساتھ سوال کرے' اس لئے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے "اور لیکن یقین کے ساتھ مانگے اور رغبت کا خوب اظہار کرے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی چیز دینا' جو وہ مانگنے والے کو دیتا ہے' بڑی بات نہیں ہے۔"

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب ليعزم المسألة ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب العزم بالدعاء.

فوائد: یقین کے ساتھ مانگنے کا مطلب ہے کہ مانگنے میں غیر یقینی انداز نہ ہو' نہ اس کی مشیت پر اسے موقوف کرے' بلکہ پوری شدت طلب کا اظہار اور الحاح و اصرار کرے۔ اس کو کسی چیز کا دینا' بڑی بات نہیں ہے' کا مطلب ہے' انسان دین یا دنیا کی کوئی چیز بھی طلب کرے' اس کا پورا کر دینا اللہ کے لئے کوئی مشکل امر نہیں ہے۔

١٧٤٦ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ، فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلا يَقُولَنَّ: اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ، فَأَعْطِنِي، فَإِنَّهُ لا مُسْتَكْرِهَ لَهُ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۷۴۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو اسے چاہئے کہ عزم و یقین کے ساتھ سوال کرے اور یوں ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے دے' اس لئے کہ کوئی اسے مجبور کرنے والا نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب ليعزم المسألة ـ وصحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب العزم بالدعاء.

فوائد: انسان قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے' اس لئے اسے اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کرنا چاہئے جس سے اس امر کا اظہار ہو کہ وہ تو بے نیاز ہے' اللہ تعالیٰ اس کا سوال پورا کرے' نہ کرے۔ اس سے اسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ علاوہ ازیں اس میں مطلوبہ چیز سے بھی بے نیازی ہے اور یہ دونوں ہی باتیں اللہ کی شان سے فروتر اور بندے کی اپنی عاجزانہ حالت سے برتر ہیں۔

٣٣٣ ـ بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ: مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ فُلَانٌ

۳۳۳۔ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے' کہنے کی کراہت کا بیان

١٧٤٧ ـ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

۱/ ۱۷۴۷۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' اس طرح نہ کہو' جو اللہ چاہے

«لا تقُولوا: ما شاءَ اللهُ وشَاءَ فلانٌ، ولكِنْ قُولُوا: ما شَاءَ اللهُ، ثُمَّ شَاءَ فُلانٌ» رواه أبو داود بإسنادٍ صحيح.

اور فلاں چاہے۔ لیکن یہ کہو' جو اللہ چاہے' پھر جو فلاں چاہے۔ (اسے ابو داؤد نے صحیح سند سے روایت کیا)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب لا يقال خبثت نفسي.

فوائد: پہلی صورت اس لئے ممنوع ہے کہ اس میں بیک وقت انسان اور اللہ کی مشیت میں اشتراک ہو جاتا ہے' جو یکسر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ جب کہ دوسری صورت میں اللہ کی مشیت پہلے ہے' جو اصل ہے اور اس کے بعد بندے کی مشیت ہے جو اللہ کی مشیت کے تابع ہے' اس لئے یہ جائز ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کسی کو کہے کہ ہمارا سہارا تو اللہ ہے اور آپ ہیں۔ اس میں اللہ اور بندے دونوں کو یکساں مقام دے دیا گیا ہے' جو ناجائز ہے۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہو گا کہ ہمارا سہارا تو اللہ ہے' پھر آپ ہیں۔ کیونکہ اس میں واہمہ شرک نہیں ہے' جب کہ پہلی بات میں ایسا ہے۔

٣٣٤ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيثِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ

۳۳۴۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنے کی کراہت کا بیان

والمرادُ بهِ الحديثُ الذي يكونُ مُبَاحاً في غيرِ هذا الوقت، وفعلُه وتركُهُ سواءٌ، فَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمُحَرَّمُ أو المكرُوهُ في غَيْرِ هٰذا الوَقْتِ، فَهُوَ في هذا الوَقْتِ أَشَدُّ تَحْرِيماً وَكَرَاهَةً. وَأَمَّا الحَدِيثُ في الخَيْرِ كَمُذَاكَرَةِ العِلْمِ وحِكَايَاتِ الصَّالِحِينَ، وَمَكَارِمِ الأَخْلاقِ، والحَدِيثُ مَعَ الضَّيْفِ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ، وَنَحْوِ ذلكَ، فلا كَرَاهَةَ فِيهِ، بل هُوَ مُسْتَحَبٌّ، وَكذا الحَدِيثُ لِعُذْرٍ وعارِضٍ لا كَرَاهَةَ فِيهِ، وقَدْ تَظَاهَرَت الأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ على كُلِّ مَا ذَكَرْتُهُ.

اس سے مراد وہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں جائز ہے اور اس کا کرنا اور چھوڑنا دونوں برابر ہو۔ لیکن وہ بات جو اس وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں حرام ہو تو وہ اس وقت (عشاء کے بعد) زیادہ حرام اور زیادہ مکروہ ہو گی۔ لیکن بھلائی کی بات' جیسے علمی مذاکرہ' نیک لوگوں کی حکایات' عمدہ اخلاق کا تذکرہ' مہمان کے ساتھ گفتگو اور کسی ضرورت مند وغیرہ کے ساتھ' تو اس میں کوئی کراہت نہیں' بلکہ یہ مستحب (پسندیدہ) ہے۔ اسی طرح کسی عذر یا سبب کی وجہ سے بات کرنے میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے۔ یہ تمام باتیں جن کا میں نے ذکر کیا' ان پر صحیح حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ (اب احادیث ملاحظہ ہوں)

١٧٤٨ ـ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ العِشَاءِ وَالحَدِيثَ بعْدَهَا. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۴۸۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور عشاء کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب ما يكره من النوم قبل العشاء ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح.

فوائد: عشاء سے قبل سونے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح عشاء کی نماز فوت ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے اور عشاء کے بعد جائز بات چیت اس لئے ناپسندیدہ ہے کہ اس سے سونے میں تاخیر ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان کے لئے تہجد یا فجر کے وقت اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے' اس صورت میں گویا نماز فجر کے فوت ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ علاوہ ازیں انسان عشاء کی نماز کے فوراً بعد سو جائے تو اس لحاظ سے بھی بہتر ہے کہ اس کی دن کی سرگرمیوں کا اختتام نماز پر ہو گا' جو افضل ترین عمل ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جب عشاء کے بعد بات چیت ناپسندیدہ ہے تو دوسرے کام بھی' جن میں کوئی دینی فائدہ اور شرعی غرض نہیں ہے' مکروہ ہوں گے۔ جیسے کھیل کود' تاش بازی' شطرنج وغیرہ اور آج کل کی عالمی لعنت ٹیلی ویژن اور ویڈیو وغیرہ دیکھنا۔ یہ ساری چیزیں تو ویسے بھی حرام ہیں' عشاء کے بعد ان لغویات میں مصروف رہنا اور بھی زیادہ حرام ہو گا۔ اسی طرح امام نووی ؒ نے علمی مذاکرہ وغیرہ کو جو جائز بلکہ مستحب قرار دیا ہے تو یہ بھی مشروط ہے بروقت نماز فجر کی ادائیگی کے ساتھ۔ اگر رات کو تعلیم و تعلم یا وعظ و تذکیر میں اتنا وقت صرف کر دیا جائے کہ فجر کے وقت اٹھا نہ جا سکے تو یہ جواز و استحباب بھی محل نظر قرار پائے گا۔

١٧٤٩ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صلَّى العِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ: «أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ اليَوْمَ أَحَدٌ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۷۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی' پس جب آپ ؐ نے سلام پھیرا' تو فرمایا۔ بھلا بتلاؤ تو سہی' یہ رات کون سی ہے؟ بے شک جو شخص آج روئے زمین پر زندہ ہے' صدی کے پورے ہونے تک وہ باقی نہیں رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب السمر في العلم ـ وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ لا تأتي مائة سنة وعلى الأرض نفس.

فوائد: یہ نبی ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ آج کی رات کے بعد جو زندہ ہیں' وہ صدی کے راس (پورے ہونے یا سرے) پر باقی نہیں رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا' تمام صحابہ کرام پہلی صدی ہجری کے اختتام تک وفات پا گئے' سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہیں' جن کا انتقال ایک سو دس ہجری میں ہوا۔ یعنی آپ ؐ کے فرمان کے پورے سو سال بعد۔ ﷺ ۔ اس میں عشاء کے بعد ضروری باتیں اور علم سے متعلق گفتگو کا جواز ہے۔

١٧٥٠ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهمُ انْتَظَرُوا النَّبِيَّ ﷺ، فَجَاءَهُمْ قريباً من شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلَّى بِهِم يعني العِشَاءَ، قَالَ:

۳/ ۱۷۵۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن صحابہ نبی ﷺ کا انتظار کرتے رہے۔ پس آپ ان کے پاس تقریباً آدھی رات کو آئے اور ان کو عشاء

ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ: «أَلا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوا، ثُمَّ رَقَدُوا، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صلاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ» رواه البخاري.

کی نماز پڑھائی' (حضرت انس فرماتے ہیں) پھر ہمیں خطبہ دیا' جس میں فرمایا' سنو! بے شک بعض لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جتنی دیر انتظار کرتے رہے' برابر نماز میں ہی رہے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب مواقیت الصلاة، باب السمر في الفقه والخیر بعد العشاء.

فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز نصف رات تک مؤخر کی جا سکتی ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس کے لئے جاگنا بھی جائز ہے' تاکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جا سکے۔ تیسری بات یہ کہ انتظار کی ساری مدت نماز میں شمار ہو گی اور اس حساب سے زیادہ اجر و ثواب ملے گا

٣٣٥ ـ بَابُ تَحْرِيمِ امْتِنَاعِ الْمَرْأَةِ مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا إِذَا دَعَاهَا وَلَمْ يَكُنْ لَهَا عُذْرٌ شَرْعِيٌّ

٣٣٥۔ عورت کو عذر شرعی نہ ہو تو خاوند کے بلانے پر اس کے لئے خاوند کے بستر پر جانے سے انکار کرنا حرام ہے

١٧٥١ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا، لَعَنَتْهَا المَلائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ» متفقٌ عليه. وفي رواية: حَتَّى «تَرْجِعَ».

١ / ١٧٥١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کردے' پس خاوند اس سے ناراضی کی حالت میں رات گزارے' تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے' جب تک وہ (خاوند کے پاس) لوٹ نہ آئے (فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں)۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدکم: آمین... ـ وصحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها عن فراش زوجها.

فوائد: بستر پر بلانے سے مراد' رات کو ساتھ سونا یا اس سے ہم بستری کرنا ہے۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ خاوند جب بھی اسے اپنی جنسی خواہش کی تسکین کے لئے بلائے تو انکار نہ کرے' رات ہو یا دن۔ ہاں عذر شرعی ہو تو بات اور ہے' جیسے رمضان کے دن ہوں اور وہ روزے سے ہو' یا بیمار ہو یا اس کی ماہواری کے ایام ہوں' تو ان حالات میں وہ خاوند کی خواہش پوری کرنے سے یقیناً معذور ہو گی۔ اس قسم کے عذر شرعی کے بغیر انکار پر وہ فرشتوں کی لعنت کی مستحق قرار پائے گی۔ عورت کے لئے یہ تاکید اس لئے ہے تاکہ مرد اپنی بیوی کو نظرانداز کر کے کسی اور عورت کی طرف نہ دیکھے۔ اگر عورت' خاوند کی جنسی خواہش کی تسکین کا اہتمام نہیں کرے گی تو خاوند پھر غلط راستے پر چل سکتا ہے۔ اس کو بے راہ روی سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ عورت اس کی دل داری میں بلاوجہ کوتاہی نہ کرے۔

٣٣٦ ـ بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ تَطَوُّعاً وَزَوْجُهَا حَاضِرٌ إلاَّ بِإذْنِهِ

۳۳۶۔ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر' عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا حرام ہے

١٧٥٢ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إلَّا بِإذْنِهِ، وَلا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إلَّا بِإذْنِهِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل ہونے کی اجازت دے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها ـ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه.

فوائد: روزے سے مراد نفلی روزہ ہے۔ علاوہ ازیں اسی طرح دیگر نفلی عبادات ہیں' مثلاً نفلی نماز' تلاوت وغیرہ' یہ سب کام خاوند کی موجودگی میں خاوند کی اجازت کے بغیر کرنے جائز نہیں۔ اسی طرح خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کو گھر میں اپنے محرم کو بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہئے' چہ جائیکہ غیر محرم مردوں اور رشتے داروں کو۔ البتہ جن محرموں کے لئے اس نے صراحتاً اجازت دے رکھی ہو یا اس پر وہ خاموش رہتا ہو' تو ان کو عورت گھر کے اندر آنے کی اجازت دے سکتی ہے۔

٣٣٧ ـ بَابُ تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْمُومِ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ أَوِ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ

۳۳۷۔ امام سے پہلے مقتدی کا رکوع یا سجدے سے اپنا سر اٹھانا حرام ہے

١٧٥٣ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ! أَوْ يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا تمہارا ایک آدمی' جب اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے' اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اللہ اس کی صورت کو گدھے کی صورت میں بدل دے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام ـ وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب النهى عن سبق الإمام . . .

فوائد: اس میں امام سے پہل کرنے کی وعید بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی کے سر یا شکل و صورت کو

گدھے کے سر یا صورت میں بدل دینا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس لئے مقتدی کو ہر کام امام کے بعد کرنا چاہئے۔ امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جانا یا پہلے سر اٹھانا یا کوئی اور کام پہلے کرنا سخت گناہ اور نہایت خطرناک ہے۔

٣٣٨ ـ بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْخَاصِرَةِ فِي الصَّلَاةِ

٣٣٨۔ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی کراہت کا بیان

١٧٥٤ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نُهِيَ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب العمل في الصلاة، باب الخصر في الصلاة ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب كراهة الاختصار في الصلاة.

فوائد: انسان کے دائیں بائیں دو پہلو ہیں' انہیں کوکھ کہا جاتا ہے۔ نماز کی حالت میں ان پہلوؤں (کوکھوں) پر ہاتھ رکھنا' تکبر کی علامت ہے جب کہ نماز تو سراسر بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز مندی کے اظہار کا نام ہے۔ تاہم پہلو میں درد ہو اور اس کی وجہ سے کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ضرورت پیش آجائے تو بات اور ہے۔ اس وقت ایسا کرنا جائز ہو گا۔

٣٣٩ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَنَفْسُهُ تَتُوقُ إِلَيْهِ أَوْ مَعَ مُدَافَعَةِ الْأَخْبَثَيْنِ، وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

٣٣٩۔ کھانے کی موجودگی میں' جب کہ نفس اس کا مشتاق ہو یا پیشاب' پاخانے کی شدید حاجت کے وقت' نماز کی کراہت کا بیان

١٧٥٥ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ» رواه مسلم.

۱/ ۱۷۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں اور نہ اس وقت' جب کہ پیشاب' پاخانے کی شدید حاجت ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام.

فوائد: یہاں نفی' بمعنی نہی ہے۔ یعنی کھانے یا پیشاب پاخانے کی حاجت کے وقت کوئی شخص نماز نہ پڑھے۔ لیکن یہ حکم ایسے شخص کے لئے ہے جس کو شدید بھوک لگی ہو اور کھانا بھی سامنے تیار ہو۔ کیونکہ اس صورت میں وہ کھانے سے پہلے نماز پڑھے گا تو وہ سکون اور خشوع و خضوع سے نماز نہیں پڑھ سکے گا۔ اسی طرح پیشاب پاخانے کی ضرورت بھی شدید ہو تو پہلے قضائے حاجت کا اہتمام کرے اور پھر نماز پڑھے۔

٣٤٠ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلاَةِ

۳۴۰۔ نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا ممنوع ہے

١٧٥٦ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلاتِهِمْ!» فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذلِكَ حَتَّى قَالَ: «لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ!» رواه البخاري.

۱/ ۱۷۵۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنی نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ پس اس کی بابت آپ ؐ کا لہجہ سخت ہو گیا' یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة.

فوائد: نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا' خشوع و خضوع کے منافی ہے' اس لئے اس پر سخت وعید فرمائی گئی ہے۔ تاہم نماز کے علاوہ مثلاً دعا کے وقت یا غور و فکر کے وقت آسمان کی طرف نگاہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' بلکہ بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے۔

٣٤١ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الالْتِفَاتِ فِي الصَّلاَةِ لِغَيْرِ عُذْرٍ

۳۴۱۔ بغیر عذر کے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی کراہت کا بیان

١٧٥٧ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الالْتِفَاتِ فِي الصَّلاةِ فَقَالَ: «هُوَ اخْتِلاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلاةِ الْعَبْدِ» رَوَاهُ الْبُخَارِي.

۱/ ۱۷۵۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی بابت پوچھا' تو آپ ؐ نے فرمایا۔ یہ ایک جھپٹ ہے' جس کے ذریعے سے شیطان بندے کی نماز کا کچھ حصہ اچک لیتا ہے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الالتفات في الصلاة.

فوائد: جھپٹ یا اچک لینا کا مطلب ہوتا ہے' کسی کی غفلت اور بے خبری میں نہایت تیزی سے اس کی چیز لے لینا۔ جب انسان نماز میں خشوع و خضوع کی بجائے ادھر ادھر دیکھتا ہے تو یہ گویا انسان کی غفلت اور بے خبری ہے جس سے شیطان فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کی نماز کو بے اثر کر دیتا ہے۔

١٧٥٨ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكَ وَالالْتِفَاتَ فِي الصَّلاةِ؛ فَإِنَّ الالْتِفَاتَ فِي

۲/ ۱۷۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچو' اس لئے کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا بربادی

الصَّلاةِ هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لا بُدَّ، فَفِي التَّطَوُّعِ لا فِي الْفَرِيضَةِ». رواه الترمذي وقال: حديثٌ حسنٌ صَحِيحٌ.

ہے۔ اگر دیکھنا ضروری ہی ہو تو نفلی نماز میں دیکھا جا سکتا ہے نہ کہ فرض نماز میں۔ (ترمذی' حسن صحیح)

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الصلاة، باب ما ذكر في الالتفات في الصلاة.

فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے ترمذی کے بولاق والے نسخے میں صرف' حدیث حسن' ہے اور اس کے حاشیے میں ایک نسخہ حسن غریب ہے۔ شیخ البانی فرماتے ہیں اور یہی صحیح ہے' اس لئے کہ یہ روایت اپنی سند کے ضعف و انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (ریاض الصالحین' بہ تحقیق البانی و تعلیق المشکوۃ' رقم ۹۹۷) جب یہ روایت سنداً صحیح نہیں ہے تو نفلی نماز میں بھی ادھر ادھر دیکھنے کی گنجائش ثابت نہیں ہو گی۔ تاہم اگر ناگزیر ہے تو یہ التفات صرف چہرے اور نگاہ کی حد تک ہی ہو' ورنہ اگر سینے سمیت ادھر ادھر مڑے گا تو نماز ہی باطل ہو جائے گی' کیونکہ پھر وہ قبلہ رخ نہیں رہے گا' جب کہ نماز کے لئے استقبال قبلہ بھی ضروری ہے۔

٣٤٢ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلاَةِ إِلَى الْقُبُورِ

۳۴۲۔ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

١٧٥٩ - عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ كَنَّازِ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لا تُصَلُّوا إِلى الْقُبُورِ وَلا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا» رواه مسلم.

۱/ ۱۷۵۹۔ حضرت ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز مت پڑھو اور نہ ان کے اوپر بیٹھو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهى عن الجلوس على القبر والصلاة إليه.

فوائد: قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح مشرکین کے ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں غیر اللہ کی تعظیم کا پہلو بھی اس میں نکلتا ہے' جو انسان کو شرک کی طرف لے جاتا ہے۔ (۲) قبروں پر بیٹھنے سے انسان کی تذلیل ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو توقیر و تکریم سے نوازا ہے۔ اس لئے دونوں کاموں سے بچنا چاہئے۔

٣٤٣ - بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

۳۴۳۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی حرمت کا بیان

١٧٦٠ - عَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْراً لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ»

۱/ ۱۷۶۰۔ حضرت ابو الجہیم عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کو یہ علم ہو جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے؟ تو وہ چالیس تک کھڑے رہنے کو' گزرنے سے بہتر سمجھے گا۔ حدیث کے

قَالَ الرَّاوِي: لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْماً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْراً، أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً، متفقٌ عليه.

راوی بیان کرتے ہیں' مجھے یاد نہیں کہ آپ ؐ نے چالیس دن' یا چالیس مہینے یا چالیس سال فرمایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب إثم المارّ بين يدي المصلى - وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب منع المارّ بين يدي المصلى.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا نہایت سخت گناہ ہے۔ نمازیوں کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ سترے یا ستون کے بغیر عام گزرگاہ پر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھیں' اس سے یا تو گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے یا مسئلے سے ناواقف لوگ آگے سے گزرتے رہتے ہین اگر سترہ وغیرہ نہ ہو تو کتنے فاصلے سے نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے' اس کا اندازہ تین میٹر یا تین صف کیا گیا ہے۔ مزید احتیاط کے طور پر چار پانچ صف کا اندازہ کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم

٣٤٤ - بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوعِ الْمَأْمُومِ فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِي إِقَامَةِ الصَّلَاةِ سَوَاءٌ كَانَتِ النَّافِلَةُ سُنَّةَ تِلْكَ الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرَهَا

۳۴۴۔ مؤذن کے اقامت شروع کرنے کے بعد مقتدی کے لئے نفلی نماز پڑھنے کی کراہت' وہ چاہے اس نماز کی سنت ہو یا کوئی اور نفل نماز

١٧٦١ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إذا أُقِيمَتِ الصَّلاةُ، فَلا صَلاةَ إلَّا المَكْتُوبَةَ» رواه مسلم.

۱/۱۷۶۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو پھر فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن.

فوائد: جب فرض نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے' تو سنت' نوافل پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اگر کسی نے شروع کر رکھے ہوں تو اس کو چاہئے کہ نماز توڑ دے اور جماعت کے بعد وہ پڑھ لے۔ جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد سنتیں پڑھتے رہنا اس حدیث کے خلاف ہے۔ جیسے احناف کی مسجدوں میں بالعموم اور فجر کی سنتوں میں بالخصوص یہ معمول ہے۔ احناف نے اس کے لئے یہ کہہ کر گنجائش پیدا کر رکھی ہے کہ پہلی رکعت فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر جماعت کھڑی ہونے کے بعد بھی سنتیں پڑھنا جائز ہے۔ اول تو یہ قول بھی مذکورہ حدیث کے خلاف ہے لیکن عوام پوری نماز فجر کے دوران ہی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں۔ یعنی عملی طور پر تو بغیر کسی شرط کے سنتیں پڑھنے کا عام رواج ہے۔ بہرحال یہ رواج حدیث مذکور کے بالکل خلاف ہے۔

٣٤٥ - بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيصِ يَوْمِ

۳۴۵۔ جمعے کے دن کو روزے کے لئے

الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ أَوْ لَيْلَتِهِ بِصَلَاةٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي

اور جمعے کی رات کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کرنے کی کراہت کا بیان

١٧٦٢ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَخُصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ» رواه مسلم.

۱/ ۱۷۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تم جمعے کی رات کو' دوسری راتوں کے درمیان سے قیام (نفلی نماز وغیرہ) کے لئے خاص کرو اور نہ جمعے کے دن کو' دوسرے دنوں کے درمیان سے' روزے کے لئے خاص کرو۔ مگر یہ کہ جمعہ اس مدت میں آجائے جس میں تمہارا ایک آدمی روزے رکھتا ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب كراهة صيام يوم الجمعة منفردا.

فوائد: جیسے کسی شخص کا معمول ہو' ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھنا۔ اس میں جمعے کا دن آجائے' یا عاشورے یا عرفے کا روزہ رکھتا ہو' اس میں جمعے کا دن آجائے' یا ایام بیض کے روزوں میں جمعہ آجائے' یا اس نے نذر کے روزے شروع کر رکھے ہوں' ان میں جمعہ آجائے۔ ان تمام صورتوں میں جمعے کے دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ صرف بطور خاص جمعے کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

١٧٦٣ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ «لا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْماً قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۷۶۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' تم میں سے کوئی شخص جمعے کے دن روزہ نہ رکھے۔ ہاں اس کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ ملا لے (تو پھر کوئی حرج نہیں)۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة ـ وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب كراهة صيام يوم الجمعة منفردا.

فوائد: اس میں جمعے کے دن روزہ رکھنے کی ایک اور صورت کا بیان ہے کہ جمعرات یا ہفتے کے دن کا روزہ ساتھ ملا لیا جائے' تو ٹھیک ہے۔

١٧٦٤ ـ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِراً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ. متفقٌ عليه.

۳/ ۱۷۶۴۔ حضرت محمد بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا نبی ﷺ نے جمعے کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا' ہاں۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة ـ وصحيح مسلم، كتاب

الصيام، باب كراهة صيام يوم الجمعة منفردا.

١٧٦٥ - وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: «أَصُمْتِ أَمْسِ؟» قَالَتْ: لا، قَالَ: «تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَداً؟» قَالَتْ: لا، قَالَ: «فَأَفْطِرِي» رَوَاهُ البُخَارِي.

۴ / ۱۷۶۵۔ حضرت ام المومنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ان کے پاس (ایک مرتبہ) نبی ﷺ جمعے والے دن تشریف لائے جب کہ وہ روزے سے تھیں۔ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا' کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کیا' نہیں۔ آپؐ نے فرمایا' کیا تمہارا ارادہ کل کو روزہ رکھنے کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا' نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا' روزہ افطار کرلو۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے صرف جمعے کا روزہ رکھا ہو تو اسے توڑ دینا مستحب ہے۔

٣٤٦ - بَابُ تَحْرِيمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ أَنْ يَصُومَ يَوْمَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ، وَلاَ يَأْكُلَ وَلاَ يَشْرَبَ بَيْنَهُمَا

۳۴۶۔ صوم وصال کی حرمت کا بیان۔ اس سے مراد بغیر کھائے پیئے دو دن یا زیادہ دن مسلسل روزہ رکھنا ہے

١٧٦٦ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الوِصَالِ. متفقٌ عليه.

۱ / ۱۷۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وصال کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب الوصال - وصحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن الوصال في الصوم.

١٧٦٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الوِصَالِ. قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: «إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى» متفقٌ عليه، وهذا لَفظُ البُخاري.

۲ / ۱۷۶۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وصال کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا' صحابہ نے عرض کیا' آپؐ خود تو وصال کرتے ہیں' (یعنی بغیر کھائے پیئے مسلسل روزہ رکھتے ہیں؟) تو آپؐ نے فرمایا۔ میں تم جیسا نہیں ہوں' مجھے تو (اللہ کی طرف سے) کھلایا پلایا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب الوصال - وصحيح مسلم، كتاب الصيام،

باب النهى عن الوصال في الصوم.

فوائد: بعض شرعی معاملات میں نبی ﷺ کے لئے خصوصی احکام تھے جن کی رو سے بعض چیزیں آپ پر واجب تھیں، امت پر وہ واجب نہیں، آپ کے حق میں وہ جائز تھیں، امت کے لئے ان کا جواز نہیں ہے۔ ایسی چیزیں آپ کی خصوصیات کہلاتی ہیں، جن میں امت کے لئے آپ کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ گناہ ہے۔ ان ہی خصوصیات میں سے ایک صوم وصال ہے، جس کا مطلب ہے، بغیر کھائے پیئے کئی کئی دن کا مسلسل روزہ رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر و تحمل کی جو خصوصی قوت عطا فرمائی تھی، اس کی وجہ سے آپ روزوں میں وصال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن افراد امت میں وہ قوت نہیں کہ وہ اس کا تحمل کر سکیں، اس لئے ان کے لئے وہ جائز نہیں۔ (۲) میں تم جیسا نہیں کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ نے مجھے جو خاص قوت عطا کی ہے، اس سے تم محروم ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تم جیسا انسان ہی نہیں۔ کیونکہ یہ مطلب انما انا بشر مثلکم، نص قرآنی کے خلاف ہے۔ (۳) کھلائے پلائے جانے سے مراد بھی روحانی قوت ہی ہے نہ کہ روزے کی حالت میں کسی خصوصی غذا کا اہتمام کیونکہ کھانا پینا تو روزے کے ہی منافی ہے۔

٣٤٧ ـ بَابُ تَحْرِيمِ الْجُلُوسِ عَلَى قَبْرٍ

۳۴۷۔ قبر پر بیٹھنے کی حرمت کا بیان

١٧٦٨ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ، فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ، فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ» رواه مسلم.

۱/ ۱۷۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا، جو اس کے کپڑوں کو جلا دے اور اس آگ کا اثر اس کی جلد تک پہنچ جائے، یہ اس کے لئے کسی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهى عن الجلوس على القبر والصلاة إليه.

فوائد: قبر پر بیٹھنے میں مردے کی اہانت کا پہلو ہے، اس لئے اس کو بھی سخت گناہ قرار دیا ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے۔

٣٤٨ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيصِ الْقُبُورِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهَا

۳۴۸۔ قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت (قبہ وغیرہ) بنانے کی ممانعت کا بیان

١٧٦٩ ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ. رواه مسلم.

۱/ ۱۷۶۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے کہ قبر کو پختہ کیا جائے، اس پر بیٹھا جائے اور اس پر کوئی عمارت بنائی جائے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهى عن تجصيص القبر والبناء عليه.

فوائد: قبروں کو پختہ کرنا ایک تو فضول خرچی ہے، کیونکہ اس سے کوئی فائدہ مردے کو نہیں ہوتا۔ دوسرے، اس

میں فوت شدگان کی ایسی تعظیم ہے جو انسان کو شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ قبروں پر قبہ' گنبد' وغیرہ بنانے کا بھی یہی معاملہ ہے اور قبروں پر بیٹھنا تکریم انسانیت کے منافی ہے۔ اس لئے ان تینوں کاموں سے روک دیا گیا ہے۔

٣٤٩ - بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ إِبَاقِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهِ

۳۴۹۔ غلام کا اپنے آقا سے بھاگنے کی سخت ممانعت کا بیان

١٧٧٠ - عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ». رواه مسلم.

۱/ ۱۷۷۰۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص (اپنے آقا سے) بھاگ جائے' تو وہ اسلام کے عہد سے نکل گیا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تسمية العبد الآبق كافرا.

١٧٧١ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ» رواه مسلم. وفي رِوَايَةٍ: «فَقَدْ كَفَرَ».

۲/ ۱۷۷۱۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ ایک اور روایت میں ہے' پس تحقیق اس نے کفر کیا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تسمية العبد الآبق كافرا.

فوائد: آج کل غلامی کا یہ سلسلہ اگرچہ موقوف ہے' تاہم جب بھی اور جہاں بھی یہ سلسلہ کسی انداز میں قائم ہو گا' جیسے جہاد کی صورت میں کفار کی عورتوں' بچوں کو غلام بنانا' تو اس وقت یہ احکام بھی نافذ ہوں گے۔

٣٥٠ - بَابُ تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ

۳۵۰۔ حدود الٰہی میں سفارش کرنے کی حرمت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾ [النور: ٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بدکار عورت اور بدکار مرد' ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور ان دونوں پر اللہ کے دین کی تعمیل میں تمہیں رحم کھانے کی ضرورت نہیں ہے' اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورۂ نور۔ ۲)

فائدۂ آیت: اس آیت میں جن بدکار مرد و عورت کا ذکر ہے' غیر شادی شدہ ہیں۔ کیونکہ شادی شدہ بدکار مرد اور عورت دونوں کے لئے حد "رجم" ہے۔ زنا کی اس سزا اور شادی و غیر شادی شدہ مرد و عورت کی سزا میں فرق پر تمام صحابہ اور فقہائے امت کا اتفاق ہے' یعنی امت کا اجماع ہے۔ (۲) اس سزا کے نفاذ میں نرمی اور مداہنت ایمان کے منافی ہے' جب ایسا ہے تو جو لوگ سرے سے ان اسلامی سزاؤں کو (نعوذ باللہ) وحشیانہ قرار دیتے ہیں' ان کے دلوں میں ایمان کس درجے میں باقی رہے گا؟ بہرحال ایمان' دین میں صلابت و استقامت اور

نفاذ احکام اسلام میں مخلصانہ و صدق دلانہ کوششوں کا متقاضی ہے۔

١٧٧٢ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشاً أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِىءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ تَعَالَى؟» ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ، أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا». متفقٌ عليه. وفي رواية: فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رسولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ!؟» قَالَ أُسَامَةُ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ثُمَّ أَمَرَ الْمَرْأَةَ، فَقُطِعَتْ يَدُهَا.

۱/ ۱۷۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ قریش کو ایک مخزومی عورت (کے معاملے) نے' جس نے چوری کا ارتکاب کر لیا تھا' پریشانی میں مبتلا کر دیا اور انہوں نے (آپس میں) کہا۔ کون ہے جو اس عورت کی بابت رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کی جرأت تو صرف رسول اللہ ﷺ کے چہیتے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ہی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسامہؓ نے آپؐ سے گفتگو کی' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' (اے اسامہ) کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے؟ پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں فرمایا' تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ ان میں کوئی بلند رتبہ آدمی چوری کر لیتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور کوئی کمزور آدمی چوری کر لیتا تو اس پر حد قائم کر دیتے تھے (پھر فرمایا) اللہ کی قسم' اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کر لے تو ضرور میں اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا' کیا تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے؟ تو حضرت اسامہؓ نے کہا' اے اللہ کے رسول! میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے۔ راوی حدیث بیان کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے اس عورت کی بابت حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تخريج: صحيح بخاري، أواخر كتاب الأنبياء، وكتاب الحدود، باب كراهية الشفاعة في الحد ـ وصحيح مسلم، كتاب الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره. . .

فوائد: حد' وہ سزا ہے جو شریعت کی طرف سے مقرر ہے' اس میں کسی کو کمی بیشی کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ جیسے چوری کی حد' قطع ید ہے' زنا کی حد سو کوڑے یا رجم ہے' شراب نوشی کی حد چالیس کوڑے ہے' وغیرہ۔ (۲) ان میں کسی کو سفارش کرنے کا بھی شرعاً حق حاصل نہیں ہے' اور نہ سفارش سے ان کی معافی ہی ممکن ہے۔ (۳) نفاذ حدود میں مرد و عورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں۔ جو بھی قابل حد جرم کا ارتکاب کرے گا' وہ مرد ہو یا

عورت' اس پر حد کا نفاذ ہو گا۔ (۴) کوئی کتنا بھی بلند رتبہ ہو' حد سے مستثنیٰ نہیں' اقامت حد میں ادنیٰ و اعلیٰ کی کوئی تمیز نہیں۔ (۵) گزشتہ امتوں کے احوال و وقائع سے عبرت و موعظت حاصل کرنی چاہئے تاکہ ایسے افعال سے اجتناب کیا جا سکے جو ان کی تباہی کا باعث ہوئے۔ (۶) حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ان کا مقام و مرتبہ۔

٣٥١ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِي طَرِيقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَاءِ وَنَحْوِهَا

۳۵۱۔ لوگوں کے راستے میں' سایہ دار جگہ' پانی کے گھاٹوں اور اس قسم کی دیگر جگہوں میں قضائے حاجت کی ممانعت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ بِغَيْرِ مَا ٱكْتَسَبُوا۟ فَقَدِ ٱحْتَمَلُوا۟ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ [الأحزاب: ٥٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں' پس تحقیق انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔ (سورۂ احزاب' ۵۸)

فائدۂ آیت: مذکورہ جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنا' یقیناً ایذاء کا باعث ہے اور مومنوں کو ایذاء پہنچانا سخت گناہ ہے' اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ جس طرح گرمی میں سایہ دار جگہ کی اہمیت ہے' سردی میں دھوپ والی جگہ کو وہی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لئے موسم کے اعتبار سے ان جگہوں کا غلط استعمال گناہ کا باعث ہو گا۔

١٧٧٣ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ» قَالُوا وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ: «الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ» رواه مسلم.

۱/ ۱۷۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' دو لعنت کا سبب بننے والے کاموں سے بچو! صحابہ نے عرض کیا' وہ لعنت والے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا' وہ شخص' جو لوگوں کے راستے میں یا ان کی سایہ دار جگہ میں قضائے حاجت کرے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب النهى عن التخلّى في الطريق.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ ایسے کاموں سے اجتناب ضروری ہے جن سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچے۔ مذکورہ جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنے سے تکلیف کے علاوہ یہ اندیشہ بھی ہے کہ ایسی جگہوں پر غلاظت و نجاست سے وبائی امراض پھوٹ پڑیں۔ اس لئے نظافت کے اعتبار سے بھی مذکورہ کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

٣٥٢ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهِ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ

۳۵۲۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کی ممانعت کا بیان

١٧٧٤ ـ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ

۱/ ۱۷۷۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ ٹھہرے

الرَّاكِدِ. رواه مسلم.

ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب النھی عن البول فی الماء الراکد.

فوائد: ٹھہرے ہوئے پانی سے مراد' وہ پانی ہے جو دریا کی طرح جاری نہ ہو۔ جیسے چھپڑ' جھیل' حوض' تالاب وغیرہ کا پانی۔ ان میں جب پیشاب منع ہے تو پاخانہ کرنا بطریق اولیٰ ممنوع ہو گا۔ یہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ' اس میں اپنی غلاظت و نجاست ڈالنے سے اجتناب کرنا چاہئے' تاکہ یہ پانی مزید بدبودار نہ ہو۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں ویسے ہی تعفن پیدا ہو جاتا ہے' اگر اس میں مزید نجاست و غلاظت ڈال دی جائے تو اس کی عفونت و سڑاند کا اور اس سے قرب و جوار کے لوگوں کو جو تکلیف پہنچے گی' اس کا اندازہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کے احکام میں کتنی جامعیت و وسعت ہے اور کس طرح اس نے لوگوں کو درپیش مسائل سے اعتناء کیا ہے' اس کی مثال دوسرا کوئی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن بدقسمتی سے' مسلمانوں کا مذہب اپنی تعلیمات و ہدایات کے لحاظ سے جتنا جامع اور کامل ہے' اتنے ہی مسلمان اس پر عمل کرنے سے بے خبر اور غافل ہیں' فالی اللہ المشتکی۔

٣٥٣ - بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ بَعْضَ أَوْلَادِهِ عَلَى بَعْضٍ فِي الْهِبَةِ

٣٥٣۔ باپ کا اپنی اولاد میں سے ہبے اور عطیے میں' ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کراہت کا بیان

١٧٧٥ - عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هذا غُلاماً كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هذا؟» فَقَالَ: لا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَأَرْجِعْهُ». وفي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفَعَلْتَ هٰذا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟» قَالَ: لا، قَالَ: «اتَّقُوا اللهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ» فَرَجَعَ أَبِي، فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ. وفي رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بَشِيرُ! أَلَكَ وَلَدٌ سِوَى هذا؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «أَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هٰذا؟» قَالَ: لا، قَالَ: «فَلا تُشْهِدْنِي إِذاً فَإِنِّي لا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ». وفي رِوَايَةٍ «لا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ». وفي رِوَايَةٍ:

١/١٧٧٥۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور جا کر عرض کیا' کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو بطور عطیہ ایک غلام دیا ہے جو میرا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا' کیا تو نے اپنی سب اولاد کو اس کی مثل عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پس تو اسے اس سے واپس لے لے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا' کیا تو نے ایسا اپنی تمام اولاد کے ساتھ کیا ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ پس میرے باپ واپس آئے اور وہ دیا ہوا صدقہ (عطیہ) واپس لے لیا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ

«أَشْهِدْ عَلى هذا غَيْري» ثُمَّ قَالَ: «أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟» قَالَ: بَلى، قَالَ: «فَلا إِذاً» متفقٌ عليه.

نے دریافت فرمایا' اے بشیر! کیا اس کے علاوہ بھی تیری اولاد ہے؟ انہوں نے کہا' ہاں۔ آپؐ نے پوچھا' کیا تو نے ان سب کو اس کی مثل عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے کہا' نہیں۔ آپؐ نے فرمایا' تب تو مجھے اس پر گواہ مت بنا' اس لئے کہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

ایک اور روایت میں ہے' تو مجھے ظلم پر گواہ مت بنا۔

ایک اور روایت میں ہے' تو میرے علاوہ کسی اور کو اس پر گواہ بنا۔ پھر فرمایا۔ کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ ساری اولاد تیرے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہو؟ انہوں نے کہا' کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا' پس پھر یہ کام نہ کر۔ (یعنی صرف ایک بیٹے کو عطیہ نہ دے)۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الهبة، باب الهبة للولد ـ وصحيح مسلم، كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة.

فوائد: اس حدیث سے کئی اہم مسائل معلوم ہوئے۔ (۱) ہر اقدام کی بابت اہل علم و ماہرین شریعت سے دریافت کیا جائے۔ (۲) والدین کو چاہئے کہ وہ اولاد کے درمیان عدل و مساوات کا اہتمام کریں۔ کسی ایک بچے کے ساتھ ترجیحی سلوک سے دوسرے بچوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور بعض دفعہ وہ اس ناانصافی سے تنگ آکر گھر چھوڑ جاتے ہیں' جس سے وہ خود بھی پریشان ہوتے ہیں' والدین کے لئے بھی یہ چیز پریشانی کا باعث بنتی ہے اور بالآخر خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ (۳) یہ حدیث ان علماء کی بھی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اولاد ذکور و اناث میں کوئی فرق نہ کرے بلکہ سب کو برابر کا حصہ دے۔

٣٥٤ ـ بَابُ تَحْرِيمِ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ إِلاَّ عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشَرَةَ أَيَّامٍ

۳۵۴۔ تین دن سے زیادہ میت پر سوگ کرنا حرام ہے' البتہ عورت کے لئے خاوند کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے

١٧٧٦ ـ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلى أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللهِ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ

۱/ ۱۷۷۶۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس' جس وقت کہ ان کے والد حضرت

تُوُفِّيَ أَبوها أَبو سُفْيَانَ بْنُ حَرْب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فدَعَتْ بِطِيب فِيهِ صُفْرَةُ خَلُوقٍ أَوْ غَيْرِهِ، فدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْها. ثُمَّ قَالَتْ: وَاللهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى المِنْبَرِ: «لَا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً» قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: أَمَا وَاللهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى المِنْبَرِ: «لا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاثٍ إلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً». متفقٌ عليه.

ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی وفات ہو چکی تھی' حاضر ہوئی۔ پس انہوں نے ایک خوشبو منگوائی' جس میں زرد رنگ کی خلوق یا کوئی اور خوشبو ملی ہوئی تھی۔ اس میں سے کچھ ایک لونڈی کو لگائی' پھر اسے اپنے رخساروں پر مل لیا اور کہا' اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا' کسی عورت کے لئے' جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے' جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جب کہ ان کے بھائی وفات پا گئے تھے۔ پس انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس میں سے کچھ لگائی' پھر فرمایا' خبردار' اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں ہے' سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا' کسی عورت کے لئے' جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتی ہے' جائز نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے' مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها - وصحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة.

فوائد: خاوند کے لئے چار مہینے دس دن مدت سوگ اس لئے قرار دی گئی ہے کہ اس سے ایک تو عورت کا استبراء رحم ہو جائے۔ دوسرے اس تعلق و محبت کا اظہار ہو جو میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہے۔ ان دونوں واقعوں میں جو خوشبو منگوا کر لگائی گئی ہے' تو وہ تین دن گزر جانے کے بعد کی بات ہے۔ جب کہ سوگ صرف تین دن ہی کرنا چاہئے اور چوتھے دن سے اپنے کام میں مصروف ہو جانا چاہئے۔

٣٥٥ - بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِي وَتَلَقِّي

۳۵۵۔ شہری کا دیہاتی کے لئے سودا کرنا' تجارتی قافلوں کو ملنا' اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنا اور اس کی منگنی کے پیغام پر منگنی

الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَالْخِطْبَةِ عَلَى خِطْبَتِهِ إِلاَّ أَنْ يَأْذَنَ أَوْ يَرُدَّ

...کا پیغام دینا حرام ہے' مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے یا رد کر دے۔

١٧٧٧ ـ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لأَبِيهِ وَأُمِّهِ. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا کرے' اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب لا يشتري حاضر لباد بالسمسرة ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي.

فوائد: حاضر سے مراد شہر میں مقیم اور بادی سے دیہات میں رہنے والا ہے۔ سودا نہ کرے' کا مطلب ہے کہ شہری آگے جا کر دیہاتی سے ملے اور اس کو کہے کہ تو اپنا سامان میرے پاس چھوڑ دے' میں اس کو بتدریج بیچ دوں گا۔ بعض علماء کے نزدیک اگر وہ سامان قیمتی اور عام ضرورت کا ہے جس کی صحیح قدر و قیمت سے دیہاتی آگاہ نہ ہو اور شہری اس کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہو' تو پھر یہ ممنوع ہے۔ لیکن اگر مقصد اس کے برعکس دیہاتی کی خیر خواہی اور اس کے مال کو صحیح قیمت پر بیچنا ہے تو پھر جائز ہے۔ ممانعت پہلی صورت کے لئے ہے کیونکہ اس میں دیہاتی کا نقصان ہے جب کہ دوسری صورت میں ایسا نہیں ہے۔

١٧٧٨ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَتَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا إِلَى الأَسْوَاقِ» متفقٌ عليه.

۲/ ۱۷۷۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم سامانوں کو نہ ملو' یہاں تک کہ انہیں بازاروں میں اتار لیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب النهى عن تلقى الركبان ـ وصحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم تلقى الجلب.

فوائد: سامانوں کو نہ ملو' سے مراد ہے سامان لانے والے قافلوں سے نہ ملو۔ اس سے مقصد بھی دیہات سے غلہ جات لانے والوں کو نقصان سے بچانا ہے' کیونکہ انہیں شہر میں موجودہ بھاؤ کا علم نہیں ہوتا تھا' اس لئے قافلوں کو ملنے سے ہی روک دیا گیا' تاکہ ان کی بے خبری سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ تاہم اگر مقصد نیک اور صحیح ہو' تو پھر جائز ہو گا۔ شہری آدمی بادیہ سے آنے والے کے لیے بیع نہ کرے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر بیان فرمائی کہ اس کا دلال نہ بنے۔ کیونکہ وہ اپنی دلالی کے لالچ میں اسے زیادہ سے زیادہ مہنگا بیچنے کی کوشش کرے گا اور چیزیں سستی نہیں ہوں گی۔ ایک طرف باہر سے آنے والے مال کو بازار آنے سے پہلے خریدنا منع فرما دیا تاکہ باہر سے آنے والوں کی لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر کوئی انہیں نقصان نہ پہنچائے دوسری طرف حکم دیا کہ وہ خود مال فروخت کریں کوئی دلال ان کا مال فروخت نہ کرے تاکہ مال کی اصل قیمت پر دلال کی دلالی کا مزید اضافہ نہ ہو۔ ہاں اگر دلالی وصول کرنے کے بغیر شہر کا آدمی اپنے کسی بادیہ کے ساتھی کا مال اچھی قیمت میں فروخت کرتا ہے تو یہ جائز ہے جیسا کہ احادیث میں موجود ہے تاہم شہر کے لوگ ایک دوسرے کے لیے مال

خریدنے یا بیچنے کی دلالی وصول کرلیں تو یہ جائز ہے۔

۱۷۷۹ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَتَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ، وَلا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ» فَقَالَ لَهُ طَاوسٌ: «مَا لا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ»؟ قَالَ: لا يَكُونُ لَهُ سِمْسَاراً. متفقٌ عليه.

۳/ ۱۷۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم قافلوں کو نہ ملو اور کوئی شہری' دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد) طاؤس نے ان سے پوچھا' شہری دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے' کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا' اس کا دلال نہ بنے۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب البیوع، باب هل یبیع حاضر لباد بغیر أجر؟ ـ وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی.

فوائد: اس کا مطلب بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ دیہاتی کی بے خبری سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوئی شخص درمیان میں دلال بن جائے۔ تاہم اگر مقصد نقصان پہنچانا نہ ہو تو پھر دلالی بھی جائز ہے۔ آج کل دلالی یا کمیشن (آڑھت) کی مختلف شکلیں رائج ہیں' جن میں بعض جائز اور بعض ناجائز ہیں۔

۱۷۸۰ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلاتَنَاجَشُوا وَلا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ، وَلا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَا فِي إِنَائِهَا. وفِي رِوَايَةٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّي وَأَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلأَعْرَابِيِّ، وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلاقَ أُخْتِهَا، وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِيَةِ. متفقٌ عليه.

۴/ ۱۷۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شہری' دیہاتی کے لئے سودا کرے۔ (اور فرمایا) دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے سامان کی قیمت نہ بڑھاؤ اور آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے اور عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کا حصہ بھی اسے مل جائے (یا خود اس سے نکاح کرلے)

ایک اور روایت میں ہے۔ راوی نے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قافلوں کو ملنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ شہری دیہاتی کے لئے خریدے اور یہ کہ عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کی شرط کرے اور یہ کہ آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور دھوکہ دینے کے لئے سودے کی قیمت بڑھانے اور جانور کے تھنوں میں کئی وقتوں کا دودھ جمع کرکے انہیں

فروخت کرنے سے بھی منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب البیوع، باب هل یبیع حاضر لباد؟ ۔ وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه.

فوائد: لتکفأ ما فی انائها کا ترجمہ ہے' تاکہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے' اسے الٹ دے۔ یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ اس کو طلاق دلوا کر خود اس کے خاوند سے نکاح کر لے' یا (سوتن ہونے کی صورت میں) خاوند کی توجہ اور حسن معاشرت کا سارا حصہ اپنی طرف موڑ لے۔ تھنوں میں دودھ جمع کرنے کا مطلب ہے۔ گاہک کو دھوکہ دینے کے لئے بیچنے والے جانور کو دو تین وقت نہ دوہا جائے' تاکہ دیکھنے والے کو یہ محسوس ہو کہ یہ جانور بہت دودھ دینے والا ہے' درآں حالیکہ ایسا نہ ہو۔ ایسا کرنا بھی منع ہے۔ باقی چیزوں کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

١٧٨١ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلا يَخْطُبْ عَلى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ» متفقٌ عليه وهٰذا لَفظُ مسلم.

۵ / ۱۷۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام بھیجے' مگر یہ کہ وہ اس کی اجازت دے دے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج: صحیح بخاري، کتاب البیوع، باب لا یبیع حاضر لباد بالسمسرة ۔ وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه.

فوائد: یعنی ایک شخص کو معلوم ہو کہ فلاں جگہ فلاں شخص نے منگنی کا پیغام بھیجا ہے اور ان کے درمیان بات طے پا گئی ہے صرف نکاح باقی ہے۔ اب کسی اور شخص کے لئے ایسی جگہ منگنی کا پیغام بھیجنا منع ہے۔ ہاں پیغام بھیجنے کے بعد' ان کی بات ختم ہو گئی اور پیغام بھیجنے والا دوسرے کو کہہ دے کہ بھئی اب تم اپنی قسمت آزما لو' تو پھر وہاں پیغام بھیجنا جائز ہے۔ اسی طرح عورت کو بھی عورت پر منگنی کا پیغام بھیجنا ممنوع ہے' مرد کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے۔

١٧٨٢ ۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ، فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَبْتَاعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَذَرَ» رواهُ مسلم.

۶ / ۱۷۸۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مومن مومن کا بھائی ہے' پس کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ اپنے بھائی کی منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام بھیجے' یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الخطبة علی خطبة أخیه.

فوائد: مذکورہ احادیث میں جن کاموں کی ممانعت کی گئی ہے۔ وہ سب ایسے ہیں کہ جن سے آپس میں بغض و عداوت پیدا ہونے یا اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہے' اس لئے اسلام نے ان تمام چیزوں سے روک دیا' تاکہ مسلمانوں میں باہم بغض و عناد اور تفرقہ و انتشار نہ ہو' کیونکہ وہ باہم الفت و محبت کا داعی اور علم بردار ہے۔

٣٥٦ - بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ فِي غَيْرِ وُجُوهِهِ الَّتِي أَذِنَ الشَّرْعُ فِيهَا

٣٥٦۔ شریعت کی طرف سے اجازت دی گئی جگہوں کے علاوہ دیگر جگہوں میں مال ضائع کرنے کی ممانعت

١٧٨٣ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثاً، وَيَكْرَه لَكُمْ ثَلَاثاً: فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدوه، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً، وَأَنْ تَعْتَصِموا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعاً وَلَا تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ المَالِ» رواه مسلم، وتقدَّم شرحه.

١ / ١٧٨٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند فرماتا ہے اور تین چیزوں کو ناپسند۔ (۱) پس وہ تمہارے لئے یہ پسند فرماتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور (۲) یہ کہ تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور (۳) جدا جدا نہ ہو اور وہ تمہارے لئے ناپسند کرتا ہے' (۱) بے فائدہ بحث و تکرار کو' (۲) زیادہ سوال کرنے کو اور (۳) مال ضائع کرنے کو۔ (مسلم) اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

تخریج: صحیح مسلم.

فوائد: یہ حدیث اس سے قبل باب تحریم العقوق میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے رقم ۵/ ۳۴۰۔ اگرچہ وہاں ابتدائی حصہ اس سے مختلف ہے' تاہم آخری تین ناپسندیدہ باتیں اس میں مذکور ہیں۔ اس میں توحید' حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے اور عدم تفریق کی تاکید کے علاوہ' جو کہ اللہ کی پسندیدہ باتیں ہیں۔ قیل و قال' یعنی بے فائدہ بحث کو اور محض بال کی کھال نکالنے کی نیت سے زیادہ سوال کرنے کو اور حرام جگہوں پر مال کے خرچ کرنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔ حرام جگہوں پر مال خرچ کرنے کو اضاعت مال سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس لئے کہ انسانی زندگی میں مال کی بڑی اہمیت ہے' یہی اس کی معاش اور زندگی کی بنیاد اور سرمایہ ہے۔ اسے ناپسندیدہ جگہوں پر خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسے وہ اپنی بنیاد پر کلہاڑا اور جس شاخ پر وہ بیٹھا ہے اسی پر آرا چلا رہا ہے۔

١٧٨٤ - وَعَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: أَمْلَى عَلَيَّ المُغِيرَةُ فِي كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ

٢ / ١٧٨٤۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب حضرت وراد بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط میں مجھ سے یہ لکھوایا کہ نبی ﷺ اپنی ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات

مَكْتُوبَةٍ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» وَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ الأُمَّهَاتِ، وَوَأْدِ الْبَنَاتِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ. متفقٌ عَلَيْهِ وسبقَ شرحه.

پڑھا کرتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے بادشاہی اور تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! تو جو عطا کرے' اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے' اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی شرف والے کا شرف تیرے مقابلے میں نفع دینے والا نہیں۔ (اس کے علاوہ) اس میں یہ بھی لکھا کہ آپ ؐ بے فائدہ بحث و تکرار سے' مال ضائع کرنے سے اور زیادہ سوال کرنے سے منع فرماتے تھے' نیز ماؤں کی نافرمانی کرنے سے' لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے اور واجب الادا حق نہ دینے اور بغیر استحقاق کے کسی چیز کے طلب کرنے (یا پیچھے پڑ کر مانگنے) سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اس کی شرح گزر چکی ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب ما يكره من قيل وقال ـ وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب النهى عن كثرة المسائل.

فوائد: اس میں بیان کردہ چیزوں کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ صحابہ میں احادیث رسول لکھنے لکھانے کا سلسلہ موجود تھا۔ اس اعتبار سے صحابہ کا عہد' تدوین حدیث کا پہلا دور تھا۔ اس لئے یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ صحابہ کے دور میں احادیث لکھنے کا رواج ہی نہ تھا۔

٣٥٧ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلَى مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهِ سَوَاءٌ كَانَ جَادّاً أَوْ مَازِحاً، وَالنَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُولاً

٣٥٧۔ کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنا حرام ہے' چاہے قصداً ہو یا مذاق کے طور پر' اسی طرح ننگی تلوار پکڑانا منع ہے۔

١٧٨٥ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُشِرْ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعَ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ» متفقٌ

١٧٨٥/١ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف ہتھیار (تلوار' تیر' بندوق وغیرہ) سے اشارہ نہ کرے' اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید

عليهِ. وفي روايةٍ لِمُسلمٍ قالَ: قالَ أبو القاسمِ ﷺ: «مَنْ أَشارَ إلى أخيهِ بحَديدَةٍ، فإنَّ الملائكةَ تَلْعنُهُ حتَّى ينْزِعَ، وإنْ كانَ أخاهُ لأبيهِ وأمِّهِ». قولُهُ ﷺ: «ينْزِعَ» ضُبطَ بالعَينِ المُهْمَلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّاي، وبالغَيْنِ المُعْجمةِ مع فتحِها ومعناهما مُتَقارِبٌ، ومَعْنَاهُ بالمهمَلَةِ يَرْمِي، وبالمُعجمةِ أيضاً يَرْمِي ويُفسِدُ، وأصلُ النَّزْغِ: الطَّعْنُ والفَسادُ.

شیطان اس کے ہاتھ سے چلوا دے' پس وہ جہنم کے گڑھے میں جاگرے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے' راوی نے بیان کیا۔ حضرت ابو القاسم ﷺ نے فرمایا' جس نے اپنے بھائی کی طرف دھار دار آلے سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں' حتیٰ کہ اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی' اس کا ماں باپ جایا ہو۔

ینزع' اس کو عین کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے اور زاء کے نیچے زیر ہے۔ نیز اسے غین سے زاء پر زبر کے ساتھ بھی ضبط کیا گیا ہے' یعنی ینزغ' معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ عین کے ساتھ معنی ہوں گے' وہ پھینکتا ہے (یعنی چلوا دیتا ہے) اور غین کے ساتھ بھی یہی معنی ہیں' وہ ہتھیار پھینکتا ہے اور فساد کرواتا ہے اور نزغ کے اصل معنی ہیں' نیزہ مارنا اور فساد کرنا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: من حمل علينا السلاح فليس منا - وصحيح مسلم، كتاب البر، باب النهى عن الإشارة بالسلاح إلي مسلم.

فوائد: سلاح (ہتھیار) ہر وہ ہتھیار ہے جو جنگ میں مارنے اور بچاؤ کے لئے استعمال ہوتا ہے' جیسے نیزہ' تلوار' بندوق' پستول' کلاشنکوف' موزر وغیرہ۔ یہی مفہوم حدیدۃ دھار دار آلے کا ہے۔ ان سے کسی مسلمان بھائی (اور اسی طرح اسلامی مملکت میں رہنے والے ذمی) کو ڈرانا حرام ہے اور بالقصد یا مذاق کے طور پر ان میں سے کسی سے اشارہ کرنا بھی نہایت خطرناک ہے' ہو سکتا ہے' شیطان وہ ہتھیار اس سے غیر ارادی طور پر چلوا دے اور وہ اس کی وجہ سے جہنمی بن جائے۔ بدقسمتی سے اسلام کی اس تعلیم کے برعکس آج کل ہتھیاروں کی نمائش اور اس کا بے جا استعمال بہت عام ہو گیا ہے' حتیٰ کہ خوشی کے موقعے پر ہوائی فائرنگ کا بھی رواج بڑھتا جا رہا ہے جو اسلامی تعلیم کے بھی خلاف ہے اور اس کے نقصانات بھی آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

١٧٨٦ - وَعَنْ جابِرٍ رَضيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: نَهى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَعاطَى السَّيْفُ مَسْلُولاً. رَواهُ أبو داوُد، والترمذي وقال: حديثٌ حَسَنٌ.

۴ / ۱۷۸۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ تلوار ننگی کرکے پکڑائی جائے۔

(ابو داود' ترمذی' یہ حدیث حسن ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب النهى أن يتعاطى السيف مسلولاً - وسنن

ترمذي، أبواب الفتن، باب النهى عن تعاطى السيف مسلولاً.

فوائد: ننگی تلوار' پکڑوانے میں اندیشہ ہے کہ پکڑتے وقت ہاتھ سے چھوٹ جائے' جس سے ہاتھ یا پیر یا جسم کا کوئی اور حصہ زخمی ہو جائے۔ اسی طرح تیز چھری' چاقو وغیرہ ہے' اسے دھار والے رخ کی طرف سے نہیں پکڑانا چاہیے۔ اسلام نے انسانیت کے احترام میں کتنی باریک بینی سے کام لیا ہے۔

٣٥٨ ـ بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الأَذَانِ إلاَّ بِعُذْرٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ

۳۵۸۔ اذان کے بعد بلا عذر اور فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلنے کی کراہت کا بیان

١٧٨٧ ـ عَنْ أَبِي الشَّعْثاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُوداً مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ في المَسْجِدِ، فَأَذَّنَ المؤَذِّنُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ المَسْجِدِ يَمْشِي، فَأَتْبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصَرَهُ حَتَّى خَرَجَ مِنَ المَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا القَاسِمِ، ﷺ. رواهُ مسلم.

۱/ ۱۷۸۷۔ حضرت ابو الشعثاء بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دے دی' تو مسجد سے ایک آدمی اٹھ کر چلنے لگا' پس حضرت ابو ہریرہؓ نے بغور اس کو دیکھنا شروع کر دیا' یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا' تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا' اس شخص نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن.

فوائد: اس سے معلوم ہوا' کہ اذان کے بعد بلا عذر اس وقت کی فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکل جانا جائز نہیں ہے۔

٣٥٩ ـ بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرَّيحَانِ لِغَيْرِ عُذْرٍ

۳۵۹۔ بغیر عذر کے خوشبو کا ہدیہ واپس کرنے کی کراہت کا بیان

١٧٨٨ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ، فَلا يَرُدَّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ المَحْمِلِ، طَيِّبُ الرِّيحِ» رواهُ مسلم.

۱/ ۱۷۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس پر کوئی ریحان (ایک خوشبو دار بوٹی) پیش کی جائے' وہ اسے واپس نہ کرے' اس لئے کہ وہ غیر وزنی (یا ہلکی پھلکی) چیز ہے اور اس کی مہک پاکیزہ ہے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب، باب استعمال المسك وأنه أطيب الطيب وكراهة رد الريحان والطيب.

١٧٨٩ ۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لا يَرُدُّ الطِّيبَ. رواهُ البُخاري.

۲/۱۷۸۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک نبی کریم ﷺ خوشبو کا ہدیہ رد نہیں فرماتے تھے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الهبة، باب ما لا يرد من الهدية.

فوائد: خوشبو یا خوشبو دار چیز کا ہدیہ قبول کر لینا چاہئے کیونکہ اسے اٹھا کر لے جانا کوئی مشکل معاملہ نہیں۔ اس سے نبی ﷺ کی اس رغبت کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو خوشبو کے ساتھ آپؐ کو تھی آپؐ اس کا ہدیہ واپس نہ فرماتے۔ اس سے خوشبو کے استعمال کا استحباب بھی واضح ہے۔

٣٦٠ ۔ بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَنَحْوِهِ، وَجَوَازِهِ لِمَنْ أُمِنَ ذٰلِكَ فِي حَقِّهِ

۳۶۰۔ منہ پر اس شخص کی تعریف کرنے کی ممانعت، جس کی بابت غرور وغیرہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور جس سے یہ خطرہ نہ ہو، اس کے حق میں تعریف کرنے کا جواز

١٧٩٠ ۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً يُثْني عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ في المِدْحَةِ، فَقَالَ: «أَهْلَكْتُمْ، أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ» متفقٌ عليهِ. «وَالإِطْرَاءُ»: المُبَالَغَةُ في المَدْحِ.

۱/۱۷۹۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف کر رہا ہے اور اس کی تعریف میں مبالغہ کر رہا ہے تو آپؐ نے فرمایا، تم نے ہلاک کر دیا، یا تم نے اس آدمی کی کمر توڑ دی۔ (بخاری و مسلم)

الاطراء کے معنی ہیں۔ تعریف میں مبالغہ آرائی کرنا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الشهادات، باب ما يكره من الإطناب في المدح، وكتاب الأدب، باب ما يكره من التمادح ـ وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب النهى عن المدح.

١٧٩١ ۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلاً ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِي ﷺ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْراً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَيْحَكَ، قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ» يَقُولُهُ مِرَاراً «إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحاً لَا مَحَالَةَ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وكَذَا إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ

۲/۱۷۹۱۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی کا تذکرہ ہوا، تو ایک دوسرے آدمی نے اس کی تعریف کی۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا، افسوس ہے تجھ پر، تو نے تو اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی، کئی مرتبہ آپؐ نے یہ بات ارشاد فرمائی (پھر فرمایا) اگر تم میں سے کسی شخص نے (کسی کی) ضرور تعریف ہی

كَذٰلِكَ وَحَسِيبُهُ اللهُ، وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا» متفقٌ عليه.

کرنی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس طرح کہے کہ میں فلاں کو ایسا اور ایسا سمجھتا ہوں' اگر وہ خیال کرتا ہے کہ وہ ایسا ہی ہے اور اس کا حساب لینے والا اللہ ہی ہے اور کوئی اللہ کے سامنے پاک صاف ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الشهادات، باب إذا زكّى رجل رجلا كفاه، وكتاب الأدب، باب ما يكره من التمادح ـ وصحيح مسلم، كتاب الزهد، باب النهى عن المدح.

فوائد: اس میں ایک تو منہ پر تعریف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ دوسرے کسی کی تعریف ہی کرنی ہو تو اس طرح کہے کہ میرے گمان کے مطابق وہ ایسا ہے' اسی طرح اپنی بابت بھی کوئی شخص پاکیزگی کا دعویٰ نہ کرے' اس لئے کہ ہر شخص کے ایمان و تقویٰ کی اصل حقیقت سے صرف اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے۔

١٧٩٢ ـ وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَعَمَدَ الْمِقْدَادُ، فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَجَعَلَ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ، فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ» رَوَاهُ مسلم.

۳/ ۱۷۹۲۔ حضرت ہمام بن حارث' حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (کے منہ پر ان) کی تعریف کرنے لگا' تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ قصداً اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور تعریف کرنے والے کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے' تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' یہ تم کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم (روبرو) تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈالو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب النهى عن المدح.

فوائد: اس سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ منہ پر تعریف کرنے والوں کی طرف توجہ دیں نہ انہیں اس مدح و توصیف کا کوئی صلہ دیں۔ مٹی یا کنکریاں ڈالنا ممکن ہو تو اس پر بھی عمل کیا جائے' نہیں تو اس کے بغیر ہی بلاضرورت منہ پر تعریف کرنے سے گریز کریں۔

فَهٰذِهِ الْأَحَادِيثُ فِي النَّهْيِ، وَجَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ. قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَطَرِيقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ أَنْ يُقَالَ: إِنْ كَانَ الْمَمْدُوحُ عِنْدَهُ كَمَالُ إِيمَانٍ وَيَقِينٍ، وَرِيَاضَةُ نَفْسٍ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَفْتَتِنُ، وَلَا يَغْتَرُّ

امام نووی فرماتے ہیں۔ پس یہ ممانعت کی احادیث ہیں اور اس کے جواز میں بھی بہت سی صحیح حدیثیں وارد ہیں۔

علماء نے کہا ہے' ان احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اگر ممدوح شخص (جس کی تعریف کی جا رہی ہو) ایمان و یقین میں کامل ہو اور اسے

بِذٰلِكَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهِ نَفْسُهُ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَلَا مَكْرُوهٍ، وَإِنْ خِيفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمُورِ، كُرِهَ مَدْحُهُ فِي وَجْهِهِ كَرَاهَةً شَدِيدَةً، وَعَلَى هٰذَا التَّفْصِيلِ تُنَزَّلُ الْأَحَادِيثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِي ذٰلِكَ. وَمِمَّا جَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ قَوْلُهُ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ» أَيْ: مِنَ الَّذِينَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيعِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُولِهَا، وفي الحَدِيثِ الآخَرِ: «لَسْتَ مِنْهُمْ»، أَيْ: لَسْتَ مِنَ الَّذِينَ يُسْبِلُونَ أُزُرَهُمْ خُيَلَاءَ. وَقَالَ ﷺ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «مَا رَآكَ الشَّيْطَانُ سَالِكاً فَجّاً إِلَّا سَلَكَ فَجّاً غَيْرَ فَجِّكَ» وَالْأَحَادِيثُ فِي الْإِبَاحَةِ كَثِيرَةٌ، وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِنْ أَطْرَافِهَا فِي كِتَابِ: «الْأَذْكَارِ».

ریاضت نفس اور کامل معرفت بھی حاصل ہو' جس کی وجہ سے اس تعریف سے اس کے فتنے میں مبتلا یا فریب نفس کا شکار ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور نہ اس پر اس کا نفس ہی خوش ہو' تو یہ حرام ہے نہ مکروہ۔ اور اگر اس کی بابت ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی کا اندیشہ ہو تو پھر اس کے منہ پر اس کی تعریف کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔ اسی تفصیل پر اس بارے میں وارد مختلف احادیث کو محمول کیا جائے گا اور جو احادیث' جواز کے بارے میں ہیں' ان میں سے ایک وہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا "مجھے امید ہے کہ تو بھی ان ہی میں سے ہو گا" یعنی ان لوگوں میں سے جن کو جنت میں داخلے کے وقت جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ (دیکھئے بخاری' کتاب فضائل الصحابہ' ابواب فضائل ابی بکر)

اور دوسری حدیث ہے' جس میں آپ ؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا "تو ان میں سے نہیں ہے" یعنی ان لوگوں میں سے نہیں جو اپنی شلواروں کو تکبر کے طور پر (ٹخنوں سے نیچے) لٹکاتے ہیں (دیکھئے صحیح بخاری' مناقب ابی بکر) نیز حضرت عمرؓ سے آپ ؐ نے فرمایا' شیطان جس راستے پر تجھ کو چلتا ہوا دیکھ لیتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ (بخاری' مناقب عمر)

اور جواز میں کثرت سے حدیثیں ہیں' جن میں سے کچھ حدیثیں میں نے اپنی کتاب "الاذکار" میں ذکر کی ہیں۔

٣٦١ - بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنْ بَلَدٍ وَقَعَ فِيهَا الْوَبَاءُ فِرَاراً مِنْهُ وَكَرَاهَةِ الْقُدُومِ عَلَيْهِ

۳۶۱۔ جس شہر میں وباء پھیل جائے' اس سے فرار کے طور پر نکلنے اور باہر سے اس شہر میں آنے کی کراہت کا بیان

قَالَ تَعَالَى: ﴿أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ [النساء: ٧٨]. وقالَ تعالى: ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ١٩٥].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو گے، موت تمہیں پا لے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔ (النساء: ۷۸)
نیز فرمایا: اور تم اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ (البقرہ: ۱۹۵)

فائدہ آیات: امام نوویؒ نے پہلی آیت سے وباء والے شہر سے فرار ہونے کی ممانعت پر استدلال کیا ہے، کیونکہ انسان آخر فرار ہو کر کہاں جائے گا؟ موت تو ہر جگہ آجائے گی، پھر اپنا شہر چھوڑ کر بھاگنے کا کیا فائدہ؟ دوسری آیت سے باب کے دوسرے جزء پر استدلال کیا ہے کہ جب تک کسی شہر میں کوئی وبائی مرض عام ہے تو جو لوگ وہاں کے رہنے والے نہیں ہیں تو وہ اس دوران اس میں جانے سے اجتناب کریں، وہاں جا کر اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان نہ کریں۔ احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے جو امام صاحب نے باب اور آیات سے ثابت فرمائی ہے۔

١٧٩٣ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الأَجْنَادِ ـ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ ـ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَالَ لِي عُمَرُ: ادْعُ لِي المُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: خَرَجْتَ لأَمْرٍ، وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ. فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيَ الأَنْصَارَ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ، فَسَلَكُوا سَبِيلَ المهاجِرِينَ، وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي، ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيَ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ، فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ

۱ / ۱۷۹۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف تشریف لے گئے، یہاں تک کہ جب آپؓ مقام سرغ پر پہنچے تو آپؓ کو اجناد (شام کے شہروں) کے قائدین حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی ملے، انہوں نے آپؓ کو بتلایا کہ ملک شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو بلا کر لاؤ، چنانچہ میں ان کو بلا کر لایا۔ پس آپؓ نے ان سے مشورہ طلب کیا اور ان کو بتلایا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے۔ پس ان کے درمیان (اس مسئلے میں) اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا، آپؓ ایک مقصد کے لئے نکلے ہیں اور ہماری رائے یہ ہے کہ آپؓ اس سے رجوع نہ کریں۔ اور بعض نے کہا، آپ کے پاس بچے کھچے لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں، ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو اس وباء کے سامنے نہ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا، اچھا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا، میرے

مِنهُمْ رَجُلَانِ، فَقَالُوا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ، وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ، فَنَادَى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي النَّاسِ: إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ. فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَفِرَاراً مِنْ قَدَرِ اللهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ!۔ وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ ۔ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللهِ إِلَى قَدَرِ اللهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ، فَهَبَطَتْ وَادِياً لَهُ عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ، وَالأُخْرَى جَدْبَةٌ، أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللهِ، قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَكَانَ مُتَغَيِّباً فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي مِنْ هٰذَا عِلْماً، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَاراً مِنْهُ» فَحَمِدَ اللهَ تَعَالَى عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَانْصَرَفَ. متفقٌ عليهِ. وَالْعُدْوَةُ: جَانِبُ الْوَادِي.

پاس انصار کو بلا لاؤ' تو میں نے ان کو بلایا' پس آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا' تو وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور ان ہی کی طرح ان میں بھی باہم اختلاف ہوا' تو آپ نے فرمایا' جاؤ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میرے پاس یہاں موجود قریش کے ان سن رسیدہ لوگوں کو بلا کر لاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے موقعے پر ہجرت کی' چنانچہ میں ان کو بلا لایا۔ پس ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اور سب نے (متفقہ طور پر) کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے ہمراہ لوٹ جائیں اور انہیں اس وباء کے سامنے پیش نہ کریں۔ پس حضرت عمرؓ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ میں صبح کو (واپسی کے لئے) سوار ہوں گا' پس تم بھی صبح اس کی تیاری کر لو۔ تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا' کیا اللہ کی تقدیر سے فرار کرتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کاش! یہ بات آپ کے علاوہ کوئی اور کہتا (اور حضرت عمرؓ ان سے اختلاف کو ناپسند کرتے تھے) ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں' بھلا یہ بتلاؤ' اگر تمہارے پاس اونٹ ہو' اور وہ ایسی وادی میں اتریں جس کے دو کنارے ہوں ایک ان میں سے شاداب ہو اور دوسرا بنجر۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے' اگر آپ انہیں شاداب حصے میں چرائیں گے' تب بھی اللہ کی تقدیر سے ہی چرائیں گے اور اگر بنجر حصے پر چرائیں گے تب بھی اللہ کی تقدیر سے ہی چرائیں گے۔ راوی بیان کرتے ہیں' کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگئے' جو اپنے کسی کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے مشورے میں شامل نہیں تھے۔ انہوں نے فرمایا' میرے پاس اس معاملے کی بابت علم ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' جب تم سنو کہ کسی جگہ پر کوئی وباء پھیلی ہوئی ہے تو

وہاں مت جاؤ اور جب کسی ایسی جگہ وباء پھیلے جہاں تم موجود ہو تو اس سے بھاگنے کے لئے وہاں سے مت نکلو۔

پس حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور واپس ہو گئے۔

(بخاری و مسلم)

العدوۃ ' وادی کا کنارہ

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الطبّ، باب ما يذكر في الطاعون ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة.

فوائد: اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں۔ فلسطین' اردن' دمشق' حمص اور قنسرین۔ (ابن علان) طاعون' ایک وبائی مرض ہے جس کا شکار بالعموم موت سے نہیں بچتا۔ حضرت عمرؓ نے اللہ کی حمد اس بنا پر کی کہ ان کا اور ان کے ساتھیوں کا اجتہاد حدیث رسول ﷺ کے مطابق ہوا۔ اس اجتہاد سے قبل انصار اور مہاجر صحابہ کے ایک ایک گروہ نے جو رائے دی تھی' وہ بھی اپنے اپنے طور پر کسی نہ کسی شرعی اصل پر مبنی تھی' جنہوں نے عدم رجوع کی رائے دی تھی انہوں نے توکل اور تسلیم و رضا کو سامنے رکھا تھا اور دوسرے گروہ نے حذر و احتیاط کے اختیار کرنے اور ایسے اسباب سے اجتناب کرنے کو ترجیح دی تھی جن سے نقصان پہنچ سکتا تھا۔ یہ حذر و احتیاط اگرچہ تقدیر الٰہی کو ٹال نہیں سکتی' تاہم انسانوں کو ظاہری اسباب کے مطابق اسے ہی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور حضرت عمرؓ کے اجتہاد کی بنیاد بھی یہی اصل تھی' جس کی تائید بعد میں حدیث رسولؐ سے ہو گئی۔

بہرحال اس حدیث سے باب کا وہ مضمون ثابت ہو گیا جو امام نووی رحمہ اللہ کا مقصد تھا۔ اس سے قیاس صحیح کی مشروعیت' مشاورت کا استحباب اور امام کے لئے شوریٰ کی رائے کا عدم لزوم وغیرہ کا اثبات ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں امام کو چاہیئے کہ وہ رعایا کی حفاظت کا اپنے طور پر پورا اہتمام کرے۔

١٧٩٤ ـ وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُونَ بِأَرْضٍ، فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ، وَأَنْتُمْ فِيهَا، فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا» متفقٌ عليه.

۲ / ۱۷۹۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جب تم کسی علاقے میں طاعون پھیلنے کی بابت سنو تو وہاں مت جاؤ اور جب وہ کسی جگہ پھیل جائے جب کہ تم وہاں موجود ہو' تو وہاں سے مت نکلو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الطبّ، باب ما يذكر في الطاعون ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب الطاعون والطيرة والكهانة.

٣٦٢ ـ بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَحْرِيمِ السِّحْرِ

۳۶۲۔ جادو کرنے اور سیکھنے کی شدید حرمت کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ الآية [البقرة: ١٠٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اور حضرت سلیمان نے کفر نہیں کیا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا' وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ (سورۂ بقرہ' ۱۰۲)

فوائد: اس آیت میں جادو سکھانے کو کفر سے تعبیر کیا' جس سے اس کی شدید حرمت واضح ہے اور اگر کوئی اس کی حلت کا قائل ہوتے ہوئے سیکھے یا کرے تو وہ کافر قرار پائے گا' اس کے کفر کی وجہ یہ ہے کہ جادوگر یہ سمجھتا ہے کہ وہ ایسا کام کرنے پر قادر ہے جس کو کوئی اور نہیں کر سکتا' درآں حالیکہ یہ اللہ کی صفت ہے' یہ گویا شرک کے قبیل سے ہے۔ اس لئے اسلام میں اس کا سیکھنا اور کرنا دونوں سخت حرام ہیں۔

١٧٩٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: «الشِّرْكُ بِاللهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو' صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' کسی جان کو ناحق قتل کرنا' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' لڑائی کے موقعے پر پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري وصحيح مسلم.

فوائد: یہ روایت اس سے قبل باب تحریم اموال الیتیم' رقم ۱/ ۱۶۱۶ میں گزر چکی ہے۔ یہ تمام امور حرام ہیں' انہی میں جادو کا سیکھنا' سکھانا اور کرنا حرام ہے اور یہاں اسی کے اثبات کے لئے یہ حدیث امام صاحب لائے ہیں۔

٣٦٣ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسَافَرَةِ بِالْمُصْحَفِ إِلَى بِلَادِ الْكُفَّارِ إِذَا خِيفَ وُقُوعُهُ بِأَيْدِي الْعَدُوِّ

۳۶۳۔ کافروں کے علاقوں میں قرآن کریم کے ساتھ سفر کرنے کی ممانعت' جبکہ اس کا دشمن کے ہاتھوں میں جانے کا اندیشہ ہو

١٧٩٦ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ. متفقٌ عليه.

۱/ ۱۷۹۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ قرآن کریم کے ساتھ دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب السفر بالمصاحف إلى أرض العدو ـ وصحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب النهى أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار...

فوائد: یہ ممانعت اس لئے ہے تاکہ دشمن قرآن کریم کی اہانت نہ کر سکیں۔ جہاں اس قسم کا اندیشہ نہ ہو' وہاں

قرآن کریم لے جانے کی اجازت ہو گی۔ جیسے آج کل ممالک کفار ہیں' وہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان بھی رہتے ہیں اور وہاں ان کو قرآن کریم سمیت اپنا دینی لٹریچر بھی ساتھ لے جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

٣٦٤ ـ بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَإِنَاءِ الْفِضَّةِ فِي الأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ الإِسْتِعْمَالِ

۳۶۴۔ کھانے پینے' طہارت اور دیگر استعمال کی صورتوں میں سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت کا بیان

١٧٩٧ ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ» متفقٌ عَلَيْهِ. وفي رِوَايَةٍ لِمُسْلِم: «إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ والذَّهَبِ».

۱ / ۱۷۹۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے' وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے' بے شک وہ شخص جو سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے' (وہ جہنم کی آگ پیٹ میں بھرتا ہے)۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأشربة، باب آنية الفضة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال أواني الذهب والفضة.

فوائد: جب انسان مسلسل تیزی سے پانی پیتا ہے' تو اس وقت پینے کی جو گڑگڑاہٹ (آواز) ہوتی ہے اس کو جرجرہ کہا جاتا ہے۔ مطلب جہنم کی آگ سے پیٹ کو بھرنا ہے۔

١٧٩٨ ـ وعنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ قالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ، وقال: «هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الآخِرَةِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وفي رِوايةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يقولُ: «لا تَلْبَسُوا الحَرِيرَ وَلا الدِّيبَاجَ، وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَلا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا».

۲ / ۱۷۹۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے ریشم اور دیباج کے استعمال سے اور سونے چاندی کے برتن میں پینے سے اور آپ ؐ نے فرمایا' یہ دنیا میں ان کافروں کے لئے ہے اور یہ آخرت میں تمہارے لئے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

اور صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے اس میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' تم ریشم اور دیباج مت

پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں پیو اور نہ ان کے پیالوں میں کھاؤ۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأشربة، باب الشرب في آنية الذهب، وباب في آنية الفضة ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب.

فوائد: دیباج بھی ریشم ہی کی ایک قسم ہے' بعض کے نزدیک موٹا ریشم دیباج ہے اور بعض کے نزدیک دیباج وہ کپڑا ہے جس کا تانا بانا ریشم کا ہو' باقی سوت کا' صحاف' صحفة' کی جمع ہے' صحفة' کھانے کا ایسا برتن جس میں پانچ آدمی سیر ہو جائیں۔

١٧٩٩ ـ وَعَنْ أَنسِ بنِ سِيرينَ قالَ: كنْتُ مَعَ أَنَسِ بنِ مالكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عِنْدَ نَفَرٍ مِنَ المَجُوسِ، فَجِيءَ بِفَالُوذَجٍ على إنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ، فَلَمْ يَأْكُلْهُ، فَقِيلَ لَهُ حَوِّلْهُ، فَحَوَّلَهُ عَلى إنَاءٍ مِنْ خَلَنْجٍ، وَجِيءَ بِهِ فَأَكَلَهُ. رواه البيهقي بإسْنادٍ حَسَنٍ.

«الخَلَنْجُ»: الجَفْنَةُ.

۳ / ۱۷۹۹۔ حضرت انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے چند افراد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس عرصے میں چاندی کے ایک برتن میں فالودہ (یا مٹھائی کی کوئی قسم) لایا گیا' پس آپ نے اسے نہیں کھایا' ان سے کہا گیا' اسے دوسرے برتن میں ڈلوا لیں' چنانچہ انہوں نے اسے لکڑی کے برتن میں ڈلوایا اور پھر آپ کے پاس لایا گیا اور آپ نے اسے کھالیا۔ (بیہقی' سند حسن کے ساتھ)

الخلنج' جفنہ' لکڑی کا پیالہ جو صحفہ سے بڑا ہوتا ہے۔

تخریج: السنن الكبرى، كتاب الطهارة، باب المنع من الأكل في صحاف الذهب والفضة.

فوائد: مذکورہ احادیث سے واضح ہے کہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا یا ان کو کسی اور استعمال میں لانا حرام ہے' کیونکہ اس میں کبر و غرور پایا جاتا ہے۔ اسی طرح تزئین و آرائش کے لئے بھی ان کا استعمال صحیح نہیں۔ البتہ صرف عورتوں کے لئے بطور زیور ان کا استعمال جائز ہے کیونکہ احادیث سے یہ استثناء ثابت ہے۔ تاہم بعض علماء کے نزدیک ان احادیث میں ضعف پایا جاتا ہے' اس لئے وہ عورتوں کے لئے بطور زیورات بھی ان کا استعمال جائز نہیں سمجھتے۔ شیخ البانی نے آداب الزفاف میں اس مسئلے پر مفصل بحث کی ہے' بہرحال دوسرے علماء ان کے اس موقف سے متفق نہیں۔ (۲) ریشمی لباس مردوں کے لئے حرام ہے' اسی طرح ریشم سے ملتے جلتے لباس' جو عورتوں کے لئے مخصوص ہوں' وہ بھی عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے حرام ہوں گے۔ اس کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ ریشمی لباس میں جو نرمی اور نزاکت پائی جاتی ہے' وہ مردانگی کے منافی ہے۔ (۳) ان چیزوں کی حرمت سے اسلام کے مزاج کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کھانے پینے اور آرائش و پوشاک وغیرہ میں سادگی کو پسند اور ترفہ اور کافروں سے مشابہت کو ناپسند کرتا ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں اسلام کی اس سادگی کے مقابلے میں کافروں کی مشابہت و نقالی میں ترفہ' تکلف اور تصنع کو معیار زندگی قرار دے لیا گیا ہے اور ہر شخص جائز و ناجائز طریقے سے

اس کے حصول میں شب و روز کوشاں ہے۔ ھداھم اللہ تعالی۔

٣٦٥ ـ بَابُ تَحْرِيمِ لُبْسِ الرَّجُلِ ثَوْباً مُزَعْفَراً

٣٦٥۔ مرد کے لیے زعفرانی رنگ کا لباس پہننے کی حرمت کا بیان

١٨٠٠ ـ عَنْ أَنسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ. متفقٌ عليه.

١/ ١٨٠٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرد کو زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب اللباس، باب التزعفر للرجال ـ وصحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهي عن التزعفر للرجال.

فوائد: زعفران' مشہور بوٹی ہے' اس سے رنگا ہوا کپڑا زرد رنگ کا ہوتا ہے۔

١٨٠١ ـ وعَنْ عَبدِ اللهِ بن عَمْرِو بن العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَين فقَالَ: «أُمُّكَ أَمَرَتْكَ بهذا؟» قلتُ: أَغْسِلُهُمَا؟ قال: «بَلْ أَحْرِقْهُمَا». وفي روايةٍ، فقالَ: «إِنَّ هذا مِنْ ثِيَابِ الكُفَّارِ فَلا تَلْبَسْهَا» رواه مسلم.

٢/ ١٨٠١۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا' تو دریافت فرمایا' کیا تیری ماں نے تجھے یہ کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں انہیں دھو ڈالوں؟ آپؐ نے فرمایا' بلکہ ان کو جلا دے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا' یہ کافروں کا لباس ہے' پس تو اسے مت پہن! (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر.

فوائد: عصفر بھی ایک بوٹی ہے جو زعفران کی طرح زرد رنگ ہی دیتی ہے۔ اس کی حرمت کی وجہ بھی علماء نے یہی بیان کی ہے کہ ایک تو یہ رنگ عورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے کافر بھی اس رنگ کا لباس پہنتے ہیں۔ ان دونوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے۔

٣٦٦ ـ بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَمْتِ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ

٣٦٦۔ کسی دن رات تک خاموش رہنے کی ممانعت کا بیان

١٨٠٢ ـ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلامٍ، وَلا صُمَاتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ» رواه أبو داود بإسنادٍ حسن.

١/ ١٨٠٢۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان یاد ہے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں اور کسی دن رات تک خاموش رہنے کی کوئی حیثیت نہیں۔

(اسے ابو داوٗد نے حسن سند سے روایت کیا)

قَالَ الخَطَّابِيُّ فِي تفسيرِ هذا

الحديث: كَانَ مِنْ نُسُكِ الجَاهِلِيَّةِ الصُّمَاتُ، فَنُهُوا فِي الإِسْلَامِ عَنْ ذٰلِكَ، وَأُمِرُوا بِالذِّكْرِ وَالحَدِيثِ بِالخَيْرِ.

امام خطابی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جاہلیت کی عبادات میں خاموش رہنا بھی تھا' پس اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ (خاموشی کی بجائے) اللہ کا ذکر اور بھلائی کی بات کرو۔

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الوصايا، باب جاء متى ينقطع اليتم؟.

١٨٠٣ ـ وَعَنْ قيسِ بنِ أبي حَازِمٍ قالَ: دَخَلَ أَبُو بكرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقالُ لهَا: زَيْنَبُ، فَرَآهَا لا تَتَكَلَّمُ. فقالَ: مَا لَهَا لا تَتَكَلَّمُ؟ فقالُوا: حَجَّتْ مُصْمِتَةً، فقالَ لَهَا: تَكَلَّمِي فَإِنَّ هذا لا يَحِلُّ، هذا مِنْ عَمَلِ الجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمَتْ. رواه البخاري.

۲/ ۱۸۰۳۔ حضرت قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ احمس قبیلے کی ایک عورت کے پاس تشریف لائے' جس کو زینب کہا جاتا تھا' پس اسے دیکھا کہ وہ بولتی نہیں ہے' آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا' اسے کیا ہے' یہ گفتگو کیوں نہیں کرتی؟ انہوں نے بتلایا' اس نے خاموش رہنے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا' بات چیت کر' اس لئے کہ یہ خاموشی جائز نہیں' یہ جاہلیت کا عمل ہے۔ پس اس نے بولنا چالنا شروع کر دیا۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية.

فوائد: مذکورہ احادیث سے واضح ہوا کہ یتیمی' بلوغت تک رہتی ہے۔ بالغ ہونے کے بعد بچہ یتیم متصور نہیں ہو گا اور بلوغت کا معیار احتلام ہے' اس کی کوئی متعین عمر نہیں ہے' کیونکہ مختلف ملکوں کی الگ الگ آب و ہوا کے اعتبار سے عمروں میں فرق ہو سکتا ہے' اس لئے بلوغت کے لئے احتلام کو شرط قرار دیا ہے۔ احتلام' خواب میں منی کے نکلنے کو کہتے ہیں۔ (۲) زمانہ جاہلیت میں خاموش رہنے کو بھی عبادت اور تقرب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اسلام میں اس قسم کے تقشف اور تکلف کی اجازت نہیں ہے' اس لئے اس سے بھی منع کر دیا گیا اور تاکید کی گئی کہ خاموش رہنے کی بجائے کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور بھلائی کی باتیں کرو۔ البتہ فحش گوئی' جھوٹ' چغلی اور غیبت وغیرہ کے مقابلے میں خاموش رہنا بہتر ہے۔

٣٦٧ ـ بَابُ تَحْرِيمِ انْتِسَابِ الإِنْسَانِ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَتَوَلِّيهِ غَيْرَ مَوَالِيهِ

۳۶۷۔ انسان کا اپنے باپ یا اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہونے کی حرمت کا بیان

١٨٠٤ ـ عَنْ سَعْدِ بنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ،

۱/ ۱۸۰۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے اپنے کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا درآں

فالجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ» متفقٌ عَلَيْهِ.

حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے' تو اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الفرائض، باب من ادّعٰى إلي غير أبيه - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب حال إيمان من رغب عن أبيه.

١٨٠٥ - وعن أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «لا تَرْغَبُوا عَنْ آبائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ، فَهُوَ كُفْرٌ» متفقٌ عليه.

۱/ ۱۸۰۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اپنے باپ دادا سے اعراض نہ کرو' پس جس شخص نے اپنے باپ سے اعراض کیا' تو یہ کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الفرائض، باب من ادّعٰى إلي غير أبيه - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب حال إيمان من رغب عن أبيه.

فوائد: اعراض کا مفہوم بھی وہی ہے جو اس سے ماقبل کی حدیث کے لفظ ادعی کا تھا' یعنی اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کو غلط طور پر باپ ظاہر کرنا۔ اگر وہ اس کی حرمت کو جانتے ہوئے' اس سے اعراض کرے گا تو یہ کفر ہے اور اگر وہ محض دنیوی مفادات کے لالچ میں ایسا کرتا ہے' اس کی حرمت سے اعراض کرتے ہوئے نہیں۔ تو یہ کبیرہ گناہ ہو گا' جس کا مرتکب ابتداءً جنت میں نہیں جائے گا' البتہ سزا بھگتنے کے بعد جا سکے گا۔ اس کو اتنا بڑا جرم اس لئے قرار دیا گیا ہے تاکہ نسب محفوظ رہے' کیونکہ نسبی حفاظت ہی والدین کی خدمت و اطاعت کا باعث ہے' اگر نسب ہی محفوظ نہ رہے تو اولاد حق ابوت کس طرح ادا کرے گی؟

١٨٠٦ - وَعَنْ يزيدَ بنِ شريكِ بنِ طارقٍ قالَ: رَأَيْتُ عَلِياً رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَلى المِنْبَرِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لا وَاللهِ! مَا عِندَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ إلَّا كِتَابَ اللهِ، وَمَا في هذِهِ الصَّحِيفَةِ، فَنَشَرَهَا فَإذا فِيهَا أَسْنَانُ الإِبلِ، وَأَشْيَاءُ مِنَ الجِرَاحَاتِ، وَفيهَا: قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: «المَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فيهَا حَدَثاً، أَوْ آوى مُحْدِثاً، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ القِيَامَةِ صَرْفاً وَلا عَدْلاً، ذِمَّةُ المُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِماً، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ

۲/ ۱۸۰۶ - حضرت یزید بن شریک بن طارق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا' پس میں نے ان کو سنا' وہ فرماتے تھے' اللہ کی قسم! ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں' سوائے اللہ کی کتاب کے اور ان احکام کے جو اس صحیفے میں ہیں' پس آپ نے اس صحیفے کو پھیلایا تو اس میں (دیت کے) اونٹوں کی عمریں اور کچھ زخموں کی (دیت سے متعلق) احکام تھے اور اس صحیفے میں یہ بھی تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ عیر سے ثور تک حرم ہے' جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا' تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی عبادت۔ مسلمانوں کا

وَالمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفاً وَلا عَدْلًا، وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفاً وَلا عَدْلًا». متفقٌ عليه. «ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ» أَيْ: عَهْدُهُمْ وَأَمَانَتُهُمْ. وَ«أَخْفَرَهُ»: نَقَضَ عَهْدَهُ. وَ«الصَّرْفُ»: التَّوْبَةُ، وَقِيلَ الحِيلَةُ. وَ«الْعَدْلُ»: الْفِدَاءُ.

عہد ایک ہے جس کے ساتھ ان کا ایک ادنیٰ آدمی کوشش کرتا ہے' جس نے کسی مسلمان کے عہد کو توڑ دیا' تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی اور جس نے اپنی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف یا اپنے آقا کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی' تو اس پر اللہ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے' اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی فرضی عبادت قبول کرے گا نہ نفلی عبادت۔

(بخاری و مسلم)

ذمۃ المسلمین' ان کا عہد اور ان کا امان دینا۔ اخفرہ' اس نے عہد توڑ دیا' الصرف' توبہ' عدل' معاوضہ

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفرائض، باب إثم من تبرأ من مواليه - وصحيح مسلم، كتاب العتق، باب تحريم تولي العتيق غير مواليه.

فوائد: عیر اور ثور دونوں مدینے کے پہاڑ ہیں۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کے علاقے کو حرم قرار دیا گیا ہے' جس کا مطلب ہے کہ حرم مکہ کی طرح یہاں بھی کسی جانور کا شکار نہیں کیا جا سکتا' درخت نہیں کاٹا جا سکتا اور نہ اس علاقے میں کوئی مشرک اور کافر داخل ہو سکتا ہے۔ صرف اور عدل کے کئی معنی کئے گئے ہیں' سب سے زیادہ مشہور معنی وہ ہیں جو ہم نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں' یعنی فرضی اور نفلی عبادت۔ دوسرے معنی ہیں جو فاضل مصنف امام نوویؒ نے آخر میں بیان کئے ہیں' توبہ اور معاوضہ۔ یعنی قیامت والے دن ایسے لوگوں کی معذرت قبول ہو گی نہ معاوضہ قبول ہو گا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حدیث میں مذکور تینوں کام کتنے شدید نوعیت کے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں کیا گیا نافرمانی کا کام' دوسری جگہوں کے مقابلے میں زیادہ بڑا جرم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت جو مشہور کر دیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی خاص احکام دیئے تھے جو آپ نے ان کے سوا کسی کو نہیں بتائے۔ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے' جیسے صوفیاء کے حلقے میں خرقہ خلافت وغیرہ کے بارے میں اور شیعی فرقوں میں وصی رسول ہونے کی بابت دعوے کئے جاتے ہیں' یہ سب من گھڑت اور اتہام ہے' نبوت کا مطلب ابلاغ عام ہے نہ کہ ابلاغ خاص۔ بعض باتوں کو بعض لوگوں تک مخصوص رکھنا تو نبوت ہی کے منافی ہے۔

١٨٠٧ - وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رسولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنْ

۴ / ۱۸۰۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' جس

رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا، وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللهِ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ رِوايةِ مُسْلِمٍ.

شخص نے بھی جانتے بوجھتے اپنے کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا' تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور جس نے ایسی چیز (کی ملکیت) کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے' وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے اور جس نے کسی شخص کو کافر کہہ کر پکارا یا کہا' اے اللہ کے دشمن درآں حالیکہ وہ ایسا نہ ہو۔ تو وہ الزام اسی پر لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ مسلم کی روایت کے ہیں۔

تخریج: صحيح بخاري، كتاب المناقب، باب حدثنا أبو معمر... عن أبي ذر أنه سمع... ـ وصحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه ......

فوائد: حدیث میں مذکور تمام باتیں سخت کبیرہ گناہ ہیں' ان کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ ہر مسلمان کو ان کاموں سے بچ کر رہنا چاہیے۔ یہ اتنے بڑے جرم ہیں کہ ان کے ارتکاب سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منہا

٣٦٨ ـ بَابُ التَّحْذِيرِ مِنِ ارْتِكَابِ مَا نَهَى اللهُ عَزَّ وَجَلّ ورَسُولُهُ ﷺ عَنْهُ

۳۶۸۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی منع کردہ باتوں کے ارتکاب سے ڈرانے کا بیان

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَلْيَحْذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾﴾ [النور: ٦٣]. وقال تَعَالَى: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ ٱللَّهُ نَفْسَهُۥ﴾ [آل عمران: ٣٠]. وقال تعالى: ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾﴾ [البروج: ١٢]. وقال تعالى: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ ٱلْقُرَىٰ وَهِىَ ظَٰلِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُۥٓ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ﴿١٠٢﴾﴾ [هود: ١٠٢].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو اس کے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں' انہیں اس بات سے ڈر جانا چاہیے کہ ان پر کوئی بڑی آفت آپڑے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے۔

نیز فرمایا:- اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔

اور فرمایا: یقیناً تیرے رب کی گرفت بڑی سخت ہے۔

اور فرمایا: اور اسی طرح ہے تیری رب کی گرفت' جب وہ بستیوں (والوں) کو پکڑتا ہے جب کہ وہ ظلم کا ارتکاب کرتی ہیں۔ بے شک اس کی پکڑ' نہایت دردناک ہے۔ (سورۂ ھود: ۱۰۲)

١٨٠٨ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللهُ

۱۸۰۸/۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بے شک اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو

عَلَيْهِ» متفقٌ عليه.

اللہ نے اس کے لئے حرام کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب النكاح، باب الغيرة - وصحيح مسلم، كتاب التوبة، باب غيرة الله.

فوائد: اس کی غیرت کا مطلب' اس کا غضب ناک ہونا ہے۔ یعنی محرمات و فواحش کا ارتکاب' جن سے اس نے بندوں کو منع کیا ہے' اس کے غضب و عتاب کا باعث ہے۔ اس لئے غضب الٰہی کو دعوت دینے والے کاموں سے اجتناب ضروری ہے۔

٣٦٩ - بَابُ مَا يَقُولُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنِ ارْتَكَبَ مَنْهِيّاً عَنْهُ

۳۶۹۔ جو شخص حرام کردہ چیز کا ارتکاب کر لے تو اسے کیا کہنا اور کرنا چاہئے؟

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ﴾ [فصلت: ٣٦]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ إِذَا مَسَّهُمْ طَٰٓئِفٌ مِّنَ ٱلشَّيْطَٰنِ تَذَكَّرُوا۟ فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ﴾ [الأعراف: ٢٠١]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا۟ فَٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا۟ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّٰتٌ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ﴾ [آل عمران: ١٣٥، ١٣٦]. وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ٣١].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اگر تمہیں شیطان کی چھیڑ چھاڑ (اللہ کی نافرمانی پر) ابھارے تو اللہ سے پناہ طلب کرو۔ (حم السجدۃ:۳۶)

نیز فرمایا: بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں' جب ان کو شیطان کی طرف سے وسوسہ پہنچتا ہے' تو وہ ہشیار ہو جاتے ہیں اور وہ (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔ (سورۃ الاعراف:۲۰۱)

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وہ لوگ جو کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیتے ہیں' تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور اپنے کئے پر وہ اصرار نہیں کرتے' جب کہ وہ جانتے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں' جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور کام کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے۔ (آل عمران:۱۳۵'۱۳۶)

نیز فرمایا: تم سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو' اے ایمان والو' تاکہ تم فلاح پاؤ

فائدہ آیات: ان آیات سے واضح ہے کہ ایک مسلمان سے اگر اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب ہو جائے تو اس کا شیوہ اس پر اصرار کرنا نہیں ہے' بلکہ اس سے وہ فوراً توبہ کرتا ہے اور اللہ سے معافی کا طلب گار ہوتا ہے۔

١٨٠٩ ـ وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضيَ اللهُ عَنْه عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «مَنْ حَلَفَ فَقَالَ في حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لا إِلٰهَ إِلَّا الله، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ». متفقٌ عليه.

١/ ١٨٠٩ ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے قسم اٹھائی تو اپنی قسم میں کہا' لات و عزیٰ کی قسم۔ تو اس کو چاہئے کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا' آؤ' جوا کھیلیں' تو اس کو چاہئے کہ وہ صدقہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة النجم ـ وصحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب من حلف باللات والعزّى.

فوائد: لات اور عزیٰ مشرکین عرب کے بت تھے۔ ان کی یا کسی اور بت کی یا کسی بھی غیر اللہ کی قسم کھانا' کفرو شرک ہے۔ اگر کوئی شخص غیر اللہ کی قسم کھالے تو لا الہ الا اللہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کرلے۔ اسی طرح کسی اور گناہ کا ارتکاب کرلے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ کرے اور حسب توفیق صدقہ و خیرات کا اہتمام کرے۔ اس لئے کہ نیکیاں' برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔

١٨ ـ كِتَابُ الْمَنْثُوْرَاتِ وَالْمِلَحِ

۱۸۔ متفرق حدیثوں اور علامات قیامت کی کتاب

٣٧٠ ـ بَابُ الْمَنْثُورَاتِ وَالْمِلَحِ

۳۷۰۔ متفرق حدیثوں اور علامات قیامت کا بیان

١٨١٠ ـ عَنِ النَّوَّاسِ بنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْه قالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ، وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاه في طَائفةِ النَّخلِ. فلَمَّا رُحْنَا إلَيْهِ، عَرَفَ ذلكَ فِينَا، فقالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاه في طَائفَةِ النَّخلِ فقالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ؛ إنْ يَخرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُه دونَكُم؛ وَإِنْ يَخرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلى كُلِّ مُسْلِم. إنَّه شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِيَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُه بِعَبْدِ الْعُزَّى بن قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ؛ إِنَّه خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِيناً وَعَاثَ شِمَالاً، يَاعِبَادَ اللهِ!

۱/۱۸۱۰۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح دجال کا ذکر فرمایا۔ تو اس کے فتنے کو حقیر اور بڑا خطرناک کر کے بیان کیا (یا آواز کو بلند اور پست کیا) یہاں تک کہ ہم نے اس کی بابت گمان کیا کہ وہ یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ پس جب ہم (بعد میں) رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو آپ ؐ نے ہمارے اندر موجود اضطراب کو پہچان لیا اور دریافت فرمایا' تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ ؐ! آپ نے صبح دجال کا ذکر فرمایا اور اسے حقیر اور خطرناک کر کے بیان فرمایا' یہاں تک کہ ہم نے اس کی بابت گمان کیا کہ وہ یہاں کھجوروں کے جھنڈ میں ہی موجود ہے۔ تو آپ ؐ نے فرمایا' دجال کے علاوہ اور چیزوں سے مجھے تمہاری بابت زیادہ شدید اندیشہ ہے' اگر دجال میری موجودگی میں نکلا' تو تمہاری جگہ میں خود اس سے نمٹ لوں گا اور اگر میری زندگی کے بعد نکلا' تو ہر آدمی خود اپنے نفس کا دفاع کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا جانشین ہے (میری بجائے اللہ نگران ہے)

فَاثْبُتُوا» قُلْنَا: يَارسُولَ اللهِ! وَمَا لُبْثُه في الأرضِ؟ قالَ: «أرْبَعُونَ يَوماً: يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أيَّامِهِ كَأيَّامِكُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! فَذلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أتَكْفِينَا فِيهِ صَلاةُ يَوْمٍ؟ قال: «لا، أُقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا إسْرَاعُهُ فِي الأرْضِ؟ قالَ: «كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأتِي عَلى الْقَوْمِ، فَيَدْعُوهُم، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ، وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالأرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى، وَأسْبَغَهُ ضُرُوعاً، وَأمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ، فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلاً مُمْتَلِئاً شَبَاباً فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ، فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ، فَيُقْبِلُ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذلِكَ إذْ بَعَثَ اللهُ تَعَالى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ﷺ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعاً كَفَّيْهِ عَلى أجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إذا طَأطَأ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإذا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إلاَّ مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي إلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأتِي عِيسَى ﷺ قَوماً قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ مِنْهُ، فَيَمسحُ

وہ دجال نوجوان اور گھنگریالے بالوں والا ہو گا' اس کی ایک آنکھ (انگور کی طرح) ابھری ہوئی ہو گی' گویا کہ میں اسے عبدالعزیٰ بن قطن سے تشبیہہ دیتا ہوں۔ پس تم میں سے جو شخص اسے پالے' اسے چاہیئے کہ وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ شام اور عراق کے درمیانی راستے پر ظاہر ہو گا اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا' اے اللہ کے بندو! (اس وقت) ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اس کا زمین میں کتنا قیام ہو گا؟ آپ نے فرمایا' چالیس دن' ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن جمعہ کے برابر ہو گا اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے کہا' اے اللہ کے رسول! وہ دن جو سال کے برابر ہو گا' کیا اس میں ہمیں ایک دن کی (پانچ) نمازیں کافی ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا' نہیں۔ تم اس کا اندازہ کر کر کے پڑھنا۔ ہم نے پوچھا' یا رسول اللہ! اس کی زمین میں تیز رفتاری کا کیا حال ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا' بارش کی طرح' جس کو ہوا پیچھے کی طرف دھکیل رہی ہو۔ (یہ کنایہ ہے' تیزی کے ساتھ فساد پھیلانے سے) پس وہ لوگوں کے پاس آئے گا' انہیں دعوت دے گا' پس وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کے حکم کو مانیں گے۔ پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی۔ پس ان کے چرنے والے جانور جب شام کو ان کے پاس لوٹیں گے' تو ان کے کوہان پہلے سے کہیں زیادہ لمبے ہوں گے' ان کے تھن کامل طور پر بھرے ہوں گے اور ان کی کوکھیں زیادہ کشادہ ہوں گی۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں اپنے ماننے کی دعوت دے گا' وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے' پس وہ ان سے لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو

عَنْ وُجوهِهِمْ، وَيُحَدِّثُهُم بِدَرَجاتِهِمْ في الجنَّةِ، فَبَينما هُوَ كَذلكَ إذ أَوْحى اللهُ تعالى إلى عِيسى ﷺ إنِّي قَدْ أَخرجتُ عِباداً لي لا يَدانِ لأَحَدٍ بِقِتالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبادي إلى الطُّورِ. وَيَبْعَثُ اللهُ يَأْجوجَ ومَأْجوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوائِلُهُمْ على بُحَيرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فيها، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فيقولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً ماءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى ﷺ، وَأَصْحابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لأَحَدِهِمْ خَيراً مِنْ مائَةِ دِينَارٍ لأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عيسَى ﷺ وَأَصْحَابُهُ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، إلى اللهِ تَعالى، فَيُرْسِلُ اللهُ تَعالى عَلَيهِمُ النَّغَفَ في رِقابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى ﷺ، وَأَصْحابُهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، إلى الأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ في الأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إلَّا مَلأَهُ زَهَمُهُم وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى ﷺ، وَأَصْحابُهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ إلى اللهِ تَعالَى، فَيُرْسِلُ اللهُ تَعالَى طَيْراً كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ، فَتَحْمِلُهُمْ، فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَطَراً لَا يُكِنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَقَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلأَرْضِ: أَنْبِتي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ في الرِّسْلِ حَتَّى إنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الإبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ

جائیں گے' ان کے مالوں (ڈنگروں) میں سے ان کے پاس کچھ نہیں رہے گا اور وہ کسی ویرانے سے گزرے گا تو اس کو کہے گا' اپنے خزانے نکال دے' تو اس زمین کے خزانے' شہد کی مکھیوں کے سرداروں کی طرح' اس کے پیچھے لگ جائیں گے' پھر وہ ایک بھرپور جوان کو بلائے گا اور اس پر تلوار سے وار کرے گا' جو اسے تیر انداز کے نشانے کی طرح' دو ٹکڑے کر دے گا' پھر اسے بلائے گا تو وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہو گا اور وہ ہنس رہا ہو گا۔ پس دجال اسی حالت میں ہو گا اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم ﷺ کو زمین میں بھیج دے گا۔ پس وہ آسمان سے دمشق کی مشرقی جانب سفید منار پر زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے' اپنی ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پروں (بازوؤں) پر رکھے ہوئے اتریں گے جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گریں گے اور جب اپنا سر اٹھائیں گے تب بھی موتی کی طرح چاندی کی بوندیں گریں گی' جس کافر کو بھی آپ کے سانس کی بھاپ پہنچے گی' وہ مرجائے گا اور آپ کا سانس آپ کی حد نظر تک پہنچے گا' پس آپ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ نے اس دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا ہو گا' حضرت عیسیٰ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں ان درجات کی خوش خبری دیں گے جو ان کو جنت میں ملیں گے۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ﷺ کی طرف وحی فرمائے گا کہ میں نے اپنے کچھ بندے ایسے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر ان کی حفاظت فرما اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے پستی

مِنَ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ تَعَالَى رِيحاً طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ؛ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ» رواهُ مسلم. قوله: «خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ»: أي: طَرِيقاً بَيْنَهُمَا. وَقَوْلُهُ: «عاثَ» بالْعينِ المهملة والثاء المثلثة، وَالْعَيْثُ: أَشَدُّ الْفَسَادِ. وَ«الذُّرَى»: بِضَمِّ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ أَعالِي الأَسْنِمَةِ. وَهُوَ جَمْعُ ذِرْوَةٍ بِضَمِّ الذَّالِ وَكَسْرِهَا وَ«الْيَعَاسِيبُ»: ذُكُورُ النَّحْلِ. وَ«جِزْلَتَيْنِ» أَيْ: قِطْعَتَيْنِ، وَ«الْغَرَضُ»: الْهَدَفُ الَّذِي يُرْمَى إِلَيْهِ بِالنُّشَّابِ، أَيْ: يَرْمِيهِ رَمْيَةً كَرَمْيِ النُّشَّابِ إِلَى الْهَدَفِ وَ«الْمَهْرُودَةُ» بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ، وَهِيَ: الثَّوْبُ الْمَصْبُوغُ. قَوْلُهُ: «لَا يَدَانِ» أَيْ: لَا طَاقَةَ. وَ«النَّغَفُ»: دُودٌ. وَ«فَرْسَى»: جَمْعُ فَرِيسٍ، وَهُوَ الْقَتِيلُ وَ«الزَّلَقَةُ»: بِفَتْحِ الزَّايِ وَاللَّامِ وَبِالْقَافِ، وَرُوِيَ «الزُّلْفَةُ» بِضَمِّ الزَّايِ وَإِسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ، وَهِيَ الْمِرْآةُ. وَ«الْعِصَابَةُ»: الْجَمَاعَةُ. وَ«الرِّسْلُ» بكسر الراء: اللَّبَنُ. وَ«اللِّقْحَةُ»: اللَّبُونُ، وَ«الْفِئَامُ» بِكَسْرِ الْفَاءِ وبعدها همزة ممدودة: الْجَمَاعَةُ. وَ«الْفَخِذُ» مِنَ النَّاسِ: دُونَ الْقَبِيلَةِ.

کی طرف تیزی سے دوڑیں گے' ان کا پہلا ٹولہ بحیرۂ طبریہ سے گزرے گا اور اس کا سارا پانی چٹ کر جائے گا اور اس کا آخری ٹولہ وہاں سے گزرے گا تو وہ کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ (اس عرصے میں) اللہ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ ﷺ اور ان کے ساتھی گھرے ہوئے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں ہر ایک کو بیل کی ایک سری تمہارے آج کے سو دینار سے بہتر معلوم ہو گی' پس اللہ کے پیغمبر عیسیٰ ﷺ اور ان کے ساتھی' اللہ ان سے راضی ہو' اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس سے وہ دفعتاً ایک جان کی طرح' مرجائیں گے۔ پھر اللہ کے پیغمبر عیسیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم زمین پر اتریں گے' پس وہ زمین میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور سخت بدبو سے خالی ہو۔ پس اللہ کے پیغمبر عیسیٰ ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم پھر اللہ کی طرف (دعاء کے لئے) متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے بڑے پرندے بھیجے گا جیسے بختی اونٹوں کی گردنیں ہوتی ہیں' وہ پرندے ان کی لاشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں اللہ کو منظور ہو گا' وہاں ان کو پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش نازل فرمائے گا جس سے کوئی گھر اور خیمہ محفوظ نہیں رہے گا (یعنی سب کو پہنچے گی) پس وہ ساری زمین کو دھو دے گی' حتیٰ کہ اسے چکنی چٹان یا آئینے کی طرح صاف کر کے چھوڑے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا' اپنے پھل اگا اور اپنی برکت پھیرلا۔ پس اس وقت ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ حاصل کرے گی اور دودھ میں اتنی برکت ڈال دی جائے گی کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی لوگوں کی ایک جماعت کو کافی ہو گی اور ایک دودھ دینے والی گائے

لوگوں کے ایک قبیلے کو کافی ہو گی اور دودھ دینے والی ایک بکری لوگوں میں سے ایک گھرانے کو کافی ہو گی۔ پس وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ان مسلمانوں کو ان کی بغلوں کے نیچے سے لگے گی' پس وہ ہر مومن اور مسلمان کی روح قبض کر لے گی۔ (اس کے بعد) صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو اس زمین میں گدھوں کی طرح علانیہ لوگوں کے سامنے عورتوں سے جماع کریں گے۔ پس انہی لوگوں پر قیامت قائم ہو گی۔ (مسلم)

خلة' یعنی ان دونوں کے درمیان راستہ۔ عاث' عین اور ثاء کے ساتھ' العیث کے معنی ہیں' سخت ترین فساد۔ الذری' ذال پر پیش' کوہانوں کی بلندی۔ یہ ذروۃ کی جمع ہے' اس کی ذال پر زیر اور پیش دونوں طرح جائز ہے۔ یعاسیب شہد کی نر مکھیاں۔ جزلتین' دو ٹکڑے۔ الغرض' وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے' یعنی اس کو اس طرح (تلوار) مارے گا جس طرح تیر کو نشانے پر مارتے ہیں۔ المھرودۃ' یہ دال اور ذال' دونوں کے ساتھ جائز ہے' زرد رنگ کا کپڑا۔ لایدان' نہیں طاقت۔ النغف' کیڑا۔ فرسی' فریس کی جمع' مقتول۔ الزلقہ' زاء' لام اور قاف پر زبر (چکنی چٹان) اور یہ زلفہ بھی مروی ہے' زاء پر پیش' لام پر زبر اور پھر فاء' آئینہ۔ العصابہ' جماعت۔ الرسل' راء کے نیچے زیر' دودھ۔ اللبون' دودھیل جانور۔ الفئام' فاء کے نیچے زیر' اس کے بعد ہمزۂ ممدودہ' جماعت۔ الفخذ من الناس' قبیلے سے کم جماعت' یعنی خاندان یا گھرانہ۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجّال وصفته وما معه.

فوائد: اس میں علامات قیامت' خروج دجال' نزول عیسیٰ بن مریم' یاجوج وماجوج کا ظہور اور ان کے مابین ہونے والے اہم واقعات کا تذکرہ ہے' دجال کی فتنہ انگیزی' یاجوج وماجوج کی حشر سامانی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

ہاتھوں اور دعاؤں سے ان کے خاتمے کا بیان ہے۔

١٨١١ ـ وَعَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: انطَلَقْتُ مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ إِلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهُ أَبُو مسعودٍ، حَدِّثْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فِي الدَّجَّالِ قَالَ: «إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ، وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَاراً؛ فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَاراً، فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَاراً، فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ» فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ. متفقٌ عَلَيْهِ.

٢ / ١٨١١ ـ حضرت ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ' حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' تو ان سے حضرت ابو مسعودؓ نے فرمایا' آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کی بابت جو سنا ہے' وہ میرے سامنے بیان فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا۔ بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی۔ لوگ جس کو پانی خیال کریں گے' وہ جلانے والی آگ ہو گی اور جس کو لوگ آگ سمجھیں گے' وہ میٹھا' ٹھنڈا پانی ہو گا' پس تم میں سے جو شخص اس دجال کو پالے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس میں گرے جس کو وہ آگ خیال کرے' اس لئے کہ وہ میٹھا عمدہ پانی ہو گا۔ تو حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، باب ما ذكر عن بنى اسرائيل ـ وصحيح مسلم، الفتن، باب ذكر الدجّال وصفته . . .

١٨١٢ ـ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ عَمْرِو بنِ العَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ، لا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْماً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْراً، أَوْ أَرْبَعِينَ عَاماً، فَيَبْعَثُ اللهُ تَعَالَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ﷺ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، رِيحاً بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ، فَلا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ، حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ، لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ، فَيَبْقَى

٣ / ١٨١٢ ـ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میری امت میں دجال نکلے گا اور وہ چالیس تک رہے گا۔ میں نہیں جانتا' چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم ﷺ کو بھیجے گا' وہ اسے تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی نہیں ہو گی' پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا' پس روئے زمین پر جو شخص بھی ایسا ہو گا کہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھلائی یا ایمان ہو گا' وہ ہوا اس کی روح قبض کر لے گی' حتیٰ کہ کوئی آدمی اگر پہاڑ کے درمیان میں بھی گھسا ہوا ہو گا' تو ہوا وہاں پہنچے گی اور

شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ، وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفاً، وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَراً، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ، فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْغَى لِيتاً وَرَفَعَ لِيتاً، وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ، وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْؤُولُونَ، ثُمَّ يُقَالُ: أَخْرِجُوا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ: مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ؛ فَذَلِكَ يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيباً، وَذَلِكَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ» رواه مسلم. «اللِّيتُ» صَفْحَةُ الْعُنُقِ، وَمَعْنَاهُ: يَضَعُ صَفْحَةَ عُنُقِهِ وَيَرْفَعُ صَفْحَتَهُ الْأُخْرَى.

اس کی روح قبض کر لے گی۔ پھر بد ترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے' جن میں شر انگیزی اور قضائے شہوت کے اعتبار سے پرندوں کی سی پھرتی اور ایک دوسرے کے تعاقب اور خوں ریزی میں خونخوار جانوروں کی سی درندگی ہو گی' وہ کسی نیکی کو نیکی سمجھیں گے اور نہ کسی برائی کو برائی۔ پس شیطان ان کے پاس انسانی شکل بنا کر آئے گا اور کہے گا' کیا تم بات نہیں مانتے؟ وہ کہیں گے' تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے' پس وہ انہیں بتوں کی پوجا کرنے کا حکم دے گا۔ (جس کی وہ تعمیل کریں گے) اس کے باوجود ان کو رزق کی فراوانی حاصل ہو گی اور ان کی زندگی آسائش و آرام سے گزر رہی ہو گی۔ پھر صور پھونکا جائے گا' جو بھی اس کی آواز سنے گا' اپنی گردن اس کی طرف جھکا لے گا اور پھر اوپر اٹھائے گا اور سب سے پہلا شخص' جو اس کی آواز سنے گا' وہ ہو گا جو اپنے اونٹوں کے حوض کی لپائی (درستی) کر رہا ہو گا' پس وہ (صور کی آواز سنتے ہی) بے ہوش ہو جائے گا اور اس کے اردگرد کے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا یا (فرمایا) نازل فرمائے گا' گویا کہ وہ شبنم ہے (یعنی پھوار کی شکل میں بارش ہو گی) جس سے انسانی جسم (نباتات کی طرح) اگ آئیں گے' پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا' تو وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے' پھر کہا جائے گا' اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو (فرشتوں کو حکم دیا جائے گا) ان کو ٹھہراؤ' ان سے باز پرس ہو گی۔ پھر کہا جائے گا' ان میں سے جہنمیوں کو نکال لو۔ پس پوچھا جائے گا' کتنوں میں سے کتنے لوگ؟ ان کو بتلایا جائے گا۔ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ پس یہ دن وہ ہو گا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی وہ دن ہے جب پنڈلی کھولی جائے گی۔ (مسلم)

اللیت' گردن کا کنارہ' اور اس کے معنی ہیں

کہ وہ گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور اس کے دوسرے کنارے کو بلند کرے گا۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی الدجّال وھو أھون علی اللہ عزوجل.

فوائد: اس میں پنڈلی کھولی جانے کا جو ذکر ہے' اس سے کیا مراد ہے؟ بعض نے اس سے قیامت کی سختیاں اور ہولناکیاں مراد لی ہیں۔ لیکن ایک صحیح حدیث میں اس کی تفسیر اس طرح بیان ہوئی ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا (جس طرح کہ اس کی شان کے لائق ہے) تو ہر مومن مرد اور عورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ البتہ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھلاوے اور شہرت کے لئے سجدے کرتے تھے۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی ریڑھ کی ہڈی کے منکے' تختے کی طرح ایک ہڈی بن جائیں گے جس کی وجہ سے ان کے لئے جھکنا ناممکن ہو جائے گا۔ (صحیح بخاری' تفسیر سورۂ نون والقلم) اللہ تعالیٰ کی یہ پنڈلی کس طرح کی ہوگی؟ اسے وہ کس طرح کھولے گا؟ اس کیفیت کو ہم جان سکتے ہیں نہ بیان کر سکتے ہیں۔ اس لئے جس طرح ہم بلاکیف و بلا تشبیہہ اس کی آنکھوں' کان' ہاتھ وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں' اسی طرح پنڈلی کا ذکر بھی قرآن و حدیث میں ہے جس پر بلاکیف ایمان رکھنا ضروری ہے۔ یہی سلف اور محدثین کا مسلک ہے۔ (از تفسیر احسن البیان)

١٨١٣ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالمَدِينَةَ؛ وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ المَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهُمَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبَخَةِ، فَتَرْجُفُ المَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، يُخْرِجُ اللهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ» رواه مسلم.

۴ / ١٨١٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مکہ اور مدینہ کے علاوہ دجال ہر شہر کو روندے گا (یعنی اس میں داخل ہو گا) اور مکہ اور مدینہ کے پہاڑی راستوں میں سے ہر راستے پر فرشتے مقرر ہوں گے' جو پرے باندھے ان کی حفاظت کرتے ہوں گے۔ پس دجال (مدینے کے قریب) زمین شور پر اترے گا تو مدینہ تین مرتبہ زلزلوں سے لرز اٹھے گا' اللہ تعالیٰ مدینے سے ہر کافر اور منافق کو باہر نکال دے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی الدجّال وھو أھون علی اللہ عزوجل.

١٨١٤ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفاً عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ» رَوَاهُ مسلم.

۵ / ١٨١۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے لگیں گے (پیروی کریں گے) جن کے جسموں پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب في بقية من أحاديث الدجّال.

فوائد: اصفہان' فارس (موجودہ ایران) کا ایک شہر ہے۔ طیلسان (سبز رنگ کی چادر) عجم کے مشائخ کا عام لباس ہے۔

١٨١٥ ـ وعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللهُ

۶ / ١٨١۵۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

عَنهَا أَنَّها سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَيَنفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ في الجِبَالِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ دجال کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا پناہ لیں گے۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب في بقية من أحاديث الدجّال.

١٨١٦ - وَعَن عِمْرَانَ بنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى اللهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ» رواه مسلم.

۷ / ۱۸۱۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ حضرت آدم کی پیدائش سے قیامت کے برپا ہونے تک' دجال (کے فتنے) سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب في بقية من أحاديث الدجّال.

١٨١٧ - وَعَنْ أَبي سَعِيدِ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: «يَخرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ المُؤْمِنِينَ فَيَتَلَقَّاهُ المَسَالِحُ: مَسَالِحُ الدَّجَّالِ، فَيَقُولُونَ له: إلَى أَيْنَ تَعْمِدُ؟ فَيَقُول: أَعْمِدُ إِلَى هذا الَّذي خَرَجَ، فيقولُونَ له: أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فيقول: ما بِرَبِّنَا خَفَاءٌ! فيقولُونَ: اقْتُلُوه، فيقُولُ بَعْضُهُمْ لبَعْضٍ: أَلَيسَ قَدْ نَهَاكُم رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَداً دونَه، فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلى الدَّجَّالِ، فَإِذا رآه المُؤْمِنُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إنَّ هذا الدَّجَّالُ الَّذي ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ به فَيُشَبَّحُ؛ فَيَقولُ: خُذُوهُ وَشُجُّوهُ، فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْباً، فيقولُ: أَوَمَا تُؤْمِنُ بي؟ فَيَقُولُ: أَنْتَ المَسِيحُ الكَذَّابُ! فَيُؤْمَرُ بِهِ، فَيُؤْشَرُ بالمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتَّى يُفَرِّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ القِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يقولُ لَهُ: قُمْ، فَيَسْتَوِي قَائماً. ثُمَّ يقولُ لهُ: أَتُؤْمِنُ بي؟

۸ / ۱۸۱۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' دجال کا خروج ہو گا تو مومنوں میں سے ایک آدمی اس کی طرف جائے گا' پس اس کو دجال کے ہتھیار بند پہرے دار ملیں گے۔ وہ اس سے پوچھیں گے' تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو وہ کہے گا' میرا اس شخص کے پاس جانے کا ارادہ ہے جو نکلا ہے۔ وہ اس کو کہیں گے' کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ تو وہ کہے گا' ہمارے رب میں تو کوئی پوشیدگی نہیں۔ (کہ ہم کسی اور کو رب بنائیں اور مانیں) پس وہ کہیں گے' اس کو قتل کر دو۔ تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے' کیا تمہارے رب نے تمہیں اس بات سے منع نہیں کیا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو قتل نہ کرنا۔ پس وہ اس مومن کو دجال کے پاس لے جائیں گے' جب مومن دجال کو دیکھے گا' تو کہے گا' اے لوگو! یہی وہ دجال ہے جس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ تو دجال حکم دے گا کہ اس کو پیٹ کے بل لٹایا جائے اور کہے گا' اسے پکڑو اور اس کے سر اور چہرہ پر ضربیں لگاؤ' پس زد و کوب سے اس کی پشت اور پیٹ کو کشادہ کر دیا جائے گا۔ پھر دجال پوچھے گا' کیا تو مجھ پر

فيقـولُ: مَـا ازْدَدْتُ فِيـكَ إلَّا بَصِيـرَةً. ثُـمَّ يَقُـولُ: يَا أيُّهَـا النَّـاسُ! إنَّـهُ لا يَفْعَـلُ بَعْـدِي بِأحَدٍ مِنَ النَّاسِ، فَيَأخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ، فَيَجْعَلُ اللهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إلى تَرْقُوَتِهِ نُحَاساً، فَلا يَسْتَطِيعُ إلَيْهِ سَبِيلاً، فَيَأخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهِ، فَيَحْسَبُ النَّاسُ أنَّمَا قَذَفَهُ إلى النَّارِ، وَإنَّمَا أُلْقِيَ فِي الجَنَّةِ» فقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هذا أعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ العَـالَمِيـنَ» رواه مسلم. وروى البخـاريُّ بَعْضَـهُ بِمَعْنَـاهُ. «المَسَـالِحُ»: هُـمُ الخُفَـرَاءُ وَالطَّلائِعُ.

ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا‘ تو تو مسیح کذاب ہے۔ پس اس کی بابت حکم دیا جائے گا کہ آرے سے اس کے سر کے درمیان سے اس کو چیر دیا جائے‘ حتیٰ کہ وہ اس کی دونوں ٹانگوں کو الگ الگ کر دے۔ پھر دجال اس کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا‘ پھر اسے کہے گا‘ کھڑا ہو جا۔ پس وہ مومن سیدھا کھڑا ہو جائے گا‘ دجال اس کو پھر کہے گا‘ کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا‘ تیرے بارے میں میرے یقین میں اور اضافہ ہو گیا ہے‘ پھر کہے گا‘ اے لوگو! میرے بعد یہ کسی کے ساتھ بھی یہ سلوک نہیں کر سکے گا‘ پس دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسلی کے درمیانی حصے کو تانبا بنا دے گا‘ پھر دجال اس کو قتل کرنے کی کوئی سبیل نہیں پائے گا‘ تو دجال اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو پکڑ کر پھینک دے گا‘ لوگ سمجھیں گے اس نے اسے آگ میں پھینکا ہے‘ لیکن درحقیقت (انجام کے اعتبار سے) اسے جنت میں ڈال دیا گیا ہو گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا‘ رب العالمین کے نزدیک یہ شخص سب لوگوں سے زیادہ بڑی شہادت والا ہو گا۔ (مسلم اور بخاری نے بھی اس مفہوم کی بعض روایات بیان کی ہیں)

المسالح‘ پہرے دار اور جاسوس۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب لا يدخل الدجّال المدينة ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب صفة الدجال وتحريم المدينة عليه. . .

فوائد: اس میں ایک مومن کی عزیمت و استقامت اور پھر شہادت کا ذکر ہے جس کا مظاہرہ اس کی طرف سے دجالی فتنے کے مقابلے میں ہو گا۔ اس میں اس کی گردن کے اس حصے کو تانبا بنا دینے کا جو ذکر ہے‘ جس کو تلوار مار کر انسان کے جسم سے الگ کر دیا جاتا ہے‘ تو یہ حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے‘ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے کوئی بعید نہیں اور بعض لوگ اسے کنائے پر محمول کرتے ہیں کہ دجال اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں ہو سکے گا۔ حقیقت پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح آخر میں دجال کی آگ کو جنت بتلایا گیا ہے‘ یہ یا تو انجام کے اعتبار سے ہے‘ یعنی اس آزمائش کا نتیجہ جنت ہے۔ یا جنت بمعنی امن و سکون ہے کہ مومن کو اپنے ایمان کی پختگی کی وجہ سے آگ میں بھی امن و سکون محسوس ہو گا‘ یا پھر حضرت ابراہیم کی طرح وہ آگ اس کے لئے گلزار بن جائے گی۔

اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

١٨١٨ - وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قَالَ لِي: «مَا يَضُرُّكَ؟» قلتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ! قَالَ: «هُوَ أَهْوَنُ عَلى اللهِ مِنْ ذلِكَ» متفقٌ عليه.

۹/ ۱۸۱۸۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دجال کے فتنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جتنے سوال میں نے کئے' اتنے کسی نے نہیں کئے اور آپ ؐ نے مجھ سے فرمایا تھا' وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا' لوگ کہتے ہیں' اس کے پاس روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی۔ آپ ؐ نے فرمایا' اہل ایمان کو بچا لینا اللہ کے لئے اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب ذكر الدجّال ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب الدجال وهو أهون على الله من ذلك.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ دجال کے پاس اگرچہ گمراہ کرنے کے بڑے وسائل ہوں گے لیکن اہل ایمان کو اس کے شر سے بچانا اللہ کے لئے مشکل نہیں ہو گا۔

١٨١٩ - وعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، أَلا إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجلَّ لَيْسَ بأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَ فَ رَ» متفقٌ عليه.

۱۰/ ۱۸۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو بھی نبی آیا' اس نے اپنی امت کو جھوٹے' کانے (دجال) سے ضرور ڈرایا' خبردار' وہ دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے' اس دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک' ف' ر لکھا ہوا ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب ذكر الدجّال ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب ذكر الدجّال وصفته وما معه.

١٨٢٠ - وَعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثاً عنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ! إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الجَنَّةِ والنَّار، فالَّتي يَقُولُ إِنَّهَا الجَنَّةُ هِيَ النَّارُ» متفقٌ عليه.

۱۱/ ۱۸۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں تمہیں دجال کی بابت ایسی بات نہ بتلاؤں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتلائی؟ (اور وہ یہ ہے کہ) وہ کانا ہے اور وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے پاس جنت اور دوزخ جیسی چیز ہو گی' پس جس کو وہ جنت کہے گا' وہ دوزخ ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، باب قوله تعالى ﴿ولقد أرسلنا نوحا إلى قومه﴾ ـ

وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب ذكر الدجّال وصفته وما معه.

فوائد: یعنی جو شخص اس کی شعبدہ بازیوں سے متاثر ہو کر اس کا پیروکار بن جائے گا' وہ درحقیقت جہنم میں جانے کا مستحق ہو گا۔

۱۸۲۱ ـ وَعَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَيْنَ ظَهْرَانَي النَّاسِ فَقَالَ: «إنَّ اللهَ لَيسَ بأَعْوَرَ، أَلا إنَّ المَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ العَيْنِ اليُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ» متفقٌ عليه.

۱۲ / ۱۸۲۱ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا' اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے' یاد رکھو! مسیح دجال' دائیں آنکھ سے کانا ہے' گویا کہ اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہو۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب ذكر الدجال ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان باب ذكر المسيح ابن مريم والميسح الدجّال.

فوائد: دجال اور اس کی فتنہ انگیزی کی بابت جو حدیثیں بیان ہوئی ہیں' یہ صحت اور درجہ استناد کے اعتبار سے اعلیٰ درجے کی ہیں' یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم کی' جن کی اصحیت و قطعیت پر علمائے امت کا اتفاق ہے' اس لئے اس کی بابت کسی قسم کا شک صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول بھی ایسی متواتر احادیث سے ثابت ہے جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قیامت کے قریب یہ علامات کبریٰ یقیناً ظہور پذیر ہوں گی جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

دجال' یہودی الاصل شخص ہو گا' فتنہ پردازی میں ممتاز ہونے کی وجہ سے اس کا نام ہی دجال ہے' بہت دجل و فریب سے کام لینے والا۔ اللہ تعالیٰ بھی اہل ایمان کی آزمائش کے لئے اسے بعض خرق عادت امور پر قدرت عطا فرمائے گا' وہ الوہیت کا مدعی ہو گا' یہودیوں کا ایک بہت بڑا گروہ اس کے ساتھ ہو گا' اس کو حدیث میں مسیح الدجال بھی کہا گیا ہے' لیکن یہ مسیح الضلالہ ہے جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح الھدیٰ ہیں۔ مسیح کے معنی اور اس کے ساتھ اسے ملقب کرنے کی وجہ میں بہت اختلاف ہے' بعض کہتے ہیں کہ اس کی وجہ اس کا ممسوح العین ہونا ہے' بعض کہتے ہیں کہ وہ مکہ و مدینہ کے علاوہ روئے زمین پر پھرے گا' اس لئے اسے مسیح کہا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ کو بھی اسی لئے مسیح کہا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک حضرت عیسیٰ کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ماں کے پیٹ سے جب نکلے تھے تو ان کے جسم پر تیل ملا ہوا تھا۔ یا اس لئے کہ وہ جس بیمار پر ہاتھ پھیر دیتے تھے' صحیح ہو جاتا تھا۔ وغیرہ وغیرہ (فتح الباری' کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء قبل السلام)

۱۸۲۲ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ المُسْلِمُونَ اليَهُودَ حَتَّى يَخْتَبِىءَ اليَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الحَجَرِ وَالشَّجَرِ، فَيَقُولُ الحَجَرُ، والشَّجَرُ

۱۳ / ۱۸۲۲ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ نہیں ہو گی۔ حتیٰ کہ (اس جنگ میں) یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے بھی چھپے گا' تو وہ پتھر اور درخت بول

يَامُسْلِمُ! هٰذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي تَعَالَ فَاقْتُلْهُ، إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ» متفقٌ عليه.

اٹھے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے ہے' آ' اس کو مار۔ سوائے غرقد کے درخت کے (یعنی وہ نہیں بتلائے گا) اس لئے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب قتال اليهود - وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل....

فوائد: غرقد' ایک کانٹے دار درخت ہے جو بیت المقدس کے علاقے میں معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے اندر چاہے' قوت گویائی پیدا فرما سکتا ہے' جب اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کا غلبہ منظور ہو گا' تو وہ درخت اور پتھر کو بھی مسلمانوں کا ہمدرد اور خیر خواہ بنا دے گا اور وہ یہودیوں کے خلاف مسلمانوں کے ساتھ' بول کر' تعاون کرے گا۔ تاہم یہ جنگ کب ہو گی؟ جس میں مسلمان سرخ رو ہوں گے' اس کی بابت کچھ نہیں کہا جا سکتا' یہ غیب کی خبریں ہیں جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ آج کل صورت حال بظاہر اس سے مختلف ہے اور مسلمان کثرت کے باوجود مغلوب اور یہود اقلیت میں ہونے کے باوصف غالب ہیں۔ لیکن یہ صورت حال عارضی ہے اور یہودیوں کے سرپرست امریکہ وغیرہ کی پیدا کردہ ہے جو اسلام دشمنی میں اس کے معاون اور دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اس حدیث صحیح کی رو سے قیامت سے پہلے پہلے یہ حالات یقیناً تبدیل ہوں گے اور مسلمان یہودیوں اور ان کے مغربی آقاؤں پر غالب آکر رہیں گے۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر

١٨٢٣ - وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «والَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ، فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ، ويقولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ، وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ، مَا بِهِ إِلَّا الْبَلَاءُ». متفقٌ عليه.

۱۴ / ۱۸۲۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' دنیا ختم نہ ہو گی حتیٰ کہ (اس سے پہلے) آدمی قبر پر سے گزرے گا تو اس میں لوٹ پوٹ ہو گا اور کہے گا کہ کاش! اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا۔ ایسا دین (کی حفاظت) کی وجہ سے نہیں کہے گا' بلکہ اس کا سبب دنیا کی آزمائش ہو گی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتي يغبط أهل القبور - وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل...

فوائد: یعنی دنیا میں شر و فساد اور مصائب و آلام کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ انسان زندگی پر مرنے کو ترجیح دے گا۔ یہ فساد عام بھی قیامت کے قریب ہو گا اور پھر انہی اشرار پر قیامت قائم ہو گی' جیسا کہ اس سے قبل بعض احادیث میں گزرا۔

١٨٢٤ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى

۱۵ / ۱۸۲۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت قائم نہیں ہو گی' حتیٰ کہ

يَحسِرَ الفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يُقْتَتَلُ عَلَيْهِ، فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وتِسْعُونَ، فَيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ: لَعَلِّي أَنْ أَكُونَ أَنَا أَنْجُو». وفي روايةٍ: «يُوشِكُ أَنْ يَحْسِرَ الفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئاً» متفقٌ عليه.

دریائے فرات خشک ہو کر اس سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے' اس پر لڑائی ہو گی' ہر سو میں سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ سوچے گا کہ شاید میں بچ جاؤں گا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ قریب ہے کہ دریائے فرات (خشک ہو کر) سونے کے خزانے کو ظاہر کر دے' پس جو شخص اس وقت موجود ہو' اس میں سے کچھ نہ لے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب خروج النار ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب.

فوائد: یحسر' کے معنی ہیں ینکشف' ظاہر کر دے گا۔ یعنی پانی خشک ہو جائے گا' تو اس کے نیچے سے سونے کا وہ خزانہ نکلے گا' جسے اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانا چاہے گا' یہ بھی قیامت سے پہلے ضرور ہو گا اور جب یہ واقعہ ظہور پذیر ہو گا تو سلامتی میں وہی لوگ رہیں گے جو دنیوی حرص و طمع سے پاک ہوں گے اور اس میں سے کچھ لینے کی کوشش نہیں کریں گے۔

١٨٢٥ ـ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَتْرُكُونَ المَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ، لَا يَغْشَاهَا إِلَّا العَوَافِي ـ يُرِيدُ: عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ـ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ المَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوشاً، حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوهِهِمَا» متفقٌ عليه.

۱۶/ ۱۸۲۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ مدینہ کو' بہتر حالت میں ہونے کے باوجود' چھوڑ جائیں گے' (اس وقت) سوائے وحشی درندوں اور پرندوں کے ادھر کا کوئی رخ نہیں کرے گا' آخر میں جن پر قیامت قائم ہو گی مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو اپنی بکریوں کے ریوڑ کو ہانکتے ہوئے مدینے کو جا رہے ہوں گے' پس وہ مدینہ کو وحشیوں کا مسکن پائیں گے' یہاں تک کہ جب وہ ثنیۃ الوداع مقام پر پہنچیں گے تو دونوں اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل المدينة، باب من رغب عن المدينة ـ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب في المدينة حين يتركها أهلها.

فوائد: اس حدیث میں جو پیش گوئی کی گئی ہے' بعض کے نزدیک یہ اس وقت پوری ہو گئی جب خلافت مدینے سے شام اور عراق کی طرف منتقل ہوئی' حالانکہ مدینہ اس وقت دین و دنیا' دونوں لحاظ سے بہتر تھا' علماء کی بھی وہاں کثرت تھی اور خوش حالی بھی تھی اور بعض کے نزدیک یہ پیش گوئی ابھی پوری نہیں ہوئی' قیامت کے قریب

ہی وقوع پذیر ہو گی' کیونکہ اس میں جو صورت حال بیان کی گئی ہے' وہ ابھی تک نہیں پائی گئی ہے۔ یہ دوسری بات ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔

١٨٢٦ ـ وعَنْ أَبي سَعيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «يَكُونُ خَلِيفَةٌ مِنْ خُلَفَائِكُمْ في آخِرِ الزَّمَانِ يَحْثُو المَالَ وَلا يَعُدُّهُ» رواه مسلم.

۱۷/ ۱۸۲۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' آخری زمانے میں تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہو گا' جو لپ بھر بھر کر لوگوں کو مال دے گا اور اسے شمار بھی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل. . .

فوائد: اس میں ایک خلیفہ کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی کی گئی ہے اس کا تعلق بھی آخری زمانے سے ہے۔

١٨٢٧ ـ وعَنْ أَبي مُوسَى الأشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبيَّ ﷺ قال: «لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ، فَلا يَجِدُ أَحَداً يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ» رواه مسلم.

۱۸/ ۱۸۲۷۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' لوگوں پر ایک وقت ضرور ایسا آئے گا کہ آدمی سونے کے مال کا صدقہ لے کر گھومے پھرے گا' لیکن کوئی ایسا شخص نہیں پائے گا جو اسے قبول کرے اور یہ حالت بھی دیکھنے میں آئے گی کہ چالیس چالیس عورتیں ایک ایک آدمی کی نگرانی اور پناہ میں ہوں گی اور ایسا مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے ہو گا۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الترغيب في الصدقة قبل أن يوجد من لا يقبلها.

فوائد: اس میں بھی دنیوی خوش حالی اور دولت کی فراوانی کے علاوہ عورتوں کی کثرت کی اطلاع دی گئی ہے۔ عورتوں کی یہ کثرت یا تو جنگوں کی وجہ سے ہو گی جس میں مرد کثرت سے لقمہ اجل بنیں گے یا ویسے ہی مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی پیدائش زیادہ ہو گی۔

١٨٢٨ ـ وعَنْ أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قالَ: «اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقاراً، فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فيهَا ذَهَبٌ، فقالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الأَرْضَ، وَلَمْ أَشْتَرِ الذَّهَبَ، وقالَ

۱۹/ ۱۸۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے زمین کا سودا کیا' تو زمین کے خریدنے والے نے خریدی ہوئی زمین میں سونے کا ایک مٹکا پایا' تو اس نے فروخت کرنے والے سے کہا' اپنا سونا لے لے' میں نے تو تجھ سے صرف زمین کا سودا کیا تھا' سونے کا نہیں۔ زمین کے

الَّذي لَهُ الأَرْضُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الأَرْضَ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقالَ الَّذي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ، قَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلامٌ، وقالَ الآخرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحَا الْغُلامَ الجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا» متفقٌ عليه.

مالک نے کہا' میں نے تو تجھ سے زمین اور زمین میں موجود سمیت ہر چیز کا سودا کیا ہے۔ پس وہ دونوں اپنا فیصلہ کرانے ایک آدمی کے پاس گئے' تو اس شخص نے' جس کے پاس وہ فیصلہ کرانے گئے' کہا' کیا تم دونوں کی اولاد ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا' میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا' میری ایک لڑکی ہے۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا' تم اس لڑکے لڑکی کا باہم نکاح کر دو اور ان پر اس سونے سے خرچ کرو اور (جو بچے) صدقہ کر دو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء (قبيل كتاب المناقب) - وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب استحباب إصلاح الحاكم بين الخصمين.

فوائد: عقار' مملوکہ جائیداد کو کہتے ہیں' وہ گھر ہو یا باغ یا خالی زمین۔ یہ سابقہ امتوں میں سے کسی امت کے افراد کا واقعہ ہے جس میں ان کے زہد و ورع اور شبہے سے اجتناب کے مثالی جذبے کا ذکر ہے۔ لیکن جہاں تک شریعت کا تعلق ہے' اس کی رو سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے سودے میں' زمین میں دفن کوئی خزانہ شامل نہیں ہوگا۔ اس کی حیثیت الگ ہوگی۔ اگر سابقہ مالک یہ کہے گا کہ یہ دفینہ میرا ہے' مجھے نکالنا یاد نہیں رہا' تو یہ اسی کا حق ہوگا نہ کہ زمین کے خریدار کا اور اگر وہ اس دفینے سے لاعلمی ظاہر کرے گا تو رکاز کے حکم میں ہو گا' جس میں پانچواں حصہ بیت المال کا اور باقی زمین کے مالک کا ہوگا۔ رکاز کا مطلب زمین سے نکلنے والا دفینہ وغیرہ ہے۔

١٨٢٩ - وعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، وقالت الأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَا إِلَى دَاوُدَ ﷺ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بنِ داودَ ﷺ، فَأَخْبَرَتَاهُ. فقالَ: ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُما. فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لا تَفْعَلْ، رَحِمَكَ اللهُ، هُوَ ابْنُهَا. فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى» متفقٌ عليه.

٢٠ / ١٨٢٩ - سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا' دو عورتیں تھیں' دونوں کے ساتھ ان کے بیٹے بھی تھے۔ بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بیٹے کو (اٹھا کر) لے گیا تو ایک عورت نے اپنی ساتھی عورت سے کہا' بھیڑیا تیرے بیٹے کو لے گیا ہے' دوسری نے کہا' وہ تیرا بیٹا لے گیا ہے۔ پس یہ دونوں فیصلے کے لئے حضرت داؤد ﷺ کے پاس گئیں' تو انہوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا' پھر یہ دونوں باہر نکل کر حضرت سلیمان بن داؤد ﷺ کے پاس چلی گئیں اور انہیں واقعہ بتلایا' تو انہوں نے فرمایا' میرے پاس چھری لاؤ' میں اس بچے

کے ٹکڑے کر کے ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں۔ تو چھوٹی عورت نے کہا' ایسا نہ کریں' اللہ آپ پر رحم فرمائے' وہ بیٹا اس (دوسری بڑی) عورت کا ہے۔ پس یہ سن کر آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفرائض، باب إذا ادّعت المرأة ابنًا ـ وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب اختلاف المجتهدين.

فوائد: حضرت سلیمان علیہ السلام خداداد فہم و ذکاء اور قوت فیصلہ سے کام لے کر قرینے اور حیلے سے معاملے کی تہ تک پہنچ گئے۔ لیکن انہوں نے یہ حیلہ حق کی دریافت کے لئے اختیار کیا نہ کہ حق سے گریز کے لئے۔ اس قسم کے حیلہ شرعی کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اس کے برعکس جو حیلے شریعت سے انحراف کے لئے اختیار کئے جائیں تو وہ نہایت سخت گناہ اور شیوہ یہود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بچائے۔

١٨٣٠ ـ وعَنْ مِرْدَاسٍ الأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الأَوَّلُ فَالأَوَّلُ، وَتَبْقَى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشَّعِيرِ أَوِ التَّمْرِ، لا يُبَالِيهِمُ اللهُ بَالَةً» رواه البخاري.

۲۱ / ۱۸۳۰۔ حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' نیک لوگ' ایک ایک کر کے' اٹھ جائیں گے اور جَو یا کھجور کے بھوسے کی مانند ردی قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے' جن کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہ ہو گی۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المغازى، باب غزوة الحديبية.

فوائد: اس میں قیامت کے قریب نیک لوگوں کے اٹھ جانے اور بیکار قسم کے لوگوں کے باقی رہ جانے کی خبر ہے' جن پر قیامت قائم ہو گی۔

١٨٣١ ـ وعَنْ رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قَالَ: «مِنْ أَفْضَلِ المُسْلِمِينَ» أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. قَالَ: «وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْراً مِنَ المَلَائِكَةِ» رواه البخاري.

۲۲ / ۱۸۳۱۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جبریل آئے اور دریافت کیا' تم اہل بدر کو اپنے اندر کیسا شمار کرتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا' سب مسلمانوں میں افضل۔ (راوی کہتے ہیں کہ) یا اسی قسم کا کوئی کلمہ آپؐ نے ارشاد فرمایا' تو جبریل نے فرمایا: ایسے ہی وہ فرشتے (افضل ہیں) جو بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب شهود الملائكة بدرا.

فوائد: جنگ بدر' جو ۲ ہجری میں ہوئی' اس اعتبار سے بڑی اہم تھی کہ یہ کافروں اور مسلمانوں کی پہلی معرکہ آرائی تھی' علاوہ ازیں اس میں مسلمانوں کے پاس (کافروں کے مقابلے میں) افراد کی بھی کمی تھی اور وسائل کی

بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی مدد فرمائی اور مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے نازل فرما دیئے اور ان فرشتوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ قتال میں حصہ لیا۔

١٨٣٢ ـ وعَن ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إذا أَنْزَلَ اللهُ تَعالى بِقَومٍ عَذاباً أَصابَ العَذابُ مَنْ كَانَ فيهِمْ، ثُمَّ بُعِثُوا عَلى أَعْمَالِهِمْ» متفقٌ عليه.

۲۳ / ۱۸۳۲ ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر (عام) عذاب نازل کرتا ہے تو یہ عذاب اس میں موجود تمام لوگوں کو پہنچتا ہے، پھر (قیامت والے دن) اپنے اپنے اعمال کے مطابق زندہ کئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الفتن، باب إذا أنزل الله بقوم عذابا ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب إثبات الحساب.

فوائد: یہ عذاب عام اس وقت آتا ہے، جب کسی قوم میں نافرمانیاں عام ہو جائیں اور نیک لوگ بالکل تھوڑے رہ جائیں، پھر اس عذاب کی لپیٹ میں نیک اور بد دونوں آجاتے ہیں۔ تاہم قیامت والے دن نیک لوگ تو اپنے ایمان و تقویٰ کی بدولت عذاب آخرت سے بچ جائیں گے۔ جب کہ دوسروں کے لئے وہاں، مزید عذاب اکبر تیار ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

١٨٣٣ ـ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ جِذْعٌ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، يَعْنِي فِي الخُطْبَةِ. فَلَمَّا وُضِعَ المِنْبَرُ، سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ صَوْتِ العِشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ. وفي روايةٍ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الجمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ على المِنبَرِ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ. وفي روايةٍ فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ، فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ، قالَ: «بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ» رَواه البخاريُّ.

۲۴ / ۱۸۳۳ ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ کھجور کا ایک تنا تھا جس کا سہارا نبی کریم ﷺ خطبے کی حالت میں لیا کرتے تھے۔ پس جب آپ ؐ کے لئے (لکڑی کا) منبر (بنا کر) رکھا گیا تو ہم نے تنے سے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی مانند (رونے کی) آواز سنی۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ منبر سے نیچے اترے اور اس پر اپنا دست مبارک رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوا اور نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا وہ تنا، جس کا سہارا لے کر آپ ؐ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اس طرح چیخ کے رونے لگا کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تنا بچے کی طرح چیخ کر رونے اور بلبلانے لگا تو نبی ﷺ نیچے اترے، حتیٰ کہ اسے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا، تو اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے، یہاں

تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ؐ نے فرمایا۔ یہ اس لئے رویا کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا (جس سے اب محروم ہو گیا ہے)۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب المناقب، باب علامات النبوة، وفي غیره.

فوائد: اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اندر ادراک کی مخصوص قوت رکھی ہوئی ہے' جس کی پوری حقیقت سے ہم آگاہ نہیں۔ علاوہ ازیں یہ نبی ﷺ کا ایک معجزہ بھی ہے۔

١٨٣٤ ـ وعَنْ أَبي ثَعْلَبَةَ الخُشَنيِّ جُرْثُوم بنِ نَاشِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قالَ: «إنَّ اللهَ تَعالَى فَرَضَ فَرائِضَ فَلا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ حُدُوداً فَلا تَعْتَدُوهَا، وَحَرَّمَ أَشْياءَ فَلا تَنْتَهِكُوهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلا تَبْحَثُوا عَنها» حديثٌ حسنٌ، رواه الدَّارَقُطْنِي وغَيْرُهُ.

۲۵ / ۱۸۳۴۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی' جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کئی چیزیں فرض کی ہیں' انہیں ضائع نہ کرو اور کئی حدیں مقرر کی ہیں' ان سے تجاوز نہ کرو اور کئی چیزوں کو حرام کیا ہے' ان کا ارتکاب کر کے ان کی حرمت مت توڑو اور بہت سی چیزوں سے اس نے تم پر مہربانی کرتے ہوئے' بغیر بھول کے' خاموشی اختیار کی ہے' پس ان کے متعلق بحث کرید نہ کرو۔ یہ حدیث حسن ہے۔ (دار قطنی وغیرہ)

تخریج: سنن دارقطنی، آخر کتاب الصید والذبائح والأطعمة.

فوائد: شیخ البانی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں انقطاع ہے' اس کی تفصیل انہوں نے "غایة المرام فی تخریج احادیث الحلال والحرام" میں بیان کی ہے۔ لیکن بعض دوسرے علماء نے دیگر شواہد کی بنیاد پر اسے حسن قرار دیا ہے' جیسا کہ خود امام نوویؒ نے بھی اس کی تحسین کی ہے۔ شواہد کے لئے ملاحظہ ہو المستدرک للحاکم' ج ۴' ص ۱۱۵' مجمع الزوائد' ج ۷' ص ۷۵۔ ترمذی' کتاب اللباس' باب ماجاء فی لبس الفراء' رقم ۱۷۲۶۔ ابن ماجہ' کتاب الاطعمہ' باب اکل الجبن والسمن' رقم ۳۳۶۷۔ السنن الکبری للبیہقی' کتاب الضحایا' باب ماجاء فی الضبع والثعلب' وباب مالم یذکر تحریمه ولا کان فی معنی ماذکر تحریمه مما یوکل اویشرب۔ ج ۹' ص ۳۳۷' ج ۱۰' ص ۲۱' طبع جدید۔

امام سمعانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس لحاظ سے بڑی اہم ہے کہ اس میں ضروری باتوں کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ جو شخص اس کے مطابق زندگی گزارے گا' یقیناً کامیاب و بامراد ہو گا' اس لئے کہ فرائض کی ادائیگی' محارم سے اجتناب' حدود الٰہی کی رعایت و پاسداری اور مسکوت عنہ مسائل پر بحث کرید سے گریز میں تمام باتیں آجاتی ہیں اور دین کے سارے تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔

١٨٣٥ ـ وعَنْ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبي أَوْفى رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قالَ: غَزَوْنا مَعَ

۲۶ / ۱۸۳۵۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے

رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ. وفي روايةٍ: نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. متفقٌ عليه.

ساتھ سات غزوے (جہاد) کئے، ہم ان میں ٹڈیاں کھاتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ٹڈیاں کھاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الذبائح، باب أکل الجراد - وصحیح مسلم، کتاب الصید، باب إباحة الجراد.

فوائد: ٹڈی، اللہ کی ایسی مخلوق ہے کہ جب اللہ چاہتا ہے تو لاکھوں کی تعداد میں ایک دم طوفان کی طرح آجاتی ہیں اور فصلوں کو کھا جاتی ہیں۔ یہ ٹڈی حلال ہے، اس کو ذبح کرنا ضروری نہیں ہے، مچھلی اور ٹڈی دونوں مردہ بھی حلال ہیں۔

١٨٣٦ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ» متفقٌ عليه.

٢٧/١٨٣٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأدب، باب لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین - وصحیح مسلم، کتاب الزهد، باب لا یلدغ المؤمن...

فوائد: مطلب یہ ہے کہ مومن کو کسی ایک جگہ سے نقصان پہنچے تو اسے محتاط رہنا چاہئے تاکہ بار بار اسے دھوکہ نہ دیا جائے۔

١٨٣٧ - وَعَنْـهُ قَـالَ: قَـالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلاً سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَاماً لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ» متفقٌ عليه.

٢٨/١٨٣٧۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین آدمی ہیں، قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا۔ ایک وہ آدمی، جو جنگل بیابان میں ضرورت سے زائد پانی پر قابض ہے، وہ مسافر کو بھی اس کے استعمال سے روکتا ہے۔ دوسرا وہ آدمی، جو عصر کے بعد کسی آدمی سے اپنے سامان کا سودا کرے اور اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ خود اس نے یہ سامان اتنے اتنے میں لیا تھا۔ پس وہ دوسرا آدمی اس کی تصدیق کرے، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہو (یعنی قسم کھانے میں وہ جھوٹا ہو) اور تیسرا وہ آدمی، جو کسی خلیفہ وقت سے صرف دنیا حاصل کرنے کی غرض سے بیعت

کرے' اگر وہ اس کو اس دنیا کے مال سے کچھ دے دے تو اس سے عہد وفا نبھائے اور اگر اسے دنیا کا مال نہ دے تو بیعت پوری نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الشهادات، وكتاب المساقاة وكتاب الأحكام، باب من بايع رجلا لا يبايعه إلا للدنيا ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم إسبال الإزار...

فوائد: مذکورہ تینوں کام کبیرہ گناہ ہیں' کیونکہ ان میں سے ایک میں لوگوں پر سختی ہے۔ دوسرے میں اللہ کے نام پر فریب دہی اور حرام مال کھانے کا ارتکاب ہے اور تیسرے میں خلیفہ وقت سے' اپنی اطاعت و وفاداری کے بدلے میں' ناجائز فائدہ اٹھانا اور دنیا حاصل کرنا ہے اور یہ تینوں کام اللہ کو سخت ناپسند ہیں۔

١٨٣٨ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ» قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَرْبَعُونَ يَوْماً؟ قَالَ: أَبَيْتُ، قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ. قَالُوا: أَرْبَعُونَ شَهْراً، قَالَ أَبَيْتُ «وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ، فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ، ثُمَّ يُنَزِّلُ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً، فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۲۹ / ١٨٣٨۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دو نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہو گا۔ لوگوں نے پوچھا' اے ابو ہریرہ! چالیس دن کا؟ انہوں نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے کہا' چالیس سال کا؟ انہوں نے کہا' مجھے نہیں معلوم۔ انہوں نے کہا۔ چالیس مہینے کا؟ انہوں نے کہا' مجھے نہیں معلوم اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے' سوائے دم کی ہڈی کے' اسی ہڈی سے انسان کو دوبارہ جوڑ کر پیدا کیا جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا' جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جیسے (زمین سے) سبزی اگتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة الزمر ـ وصحيح مسلم، كتاب الفتن، باب بين النفختين.

فوائد: جب قیامت برپا ہو گی تو حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے' جس سے سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ یہ نفخۂ اولیٰ ہے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا' تو لوگ قبروں سے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ یہ دوسرا نفخہ ہے۔ انہیں نفخۃ الصعق اور نفخۃ البعث کہتے ہیں۔ ان دو نفخوں کے درمیان کتنے دنوں' مہینوں یا سالوں کا وقفہ ہو گا؟ اس کی بابت حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا' کیونکہ انہیں اس کا علم نہیں تھا۔ لیکن بعض دوسری روایات میں چالیس سال کی صراحت موجود ہے۔ (۲) انبیاء کے علاوہ' انسان کے سارے وجود کو مٹی کھا جاتی ہے' لیکن اس کی دم کی ہڈی' باقی رہتی ہے' یہ کس طرح باقی رہتی ہے؟ اس کی پوری حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ بہرحال اس ہڈی سے انسانی جسم کی دوبارہ تخلیق ہو

گی۔ (۳) آسمان کی بارش سے انسانی جسم بھی قیامت والے دن' سبزیوں کی طرح زمین سے اگیں گے۔

١٨٣٩ ـ وَعَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ، جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، يُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ، فَكَرِهَ مَا قَالَ، وقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟» قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «إِذَا ضُيِّعَتِ الأَمَانَةُ، فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: «إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ» رَوَاهُ الْبُخَارِي.

۳۰ / ۱۸۳۹ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ایک وقت نبی کریم ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما' لوگوں سے مصروف گفتگو تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے پوچھا' قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ برابر گفتگو فرماتے رہے' تو لوگوں میں سے کسی نے کہا' اس دیہاتی نے جو کہا ہے' وہ آپ نے سن تو لیا ہے لیکن اسے آپ نے پسند نہیں فرمایا اور بعض نے کہا' آپ نے سنا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ جب آپ نے اپنی بات مکمل فرمالی تو فرمایا' قیامت کی بابت پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا' میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا۔ جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے پوچھا' امانت کا ضائع کرنا' کیسے ہو گا؟ آپ نے فرمایا' جب (دین و دنیا کا) معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد کر دیا جائے' تو قیامت کا انتظار کرو۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشتغل في حديثه فأتم الحديث ثم أجاب السائل.

فوائد: اس میں قرب قیامت کی ایک نہایت اہم علامت بیان کی گئی ہے کہ دین و دنیا کے معاملات نیک اور اہل تر لوگوں کی بجائے بدقماش اور نااہل لوگوں کے ہاتھوں میں آجائیں گے۔ دنیا کی سرداری بھی ان کے حصے میں آئے گی جو فسق و فجور اور بدعملی و بدکرداری میں ممتاز ہوں گے اور مسند ارشاد و افتاء پر بھی وہ لوگ فائز ہوں گے جو بے علم' مال و جاہ کے حریص اور زہد و تقویٰ سے عاری ہوں گے۔

١٨٤٠ ـ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُصَلُّونَ لَكُمْ، فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ، وَإِنْ أَخْطَؤُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۳۱ / ۱۸۴۰ ۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حکمران تمہیں نماز پڑھائیں گے' پس اگر وہ درست پڑھائیں گے' تو تمہارے لئے بھی اجر ہے اور اگر وہ غلطی کریں گے' تو بھی تمہارے لئے اجر ہے اور غلطی کا وبال انہی پر ہو گا۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب إذا لم يتم الإمام وأتم من خلفه.

فوائد: اس میں بھی نااہل حکمرانوں کی بابت' عام مسلمانوں کو ایک ہدایت دی گئی ہے کہ نماز میں اگر وہ غلطی کریں' یعنی وقت پر نماز نہ پڑھائیں' یا سنت سے اعراض کریں' تو تم بہرحال اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ مت بنانا'

بلکہ ان کے ساتھ ہی وابستہ رہ کر ان کی امامت و اقتداء میں نماز ادا کرنا۔ اگر وہ سنت کے مطابق نماز پڑھائیں گے تو انہیں اور تمہیں دونوں کو ہی اجر ملے گا' بصورت دیگر تمہارا اجر تو ثابت ہے' غلطی کا وبال انہی پر ہو گا۔

١٨٤١ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ﴾ قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الإِسْلَامِ.

۳۲/ ۱۸۴۱۔ سابق راوی ہی سے آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کی تفسیر میں منقول ہے کہ لوگوں کے لئے' لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لاتے ہیں' حتیٰ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، تفسير سورة آل عمران.

فوائد: یہ گویا آیت مذکور کی ایک تفسیر اور مفہوم ہے جو حضرت ابو ہریرہ نے بیان فرمایا' کہ اس میں خیر امت جن کو کہا گیا ہے' اس سے مراد وہ مجاہدین ہیں جو کفار سے لڑتے ہیں اور ان کے جو آدمی ان کی قید میں آتے ہیں' وہ مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ کافروں کی ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں' جو انہیں دوسرے لوگوں سے اجر و ثواب میں ممتاز کر دیتا ہے۔ لیکن اپنے دوسرے مفہوم کے اعتبار سے یہ آیت عام ہے جو ہر دور کے مسلمانوں کو شامل ہے بشرطیکہ وہ تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی کا اہتمام کرتے رہیں۔

١٨٤٢ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَجِبَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ» رواهما البُخاري. معناهُ: يُؤْسَرُونَ وَيُقَيَّدُونَ، ثُمَّ يُسْلِمُونَ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ.

۳۳/ ۱۸۴۲۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر تعجب کا اظہار فرماتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے' جنت میں داخل کئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

اس کے معنی ہیں' انہیں قید کر کے زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے' پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں پہنچ جاتے ہیں۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجهاد، باب الأسارىٰ في السلاسل.

فوائد: اس کا وہی مطلب ہے جو اس سے ماقبل حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول تفسیر کے ضمن میں عرض کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کو قید کرنے کے بعد انہیں اسلام کی تعلیمات اور ان کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کرنا چاہئے تاکہ وہ اسلام قبول کر کے جنت کے مستحق بن جائیں اور قید کی یہ بیڑیاں ان کے حق میں طوق زریں ثابت ہوں۔

١٨٤٣ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا» رَوَاهُ مُسلم.

۳۴/ ۱۸۴۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کو شہروں کے تمام حصوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ حصے ہیں جن میں مسجدیں

ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ حصے ان کے بازار ہیں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح، وفضل المساجد.

فوائد: مسجدوں کی افضلیت کی وجوہات واضح ہیں' ان میں اللہ کی عبادت' اس کے ذکر اور تلاوت وغیرہ کا اہتمام ہوتا ہے' جب کہ بازار اور منڈیاں' اللہ کی یاد سے غفلت کا ذریعہ ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں دھوکہ' فریب' جھوٹ اور اسی قسم کی دیگر قباحتیں عام ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ ناپسندیدہ ہیں۔

١٨٤٤ ـ وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ قَالَ: لَا تَكُونَنَّ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ، وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا، فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ، وَبِهَا يَنْصِبُ رَايَتَهُ. رواهُ مسلم هكذا. وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِي صحيحه عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ، وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا. فِيهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ».

٣٥ / ١٨٤٤۔ حضرت سلمان فارسی بنائفہ سے موقوفاً روایت ہے' انہوں نے فرمایا' اگر تو طاقت رکھے' تو سب سے پہلے بازار میں داخل ہونے والا اور سب سے آخر میں نکلنے والا ہرگز نہ ہو' اس لئے کہ یہ شیطان کا اڈہ ہے اور یہیں وہ اپنا جھنڈا بھی نصب کرتا ہے۔ (مسلم)

اور امام برقانی نے اسے اپنی "صحیح" میں حضرت سلمان فارسی بنائفہ سے (مرفوعاً) روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تو بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے والا نہ ہو اور نہ اس سے سب سے آخر میں نکلنے والا۔ اس لئے کہ اسی میں شیطان انڈے اور بچے دیتا ہے۔

تخریج: صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أم سلمة أم المؤمنين رضى الله عنها.

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ بازاروں میں زیادہ آنا جانا' نہایت خطرناک ہے' وہاں شیطانی اثرات کا غلبہ ہے' انسان وہاں جتنا زیادہ جائے گا' شیطانی وسوسوں کا بھی شکار زیادہ ہو گا۔

١٨٤٥ ـ وَعَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ، قَالَ: «وَلَكَ» قَالَ عَاصِمٌ: فَقُلْتُ لَهُ: أَسْتَغْفَرَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَكَ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاسْتَغْفِرْ

٣٦ / ١٨٤٥۔ حضرت عاصم احول' حضرت عبداللہ بن سرجس بنائفہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے' آپ نے فرمایا اور تیری بھی (مغفرت فرمائے) عاصم بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ سے پوچھا' کیا آپ کے لئے رسول

﴿لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ﴾[محمد: ١٩]، رَواهُ مُسلم.

اللہ ﷺ نے مغفرت طلب فرمائی؟ انہوں نے کہا۔ ہاں' (آپ نے فرمایا) اور تیرے لئے بھی مغفرت ہو۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور آپ اپنے لئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت طلب فرمایئے" (سورۂ محمد۔ ۱۹ ۔مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب إثبات خاتم النبوة وصفته ومحله من جسده ﷺ.

فوائد: نبی کریم ﷺ اگرچہ مغفور ہیں' لیکن آپ کی مزید عظمت و رفعت کے نقطہ نظر سے آپ کے لئے بھی مغفرت کی دعاء کرنا جائز ہے۔ اس میں بھی آپ کی ایک گونہ تعظیم ہی کا پہلو ہے۔

١٨٤٦ ـ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ» رواهُ البُخَارِيُّ.

۳۷ / ۱۸۴۶۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے حاصل کیں' ان میں سے یہ بھی ہے' جب تو شرم و حیاء نہیں کرتا تو جو چاہے کر۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، وكتاب الأدب، باب إذا لم تَسْتَحِي فاصنع ما شئت.

فوائد: یہ امر' اس معنی میں نہیں ہے کہ بے حیا آدمی کے لئے ہر کام جائز ہے' بلکہ یہ خبر کے معنی میں ہے کہ جب انسان کے اندر سے شرم و حیاء کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر اسے کوئی بھی کام کرنے سے گریز اور تامل نہیں ہوتا۔ اسی لئے اہل مغرب کی کوشش یہی ہے کہ مسلمانوں کی نوجوان نسل کے دلوں سے شرم و حیاء کا وہ جذبہ ختم کر دیا جائے جو اسلامی معاشرے کا حسن اور اس کا امتیاز ہے' تاکہ وہ ہر بے حیائی کے کام کو خوشی سے اختیار کر لے۔ بدقسمتی سے اہل مغرب اپنی اس مذموم سازش میں کامیاب ہیں اور اسلامی معاشرہ بھی مغربی معاشرے کی طرح بے حیا ہوتا جا رہا ہے۔

١٨٤٧ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ القِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ» متفقٌ عَلَيْهِ.

۳۸ / ۱۸۴۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' قیامت والے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلے کئے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الديات، وكتاب الرقاق، باب القصاص يوم القيامة ـ وصحيح مسلم، كتاب القسامة، باب المجازاة بالدماء في الآخرة....

فوائد: ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا کہ قیامت والے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا۔ تو ان میں باہم

کوئی منافات نہیں۔ کیونکہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا اور بندوں کے باہمی حقوق میں سب سے پہلے خون ناحق کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اس سے انسانی جان کی حرمت واضح ہے۔

١٨٤٨ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُلِقَتِ المَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ» رواهُ مسلم.

۳۹/ ۱۸۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جن آگ کی لو سے اور آدم اس (مٹی) سے پیدا کئے گئے ہیں جو تمہارے لئے بیان کی گئی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب في أحاديث متفرقة.

فوائد: فرشتے' اللہ کی نوری مخلوق ہے جن کے جسم ایسے لطیف ہیں جو ہر قسم کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ جنات بھی اللہ کی ایک غیر مرئی مخلوق ہے' اس کو بھی اللہ نے بعض ایسی قوتوں سے نوازا ہے جو انسانی مخلوق میں نہیں ہے۔ شیطان بھی جنات میں سے ہی ہے اور انسان کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے باپ حضرت آدم کا مشت خاک سے پتلا بنایا اور پھر اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی یا مٹی سے بنائے جانے کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسان جو کچھ کھاتا پیتا ہے' وہ سب اسی زمین سے پیدا ہوتا ہے' اسی خوراک سے وہ نطفہ بنتا ہے جو انسان کی تخلیق کا باعث بنتا ہے۔ اس میں گویا اللہ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے کہ جس کو جس سے چاہے پیدا کر سکتا ہے' وہ فعال لما یرید ہے۔

١٨٤٩ ـ وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللهِ ﷺ القُرْآنَ. رواهُ مُسْلِم في جُمْلَةِ حَدِيثٍ طَوِيلٍ.

۴۰/ ۱۸۴۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔ مسلم نے اسے لمبی حدیث کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض.

فوائد: یعنی نبی ﷺ کی زندگی اور آپ کے شب و روز کے معمولات قرآن کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے' آپ کی ذات اس کی تعلیمات کا زندہ نمونہ تھی جس میں اس کے حلال کی پابندی' اس کے حرام سے اجتناب' اس کے آداب سے آراستگی اور اس کے حدود و ضوابط کی رعایت تھی۔ ﷺ۔

١٨٥٠ ـ وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَكَرَاهِيَةُ المَوْتِ؟ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ المَوْتَ! قَالَ: «لَيْسَ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ المُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللهِ وَرِضْوَانِهِ

۴۱/ ۱۸۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے' اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا

وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ، فَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ. وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ وَسَخَطِهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ، وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ» رواه مسلم.

ہے؟ پھر تو ہم سب ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' یہ مطلب نہیں۔ بلکہ (بوقت موت) جب مومن کو اللہ کی رحمت' اس کی رضامندی اور جنت کی خوش خبری دی جاتی ہے' تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے' پس اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور کافر کو (موت کے وقت) جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضی کی خوش خبری دی جاتی ہے' تو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرنے لگتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه.

فوائد: مومن کو' موت کے وقت جنت کی خوش خبری اور کافر کو اللہ کے عذاب کی وعید سنا دی جاتی ہے' جس سے مومن کا شوق ملاقات تو فزوں تر ہو جاتا ہے اور کافر کو اپنی موت میں دائمی ہلاکت و خسران نظر آتی ہے' جس سے اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش اسے موت نہ آئے۔

١٨٥١ ـ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَكِفاً، فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلاً، فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ، فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ ﷺ أَسْرَعَا. فَقَالَ ﷺ: «عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ» فَقَالَا: سُبْحَانَ اللهِ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ. وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا ـ أَوْ قَالَ: شَيْئاً ـ» متفق عليه.

۴۲ / ۱۸۵۱ ۔ حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے' میں ایک رات کو آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئی' میں بات چیت سے فارغ ہو کر جانے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے تاکہ آپ مجھے رخصت کریں۔ اتنے میں دو انصاری آدمی ادھر سے گزرے۔ جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو تیزی سے جانے لگے' نبی ﷺ نے فرمایا۔ ذرا ٹھہرو' یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہیں۔ انہوں نے کہا' سبحان اللہ' اے اللہ کے رسول' (بھلا ہمیں آپ پر کیا شک ہو سکتا تھا؟) تو آپ نے فرمایا' شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جیسے خون رگوں میں گردش کرتا ہے' مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تمہارے دل میں کوئی بری بات نہ ڈال دے یا فرمایا' کچھ نہ ڈال دے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الاعتکاف، باب هل یخرج المعتکف لحوائجه إلي باب

المسجد؟ - وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رؤى خاليا بامرأة. . .

فوائد: نبی ﷺ کی ذات کے بارے میں ذرا سی بھی سوء ظنی' چونکہ ایمان کے لئے خطرے کا باعث تھی' اس لئے آپ نے احتیاطاً دونوں صحابہ کو ٹھہرا کر صورت حال کی وضاحت کر دی تاکہ شیطان ان کے دل میں کوئی بری بات نہ ڈال دے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کہیں بلاوجہ بدگمانی کا اندیشہ ہو تو وہاں وضاحت کر دی جائے تاکہ لوگ بدگمانی کا شکار نہ ہوں۔ بالخصوص علماء کو مواضع تہم (تہمت والی جگہوں) سے بچ کر رہنا چاہئے تاکہ لوگ ان سے بدظن نہ ہوں۔ علاوہ ازیں خود لوگوں کو بھی بلاوجہ بدگمانی سے اجتناب کرنا چاہئے' اس لئے کہ ایسی بدظنی کو حدیث میں سب سے بڑا جھوٹ کہا گیا ہے۔

١٨٥٢ - وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ، فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ، وَأَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَكُفُّهَا إِرَادَةَ أَنْ لَا تُسْرِعَ، وَأَبُو سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيْ عَبَّاسُ نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ» قَالَ الْعَبَّاسُ، وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتاً: فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ، فَوَاللهِ! لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلَى أَوْلَادِهَا، فَقَالُوا: يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ، فَاقْتَتَلُوا هُمْ وَالْكُفَّارُ، وَالدَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ

۴۳ / ۱۸۵۲۔ حضرت ابو الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا' پس میں اور ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ رہے' ہم آپ سے جدا نہیں ہوئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ پس جب مسلمانوں اور مشرکوں کا باہم مقابلہ ہوا' تو (پہلے پہل) مسلمان پیٹھ پھیر کر چل دیئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو کافروں کی طرف لے جانے کے لئے ایڑ لگاتے تھے اور میں رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے' اسے روکتا تھا تاکہ وہ تیز نہ چلے اور ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے عباس! درخت کے نیچے' بیعت رضوان کرنے والوں کو آواز دو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور وہ بلند آواز آدمی تھے' میں نے اپنی بلند آواز میں کہا' درخت والے کہاں ہیں؟ پس اللہ کی قسم! جس وقت انہوں نے میری آواز سنی' وہ اتنی تیزی سے متوجہ ہوئے' جیسے گائے اپنی اولاد پر (اس کی آواز سن کر) توجہ کرتی ہے۔ پس انہوں نے کہا' حاضر ہیں' ہم حاضر ہیں۔ پھر ان کی اور کافروں کی خوب لڑائی ہوئی اور اس وقت انصار کی پکار تھی' اے جماعت انصار! اے جماعت

كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ: «هٰذَا حِينَ حَمِيَ الْوَطِيسُ» ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَصَيَاتٍ، فَرَمَى بِهِنَّ وُجُوهَ الْكُفَّارِ، ثُمَّ قَالَ: «انْهَزَمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ»، فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرَى، فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهِ، فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلاً، وَأَمْرَهُمْ مُدْبِراً. رواه مسلم.

«الْوَطِيسُ» التَّنُّورُ. وَمَعْنَاهُ: اشْتَدَّتِ الْحَرْبُ. وَقَوْلُهُ: «حَدَّهُمْ» هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، أَي: بَأْسَهُمْ.

انصار! پھر پکار صرف بنو حارث بن خزرج تک محدود ہو گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے' جب کہ آپ اپنے خچر پر ہی تشریف فرما تھے' میدان جنگ کی طرف دیکھا' گویا کہ آپ اپنی گردن بلند کر کے ان کی معرکہ آرائی کو دیکھ رہے ہیں۔ پس آپ نے فرمایا' یہی وقت ہے جنگ کے زور پکڑنے اور شدت اختیار کرنے کا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے چند کنکریاں پکڑیں اور کافروں کے چہروں کی طرف پھینکیں اور فرمایا' محمدؐ کے رب کی قسم! وہ (کافر) شکست کھا گئے۔ پس میں نے بھی دیکھنا شروع کیا تو میرے خیال میں جنگ پورے جوش و خروش پر تھی۔ اللہ کی قسم! جوں ہی آپؐ نے وہ کنکریاں کافروں کی طرف پھینکیں' تو میں نے مسلسل دیکھا کہ ان کی قوت کمزور ہو رہی ہے اور ان کا معاملہ پیٹھ پھیرنے تک پہنچ رہا ہے۔ (مسلم)

الوطیس' کے معنی تنور کے ہیں اور حمی الوطیس کا مطلب ہے' جنگ خوب زور پکڑ گئی۔ حدھم' حاء کے ساتھ' ان کی قوت اور جنگی صلاحیت۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب المغازى، باب في غزوة حنين.

فوائد: اس میں ایک تو رسول اللہ ﷺ کی بے مثال شجاعت اور بہادری کا اثبات ہے کہ جب ابتداءً صحابہ کی اکثریت سراسیمہ ہو کر منتشر ہو گئی' آپ تن تنہا کفار کی طرف پیش قدمی کرتے رہے' آپ پر خوف کی ادنیٰ سی کیفیت بھی طاری نہیں ہوئی۔ بالآخر آپ کے اسی استقلال اور ثابت قدمی نے صحابہ کو بھی پلٹنے پر مجبور کر دیا۔ (۲) صحابہ بھی زیادہ دور نہیں گئے تھے' بس وقتی طور پر کچھ سراسیمہ ہو گئے' جس کی وجہ کفار کی اچانک اور پیہم تیروں کی یلغار تھی جو صحابہ کے لئے بالکل غیر متوقع تھی۔ تاہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر فوراً پلٹ آئے۔ اگر وہ میدان جنگ چھوڑ کر ہی کہیں دور دراز چلے گئے ہوتے تو ایک آواز میں یک بیک ان کا اجتماع ممکن ہی نہ ہوتا۔ (۳) اس میں رسول اللہ ﷺ کے معجزے کا بھی اثبات ہے کہ آپ کی طرف سے چند کنکریوں کا پھینکنا' کفار کی شکست کا باعث بن گیا۔ (۴) اس میں مسلمانوں کو سبق دیا گیا ہے کہ میدان کارزار میں اصل قوت ایمان کی پختگی اور اللہ کی مدد ہے۔ وسائل کی فراوانی اور تعداد کی کثرت' اس کی حیثیت ثانوی ہے' اس لئے اس پر بھروسہ نہیں ہونا چاہئے ورنہ کثرت تعداد کے باوجود شکست ہو سکتی ہے' جیسے حنین میں ابتداءً ہوا۔ اصل اعتماد اللہ کی

ذات اور اس کی نصرت خاص پر ہی ہونا چاہئے کہ اسی کی مشیت فیصلہ کن قوت ہے۔

١٨٥٣ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّباً، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا﴾ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ!؟» رواه مسلم.

۴۴/ ۱۸۵۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے لوگو! اللہ پاک ہے' وہ پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے اور بے شک اللہ نے مومنوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے پیغمبروں کو دیا۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے پیغمبرو! پاکیزہ (حلال) چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو اور فرمایا' اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیں۔ پھر آپ نے آدمی کا تذکرہ فرمایا' جو لمبا سفر کرتا ہے' پراگندہ حال ہے' گرد و غبار میں اٹا ہوا' اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے' (اور کہتا ہے) اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے اور اسے غذا ہی حرام دی گئی' تو اس کی دعاء کیوں کر قبول ہو گی؟ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب.

فوائد: دعاء کی قبولیت کے لئے رزق حلال ضروری ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ صدقہ بھی صرف وہی قبول فرماتا ہے۔ جو حلال کی کمائی سے کیا گیا ہو۔ علاوہ ازیں ہر عمل صالح سے پہلے رزق حلال کا اہتمام ضروری ہے' ورنہ نیک عمل بھی برباد ہو جائیں گے۔

١٨٥٤ - وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ» رواهُ مسلم.

۴۵/ ۱۸۵۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن کلام کرے گا' نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا بدکار' جھوٹا بادشاہ اور مغرور فقیر۔ (مسلم)

«الْعَائِلُ»: الْفَقِيرُ.

العائل' کے معنی ہیں' فقیر۔

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم إسبال الإزار...

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ انسان جس گناہ سے آسانی سے بچ سکتا ہو اور پھر بھی اس سے نہ بچے' تو وہ اس شخص کے مقابلے میں زیادہ گناہ گار اور بڑا مجرم ہے جس کے لئے اس گناہ سے بچنا نسبتاً آسان نہ ہو۔

١٨٥٥ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ» رواه مسلم.

۴۶ / ۱۸۵۵۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سیحان' جیحان' فرات اور نیل چاروں جنت کی نہروں میں سے ہیں۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب ما في الدنيا من أنهار الجنة.

فوائد: بعض کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی نہروں کی طرح یہ چاروں نہریں بھی برکت اور شادابی کا ذریعہ ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے اردگرد اسلام پھیلا ہوا ہے اور بعض کے نزدیک یہ بطور تشبیہہ نہیں' بطور حقیقت کے بیان کیا گیا ہے' گو ہم اس کی پوری حقیقت سے آگاہی نہیں رکھتے۔ سیحون اور جیحون' خراسان کے علاقے میں ہے اور فرات شام اور جزیرہ کے درمیان حد فاصل ہے اور دریائے نیل مصر میں ہے۔

١٨٥٦ ـ وَعَنْهُ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِي فَقَالَ: «خَلَقَ اللهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الأَحَد، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الاثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثَّلاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ» رواه مسلم.

۴۷ / ۱۸۵۶۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا' اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتے کے دن پیدا فرمایا اور اس میں پہاڑ اتوار کے دن پیدا کئے اور درخت پیر کے دن پیدا کئے اور ناپسندیدہ چیز منگل کو اور روشنی بدھ وار کو پیدا کی اور اس میں جانور جمعرات کے دن پیدا فرمائے اور تمام چیزوں کی پیدائش کے آخر میں جمعہ کو عصر کے بعد حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا اور یہ عصر اور رات کے درمیان دن کی آخری گھڑی تھی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب ابتداء الخلق وخلق آدم.

فوائد: دن سے مراد کیا ہے؟ اور یہ کتنا لمبا ہے؟ اس کی پوری حقیقت صرف اللہ ہی جانتا ہے' ہمارے دن کی مدت تو ۲۴ گھنٹوں کے شب و روز کے لمحات ہیں۔ آسمانی دن اس سے بہرحال مختلف ہے۔

١٨٥٧ ـ وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ، فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَةٌ رواهُ البُخاري.

۴۸ / ۱۸۵۷۔ حضرت ابو سلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں' جنگ موتہ والے دن میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں' صرف ایک چھوٹی یمنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔ (بخاری)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة مؤتة.

فوائد: موتہ' شام کے قریب ایک جگہ ہے' یہاں جو معرکہ بپا ہوا' اسے غزوۂ موتہ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور بہادری کا تذکرہ اور ان کی فضیلت کا اثبات ہے۔

١٨٥٨ ـ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ، فَاجْتَهَدَ، ثُمَّ أَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِنْ حَكَمَ وَاجْتَهَدَ، فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ». متفقٌ عَلَيْهِ.

۴۹ / ۱۸۵۸۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا‘ جب حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد سے کام لے‘ پھر اجتہاد سے وہ درستی کو پہنچ گیا تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے اور جب وہ فیصلہ کرے اور اجتہاد میں اس سے غلطی ہو جائے‘ تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الاعتصام، باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ ـ وصحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب بيان أجر الحاكم . . .

فوائد: جن معاملات میں کوئی نص شرعی نہ ہو‘ ان کی بابت ان سے ملتی جلتی شکلوں کو سامنے رکھ کر جواز و عدم جواز کا فیصلہ کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ یہ اجتہاد وہی شخص کر سکتا ہے جسے قرآن و حدیث کی صحیح سمجھ ہو۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کے حاکم‘ قاضی اور مجاز افسر کو قرآن و حدیث کا عالم ہونا چاہئے تاکہ حسب ضرورت وہ اجتہاد کر سکے۔ اس اجتہاد میں وہ اخلاص اور نیک نیتی سے کام لے گا‘ تو اس کے لئے ہر صورت میں اجر ہے‘ بلکہ درستی کی صورت میں دوہرا اجر ہے۔

١٨٥٩ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ» متفقٌ عليه.

۵۰ / ۱۸۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا‘ بخار‘ جہنم کی شدید حرارت سے ہے‘ پس تم اسے پانی سے ٹھنڈا کر دو۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار ـ وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب لكل داء دواء واستحباب التداوى.

فوائد: حدیث میں بیان کردہ علاج بالکل صحیح ہے۔ بہت سے بخار میں ڈاکٹر اس کا یہی علاج تجویز کرتے ہیں کہ مریض کو پانی سے خوب نہلاؤ یا پانی کی پٹیاں باندھ کر اسے ٹھنڈک پہنچاؤ۔

١٨٦٠ ـ وَعَنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ» متفقٌ عليه. وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهٰذَا الْحَدِيثِ، وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ: الْقَرِيبُ وَارِثاً كَانَ أَوْ غَيْرَ وَارِثٍ.

۵۱ / ۱۸۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ نبی کریم ﷺ نے فرمایا‘ جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے (نذر کے) روزے ہوں تو اس کا قریبی اس کی طرف سے روزے رکھے۔ (بخاری و مسلم)

اس حدیث کی رو سے فوت شدہ شخص کے ذمے روزے ہوں‘ تو پسندیدہ بات اس کی طرف سے روزہ رکھنے کا جواز ہے اور ولی سے مراد قریبی عزیز ہے‘ چاہے وہ وارث ہو یا نہ ہو۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب من مات وعليه صوم ـ وصحيح مسلم،

كتاب الصيام، باب قضاء الصوم عن الميت.

فوائد: شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نذر کے روزے ہیں نہ کہ رمضان کے روزے۔ گویا شیخ موصوف نے حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث کے عموم کو حضرت ابن عباسؓ کی دوسری حدیث سے خاص کر دیا' جس میں نذر کے روزوں کی صراحت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی عبادت میں نیابت جائز نہیں' جس طرح زندگی میں کوئی کسی کی طرف سے کوئی بدنی عبادت ادا نہیں کر سکتا' اسی طرح موت کے بعد بھی ایسا کرنا جائز نہیں۔ البتہ جس کی بابت نص میں صراحت ہو تو اس میں نیابت جائز ہو گی اور اسے صرف نص کی صراحت کی حد تک ہی محدود رکھا جائے گا۔ جیسے نذر کے روزوں کی بابت حدیث میں صراحت ہے کہ میت کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے تو نذر کے روزے میت کی طرف سے رکھنے جائز ہوں گے' کوئی اور بدنی عبادت اس کی طرف سے جائز نہیں ہو گی۔

١٨٦١ ـ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حُدِّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا: وَاللهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ، أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا؛ قَالَتْ: أَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَتْ: هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَداً، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ. فَقَالَتْ: لَا وَاللهِ! لَا أُشَفِّعُ فِيهِ أَبَداً، وَلَا أَتَحَنَّثُ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ وَقَالَ لَهُمَا: أَنْشُدُكُمَا اللهَ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِي عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيعَتِي، فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَا: السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: ادْخُلُوا. قَالُوا: كُلُّنَا؟ قَالَتْ: نَعَمِ ادْخُلُوا كُلُّكُمْ، وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَلَمَّا دَخَلُوا، دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ

۵۲ / ۱۸۶۱ ۔ حضرت عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کسی سودے یا عطیے کے بارے میں' جو حضرت عائشہؓ دیتی تھیں' کہا' کہ (میری خالہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا تو اس طرح (بے دریغ) خرچ کرنے سے رک جائیں' نہیں تو میں ان پر پابندی عائد کر دوں گا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ سن کر فرمایا' کیا عبداللہ نے واقعی ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا' ہاں۔ انہوں نے فرمایا' مجھ پر اللہ کے نام کی نذر ہے' اب میں کبھی عبداللہ بن زبیرؓ سے بات نہیں کروں گی۔ جب یہ ترک تعلق لمبا ہو گیا تو حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کی طرف سفارش کروائی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! میں ابن زبیرؓ کے بارے میں کبھی سفارش نہیں مانوں گی اور نہ اپنی نذر توڑنے کے گناہ کا ارتکاب کروں گی۔ پس جب ابن زبیرؓ پر یہ معاملہ مزید لمبا ہوا' تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث سے گفتگو کی اور ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے (میری خالہ) عائشہ کے پاس لے چلو' اس لئے کہ ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مجھ

الْحِجَابَ، فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِي، وَطَفِقَ المِسْوَرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُولَانِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيجِ، طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِي، وَتَقُولُ: إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ، فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتَّى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذٰلِكَ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا.

رواه البُخاري.

سے قطع تعلق کی نذر پر قائم رہیں۔ پس حضرت مسور اور عبدالرحمٰن دونوں ابن زبیرؓ کو لے گئے حتیٰ کہ حضرت عائشہؓ سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی' انہوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' کیا ہم اندر آجائیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا' آجاؤ۔ انہوں نے پوچھا' ہم سب آجائیں؟ انہوں نے فرمایا' ہاں' تم سب آجاؤ اور انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کے ساتھ عبداللہ بن زبیرؓ بھی ہیں۔ پس جب یہ اندر گئے تو حضرت ابن زبیرؓ پردے کے اندر چلے گئے اور حضرت عائشہؓ سے لپٹ کر انہیں قسمیں دینے لگے اور رونے لگے اور (پردے کے باہر) حضرت مسور اور عبدالرحمٰن بھی انہیں قسم دے کر کہنے لگے کہ وہ ابن زبیرؓ سے بات چیت کریں اور ان کا عذر قبول کر لیں' وہ کہتے تھے' نبی ﷺ نے اس قطع تعلق سے منع فرمایا ہے جو آپ کے علم میں ہے اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے بول چال اور تعلق منقطع رکھے۔ پس جب انہوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے وعظ و نصیحت اور ترک تعلق کے گناہ ہونے کی باتیں کثرت سے کیں تو انہوں نے بھی وعظ و نصیحت شروع کر دی اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو نذر مانی تھی اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ مگر یہ دونوں برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے حضرت ابن زبیرؓ سے کلام فرمالیا اور اپنی اس نذر کے توڑنے کے کفارے میں حضرت عائشہؓ نے چالیس گردنیں آزاد کیں اور اس کے بعد جب بھی وہ اپنی نذر کو یاد کرتیں تو خوب روتیں' حتیٰ کہ ان کے آنسو ان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الأدب، باب الهجرة، وقول رسول الله ﷺ : لا یحل لرجل أن یهجر أخاه فوق ثلاث.

فوائد: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما' حضرت عائشہ کے سگے بھانجے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ان سے گفتگو نہ کرنے کی نذر مانی تھی' تو وہ سمجھتی تھیں کہ ایسا کرنا ان کے لئے جائز ہے' کیونکہ حضرت ابن زبیرؓ نے اپنی خالہ کے جائز تصرفات پر پابندی لگانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ لیکن پھر انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور وہ اپنی خالہ (حضرت عائشہؓ) کو منانے کے لئے دو سفارشیوں کو ساتھ لے کر گھر پہنچ گئے۔ اس کے بعد ان کے لئے یہی مناسب تھا جو انہوں نے کیا کہ نذر توڑ دیں اور ابن زبیر سے ٹوٹے ہوئے تعلق کو بحال کر لیں۔ رضی اللہ عنہم

(۲) نذر توڑنے کا کفارہ وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے۔ ایک گردن آزاد کرنا' یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کی پوشاک کا انتظام کر دینا۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک کی بجائے چالیس گردنیں آزاد فرمائیں' رضی اللہ عنہا۔

١٨٦٢ ـ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى قَتْلَى أُحُدٍ، فَصَلَّى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِينَ كَالْمُوَدِّعِ لِلأَحْيَاءِ وَالأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: «إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هٰذَا، أَلَا وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلٰكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا» قَالَ: فَكَانَتْ آخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. متفقٌ عليه. وفي رِوَايَةٍ: «وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا، وَتَقْتَتِلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ» قَالَ عُقْبَةُ: فَكَانَ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: «إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ! لأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللهِ! مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا». وَالْمُرَادُ بِالصَّلَاةِ عَلَى قَتْلَى

۵۳ / ۱۸۶۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ احد کے شہداء کی طرف تشریف لے گئے اور ان کے لئے آٹھ سال بعد اس طرح دعاء فرمائی' جیسے زندوں اور مردوں کو رخصت کرنے والا دعاء کرتا ہے' پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو (یا میر سامان) ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور تمہارے وعدے کی جگہ حوض (کوثر) ہے اور میں اسے اپنے اس مقام سے دیکھ رہا ہوں (یعنی کشف کے طور پر) خبردار! مجھے تم سے اندیشہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے' لیکن یہ اندیشہ ضرور ہے کہ تم دنیا میں زیادہ رغبت کرنے لگو گے۔ حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ آخری نظر تھی جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی (یعنی اس کے بعد جلد ہی آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔) (بخاری و مسلم)

اور ایک اور روایت میں ہے۔ میں تم سے دنیا کی بابت خوف محسوس کرتا ہوں کہ تم اس میں زیادہ رغبت کرو گے اور (اس کی وجہ سے) باہم لڑو گے' تو ایسے ہی ہلاک ہو جاؤ گے جیسے تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔ حضرت عقبہؓ بیان فرماتے ہیں پس یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری دیدار تھا جو میں نے منبر پر کیا۔

ایک اور روایت میں ہے۔ میں تمہارا پیش رو ہوں

أُحُدٍ: الدُّعَاءُ لَهُمْ، لَا الصَّلَاةُ المعْرُوفةُ.

اور تم پر گواہ ہوں گا اور اللہ کی قسم! میں اب اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی یا (فرمایا) زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور میں تمہاری بابت اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے' لیکن مجھے تم سے یہ اندیشہ ہے کہ تم اس دنیا میں خوب رغبت کرو گے۔

شہدائے احد پر صلاۃ سے مراد ان کے لئے دعاء کرنا ہے' نہ کہ معروف نماز پڑھنا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد - وصحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا . . .

فوائد: امام نوویؒ نے صلاۃ سے مراد جو دعاء لی ہے' یہ صحیح نہیں' دوسری روایات میں' صلاتہ علی المیت' کے الفاظ ہیں' جس سے واضح ہے کہ آپ نے نماز پڑھی نہ کہ صرف دعاء کی۔ (۲) مرحومین اور شہداء کے لئے ہمیشہ مغفرت اور رفع درجات کی دعاء کرتے رہنا چاہئے بشرطیکہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ (۳) دنیا میں کشف کے ذریعے سے بہت سے حقائق اخروی کا نبی ﷺ کو علم دیا گیا۔ (۴) اس میں حوض کوثر کا بھی اثبات ہے۔ (۵) نبی ﷺ اپنی امت کے پیش رو یا میر سامان ہوں گے۔ فرط کے معنی ہیں' قافلے سے آگے جانے والا۔ یعنی آپؐ قافلہ آخرت کے پیش رو ہیں۔ (۶) اس میں آپ نے صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے جو فرمایا ہے کہ مجھے تم سے شرک کا اندیشہ نہیں ہے' تو یہ صحابہ کرام اور قرن اول کے اعتبار سے ہے' ورنہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آخری زمانے میں لوگ پھر بتوں کو پوجیں گے۔ اس لئے اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ امت محمدیہ کے افراد کبھی شرک کا ارتکاب نہیں کریں گے' صحیح نہیں ہے۔ اس کا تعلق اسلام کے قرون خیر سے ہے۔ یا پھر اس کا مطلب تمام امت کے مشرک ہونے کی نفی ہے۔ یعنی پوری امت شرک کا ارتکاب نہیں کرے گی' کچھ گروہ یا فرقے اگر مشرکانہ عقائد و اعمال اختیار کریں گے بھی' جیسا کہ اس وقت بہت سے مدعیان اسلام کا عقیدہ و عمل ہے' تو دوسرے گروہ توحید و سنت پر ضرور قائم رہیں گے۔ (۷) زمین کی یا زمین کے خزانوں کی چابیوں سے مراد وہ خوش خبری ہے جو کفار کے ممالک فتح ہونے کی صورت میں مسلمانوں کو غنیمت کا مال ملنا تھا' جیسا کہ بعد میں ہوا۔

١٨٦٣ - وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ الأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ الْفَجْرَ، وَصَعِدَ المِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ المِنْبَرَ حَتَّى حَضَرَتِ العَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ المِنبرَ حَتَّى غَرَبَتِ

۵۴ / ۱۸۶۳۔ حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک روز) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو گئے' پس ہمیں خطبہ دیا' یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا' پس آپ نیچے اترے اور نماز پڑھائی' پھر منبر پر رونق افروز ہو گئے اور ہمیں خطبہ دیا' یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو

الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گیا' آپ نیچے اترے اور نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ گئے (اور خطبہ دیا) یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس آپ نے ہمیں ماضی اور مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی خبر دی' پس ہم میں سب سے بڑا عالم وہی ہے جو ہم میں سب سے زیادہ ان باتوں کو جاننے والا ہے۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب إخبار النبي ﷺ فیما یکون إلی قیام الساعة.

فوائد: مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات سے مراد قیامت کے قریب ہونے والے اہم واقعات ہیں جنہیں علامات قیامت کہا جاتا ہے۔

١٨٦٤ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللهَ، فَلَا يَعْصِهِ» رَوَاهُ البُخَارِي.

۵۵ / ۱۸۶۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اس بات کی نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اللہ کی اطاعت کرنی چاہئے اور جو اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔ (بخاری)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب الإیمان، باب النذر في الطاعة.

فوائد: مطلب یہ ہے کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں کی نذر پوری کرنی چاہئے اور نافرمانی کی نذر پوری نہ کی جائے۔

١٨٦٥ ـ وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ، وَقَالَ: «كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ» متفقٌ عليه.

۵۶ / ۱۸۶۵۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چھپکلیوں کے مارنے کا حکم فرمایا اور آپ نے فرمایا' یہ ابراہیم علیہ السلام (کی آگ) پر پھونکیں مارتی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب بدء الخلق، باب خیر مال المسلم ـ وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ.

١٨٦٦ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُونَ الْأُولَى، وَإِنْ قَتَلَهَا

۵۷ / ۱۸۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو چھپکلی کو پہلی چوٹ میں مار دے' اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو اس کو دوسری چوٹ میں مارے' اس کے لئے پہلے شخص سے کم اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور اگر تیسری چوٹ میں مارے

فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً».
وَفِي رِوَايَةٍ: «مَنْ قَتَلَ وَزَغاً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، كُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذٰلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذٰلِكَ». رواهُ مسلم. قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْوَزَغُ: الْعِظَامُ مِنْ سَامِّ أَبْرَصَ.

تو اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں۔
ایک اور روایت میں ہے' جو شخص کسی چھپکلی کو پہلی چوٹ میں مار دے' اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ دوسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم۔ (مسلم)
اہل لغت نے کہا ہے کہ وزغ' موذی جانوروں میں سے ایک بڑا جانور ہے۔ (سام ابرص بھی ایک قسم کا موذی جانور ہے)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ.

فوائد: اس میں چھپکلی کو پوری قوت سے ایک ہی چوٹ میں مارنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ دوسرے موذی جانوروں کا بھی یہی حکم ہو گا' جیسے بچھو' سانپ' اژدھے وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی یا برائی میں تھوڑا سا تعاون بھی عنداللہ محسوب ہو گا اور اس کی جزاء اور سزا ملے گی' کیونکہ عنداللہ مقدار کی اہمیت نہیں' اصل چیز نیت اور ارادہ ہے۔

١٨٦٧ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ؟! لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ، وَعَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ! فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ، فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ أَنْ

۵۸ / ۱۸۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا' میں ضرور (آج رات) صدقہ کروں گا' پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا' پس صبح کے وقت لوگ باتیں کرتے تھے کہ آج رات کو ایک چور پر صدقہ کیا گیا ہے' تو صدقہ کرنے والے نے (سن کر) کہا' یا اللہ! تیرا شکر ہے۔ (آج رات) میں پھر ضرور صدقہ کروں گا' پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو وہ اس نے ایک بدکار عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا' پس صبح کے وقت لوگ باتیں کرتے تھے کہ آج رات ایک بدکار عورت پر صدقہ کیا گیا ہے۔ تو صدقہ کرنے والے نے (سن کر) کہا' یا اللہ! تیرا شکر ہے' بدکار عورت پر (صدقہ ہو گیا ہے) میں (آج رات) پھر ضرور صدقہ کروں گا' پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک مال دار آدمی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پس صبح کے وقت لوگ باتیں کرتے تھے کہ آج رات ایک مال دار پر صدقہ کیا گیا ہے' تو اس نے کہا'

يَعْتَبِرَ، فَيُنْفِقَ مِمَّا آتَاهُ اللهُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ.

اے اللہ! تیرا شکر ہے' ایک چور پر' ایک بدکار عورت پر اور ایک مال دار پر (صدقہ ہو گیا) پس رات کو اسے خواب آیا اور اسے بتلایا گیا (کہ تیرا صدقہ بے کار نہیں گیا ہے' بلکہ) تیرا صدقہ جو چور پر ہوا تو شاید اس کی وجہ سے وہ چوری کرنے سے باز آجائے اور بدکار عورت' شاید وہ بدکاری سے تائب ہو جائے اور مال دار آدمی' شاید وہ عبرت حاصل کر لے اور وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ بخاری میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے اور مسلم میں اس کے ہم معنی روایت ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الزكاة، باب إذا تصدق على غنى وهو لا يعلم ـ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب ثبوت أجر المتصدق. . .

فوائد: صدقہ دینے والے کی نیت اگر صحیح ہو تو اس طرح بے خبری میں غیر مستحق لوگوں پر بھی صدقہ ہو جائے تو عنداللہ مقبول ہو گا' علاوہ ازیں اللہ چاہے گا تو اس میں بھی ان لوگوں کے اندر خیر کے پہلو پیدا فرما دے گا جو مستحق نہ ہونے کے باوجود صدقے سے نواز دیئے جائیں۔ یہ واقعہ پہلی امتوں میں سے کسی کا ہے۔

١٨٦٨ ـ وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي دَعْوَةٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ: «أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، وَتَدْنُو مِنْهُمُ الشَّمْسُ، فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلَا تَرَوْنَ إِلَى مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلَى مَا بَلَغَكُمْ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَبُوكُمْ آدَمُ، وَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ: يَاآدَمُ! أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ

٥٩ / ١٨٦٨ ـ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ ہم ایک دعوت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' پس آپ کی طرف دستی کا گوشت بڑھایا گیا اور آپ کو یہ گوشت پسند تھا' پس آپ اسے نوچ نوچ کر کھانے لگے اور فرمایا۔ میں قیامت والے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا' کیا تم جانتے ہو' اس سرداری کی وجہ کیا ہو گی؟ اللہ تعالیٰ ایک ہی میدان میں اولین اور آخرین (اگلے پچھلے لوگوں) کو جمع فرمائے گا' ایک دیکھنے والا ان سب کو دیکھے گا اور ایک پکارنے والا ان سب کو اپنی آواز سنا سکے گا' سورج ان کے قریب ہو گا' لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک پہنچے گی کہ ان کی طاقت اور برداشت سے باہر ہو گی' پس لوگ کہیں گے' کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم جس تکلیف سے دو چار ہو' وہ کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ کیا تم ایسا شخص نہیں دیکھتے جو تمہارے لئے

رُوحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ، فَسَجَدُوا لَكَ وَأَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ، وَمَا بَلَغَنَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ، فَعَصَيْتُ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ. فَيَأْتُونَ نُوحاً فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ! أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللهُ عَبْداً شَكُوراً، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا بَلَغَنَا، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: يَا إِبْرَاهِيمُ! أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى. فَيَقُولُونَ: يَامُوسَى! أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، فَضَّلَكَ اللهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْساً لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي

تمہارے رب سے سفارش کرے؟ تو لوگ ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ پس لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے' اے آدم' آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی روح پھونکی اور اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا' پس انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کو جنت میں آباد کیا۔ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیوں نہیں کرتے؟ کیا آپ ہماری وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حالت کو ہم پہنچے ہوئے ہیں؟ تو وہ فرمائیں گے۔ میرا رب آج اتنے سخت غصے میں ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ اس سے پہلے ہوا اور نہ آئندہ کبھی اس جیسا غضب ناک ہو گا اور اس نے مجھے (جنت میں) ایک درخت کے پاس جانے سے منع کیا تھا' لیکن مجھ سے نافرمانی کا صدور ہو گیا تھا' مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ' تم نوح کے پاس جاؤ' پس لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے' اے نوح' آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے' کیا آپ وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہماری بے چینی کس حد تک پہنچی ہوئی ہے؟ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کیوں نہیں کرتے؟ پس وہ فرمائیں گے۔ میرا رب آج اتنے سخت غصے میں ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ کبھی آئندہ ہو گا اور مجھے ایک دعاء کرنے کا حق حاصل تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی' مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے۔ تم میرے علاوہ کسی اور کے

نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَىٰ. فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسَى: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَباً لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْباً، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ».

وفي رواية: «فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَأَنْطَلِقُ، فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِداً لِرَبِّي، ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ، وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئاً لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُولُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَارَبِّ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ» ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ ما بَيْنَ المصراعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى» متفقٌ عليه.

پاس جاؤ‘ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے‘ اے ابراہیم‘ آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں سے اس کے خلیل ہیں‘ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے‘ کیا آپ وہ تکلیف دیکھ نہیں رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں؟ پس حضرت ابراہیم ان سے فرمائیں گے‘ میرا رب آج اتنا غضب ناک ہے کہ اتنا غضب ناک اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا اور میں نے تو تین باتیں ایسی کی تھیں جو بظاہر واقعے کے خلاف تھیں‘ مجھے تو اپنی فکر ہے‘ اپنی فکر ہے‘ اپنی فکر ہے‘ تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ‘ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے‘ اے موسیٰ‘ آپ اللہ کے رسول ہیں‘ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور ہم کلامی سے نواز کر تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی‘ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ کیا آپ وہ تکلیف دیکھ نہیں رہے ہیں جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں؟ پس حضرت موسیٰ فرمائیں گے‘ میرا رب آج اتنا سخت غضب ناک ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا اور مجھ سے ایک جان کا قتل ہو گیا تھا جس کے قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا‘ مجھے تو اپنی فکر ہے‘ اپنی فکر ہے اپنی فکر ہے‘ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ‘ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ پس لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے‘ اے عیسیٰ‘ آپ اللہ کے رسول اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم کی طرف القاء فرمایا اور اس کی روح ہیں‘ اور آپ نے گہوارے میں لوگوں سے گفتگو فرمائی۔ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجئے۔ کیا آپ وہ

تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم مبتلا ہیں۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے' میرا رب آج اتنا سخت غصے میں ہے کہ اس جیسا غضب ناک وہ پہلے کبھی ہوا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا۔ حضرت عیسیٰ اپنے کسی قصور کا ذکر نہیں فرمائیں گے (اور فرمائیں گے) مجھے تو اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے' اپنی فکر ہے۔ تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ' تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

ایک اور روایت میں ہے' (آپ ؐ نے فرمایا) پس لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں' اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ بھی معاف فرما دیئے ہیں' آپ اپنے رب سے ہماری سفارش فرما دیجئے۔ کیا آپ وہ تکلیف نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ پس میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا' پھر اللہ تعالیٰ اپنی حمد اور حسن ثناء پر مشتمل ایسے کلمات مجھ پر القاء فرمائے گا کہ مجھ سے پہلے وہ کسی پر القاء نہیں کئے گئے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے محمد ؐ' اپنا سر اٹھایئے' مانگئے' آپ کو دیا جائے گا' سفارش کیجئے' سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر (سجدے سے) اٹھاؤں گا اور کہوں گا' اے میرے رب! میری امت' اے میرے رب! میری امت (یعنی اسے بخش دے) پس کہا جائے گا۔ اے محمد ؐ' اپنی امت کے ان لوگوں کو' جن پر حساب نہیں ہے' جنت کے دروازوں میں سے دائیں طرف کے دروازے سے جنت میں لے جائیں اور وہ اس کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہیں (یعنی دوسرے دروازوں سے بھی وہ جا سکتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی' جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے

درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور ہجر کے درمیان یا مکہ
اور بصریٰ کے درمیان ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب التفسير، سورة الإسراء ۔ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها.

فوائد: ہجر' بحرین میں ایک شہر ہے اور بصریٰ دمشق کے جنوب میں واقع حوران کی ایک بستی ہے۔ یعنی جنت کا ایک دروازہ اتنا چوڑا ہو گا کہ دونوں کواڑوں کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہو گا۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کی فضیلت کا بیان ہے کہ قیامت والے دن' جب کہ جلیل القدر پیغمبروں کو بھی' بارگاہ الٰہی میں سفارش کرنے کی ہمت نہیں ہو گی' نبی ﷺ اللہ کے حکم سے سفارش فرمائیں گے۔ ایک سفارش تو یہ فرمائیں گے کہ لوگوں کا حساب کتاب شروع کیا جائے تاکہ میدان محشر کی ہولناکیوں سے لوگوں کو نجات ملے' روایت کا یہ حصہ اس حدیث میں نہیں ہے' دوسری روایات میں ہے۔ دوسری سفارش اپنی امت کے حق میں فرمائیں گے۔ یہ مختلف مرحلوں میں ہو گی۔ اس میں پہلے مرحلے کا ذکر ہے جس میں آپ ؐ کی سفارش پر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت میں لے جانے کی اجازت مرحمت فرمائے گا' جن پر حساب نہیں ہو گا۔ دوسری مرتبہ آپ کی سفارش اس وقت ہو گی جب گناہ گار اہل ایمان جہنم میں اپنے گناہوں کی کافی سزا بھگت چکے ہوں گے تو پھر نبی ﷺ کی سفارش سے انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمایا جائے گا۔ (۲) اس میں انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی بعض لغزشوں کے حوالے سے سفارش کرنے سے معذرت کریں گے' اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ انبیاء ایمان و تقویٰ کے جس بلند ترین درجے پر فائز ہوتے ہیں' وہاں معمولی سی لغزش بھی' جو گناہ کے دائرے میں نہیں آتی' انہیں بڑی غلطی محسوس ہوتی ہے' جیسے کہا جاتا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔ یا جیسے سفید اجلے کپڑے پر معمولی سا دھبہ بھی بڑا نمایاں محسوس ہوتا ہے۔ یہی حال انبیاء علیہم السلام کا ہے اور اسی اعتبار سے انہوں نے معمولی معمولی لغزشوں کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں پیش ہونے سے معذرت کی۔ (۳) بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین واقعے' جنہیں کذبات کہا گیا ہے' حالانکہ وہ جھوٹ نہیں ہیں' بلکہ معاریض ہیں' جو ظاہراً جھوٹ معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً جھوٹ نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک ان کا یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا بتوں کی بابت کہنا' کہ بڑے بت نے یہ کام کیا ہے' ان سے پوچھو۔ تیسرا' بیوی کو اپنی بہن کہنا۔ پہلی بات کو کسی طرح جھوٹ نہیں کہا جا سکتا' کیونکہ آپ نے اپنے کو بیمار کہا' تو یقیناً آپ بیمار ہوں گے یا وہ جس جشن میں شرکت کی دعوت دے رہے تھے' اس کے لئے آپ بیمار تھے۔ بت توڑنے کی نسبت بڑے بت کی طرف کرنے سے مقصود بتوں کے پجاریوں کے سامنے بتوں کی اصل حقیقت واضح کرنا اور ان کو توحید کی حقیقت سے آشنا کرنا تھا' اسی طرح حالات کی مجبوری کی وجہ سے بیوی کو بہن کہنا بھی جھوٹ نہیں ہے' کیونکہ ہر مسلمان مرد دوسرے مسلمان مرد کا بھائی اور مسلمان عورت ہر مسلمان کی بہن ہے۔ لیکن ظاہری شکل کے اعتبار سے کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہیں' اس لئے انہیں جھوٹ کہہ دیا گیا ہے' حالانکہ حقیقت کے لحاظ سے وہ جھوٹ نہیں ہیں' توریے کی قسم سے ہیں جو بوقت ضرورت جائز ہے۔ (مزید وضاحت کے لیے دیکھئے تفسیر "احسن البیان" سورۃ الانبیاء' آیت ۶۳ کا حاشیہ)

۱۸۶۹ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ ۶۰ / ۱۸۶۹ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان

عَنهُمَا قَالَ: جَاءَ إِبْرَاهِيمُ ﷺ بِأُمِّ إِسْمَاعِيلَ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ، فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَاباً فِيهِ تَمْرٌ، وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقاً، فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ: يَاإِبْرَاهِيمُ! أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ أَنِيسٌ وَلَا شَيْءٌ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ مِرَاراً، وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، قَالَتْ لَهُ: آللهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: إِذاً لَايُضَيِّعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ ﷺ، حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ، اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ، ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ﴿رَّبَّنَآ إِنِّىٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِى بِوَادٍ غَيْرِ ذِى زَرْعٍ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿يَشْكُرُونَ﴾ وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ، وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ، حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ، عَطِشَتْ، وَعَطِشَ ابْنُهَا، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى ـ أَوْ قَالَ: يَتَلَبَّطُ ـ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَداً؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ، رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ، فَقَامَتْ عَلَيْهَا، فَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَداً؟ فَلَمْ تَرَ أَحَداً، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ

فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ﷺ حضرت اسمٰعیل کی والدہ اور ان کے بیٹے اسمٰعیل کو' جب کہ وہ ان کو دودھ پلاتی تھیں' لائے حتیٰ کہ انہیں بیت اللہ کے نزدیک مسجد حرام کے بالائی حصے میں زمزم کے اوپر واقع ایک درخت کے پاس ٹھہرا دیا' اس زمانے میں مکے میں کوئی انسان آباد نہیں تھا' نہ وہاں پانی ہی تھا۔ پس ان ماں بیٹے کو وہاں رکھا اور ان کے پاس ایک تھیلی رکھ دی جس میں کچھ کھجوریں تھیں اور پانی کا ایک مشکیزہ تھا۔ پھر ابراہیم پیٹھ پھیر کر جانے لگے تو حضرت اسمٰعیل کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا' اے ابراہیم' ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر' جہاں کوئی غم خوار ساتھی ہے اور نہ ضرورت کی کوئی چیز' کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے یہ بات ان سے متعدد مرتبہ کہی' لیکن حضرت ابراہیم ان کی طرف توجہ ہی نہ فرماتے۔ بالآخر حضرت ہاجرہ نے کہا' کیا اللہ نے آپ کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا' ہاں۔ تو انہوں نے کہا۔ تب' وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا' پھر وہ واپس چلی گئیں۔ پس حضرت ابراہیم اپنی راہ پر چلے' یہاں تک کہ جب ثنیہ مقام پر پہنچے' جہاں سے ان کے اہل و عیال انہیں نہیں دیکھ رہے تھے' اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا' پھر ان کلمات کے ساتھ دعائیں کیں' پس اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا۔ "اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں آباد کیا ہے ..... تاکہ وہ شکر کریں۔" تک قرآنی دعاء کی۔

(ادھر) اسمٰعیل کی والدہ' اسمٰعیل کو دودھ پلاتی اور اس مشکیزے کے پانی سے پانی پیتی رہیں' یہاں تک کہ جب مشکیزے کا پانی ختم ہو گیا تو خود پیاسی رہنے لگیں اور بیٹا بھی پیاس سے بلبلانے لگا اور وہ اسے زمین پر لوٹتے ہوئے دیکھنے لگیں۔ یہ منظر ان کے لئے سخت

مَرَّاتٍ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا» فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتاً، فَقَالَتْ: صَهْ - تُرِيدُ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسَمَّعَتْ، فَسَمِعَتْ أَيْضاً فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ، فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ - أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هٰكَذَا، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ الْمَاءَ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ، وَفِي رِوَايَةٍ بِقَدَرِ مَا تَغْرِفُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رَحِمَ اللّٰهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ، لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْناً مَعِيناً» قَالَ: فَشَرِبَتْ، وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا، فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ فَإِنَّ هٰهُنَا بَيْتاً لِلّٰهِ يَبْنِيهِ هٰذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعاً مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ، فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمٍ، أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمٍ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءَ، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِراً عَائِفاً فَقَالُوا: إِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ، فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ. فَرَجَعُوا، فَأَخْبَرُوهُمْ، فَأَقْبَلُوا وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ، فَقَالُوا: أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، وَلٰكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ، قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ

ناپسندیدہ تھا' پس وہ پانی کی تلاش میں چلیں تو صفا پہاڑ کو انہوں نے اپنے قریب زمین میں سب سے قریب پایا' پس وہ اس پر کھڑی ہو گئیں اور وادی کی طرف منہ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان نظر آتا ہے؟ لیکن کوئی نظر نہیں آیا' پس صفا پہاڑ سے نیچے اتریں' یہاں تک کہ جب وادی (میدان) میں پہنچیں تو اپنی قمیص کا کنارہ اوپر اٹھایا' پھر اس طرح دوڑیں جیسے کوئی تکلیف زدہ انسان دوڑتا ہے' حتیٰ کہ ساری وادی پار کر گئیں۔ پھر مروہ پہاڑی پر چڑھ کر کھڑی ہو گئیں اور نظر دوڑائی کہ کیا کوئی انسان دکھائی دیتا ہے؟ لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ پس اسی وجہ سے (حضرت ہاجرہ کی متابعت میں) لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ پس جب (آخر میں) مروہ پر چڑھیں تو ایک آواز سنی تو اپنے آپ کو خطاب کر کے کہا' خاموش رہ۔ (کیونکہ آواز ان کے لئے ناقابل یقین چیز تھی) پھر کان لگائے تو پھر آواز سنی' تو حضرت ہاجرہ نے کہا' تیری آواز پہنچ گئی ہے' اگر تیرے پاس کچھ مدد کا سامان ہے تو فوراً مدد کے لئے پہنچ۔ پس ناگہاں دیکھا کہ زمزم کی جگہ کے پاس فرشتہ ہے' اس نے اپنی ایڑھی' یا فرمایا' اپنے پر کے ساتھ زمین کو کریدا یہاں تک کہ پانی نکل آیا' پس حضرت ہاجرہ اس کے لئے حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ سے باڑھ بناتی تھیں اور چلو سے پانی لے کر مشکیزے میں ڈالنے لگیں' وہ جتنا پانی چلو میں لیتیں' وہ پانی اتنا ہی ابلتا اور ایک روایت میں ہے کہ چلو کی مقدار کے برابر پانی ابلتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیل کی والدہ پر رحم فرمائے۔ اگر وہ زمزم کو یوں ہی چھوڑ دیتیں یا فرمایا' چلو سے پانی اکٹھا نہ کرتیں تو زمزم روئے زمین کو سیراب کرنے والا بڑا چشمہ ہوتا۔ راوی نے بیان کیا' پس

النَّبِيُّ ﷺ: «فَأَلفَى ذلكَ أُمَّ إِسمَاعِيلَ، وَهِيَ تُحِبُّ الأُنْسَ، فَنزَلُوا، فَأَرْسلُوا إلى أَهْلِيهِمْ فَنزَلُوا مَعَهُم، حتَّى إذا كَانُوا بِهَا أَهْلَ أَبياتٍ، وَشَبَّ الغُلامُ وَتعلَّمَ العَرَبيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنفَسَهُم وَأَعجبَهُمْ حِينَ شَبَّ، فَلَمَّا أَدرَكَ، زَوَّجُوهُ امرَأَةً منهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إبراهِيمُ بَعْدَ ما تزوَّجَ إسْمَاعِيلُ يُطالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ إسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا ـ وفي روايَةٍ: يَصِيدُ لَنَا ـ ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ فقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ في ضِيقٍ وَشِدَّةٍ، وَشَكَتْ إلَيْهِ، قَالَ: فَإِذا جَاءَ زَوْجُكِ، اقْرَئي عَلَيْهِ السَّلامَ، وَقُولي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إسمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئاً فقَالَ: هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وكَذَا، فَسَأَلَنَا عَنْكَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا في جَهْدٍ وَشِدَّةٍ. قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَمَرَني أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلامَ وَيَقُولُ: غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ. قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَقَدْ أَمَرَني أَنْ أُفَارِقَكِ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ. فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخرَى، فَلَبِثَ عَنْهُمْ إبْرَاهِيمُ ما شَاءَ اللهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلى امْرَأَتِهِ، فَسَأَلَ عَنْهُ. قَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا. قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِم فقالَت: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ وَأَثْنَتْ عَلَى اللهِ تَعَالَى، فقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَت: اللَّحْمُ. قَالَ: فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتِ: المَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ في اللَّحْمِ وَالمَاءِ، قَالَ النَّبيُّ ﷺ: «وَلَمْ

حضرت ہاجرہ نے خود بھی پانی پیا اور اپنے بچے کو بھی پلایا۔ پس فرشتے نے حضرت ہاجرہ سے کہا' تم اپنی جان کا خوف مت کرو! (کہ وہ ضائع ہو جائے گی) اس لئے کہ اس مقام پر اللہ کا گھر ہے' جسے یہ لڑکا اور اس کا باپ تعمیر کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس گھر کی دیکھ بھال کرنے والوں کو برباد نہیں کرتا اور (اس وقت) بیت اللہ (کی جگہ) ٹیلے کی طرح زمین سے بلند تھی' وہاں سیلاب آتے تو اس کے دائیں اور بائیں سے گزر جاتے۔ پس ایک عرصے تک یہی کیفیت رہی۔ یہاں تک کہ جرہم کا قافلہ یا جرہم قبیلے کا کوئی گھرانہ 'کداء کے راستے سے آتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا' انہوں نے مکے کے زیریں حصے میں پڑاؤ کیا تو انہوں نے ایک منڈلاتا ہوا پرندہ دیکھا' تو کہنے لگے کہ یہ پرندہ یقیناً پانی پر گھوم رہا ہے۔ ہمیں تو اس وادی سے آتے جاتے ایک زمانہ ہو گیا ہے' اس میں تو پانی نہیں ہے۔ چنانچہ (معلومات کے لئے) انہوں نے ایک یا دو قاصد بھیجے' تو انہوں نے وہاں پانی پایا۔ انہوں نے آکر ان کو خبر دی' تو وہ لوگ وہاں گئے اور حضرت اسمٰعیل کی والدہ پانی کے پاس تھیں' انہوں نے کہا۔ آپ ہمیں اجازت دیتی ہیں کہ ہم آپ کے پاس آکر پڑاؤ ڈال لیں۔ انہوں نے کہا۔ ٹھیک ہے' لیکن پانی کی ملکیت میں تمہارا حق نہیں ہو گا۔ انہوں نے کہا' ٹھیک ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ یہ بات حضرت اسمٰعیل کی والدہ کی خواہش کے مطابق ہوئی' وہ بھی انس و محبت کو پسند کرتی تھیں۔ پس انہوں نے وہاں پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے گھر والوں کو پیغام بھیجا' پس وہ بھی وہاں آکر مقیم ہو گئے' یہاں تک کہ وہاں رہنے والے کئی گھر ہو گئے اور اسمٰعیل بھی جوان ہو گئے اور ان لوگوں سے انہوں نے عربی زبان بھی سیکھ لی اور جب وہ بڑے ہو گئے تو وہ ان میں سب

يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ» قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوافِقَاهُ. وفي رواية فَجَاءَ فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيدُ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: أَلَا تَنْزِلُ، فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ؟ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ، وَشَرَابُنَا الْمَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ - قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «بَرَكَةُ دَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ ﷺ» قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ، فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثَبِّتْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ. قَالَ: فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ: ذَاكَ أَبِي، وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلاً لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيباً مِنْ زَمْزَمَ؛ فَلَمَّا رَآهُ، قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ، وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ! إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ. قَالَ: وَتُعِينُنِي؟ قَالَ: وَأُعِينُكَ، قَالَ: فَإِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ بَيْتاً هٰهُنَا، وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا. فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ، وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ، جَاءَ بِهٰذَا

سے زیادہ نفیس اور سب سے زیادہ دل پسند تھے۔ پس جب وہ بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنی ایک عورت سے ان کی شادی کر دی' حضرت اسمٰعیل کی والدہ فوت ہو گئیں' حضرت اسمٰعیل کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم آئے تاکہ اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں (بیوی بچے) کو ملاحظہ کریں' پس انہوں نے اسمٰعیل کو نہیں پایا تو ان کی بابت ان کی بیوی سے پوچھا۔ اس نے بتلایا' کہ وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش میں اور ایک روایت میں ہے' ہمارے لئے شکار کرنے باہر گئے ہیں۔ پھر انہوں نے ان کی بیوی سے ان کی گزران اور عام حالت کے بارے میں پوچھا' تو اس نے کہا' ہم بہت برے حال میں ہیں' بڑی تنگی اور سختی میں ہیں اور ان کی طرف شکایت کی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ جب تمہارے خاوند آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا' اپنے دروازے کی دہلیز بدل دیں۔ پس جب حضرت اسمٰعیل آئے' تو گویا انہوں نے کسی چیز کو محسوس کیا (یعنی کسی کی آمد کا احساس ہوا) اور پوچھا' کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے کہا' ہاں۔ ایسے ایسے حلیے کے ایک بزرگ آئے تھے' انہوں نے آپ کی بابت پوچھا' تو میں نے ان کو بتلایا۔ پھر انہوں نے پوچھا' ہماری گزر اوقات کیسی ہے؟ تو میں نے ان کو بتلایا' ہم بڑی تکلیف اور سختی میں ہیں۔ حضرت اسمٰعیل نے پوچھا' کیا انہوں نے تجھے کسی بات کی تلقین کی تھی؟ اس نے کہا' ہاں' مجھے انہوں نے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو ان کا سلام کہوں اور آپ کے لئے یہ پیغام دے گئے تھے کہ اپنے دروازے کی دہلیز (چوکھٹ) بدل دیں۔ حضرت اسمٰعیل نے فرمایا۔ وہ میرے والد بزرگوار تھے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ سے علیحدگی اختیار کر لوں' پس تو اپنے گھر چلی جا' پس حضرت اسمٰعیل نے اس کو طلاق دے دی اور اس قبیلے

الحَجرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فقامَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الحِجَارَةَ وَهُما يقُولانِ: رَبَّنا تقبَّلْ مِنَّا إنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. وفي روايةٍ: إنَّ إبْراهِيمَ خَرجَ بإسْماعِيلَ وأمِّ إسماعيلَ، مَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَاءٌ، فَجعلَتْ أُمُّ إسْمَاعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ، فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلى صَبِيِّهَا حتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ، ثُمَّ رَجعَ إبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِه، فاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءَ، نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ: يَا إبْرَاهِيمُ! إلى مَنْ تَتْرُكُنَا؟ قَالَ: إلى اللهِ، قَالَتْ: رَضِيتُ بِاللهِ، فَرَجَعَتْ، وَجعلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ، وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلى صَبِيِّهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الماءُ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أحَداً، قَالَ: فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ أَحَداً، فَلَمْ تُحِسَّ أَحَداً، فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِي، سَعَتْ، وَأَتَتِ المَرْوَةَ، وَفَعَلَتْ ذلكَ أَشْوَاطاً، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ ما فَعَلَ الصَّبِيُّ، فَذَهَبَتْ وَنَظَرَتْ، فَإذا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ لِلمَوْتِ، فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا. فقَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَداً، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ، فَلَمْ تُحِسَّ أَحَداً حَتَّى أَتَمَّتْ سَبْعاً، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ، فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ، فَقَالَتْ: أَغِثْ إنْ كانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَإِذَا جِبْرِيلُ ﷺ فَقَالَ بِعَقِبِه هٰكَذَا، وَغَمَزَ بِعَقِبِه عَلَى الأَرْضِ، فَانْبَثَقَ المَاءُ فَدَهِشَتْ أُمُّ إسْمَاعِيلَ، فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ ـ وذَكَرَ الحَدِيثَ بِطُولِه. رواه

کی کسی اور عورت سے شادی کر لی' پس حضرت ابراہیم' جب تک اللہ نے چاہا' کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد پھر ان کے پاس تشریف لائے' تو پھر اسمٰعیل کو گھر میں موجود نہ پایا' پس ان کی بیوی کے پاس آئے اور ان سے ان کی بابت پوچھا' تو اس نے بتلایا کہ وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش میں باہر گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا' تمہارا کیا حال ہے؟ اور اس سے ان کی گزران اور عام حالت کے بارے میں پوچھا۔ تو بیوی نے کہا' ہم خیریت سے ہیں اور فراخی میں ہیں اور اس نے اللہ کی حمد و ثناء کی۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا' تمہاری خوراک کیا ہے؟ اس نے کہا' گوشت۔ انہوں نے پوچھا' پیتے کیا ہو؟ اس نے کہا' پانی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا' اے اللہ! ان کے لئے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ اس وقت ان کے لئے کوئی غلہ نہیں ہوتا تھا' اگر وہ ہوتا تو ابراہیم اس کی بابت بھی ان کے لئے (برکت کی) دعاء فرما دیتے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ مکے کے سوا کسی اور جگہ' کوئی شخص صرف ان دو چیزوں (گوشت اور پانی) پر گزارہ کرے تو اسے موافق نہیں آئیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم (دوسری مرتبہ) آئے' تو پوچھا' اسمٰعیل کہاں ہیں؟ تو ان کی بیوی نے کہا' شکار کرنے گئے ہیں۔ پھر ان کی بیوی نے کہا۔ آپ تشریف کیوں نہیں رکھتے؟ کھائیں پئیں؟ انہوں نے پوچھا' تمہارا کھانا پینا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا' ہمیں کھانے کو گوشت اور پینے کو پانی میسر ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اے اللہ! ان کے کھانے اور پینے میں برکت عطا فرما۔ راوی حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا کہ (مکے میں ان چیزوں کی فراوانی) حضرت ابراہیم کی دعاء (کا نتیجہ) ہے۔ حضرت

البخاري بهذهِ الروايات كلها. «الدَّوْحَةُ»: الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ، قولهُ: «قَفَّى» أيْ: وَلَّى وَ«الجَرِيُّ»: الرسول. وَ«أَلفى» معناه: وَجَدَ. قَوْلُهُ: «يَنْشغُ» أَيْ: يَشْهقُ.

ابراہیم نے فرمایا' جب تمہارا خاوند آئے' تو انہیں سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ اپنے دروازے کی دہلیز کو برقرار رکھیں۔ پس جب حضرت اسمٰعیل آئے تو پوچھا' کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اس نے کہا' ہاں۔ ایک خوب شکل بزرگ آئے تھے' بیوی نے حضرت ابراہیم کی تعریف کی' انہوں نے مجھ سے آپ کی بابت پوچھا تو میں نے انہیں بتلایا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا' ہماری گزر اوقات کیسی ہے؟ تو میں نے بتلایا' ہم بہت اچھی حالت میں ہیں۔ حضرت اسمٰعیل نے پوچھا' انہوں نے کسی بات کی تلقین بھی کی؟ بیوی نے کہا۔ ہاں' وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور آپ کو حکم دیتے تھے کہ اپنے دروازے کی دہلیز کو برقرار رکھیں۔ حضرت اسمٰعیل نے فرمایا' وہ میرے والد تھے اور دہلیز سے مراد تو ہے' انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اپنے پاس ہی رکھوں۔ (اپنے سے علیحدہ نہ کروں) پھر جب تک اللہ نے چاہا' حضرت ابراہیم کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد پھر تشریف لائے اور اسمٰعیل زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر درست کر رہے تھے۔ پس جب اسمٰعیل نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہو کر ان کی طرف بڑھے' پھر وہی احترام و محبت کا معاملہ کیا جس طرح باپ اولاد کے ساتھ اور اولاد باپ کے ساتھ کرتی ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ اے اسمٰعیل! اللہ نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے' اسمٰعیل نے کہا' آپ کے رب نے آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے' وہ کریں۔ انہوں نے پوچھا' تو میری مدد کرے گا؟ انہوں نے کہا' میں آپ کی مدد کروں گا۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر تعمیر کروں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ فرمایا جو اردگرد کے حصوں سے بلند تھا۔ پس اسی وقت اس خاص گھر کی دیواریں اٹھائیں' اسمٰعیل پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور

ابراہیم اس سے تعمیر کرتے یہاں تک کہ جب دیواریں اونچی ہو گئیں' تو (مقام ابراہیم والا) پتھر لائے اور وہاں رکھا' پس ابراہیم اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے اور اسمٰعیل ان کو پتھر پکڑاتے جاتے۔ اور دونوں کی زبانوں پر یہ دعاء تھی "اے ہمارے رب' ہمارا یہ عمل قبول فرما' یقیناً تو بہت سننے والا اور جاننے والا ہے"۔

ایک اور روایت میں (واقعے کا ابتدائی حصہ اس طرح) ہے' کہ حضرت ابراہیم اسمٰعیل اور ان کی والدہ کو لے کر نکلے' ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا' جس میں پانی تھا' پس اسمٰعیل کی والدہ مشکیزے سے پانی پیتیں تو بچے کے لئے ان کی چھاتی میں دودھ خوب اترتا' یہاں تک کہ وہ مکہ آگئے۔ یہاں حضرت ابراہیم نے ان کو ایک بڑے درخت کے نیچے بٹھایا' پھر ابراہیم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ گئے' تو اسمٰعیل کی والدہ بھی ان کے پیچھے چلتی رہیں' یہاں تک کہ جب وہ کداء جگہ پر پہنچے تو حضرت ہاجرہ نے ان کو پیچھے سے آواز دی' اے ابراہیم! ہمیں کس کے سپرد کر کے چھوڑ چلے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ کے' والدۂ اسمٰعیل نے کہا' میں اللہ کے سپرد کئے جانے پر راضی ہوں اور واپس چلی گئیں اور مشکیزے سے پانی پیتی رہیں اور بچے کے لئے ان کی چھاتی میں دودھ اترتا رہا۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا' تو (دل میں) کہا' میں (ادھر ادھر) جاؤں اور دیکھوں تو شاید کوئی آدمی نظر آجائے۔ راوی نے بیان کیا' پس وہ گئیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں اور خوب نظر دوڑائی کہ کیا کوئی نظر آتا ہے؟ لیکن کوئی نظر نہیں آیا' (پھر نیچے اتریں) پس جب اتر گئیں تو دوڑیں اور مروہ پہاڑی پر چڑھ گئیں۔ اس طرح کئی چکر لگائے' (یعنی دونوں پہاڑوں کے درمیان) پھر (دل میں) کہا' میں جا کر بچے کو تو دیکھوں' اس نے کیا کیا؟ (یعنی اس کا کیا حال ہے؟)

پس گئیں اور دیکھا تو وہ اسی حال میں تھا گویا کہ وہ زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے' پس ان کے نفس نے قرار نہیں پکڑا (یعنی اور زیادہ بے چین ہو گیا) اور سوچا' کاش! میں (پھر) جاؤں اور دیکھوں' شاید کسی کو پا لوں۔ پس وہ پھر گئیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئیں اور خوب دیکھا' لیکن کوئی نظر نہیں آیا' یہاں تک کہ سات چکر پورے کر لئے۔ پھر سوچا' کہ جاؤں اور بچے کو دیکھوں کہ اس کا کیا حال ہے؟ وہاں آئیں تو اچانک ایک آواز کان میں پڑی۔ تو انہوں نے کہا' اگر تیرے پاس کوئی بھلائی ہے تو مدد کر' پس وہاں جبریل علیہ السلام موجود تھے' انہوں نے اپنی ایڑی زمین پر ماری' پس زمین سے پانی پھوٹ پڑا' جسے دیکھ کر حضرت اسمٰعیل کی والدہ حیرت زدہ ہو گئیں اور اپنی ہتھیلیوں سے پانی سمیٹ کر مشکیزے میں ڈالنے لگیں اور راوی نے حدیث پوری تفصیل سے بیان کی۔ یہ ساری روایات امام بخاری نے بیان کی ہیں۔

الدوحہ۔ بڑا درخت۔ قفی' پیٹھ پھیر کر جانا۔ الجری' قاصد۔ الفی' پایا۔ ینشغ' سانس کا اوپر نیچے ہونا' جیسے زندگی کے آخری لمحات میں ہوتا ہے' (بعض نے اس کے معنی بے ہوشی بھی کئے ہیں)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الأنبياء، باب يزفون: النسلان في المشى.

فوائد: اس میں ایک تو صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے تاریخی پس منظر کی وضاحت ہے کہ حج و عمرہ کا یہ رکن حضرت ہاجرہ کے اس واقعے کی یادگار کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے' کیونکہ انہوں نے محض اللہ کی رضاء کے لئے اللہ کے حکم پر اپنے شیر خوار بچے سمیت ایسی بے آب و گیاہ سرزمین پر رہنا قبول کر لیا تھا' جہاں کسی انسان) کا نام و نشان تھا نہ کھانے پینے کا کوئی بندوبست۔ اللہ نے اس کا حسن صلہ یہ عطا فرمایا کہ ایک تو ان کے لئے زمزم کا چشمہ جاری فرما دیا' جو وقتی طور پر ان کے لئے چشمۂ آبِ حیات ثابت ہوا اور اس کا فیض عام اب تک جاری ہے۔ دوسرے' صفاء و مروہ کے درمیان ان کی بے تابانہ دوڑ کو حج اور عمرے کا رکن بنا دیا تا کہ ہر حاجی اور معتمر اس کو دہرائے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ (۲) خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کے ہاتھوں سے ہوئی۔ (۳) ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا پسندیدہ

اور اس کے برعکس طرز عمل ناپسندیدہ ہے۔ (۴) رضائے الٰہی سے بے اعتنائی پر اگر باپ اپنے بیٹے کو بیوی کی بابت کہے کہ اسے طلاق دے دے تو بیٹے کو باپ کی اطاعت کرتے ہوئے ناشکری بیوی کو اپنے سے جدا کر دینا چاہئے۔

۱۸۷۰ ۔ وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ» متفقٌ عليه.

۱۸۷۰/۶۱۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھنبی من کی قسم سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفاء ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الطب، باب المن شفاء للعين ـ وصحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب فضل الكمأة....

فوائد: من اور سلویٰ' یہ وہ کھانا ہے جو بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا تھا۔ سلویٰ بٹیریا چڑیا کی طرح کا ایک پرندہ تھا جسے ذبح کر کے کھا لیتے تھے۔ من' بعض کے نزدیک ترنجبین ہے یا اوس جو درخت یا پتھر پر گرتی' شہد کی طرح میٹھی ہوتی اور خشک ہو کر گوند کی طرح ہو جاتی۔ بعض کے نزدیک شہد یا میٹھا پانی ہے (تفسیر احسن البیان) کھنبی من کی قسم سے ہے' کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کو وہ کھانا بلا دقت بہم پہنچ جاتا تھا' اسی طرح کھنبی بغیر کسی کے بونے کے پیدا ہو جاتی ہے۔ (تفسیر احسن التفاسیر) کھنبی کا پانی آنکھ کی بعض بیماریوں کے لئے شفاء ہے' یہ طب نبوی ﷺ کا ایک نسخہ ہے اور یقیناً صحیح ہے۔

۱۹ ۔ کِتَابُ الإِسْتِغْفَارِ

۳۷۱ ۔ بَابُ الإِسْتِغْفَارِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالَی: ﴿وَٱسْتَغْفِرْ لِذَنۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَـٰتِ﴾ [محمد: ۱۹]. وَقَالَ تَعَالَی: ﴿وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [النساء: ۱۰٦]. وَقَالَ تَعَالَی: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا﴾ [النصر: ۳]. وقَالَ تَعَالَی: ﴿لِلَّذِينَ ٱتَّقَوْا۟ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّـٰتٌ تَجْرِى﴾ إِلَی قَولِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَٱلْمُسْتَغْفِرِينَ بِٱلْأَسْحَارِ﴾ [آل عمران: ۱۵-۱۷]. وقال تَعَالَی: ﴿وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ [النساء: ۱۱۰]. وقال تَعَالَی: ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ ٱللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ [الأنفال: ۳۳]. وقالَ تَعَالَی: ﴿وَٱلَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا۟ فَـٰحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا۟ ٱللَّهَ فَٱسْتَغْفَرُوا۟ لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ ٱلذُّنُوبَ إِلَّا ٱللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا۟ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا۟ وَهُمْ

۳۷۱ ۔ بخشش طلب کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آپ بخشش مانگئے اپنی لغزش کے لئے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے۔

نیز فرمایا: اللہ سے بخشش مانگئے' بے شک اللہ تعالی بہت بخشنے والا' نہایت مہربان ہے۔

اور فرمایا: پس اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ' اس کی پاکیزگی بیان کریں اور اس سے بخشش مانگیں' وہ خوب توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اور فرمایا: پرہیز گار لوگوں کے لئے' ان کے رب کے پاس باغات ہیں (اللہ تعالیٰ کے اس قول تک) اور رات کے آخری پہر میں استغفار کرنے والے ہیں۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے' پھر اللہ سے بخشش طلب کرے' تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا' نہایت مہربان پائے گا۔

نیز فرمایا: اور اللہ تعالیٰ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب دینے والا نہیں ہے اور (اسی طرح) اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا جب کہ وہ بخشش مانگنے والے ہوں۔

يَعْلَمُونَ﴾ [آل عمران: ١٣٥] والآيات في الباب كثيرة مَعْلُومة.

اور فرمایا: اور وہ لوگ جب کسی برائی کا ارتکاب کر لیتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے ہیں' تو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں اور وہ اپنے کیے پر جانتے ہوئے اصرار نہیں کرتے۔

اور اس موضوع پر بکثرت آیات ہیں اور مشہور ہیں۔

١٨٧١ ـ وَعَنِ الأَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لأَسْتَغْفِرُ اللهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ» رَوَاهُ مُسْلِم.

١ / ١٨٧١ - حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرے دل پر بھی (بعض دفعہ) پردہ سا آجاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه.

فوائد: غین اور غیم' ہم معنی ہیں' بادل کا چھا جانا۔ مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے' لیکن کسی وقت کثرت ہجوم یا عوارض بشری کے تحت دل پر سہو و غفلت کا پردہ بھی پڑ جاتا' یہ کیفیت اگرچہ بالکل عارضی اور لمحہ گزراں کی طرح ہوتی' لیکن پھر بھی آپ جس مقام رفیع پر فائز تھے' اتنی سی غفلت بھی آپ کو بہت بڑی محسوس ہوتی اور اسے اپنی کوتاہی گردان کر اللہ سے استغفار کرتے۔ اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے کہ ہم کثرت ذنوب و معاصی کے باوجود اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے اور اس سے استغفار نہیں کرتے' جب کہ ہمارے پیغمبر مغفور ہونے کے باوجود کثرت سے استغفار کرتے۔ ﷺ

١٨٧٢ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «واللهِ! إِنِّي لأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً» رَوَاهُ البخاري.

٢ / ١٨٧٢ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار کرتا اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب استغفار النبي ﷺ في اليوم والليلة.

١٨٧٣ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا، لَذَهَبَ اللهُ تَعَالَى بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللهَ تَعَالَى فَيَغْفِرُ لَهُمْ» رواه مسلم.

٣ / ١٨٧٣ - سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو' تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے' ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ سے استغفار کریں گے' پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبة.

فوائد: اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کو گناہ کا ارتکاب کرنا پسند ہے' بلکہ اس انداز بیان سے اصل مقصد توبہ و استغفار کی اہمیت کو واضح کرنا ہے۔ کیونکہ گناہ تو ہر انسان سے ہوتا ہے' کوئی انسان گناہوں سے پاک یا محفوظ نہیں۔ لیکن اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو گناہ کر کے اس پر اڑتے نہیں ہیں' بلکہ توبہ و استغفار کا اہتمام کرتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہیں۔ توبہ و استغفار سے بندے کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوتا ہے' اس لئے یہ بہت پسندیدہ عمل ہے۔

١٨٧٤ ـ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي المَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ» رواه أبو داود، والترمذي وقال: حديث صحيح.

۴/ ۱۸۷۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو ایک مجلس میں سو مرتبہ (یہ استغفار کہتے ہوئے) شمار کرتے۔ اے اللہ مجھے بخش دے' مجھ پر رجوع فرما' بے شک تو بہت رجوع فرمانے والا' نہایت مہربان ہے۔ (ابو داؤد' ترمذی' امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستغفار ـ وسنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في ما يقول إذا رأى مبتلى.

فوائد: اس سے دعاء کا ایک ادب یہ معلوم ہوا کہ دعاء کے مطابق اللہ کے صفاتی نام استعمال کئے جائیں' جیسے توبہ و استغفار میں اس کی صفت توابیت اور صفت غفوری و رحیمی کا اور دنیا کے معاملات میں اس کے جواد کریم اور معطی وغیرہ ہونے کا ذکر کیا جائے۔

١٨٧٥ ـ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَزِمَ الاسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجاً، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجاً، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ» رَوَاهُ أبو داود.

۵/ ۱۸۷۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص استغفار کی پابندی کرے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا اور ہر غم سے اسے نجات عطا کرتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ (ابو داؤد)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستغفار.

فوائد: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ دیکھئے 'الاحادیث الضعیفہ' ج ۲/ ۱۴۲۔ رقم ۷۰۵

١٨٧٦ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الحَيَّ الْقَيُّومَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ

۶/ ۱۸۷۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہ کہے' میں اس اللہ سے بخشش مانگتا ہوں' جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ زندہ اور نگران ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

مِنَ الزَّحْفِ» رواه أبو داود والترمذي والحاكِمُ، وَقَالَ: حَدِيثٌ صحيحٌ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ اس نے جہاد سے بھاگنے کا ارتکاب کیا ہو۔

(ابو داوٗد' ترمذی' حاکم' امام حاکم نے کہا' یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے)

تخريج: سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب الاستغفار ـ وسنن ترمذي، أبواب الصلاة، والمستدرك ١/ ٥١١.

فوائد: بخاری و مسلم کی شرط پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم کے راویوں سے ہو اور اس میں ان شرطوں کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہو جو امام بخاری و امام مسلم نے ملحوظ رکھی ہیں۔

١٨٧٧ ـ وَعَن شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سَيِّدُ الاسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ بِذَنْبِي؛ فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ. مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِناً بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ» رواه البخاري.

«أَبُوءُ» بباءٍ مَضمومَةٍ ثُمَّ واوٍ وهمزةٍ ممدودةٍ، وَمَعْنَاهُ: أُقِرُّ وَأَعْتَرِفُ.

۷/ ۱۸۷۷۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بندے کا یہ کہنا سید الاستغفار (استغفار کا سردار) ہے۔ اے اللہ' تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اور میں اپنے کئے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں' پس تو مجھے معاف کر دے' بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ جو شخص یہ کلمات استغفار دن میں دل کے یقین کے ساتھ پڑھے اور شام ہونے سے پہلے اسے موت آجائے' تو وہ جنتی ہے اور جو اسے یقین کے ساتھ رات کو پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آجائے' تو وہ جنتی ہے۔ (بخاری)

ابوء' باء پر پیش' پھر واؤ اور ہمزہ ممدودہ۔ اس کے معنی ہیں میں اقرار کرتا ہوں اور اعتراف کرتا ہوں۔

تخریج: صحیح بخاری' کتاب الحیض' باب ترک الحائض الصوم میں بھی یہ روایت تھوڑے سے الفاظ کے ردو بدل کے ساتھ ہے۔

فوائد: اس میں استغفار کے کچھ آداب بیان کئے گئے ہیں' مثلاً اللہ کی ذات و صفات پر کامل اعتماد و یقین۔ اللہ کی

نعمتوں کا اقرار و اعتراف اور اس کے مقابلے میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف اور بارگاہ الٰہی میں عجز و نیاز کا اظہار وغیرہ۔ یہ دعاء ان تمام باتوں کو جامع ہے' اس لئے اسے استغفار کا سید (سردار) قرار دیا گیا۔

١٨٧٨ ـ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إذا انْصَرَفَ مِنْ صَلاتِهِ، اسْتَغْفَرَ اللهَ ثَلاثاً وَقَالَ: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ، تَبَارَكْتَ يا ذَا الجَلالِ والإكْرَامِ» قِيلَ لِلأوزاعِيِّ ـ وهُوَ أَحَدُ رُوَاتِهِ ـ: كَيْفَ الاسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللهَ، أَسْتَغْفِرُ اللهَ. رواه مسلم.

٨ / ١٨٧٨ ـ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (سلام پھیر کر) اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعاء پڑھتے' اے اللہ تو سلام ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔ اے عزت و جلالت کے مالک' تو بڑی برکتوں والا ہے۔ امام اوزاعی۔ حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی۔ سے پوچھا گیا' آپؐ استغفار کیسے کرتے؟ انہوں نے کہا' آپ فرماتے تھے' استغفر اللہ' استغفر اللہ' میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ.

فوائد: سلام پھیرنے کے فوراً بعد مذکورہ دعاء پڑھنا مسنون عمل ہے۔ اس مسنون دعاء کو چھوڑ کر لا الہ الا اللہ کا ورد یا صلاۃ و سلام وغیرہ پڑھنا اور وہ بھی بہ آواز بلند' سنت رسولؐ سے انحراف ہے' اسی کو بدعت کہا جاتا ہے' جس میں ثواب کی بجائے سخت گناہ ہے' کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے جس کا نتیجہ جہنم ہے۔ اعاذنا اللہ منہ

١٨٧٩ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ مَوْتِهِ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللهَ، وَأَتُوبُ إِلَيْهِ» متفقٌ عليه.

٩ / ١٨٧٩ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے قبل یہ کلمات کثرت سے پڑھتے تھے' اے اللہ' میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں' تیری خوبیوں کے ساتھ' میں تجھ سے معافی کا طلب گار ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: صحیح بخاري، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ: ﴿إذا جاء نصر الله...﴾ - وصحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یقال في الرکوع والسجود.

فوائد: ویسے تو ہر وقت اور ہر دم ہی توبہ و استغفار کا اہتمام ضروری اور بہتر ہے لیکن زندگی کے آخری ایام میں تو بالخصوص اس کی بہت ضرورت ہے اور اس طرح نبی ﷺ کی سنت پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔

١٨٨٠ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ

١٠ / ١٨٨٠ ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید وابستہ رکھے گا' تو تو جس حالت پر بھی

وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي، غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئاً، لأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً» رواه الترمذي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. «عَنَانَ السَّمَاءِ» بِفَتْحِ العَيْنِ: قِيلَ: هُوَ السَّحَابُ، وَقِيلَ: هُوَ مَا عَنَّ لَكَ مِنْهَا، أَيْ: ظَهَرَ، وَ«قُرَابُ الأَرْضِ» بِضَمِّ القَافِ، وَرُوِيَ بِكَسْرِهَا، وَالضَّمُّ أَشْهَرُ، وَهُوَ مَا يُقَارِبُ مَلأَهَا.

ہو گا میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں‘ پھر تو مجھ سے معافی طلب کرے‘ تو میں تجھے بخش دوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا‘ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہوں کے ساتھ میرے پاس آئے‘ پھر تو مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو‘ تو میں بھی اتنی مغفرت کے ساتھ تجھے ملوں گا جس سے زمین بھر جائے۔ (ترمذی‘ حسن)

عنان السماء‘ عین پر زبر۔ بعض کے نزدیک اس کے معنی بادل کے ہیں اور بعض کے نزدیک‘ جو ظاہر ہو۔ (جیسے آسمان کی طرف دیکھنے سے آسمان ظاہر نظر آتا ہے)۔ قراب‘ قاف پر پیش ہے اور اس کے نیچے زیر بھی مروی ہے‘ تاہم پیش مشہور ہے۔ اس کے معنی ہیں‘ جو زمین کے بھرنے کے بقدر ہو۔

تخريج: سنن ترمذي، أبواب الدعوات، باب غفران الذنوب مهما عظمت.

فوائد: اس میں گناہ گاروں کے لئے خوش خبری ہے۔ لیکن کون سے گناہ گار؟ جو گناہوں پر اصرار نہیں کرتے اور سچے دل سے توبہ کر کے اللہ سے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ گناہ کتنے بھی زیادہ ہوں‘ اللہ کی مغفرت و رحمت اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ لیکن شرط وہی ہے جو قرآن نے بیان کی ہے‘ کہ وہ گناہ پر اصرار نہ کریں۔ کیونکہ اصرار کے ساتھ توبہ و استغفار ایک بے معنی عمل ہے۔ جب انسان نے گناہ چھوڑا ہی نہیں ہے‘ بلکہ وہ مسلسل اس کا ارتکاب کر رہا ہے تو اس کی بابت اللہ سے یہ کہنا کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے‘ ایک عجیب بات ہے‘ بلکہ اللہ سے مذاق ہے۔ اس لئے ان احادیث سے یہ سمجھ لینا کہ محض زبان سے استغفر اللہ پڑھ لینے سے ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف ہو جائے گا‘ نادانی ہے۔ کیونکہ استغفر اللہ پڑھنا‘ توبہ نہیں ہے‘ صرف ایک درخواست اور دعاء ہے‘ جسے اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے مطابق رد یا قبول فرماتا ہے۔ جب کہ توبہ یہ ہے کہ انسان‘ گناہ کے ارتکاب سے باز آجائے‘ پھر اس پر بارگاہ الٰہی میں ندامت کا اظہار کرے اور دل میں یہ عزم رکھے کہ آئندہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کروں گا‘ اس قسم کی سچی توبہ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے اور کوئی اور مانع نہ ہو تو اس کی مغفرت یقینی ہے۔ ہر کبیرہ گناہ کی معافی کے لئے خالص توبہ ضروری ہے۔ البتہ صغیرہ گناہ‘ توبہ کئے بغیر بھی‘ دوسری نیکیوں کی وجہ سے معاف ہو جاتے ہیں‘ جیسے وضوء سے‘ نماز سے‘ صدقہ و خیرات سے اور دیگر اعمال خیر سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

١٨٨١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ

١٨٨١/ ١١۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ مِنَ الاسْتِغْفَارِ؛ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ» قَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: مَا لَنَا أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: «تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ العَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ» قَالَتْ: مَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ والدِّينِ؟ قَالَ: «شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَتَمْكُثُ الأَيَّامَ لا تُصَلِّي» رواه مسلم.

ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے عورتوں کی جماعت' صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو' اس لئے کہ میں نے جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی ہے' تو ان میں سے ایک عورت نے کہا' یا رسول اللہ! ہم عورتوں کے زیادہ جہنمی ہونے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آجانے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اس نے پوچھا' ہمارے اندر عقل اور دین کی کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ نقصان عقل تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے' (پس یہ عقل کی کمی کی دلیل ہے) اور (حیض و نفاس) کے دنوں میں وہ نماز نہیں پڑھتی (رمضان میں روزہ نہیں رکھتی یہ نقصان دین ہے)۔ (مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم - وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب نقصان الإيمان بنقص الطاعات.

فوائد: اس حدیث میں عورت کی ایک فطری کمی' نقصان عقل' بیان کی گئی ہے۔ یعنی مرد کے مقابلے میں اس کے اندر عقل کی کمی ہے' اسی کا لحاظ کرتے ہوئے شریعت نے عورت کی گواہی کو مرد کی گواہی کے مقابلے میں آدھا قرار دیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے عورت مرد کے مقابلے میں جسمانی اعتبار سے کمزور اور نازک ہے اور اسی جسمانی نزاکت کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے اسے کسب معاش کی ذمے داریوں سے فارغ رکھا ہے' کیونکہ اس کے لئے اسے گھر سے باہر نکل کر جدوجہد کرنی پڑتی' جو اس کی جسمانی نزاکت اور دیگر مقاصد شریعت کے خلاف بات تھی۔ آج کل کی جدید تعلیم یافتہ عورت' جو دین اسلام کی تعلیمات سے بالعموم بے بہرہ ہے' وہ ان دونوں حقیقتوں کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حالانکہ یہ دونوں حقیقتیں ایسی ہیں جن سے مجال انکار نہیں۔ مغرب میں' جو مساوات مرد و زن کا سب سے بڑا علم بردار ہے' سو سالہ جدوجہد کے بعد بھی عورت مرد کے مساوی درجے پر فائز نہیں ہو سکی۔ وہاں آج بھی تمام کلیدی عہدوں پر مردوں ہی کا قبضہ ہے' ان کی تمام اہم ملکی و بین الاقوامی پالیسیاں مرد ہی بناتے ہیں اور ان کے تمام ضروری معاملات میں مردوں ہی کا عمل دخل ہے۔ عورت کو انہوں نے صرف اپنے ذوق بوالہوسی کی تسکین کے لئے سیکرٹری شپ اور سٹینو گرافی اور مزدوروں کی سطح تک ہی محدود رکھا ہوا ہے۔ صد سالہ جدوجہد کے بعد بھی مغرب میں عورت کی یہ حالت زار اس بات کی دلیل ہے کہ عورت چاہے تسلیم نہ کرے' وہ فطری طور پر عقلی اور جسمانی اعتبار سے مرد سے کم تر ہے۔ اس لئے اس کی

عزت اسی میں ہے کہ اسلام نے اس کی فطری کمزوری کے پیش نظر اس کا جو دائرہ عمل' گھر کی چار دیواری' تجویز کیا ہے' وہ اسے قبول کرے اور اپنی سرگرمیوں کا دائرہ اسی فطری حد کے اندر محدود رکھے۔ اس سے تجاوز کر کے وہ اپنی نسوانی عظمت و وقار سے بھی محروم ہو جائے گی' جیسا کہ آج مغرب کی عورت محروم ہو چکی ہے اور وہاں اس کا وجود ع

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

کا آئینہ دار ہے۔ (۲) عورتوں کو کثرت سے استغفار اور صدقہ کرنے کے علاوہ' خاوندوں کی ناشکری اور غیبت و بدگوئی اور لعن طعن سے بھی اجتناب کرنا چاہئے' تاکہ وہ جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

٣٧٢ ـ بَابُ مَا أَعَدَّ اللهُ تَعَالَى لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ

۳۷۲۔ ان چیزوں کا بیان جو اللہ نے مومنوں کے لئے جنت میں تیار کی ہیں۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿ إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ٱدْخُلُوهَا بِسَلَٰمٍ ءَامِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَٰنًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَٰبِلِينَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴾ [الحجر: ٤٥ ـ ٤٨].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک پرہیز گار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) ان میں امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور جو بغض و کینہ (ایک دوسرے کے بارے میں) ان کے سینوں میں ہو گا' وہ ہم نکال دیں گے' وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان میں ان کو کوئی تھکاوٹ نہیں ہو گی' نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ يَٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ ٱلْيَوْمَ وَلَآ أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا۟ مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ أَنتُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ ٱلْأَنفُسُ وَتَلَذُّ ٱلْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ ٱلْجَنَّةُ ٱلَّتِيٓ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَٰكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴾ [الزخرف: ٦٨ ـ ٧٣].

نیز فرمایا: اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف ہو گا' نہ تم غمگین ہو گے' وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے (ان سے کہا جائے گا) تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ' تمہارے لئے سامان مسرت بہم پہنچا دیئے گئے ہیں۔ ان پر سونے کی رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں وہ ہو گا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جن کو دیکھ کر وہ لذت و مسرت محسوس کریں گے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں تمہارے عملوں کے بدلے میں وارث بنایا گیا ہے' تمہارے لئے اس میں میووں کی فراوانی ہو گی جن میں سے تم کھاؤ گے۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ إِنَّ ٱلْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ

اور فرمایا: بے شک پرہیزگار لوگ امن کی جگہ' باغات

أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَٰبِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَٰكِهَةٍ ءَامِنِينَ ﴿٥٥﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا ٱلْمَوْتَ إِلَّا ٱلْمَوْتَةَ ٱلْأُولَىٰ ۖ وَوَقَىٰهُمْ عَذَابَ ٱلْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾ [الدخان: ٥١-٥٧].

اور چشموں میں ہوں گے' اس میں وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے' آمنے سامنے بیٹھیں ہوں گے اور اسی طرح رہیں گے' ہم ان کی شادی موٹی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے' اس میں وہ ہر قسم کے پھل امن و اطمینان سے منگوائیں گے' وہاں موت کا مزہ نہیں چکھیں گے' سوائے اس موت کے جس کا مزہ وہ پہلی مرتبہ چکھ چکے ہوں گے' اللہ نے ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیا' تیرے رب کے فضل سے' یہی ہے کامیابی بڑی۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ ٱلنَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَٰمُهُۥ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ ٱلْمُتَنَٰفِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُۥ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا ٱلْمُقَرَّبُونَ﴾ [المطففين: ٢٢-٢٨]. والآياتُ فِي البَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے' تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے' تو ان کے چہروں پر آرام و راحت کی ترو تازگی اور رونق و بہجت محسوس کرے گا' ان کو سربمہر (خالص) شراب پلائی جائے گی' جس پر مشک کی مہر ہو گی (یا اس کے آخر میں تلچھٹ کی بجائے کستوری ہو گی) اور یہی وہ چیز ہے جس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہئے اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہو گی' یہ وہ چشمہ ہے جس سے بندگان مقرب پئیں گے۔

١٨٨٢ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَأْكُلُ أَهْلُ الجَنَّةِ فِيهَا، وَيَشْرَبُونَ، وَلا يَتَغَوَّطُونَ، وَلا يَمْتَخِطُونَ، وَلا يَبُولُونَ؛ وَلَكِنْ طَعَامُهُمْ ذَلِكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ المِسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّكْبِيرَ، كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ». رواه مسلم.

١/ ١٨٨٢ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جنتی' جنت میں کھائیں گے' پئیں گے' لیکن ان کو قضائے حاجت کی ضرورت ہو گی' نہ ناک سے ریزش نکلے گی' نہ وہ پیشاب کریں گے پس ان کا یہ کھانا ایک ڈکار ہو گا (یعنی ڈکار سے ہضم ہو جائے گا) مشک کے پسینے کی مانند (یعنی ڈکار بھی خوش گوار ہو گی۔ یا پسینہ مشک کی طرح ہو گا) ان کے اندر تسبیح و تکبیر (کا ورد) اس طرح ڈال دیا جائے گا جیسے سانس ان کے اندر ڈالا جائے گا۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب في صفات الجنة وأهلها.

فوائد: کستوری کے پسینے کی مانند ڈکار کا مطلب یہ ہے' کہ کھانے کے بعد' دنیا کی طرح' طبیعت بوجھل نہیں ہو

گی' جس سے کھٹی ڈکاریں آتی ہیں' بلکہ ایسی ڈکار آئے گی جس میں خوشبو ہو گی اور ڈکار کے ساتھ ہی کھایا پیا ہضم ہو جائے گا اور بول و براز کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی اور اللہ کی تسبیح و تکبیر کا ورد ان کی زبانوں پر' ادنیٰ سی مشقت اور تکلیف کے بغیر' اس طرح جاری ہو گا' جیسے سانس کی آمد و رفت میں انسان کو کوئی تکلیف ہوتی ہے نہ اس کے لئے کسی اہتمام کی ضرورت ہی پڑتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جنتیوں کا کھانا نہایت ہی لطیف قسم کا ہو گا' جس سے ایسا فضلہ بھی نہیں بنے گا جس سے کراہت آتی ہے' بلکہ مشک کی طرح اس سے نہایت پاکیزہ خوشبو پیدا ہو گی۔

(۲) اہل جنت اللہ کے ذکر سے لذت یاب ہوں گے اور ذکر الٰہی ان کی زبانوں پر ایسے جاری ہو گا جیسے انسان کے بدن میں سانس ہوتا ہے۔

١٨٨٣ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴾ [السجدة: ١٧]» متفقٌ عَلَيْهِ.

۲ / ۱۸۸۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا ہے اور (اس کی تصدیق کے لئے) اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ "کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے عملوں کے بدلے میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے؟"۔ (الم السجدہ' ۱۷۔) (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة، وكتاب التفسير، تفسير سورة السجدة ـ وصحيح مسلم، أوائل كتاب الجنة.

فوائد: جنت کی نعمتوں کے بارے میں حدیث قدسی بیان کی گئی ہے جس کی تصدیق قرآن کریم کی آیت مذکور سے بھی ہوتی ہے۔

١٨٨٤ ـ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً: لَا يَبُولُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَتْفُلُونَ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الأَلُوَّةُ ـ عُودُ الطِّيبِ ـ أَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ،

۳ / ۱۸۸۴۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا' ان کے چہرے اس طرح (چمکتے) ہوں گے جیسے چودہویں رات کا چاند ہوتا ہے' پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کے چہرے' آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے' وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ' وہ نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سنکیں گے' ان کی کنگھیاں سونے کی' ان کا پسینہ' کستوری (کی طرح

عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعاً فِي السَّمَاءِ» متفقٌ عليه. وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: «آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُم المِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِما مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ، وَلَا تَبَاغُضَ: قُلُوبُهُمْ قَلْبُ وَاحِدٍ، يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا». قَوْلُهُ: «عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ» رواهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الخَاءِ وَإِسْكَانِ اللَّامِ، وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِما، وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ.

خوشبودار) ہو گا اور ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لئے) خوشبو دار لکڑی ہو گی' ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی' سب ایک ہی آدمی کی ساخت پر اپنے باپ آدم کی شکل و صورت پر ہوں گے' بلندی (قد) میں وہ ساٹھ (ساٹھ) ہاتھ ہوں گے (جیسے حضرت آدم تھے)۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں ہے۔ ان کے برتن اس میں سونے کے ہوں گے' ان کا پسینہ کستوری (کی طرح خوشبودار) ہو گا' ان میں سے ہر ایک کے لئے دو بیویاں ہوں گی (وہ اتنی حسین ہوں گی کہ) حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے پیچھے سے نظر آئے گا' ان کے درمیان کوئی اختلاف ہو گا نہ باہم بغض و عناد' ان کے دل ایسے ہوں گے جیسے ایک آدمی کا دل ہے' وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے۔

علی خلق رجل واحد (ایک ہی آدمی کی ساخت (پیدائش) پر) خاء پر زبر اور لام ساکن اور بعض نے خلق (خاء اور لام دونوں پر پیش کے ساتھ) بھی پڑھا ہے' یعنی سب کا اخلاق ایک آدمی کی طرح ہو گا اور یہ دونوں صحیح ہیں (یعنی مفہوم کے اعتبار سے)۔

تخریج: بخاری، بدء الخلق، باب صفة الجنة ـ مسلم، فی صفات الجنة، باب ۷، ۸.

فوائد: یعنی اہل جنت شکل و صورت اور قد کاٹھ میں ایک جیسے ہی ہوں گے' ایسا نہیں ہو گا کہ کوئی دراز قد ہو تو کوئی کوتاہ قد۔ کوئی خوب صورت ہو تو کوئی بدصورت' کوئی کالا ہو تو کوئی گورا۔ یا بعض کے نزدیک خلق کے مفہوم کے اعتبار سے' سب ایک ہی اخلاق و کردار کے حامل ہوں گے اور وہ اخلاق و کردار کا اعلیٰ ترین نمونہ ہو گا' ان میں کوئی بھی بد خلق اور بدکردار نہیں ہو گا۔ (۲) ہر جنتی کو دو بیویاں جو ملیں گی' تو یہ حورعین میں سے ہوں گی یا ان کے علاوہ دنیا کی عام عورتوں میں سے؟ زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حورعین سمیت ہر جنتی کو شہید کے سوا' صرف دو بیویاں ملیں گی۔ کیونکہ ہر جنتی کو ۷۲ حوریں ملنے والی روایت سنداً ضعیف ہے۔ البتہ ترمذی کی ایک روایت میں' جسے صحیح کہا گیا ہے' شہید کے لئے ۷۲ حوروں کا ذکر ہے۔ (ترمذی' ابواب فضائل الجهاد' باب ماجاء ای الناس افضل) تاہم وفیہ ما تشتهیه الانفس کے تحت عام جنتیوں کے لئے بھی دو سے زیادہ بیویاں ممکن ہیں۔ (۳) حور' حوراء کی جمع ہے' سرخ و سفید' حوراء اس لئے کہا جاتا ہے کہ نظریں ان کے حسن و

جمال دیکھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گی۔ عین' عیناء کی جمع ہے موٹی آنکھوں والی' جیسے ہرن کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ ان کے حسن جمال کی بابت ایک اور روایت میں ہے اگر ان میں سے ایک عورت اہل زمین کی طرف جھانک لے تو آسمان و زمین کے درمیان کا سارا حصہ چمک اٹھے اور خوشبو سے بھر جائے اور اس کے سر کا دوپٹہ اتنا قیمتی ہو گا کہ وہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری' کتاب الجہاد' باب الحور العین)

١٨٨٥ ـ وَعَنِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَأَلَ مُوسَى ﷺ رَبَّهُ: مَا أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، فَيُقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ، وَأَخَذُوا أَخَذَاتِهِمْ؟ فَيُقَالُ لَهُ: أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مَلِكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ، فَيَقُولُ: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ، فَيَقُولُ فِي الخَامِسَةِ: رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ: هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ، وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ. فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ، قَالَ: رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: أُولٰئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ؛ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي، وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا، فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ» رَوَاهُ مُسْلِم.

۴ / ۱۸۸۵۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا۔ جنتیوں میں سے سب سے کم تر درجے کا آدمی کیسا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ یہ وہ آدمی ہو گا جو تمام جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا' تو اس کو کہا جائے گا' جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا' اے میرے رب میں کیسے داخل ہوں جب کہ لوگ اپنے درجات میں رہائش پذیر اور اپنے حصوں پر قابض ہو چکے ہیں؟ تو اس کو کہا جائے گا' کیا تو اس بات کو پسند نہیں کرتا ہے کہ تجھے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی ایک بادشاہ کی مثل بادشاہی دے دی جائے؟ وہ کہے گا' اے میرے رب! میں اس پر راضی ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تیرے لئے وہ بادشاہی ہے اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور اس کی مثل اور۔ پس پانچویں مرتبہ میں وہ کہے گا' اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ تیرے لئے ہے اور اس کی مثل دس گنا اور۔ اور (اس کے علاوہ) تیرے لئے وہ بھی جس کو تیرا نفس چاہے اور جس کو دیکھ کر تجھے لذت حاصل ہو۔ پس وہ کہے گا' اے میرے رب میں راضی ہو گیا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا' جنتیوں میں سب سے اعلیٰ درجے والا کیسا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میری مراد ہیں' میں نے ان کی عزت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے لگایا اور اس پر مہر لگا دی (تاکہ اسے ان کے علاوہ کوئی اور نہ دیکھ سکے) پس اسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا' کسی

کان نے نہیں سنا' اور کسی انسان کے دل میں اس کا خیال نہیں گزرا۔ (مسلم)

تخریج: صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أھل الجنة منزلة فیھا.

فوائد: اس میں ادنیٰ ترین جنتی پر جو اللہ کا فضل و کرم اور اس کا انعام ہو گا' اس کی تفصیل ہے اور اعلیٰ ترین درجے پر فائز جنتی کے لئے جو عزت و توقیر اور انعام و اکرام کی فراوانی ہو گی' اسے اللہ نے یہ فرما کر کہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا...... اس کی بے پناہی کی طرف اشارہ فرما دیا۔

١٨٨٦ ـ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجاً مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولاً الْجَنَّةَ، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْواً؛ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلأَى، فَيَرْجِعُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُها ملأَى، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلأَى، فَيَرْجِعُ. فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! وَجَدْتُهَا مَلأَى، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا، أَوْ: إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ بِي، أَوْ تَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ» قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَكَانَ يَقُولُ: «ذٰلِكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵ / ۱۸۸۶ ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' یقیناً میں اس شخص کو جانتا ہوں جو جہنمیوں میں سے سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور جنتیوں میں سے سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا۔ یہ شخص چوتڑوں کے بل گھسٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا' تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا' جا جنت میں داخل ہو جا' پس وہ جنت میں آئے گا تو اس کے دل میں یہ بات آئے گی کہ وہ تو بھری ہوئی ہے' پس وہ لوٹ کر آئے گا اور کہے گا' اے میرے رب' میں نے تو اسے بھرا ہوا پایا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا' جا جنت میں داخل ہو جا' پس وہ (پھر) جنت میں آئے گا' تو اس کے دل میں یہ بات آئے گی کہ وہ تو بھری ہوئی ہے' پس پھر لوٹ کر جائے گا اور عرض کرے گا کہ اے رب! میں نے تو اسے بھرا ہوا پایا ہے' اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا' جا جنت میں داخل ہو جا' تیرے لئے دنیا کے برابر اور اس سے مزید دس گنا جنت کا حصہ ہے یا (فرمائے گا) تیرے لئے دنیا کی دس مثل حصہ ہے۔ پس وہ کہے گا' کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے؟ یا میرے ساتھ ہنسی کرتا ہے حالانکہ تو تو بادشاہ ہے (ہنسی مذاق تیرے شایان شان ہی نہیں) راوی نے بیان کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اتنے ہنسے کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پس آپ فرماتے تھے' یہ سب سے ادنیٰ درجے کا جنتی ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار ـ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب آخر أهل النار خروجا.

فوائد: نبی ﷺ کی عام عادت صرف مسکرانا تھا' لیکن ادنیٰ ترین جنتی پر اللہ کے فضل و کرم کی بے پایانی پر آپ کو اس طرح بے اختیار ہنسی آئی کہ آپ کی داڑھیں یا آخری دانت تک نظر آنے لگے۔ اس ادنیٰ ترین جنتی کو بھی جنت کی نعمتیں اور دیگر چیزیں اتنی تعداد میں ملیں گی کہ وہ دنیا کی دس مثل ہوں گی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جنت کے اعلیٰ مراتب حاصل کرنے والوں پر اللہ کا انعام و اکرام کتنا ہو گا؟ اور ان کو کتنا کچھ حاصل ہو گا؟ جعلنا اللہ منہم

١٨٨٧ ـ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُّونَ مِيلاً. لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ، يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضاً». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

«المِيلُ»: سِتَّةُ آلافِ ذِرَاعٍ.

۶/ ۱۸۸۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' مومن کے لئے جنت میں ایک جوف دار موتی کا خیمہ ہو گا' جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہو گی' اس میں مومن کے کئی گھر والے ہوں گے' مومن ان پر گھومے گا تو ان کا بعض دوسرے بعض کو نہیں دیکھ سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

المیل۔ چھ ہزار ہاتھ کا ہے۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب صفة خيام الجنة.

فوائد: جوف دار کا مطلب' درمیان سے وہ خالی ہو گا۔ یہ خیمہ' عالی شان محلات کے علاوہ ہو گا۔ ممکن ہے باہر سیر و تفریح کے مقامات پر یہ طویل و عریض خیمے اہل جنت کو ملیں۔ اس سے بھی جنت کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

١٨٨٨ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا» مُتَّفَقٌ عَلَيهِ.

وَرَوَيَاهُ فِي «الصَّحِيحَيْنِ» أَيْضاً مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: «يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا».

۷/ ۱۸۸۸۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ تضمیر شدہ' تیز رفتار گھوڑے کا سوار بھی اس پر سو سال چلے' تب بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

اور بخاری و مسلم میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اس میں آپؐ نے فرمایا کہ ایک گھڑ سوار اس کے سائے میں سو سال بھی چلے تو اس کا سایہ ختم نہیں ہو گا۔

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب صفة الجنة والنار.

فوائد: تضمیر شدہ' گھوڑا وہ ہوتا ہے جسے پہلے خوراک دے کر فربہ کیا جاتا ہے' پھر بتدریج اس کی خوراک میں کمی کر کے اس کے وزن کو کم کیا جاتا ہے' ایسا گھوڑا' دوسرے گھوڑوں کے مقابلے میں طاقت ور اور زیادہ تیز رفتار ہوتا ہے۔ درخت کے سائے سے مراد اس کی شاخیں ہیں کیونکہ جنت میں سورج اور گرمی نہیں ہوگی۔ اس میں جنت کے درختوں کے طول و عرض اور ان کی وسعت کا بیان ہے۔ اللہ کی قدرت سے یہ بعید نہیں ہے۔

١٨٨٩ ـ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! تِلْكَ مَنَازِلُ الأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ؟ قَالَ: «بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٨ / ١٨٨٩ ـ سابق راوی ہی سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جنتی' اپنے سے بلند تر درجے والے بالا نشینوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم مشرق یا مغرب کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو۔ یہ فرق ان کے درمیان باہم فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ' یہ بلند مراتب تو انبیاء علیہم السلام ہی کو حاصل ہوں گے' دوسرے لوگ تو ان تک نہیں پہنچ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا۔ کیوں نہیں' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' (یہ بلند درجات ان لوگوں کو بھی حاصل ہوں گے جو) اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے پیغمبر کی تصدیق کی۔

(بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب صفة الجنة والنار.

فوائد: جنت میں اہل ایمان اپنے ایمان و تقویٰ میں تفاوت کے اعتبار سے درجات میں بھی کم و بیش ہوں گے۔ حتیٰ کہ بہت سے اہل ایمان انبیاء علیہم السلام کے سے مراتب پر بھی فائز ہوں گے۔ جعلنا الله منهم

١٨٩٠ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٩ / ١٨٩٠ ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جنت میں ایک کمان کی مقدار کے برابر جگہ' اس تمام جہان سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا یا ڈوبتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة، وكتاب التفسير، تفسير سورة الواقعة. یہ روایت مسلم میں نہیں ملی۔

فوائد: اس میں جنت کی فضیلت کا بیان ہے کہ جنت میں چند انچ جگہ دنیا بھر کی جگہ سے بہتر ہے' کیونکہ دنیا تو فنا ہو جانے والی ہے جب کہ جنت کو فنا و زوال نہیں۔

١٨٩١ ـ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

١٠ / ١٨٩١ ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُوقاً يَأْتُونَهَا كُلَّ جُمْعَةٍ. فَتَهُبُّ رِيحُ الشَّمَالِ، فَتَحْثُو فِي وُجُوهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ، فَيَزْدَادُونَ حُسْناً وَجَمَالاً، فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ، وَقَد ازْدَادُوا حُسْناً وَجَمَالاً، فَيَقُول لَهُمْ أَهْلُوهُمْ: وَاللهِ! لَقَدِ ازْدَدتُمْ حُسْناً وَجَمَالاً فَيَقُولُونَ: وَأَنْتُمْ وَاللهِ! لَقَد ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْناً وَجَمَالاً» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہو گا جس میں لوگ ہر جمعے کو آیا کریں گے' پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بکھیر دے گی' جس سے ان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جائے گا' پس جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آئیں گے' جب کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہو گا تو ان سے ان کے گھر والے کہیں گے' اللہ کی قسم' تم تو پہلے سے زیادہ حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو' تو وہ کہیں گے اور تم بھی اللہ کی قسم' ہمارے بعد حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو۔ (مسلم)

تخریج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب في سوق الجنة.

فوائد: بازار سے مراد اجتماع گاہ ہے' جہاں بازار کی طرح ہر چیز میسر ہو گی اور بلا قیمت ہو گی۔ اسی طرح جمعے سے مراد یعنی جمعے کی بقدر ہر ہفتے کے بعد لوگ جمع ہوا کریں گے' کیونکہ وہاں سورج ہو گا نہ رات دن کا یہ سلسلہ۔ یہ بھی جنت کی ایک امتیازی نعمت ہو گی کہ مردوں اور ان کی بیویوں کا حسن و جمال بڑھتا ہی رہے گا جس سے ان کے مابین محبت و تعلق خاطر میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔ دنیا کی طرح نہیں ہو گا کہ عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ حسن و جمال ماند پڑتا جاتا ہے' حتیٰ کہ بڑھاپے میں دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے جنسی کشش کھو بیٹھتے ہیں۔

١٨٩٢ ـ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ» متفقٌ عَلَيْهِ.

۱۱/ ۱۸۹۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جنتی جنت میں بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستارے کو دیکھتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب ترائي أهل الجنة...

فوائد: اس سے قبل رقم ۱۸۸۹ میں حدیث گزری ہے' اس میں بالا خانوں میں مقیم جنتیوں کے دیکھنے کا ذکر ہے' اس میں بجائے خود بالا خانوں کے دیکھنے کا ذکر ہے' لیکن یہ ایک دوسرے کے لئے لازم ملزوم ہے۔ اس لئے اس کا مفہوم یہ ہو گا کہ بالا خانوں سے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔

١٨٩٣ ـ وَعَنْهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِساً وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتَّى انْتَهَى، ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ:

۱۲/ ۱۸۹۳۔ سابق راوی ہی سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی ایک ایسی مجلس میں حاضر تھا۔ جس میں آپ نے جنت کا تذکرہ فرمایا' یہاں تک کہ آپ فارغ ہو

«فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ» ثُمَّ قَرَأَ ﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ ٱلْمَضَاجِعِ ﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ﴾. رواه البخاري.

گئے۔ پھر آپ نے اپنی گفتگو کے آخر میں فرمایا' اس میں ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا گزر ہوا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ان کے پہلو' بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ اللہ کے اس قول تک۔ پس کوئی نفس نہیں جانتا جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ (بخاری)

تخريج: جامع الأصول.

جامع الاصول کے حاشیے میں ہے کہ یہ روایت حضرت سھل بن سعد کی حدیث سے ہمیں بخاری میں نہیں ملی۔ شیخ عبدالغنی نابلسی نے اسے "ذخائر المواریث" میں ذکر کیاہے اور صرف مسلم کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ چنانچہ مسلم میں "كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها" کے شروع میں روایت موجود ہے۔

فوائد: جنت کی ایسی نعمتوں کی طرف' جس کا ذکر نبی ﷺ نے فرمایا' قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں بھی اشارہ ہے' اسی لئے کہتے ہیں کہ حدیث قرآن کی شرح ہے اور ایسی شرح ہے کہ اس کے بغیر قرآن کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

١٨٩٤ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا، فَلَا تَمُوتُوا أَبَداً، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا، فَلَا تَسْقَمُوا أَبَداً، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَداً، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا، فَلَا تَبْأَسُوا أَبَداً» رواهُ مُسْلِم.

۱۳ / ۱۸۹۴۔ حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ تمہارے لئے اب زندگی ہی زندگی ہے' تم کبھی موت سے ہمکنار نہیں ہو گے اور یہ بھی کہ تم صحت مند رہو گے' کبھی بیمار نہیں ہو گے اور یہ کہ تم جوان رہو گے' کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور یہ کہ تمہارے لئے راحت ہی راحت ہے' تمہیں کبھی تکلیف نہیں آئے گی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الجنة، باب دوام نعيم أهل الجنة.

فوائد: دنیا میں انسان' جب تک اس کی زندگی ہے' زندہ تو رہتا ہے۔ لیکن یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ زندگی کب ختم ہو جائے گی؟ صحت مند سے صحت مند انسان بھی اس خطرے کی زد میں رہتا ہے کہ پتہ نہیں کب کوئی بیماری اس پر حملہ کر دے۔ اسی طرح جوانی کو قرار نہیں' وہ بڑھاپے میں تبدیل ہو جاتی ہے' راحت و آرام کا بھروسہ نہیں کہ انسان کب اس سے محروم ہو جائے اور کلفتوں اور تکلیفوں میں گھر جائے۔ غرض دنیا کی کسی چیز کو ثبات و دوام نہیں۔ جب کہ جنت میں ہر چیز زوال و فنا سے محفوظ ہو گی۔ زندگی ہو گی' موت نہیں۔ صحت ہو گی' بیماری

نہیں، جوانی ہوگی، بڑھاپا نہیں، راحت و آسائش ہوگی، دکھ اور تکلیف نہیں۔

١٨٩٥ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَدْنَى مَقْعَدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ: تَمَنَّ، فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى، فَيَقُولُ لَهُ: هَلْ تَمَنَّيْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُولُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَّيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۴/ ۱۸۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ادنیٰ جنتی کا یہ مرتبہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا، آرزو کر، پس وہ آرزو کرے گا، پھر آرزو کرے گا (کہ میرے لئے فلاں چیز ہو، فلاں چیز ہو، وغیرہ) اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا۔ تو نے اپنی ساری آرزوؤں کا اظہار کر دیا ہے؟ وہ کہے گا، ہاں۔ پس اللہ اس سے کہے گا، تیرے لئے جو کچھ تو نے آرزو کی ہے، وہ بھی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل اور بھی۔ (مسلم)

تخريج: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية.

١٨٩٦ ـ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! فَيَقُولُونَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبَّنَا! وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَداً مِنْ خَلْقِكَ! فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَداً». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵/ ۱۸۹۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا، اے جنتیو! وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں، تمام خیر و سعادت تیرے ہاتھوں میں ہے۔ پس اللہ کہے گا، تم راضی ہو؟ وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم بھلا راضی کیوں نہ ہوں جب کہ تو نے ہمیں ان نعمتوں سے نوازا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی افضل چیز نہ دوں؟ تو وہ کہیں گے، اس سے افضل کون سی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں تم پر اپنی رضا مندی نازل کرتا ہوں، اب اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار ـ وصحيح مسلم، كتاب الجنة، باب إحلال الرضوان على أهل الجنة.

فوائد: اللہ کی طرف سے رضا مندی کا اعلان گویا جنت کی تمام نعمتوں سے افضل ہوگا۔

١٨٩٧ ـ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقَالَ: «إِنَّكُمْ

۱۶/ ۱۸۹۷۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا

سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَاناً كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَتِهِ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور فرمایا۔ تم یقیناً (جنت میں) اپنے رب کو واضح طور پر ایسے ہی دیکھو گے جیسے تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو' اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی (جیسے بھیڑ میں ہوتی ہے)۔ (بخاری و مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة العصر، وباب فضل صلاة الفجر ـ وصحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر.

فوائد: یعنی جس طرح چاند کے دیکھنے میں کوئی ازدحام نہیں ہوتا' کوئی کشمکش نہیں ہوتی' کسی کو معمولی سی زحمت بھی اٹھانی نہیں پڑتی۔ بالکل اسی طرح جنت میں اہل جنت بھی بیک وقت اپنے رب کا دیدار کریں گے' اس میں انہیں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دیدار کس طرح ہو گا؟ ہم اس کی بابت کوئی تمثیل یا تشبیہ بیان نہیں کر سکتے' لیس کمثله شئی (الشوریٰ' ۱۱) کیونکہ اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔ البتہ یہ دیدار دنیا میں' دنیوی آنکھوں سے نہیں ہو سکتا' کیونکہ یہ آنکھیں فانی ہیں' جو اللہ کے دیدار کی متحمل نہیں ہو سکتیں۔ اسی لئے علمائے محققین نے بیان کیا ہے کہ معراج کے موقعے پر نبی ﷺ نے اللہ کا دیدار نہیں کیا' بلکہ اللہ نے وحی کے ذریعے سے ہی اپنے احکام انہیں دیئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بھی اس کی مؤید ہے۔ البتہ جنت میں یہ دیدار اس لئے ممکن ہو جائے گا کہ وہاں جس طرح ہر چیز غیر فانی ہو گی' اسی طرح اہل جنت کو جو آنکھیں ملیں گی' وہ بھی غیر فانی ہوں گی اور ان میں اللہ کے مشاہدے اور دیدار کی طاقت ہو گی۔

١٨٩٨ ـ وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئاً أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا. أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيَكْشِفُ الْحِجَابَ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئاً أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷ / ۱۸۹۸۔ حضرت صہیب بنالٹنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب جنتی' جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا تم کسی اور چیز کی خواہش رکھتے ہو کہ میں تمہیں مزید عطا کروں؟ تو وہ کہیں گے' کیا تونے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا تونے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے نجات نہیں دی؟ پس اللہ تعالیٰ پردہ ہٹا دے گا (اور جنتی اپنے رب کا دیدار کریں گے) پس وہ کوئی چیز ایسی نہیں دیئے گئے ہوں گے جو انہیں اپنے رب کے دیکھنے سے زیادہ محبوب ہو۔ (مسلم)

تخريج: صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين ربهم في الآخرة.

فوائد: اس میں بھی آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کا اثبات ہے۔ البتہ یہ دیدار جنت میں ہو گا' جس سے صرف اہل ایمان مشرف ہوں گے اور یہ شرف و اعزاز' جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہو گا۔ یہ مسئلہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے۔ وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة (سورۃ القیامہ' ۲۲'۲۳) "اس دن کئی چہرے

ترو تازہ ہوں گے' اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے" اسی لئے اہل سنت کے ہاں یہ عقیدہ متفقہ ہے' کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جنت میں اہل ایمان اپنے رب کا مشاہدہ کریں گے۔ البتہ خوارج' معتزلہ اور جھمیہ و مرجیہ وغیرہ گمراہ فرقے اس کو نہیں مانتے۔ اپنے گمراہ عقیدے کی وجہ سے یہ لوگ جنت میں بھی نہیں جائیں گے' اس لئے واقعی اس عقیدے کے حامل لوگ آخرت میں بھی دیدار الٰہی سے محروم رہیں گے۔ کلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون (سورۂ مطففین' ۱۵) "بے شک یہ لوگ اس دن اپنے رب کے (دیدار سے) محروم رہیں گے" اور اہل سنت اپنے عقیدے کے مطابق جنت میں جا کر اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔ ونسال الله تعالى ان نكون منهم

امام نوویؒ نے اس حدیث پر اپنی کتاب ریاض الصالحین کو ختم فرما کر حسن خاتمہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ مؤلف مرحوم (امام نوویؒ) کی طرح' اس کے مترجم و محشی اور اس کے ناشر و طابع اور دیگر معاونین بھی حسن خاتمہ سے بہرہ ور ہو کر جنت میں دیدار الٰہی سے حظ اندوز ہوں گے ع

این دعاء از من' و از جملہ جہاں آمین باد

قال الله تعالَى: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَنِهِمْ تَجْرِى مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَرُ فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوَنَهُمْ فِيهَا سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَمٌ وَءَاخِرُ دَعْوَنَهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ ﴾ [يونس: ۹، ۱۰].

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے' ان کو ان کا رب (جنت کا) راستہ دکھائے گا جن کے نیچے' نعمت والے باغوں میں' نہریں جاری ہوں گی' ان کی پکار اس میں سبحنك اللهم ہو گی' اور ان کی آپس کی ملاقات' سلام (کے ساتھ) ہو گی اور ان کی آخری پکار ہو گی کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

فائدۂ آیت: امام نوویؒ نے سب سے آخر میں' حدیث مذکور کی طرح' آیت بھی وہ درج کی ہے جس میں اہل ایمان کے لئے' جو عمل صالح سے آراستہ ہوں گے' جنت کی خوش خبری ہے۔ اس میں بھی گویا حسن خاتمہ کی طرف اشارہ اور اس کی دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے حق میں یہ دعاء قبول فرمائے اور حسن خاتمہ کی سعادت سے نوازے۔

الْحَمْدُ للهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس (کام) کی ہدایت دی' اگر اللہ ہمیں اس کی ہدایت نہ دیتا تو ہم خود اس کو اختیار کرنے والے نہ ہوتے۔ اے اللہ! اپنے بندے اور رسول' نبی امی محمد (ﷺ) آپ کی آل' ازواج اور اولاد پر رحمت نازل فرما۔ جیسے تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر رحمت نازل فرمائی اور نبی امی محمد (ﷺ) اور آپ کی آل' ازواج اور اولاد پر

برکت نازل فرما' جیسے تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر جہانوں میں برکت نازل فرمائی' بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔

قَالَ مُؤَلِّفُهُ يحيى النَّوَوِيُّ غَفَرَ اللهُ لَهُ: «فَرَغْتُ مِنْهُ يَوْمَ الاثْنَيْنِ رَابِعَ عَشَرَ رَمَضَانَ سَنَةَ سَبْعِينَ وَسِتِّمِائَةٍ بِدِمَشْقَ»

اس کے مؤلف (امام نوویؒ) نے' اللہ ان کی مغفرت فرمائے' فرمایا۔ میں اس کتاب کی تالیف سے بروز پیر' ۱۴ رمضان المبارک ۶۷۰ ہجری میں بمقام دمشق فارغ ہوا۔

راقم آثم صلاح الدین یوسف عرض کرتا ہے کہ وہ اس کتاب کے ترجمے' تخریج اور فوائد کے کام سے ۳۰ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ' ۱۷ جولائی ۱۹۹۶ء کو فارغ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور راقم کی اور اس کے ناشر جناب عبدالمالک مجاہد اور دیگر معاونین کی نجات کا ذریعہ بنائے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھا کر صحیح معنوں میں اپنے اخلاق و کردار کی اصلاح کریں۔ احادیث کا یہ گلدستہ یقیناً اس لائق ہے کہ ہر مسلمان اسے پڑھے اور اپنے کو حسن عمل اور حسن کردار کے زیور سے آراستہ کرے۔ وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون۔

والحمدللہ اولا وآخرا